بعون صانع بیچون و مکین بیمکان و فضل خلاق زمین و زمان

کلیات انشا خان

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنا ہر رب کریم یہاں تیری ہین ہر ایک یہ مبتلا
کہ اگر الست بربکم تو ابھی سکہے تو کہین بلی

ہوس جمال حبیب ہو تجھے سمجھ کے چھپے دلا تو کلیم وش
نہ وہ لن ترانی او وہ ہرکی سن ارنی ہر کہنی پہ جی جلا

وہ جو محو مست نظارہ ہین ہی آہ پہر کہین ہین وہ
کہ اوسی تجلی نور سے ہمین مثل طور دیا جلا

یہ مجلا بھر لی تو دمی دو سہ جام بادہ نور وہ
کہ نہ سو جھی مشکل یہین ساقیا مجھی کچھ جہان کا بڑ بھلا

بروان ساقی کوثرا خمسم کو پیر مغان ہلا
سبھی اہل وجد کو می پلا کی تو شیخ و شباب کو دی صلا

یہ جو کہتی کعبہ مین ہی نقطہ یہ غلط ہی محض اسی نمط
جدہر آنکھ اوٹھا کی نظر کرون نظر آ ہی مجھکو وہ برملا

تجھی انشا اور تو کیا کہون دو جہان مین کوئی ہی طرف ہر
جو خدا کے نور سے پرہنو کہ محال وہ ہر مین ہی خلا

در نعت و منقبت

اہی عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھا لا
قم خند بیدی و فقک اللہ تعالے

ہی تجھکو جنون کی قسم اہی جذبہ محبت
اوس نور تجلی کی جھلک مجھکو جھکا لا

اتنا تو بہرا اوادی وحشت مین کہ میری
ہی پاہی نظر مین بھی پڑا اشک سی چھالا

سوجھی ہی سجھے عالم اخلاق کے نزل ۞
الفت نے تو تقیید کے جھگڑی سی نکالا

ہر چند کہ عاصی ہون پر امت مین ہون اُسکے
جسکا ہے قدم عرش معلی سے بھی بالا

ق

مولا ہی جہان رہبر عشاق محمدؐ ۞
سب عقدۂ مشکل کا مرے کھولنی والا

امید مجھی ساقی کوثر سے ہے جس کے
ہی جام تو لائے مرا نشۂ دوبالا

قنبر کو کرے حکم کہ جلدی سے خبر لے
انشا ہے غلام ون مین مرے اوسکو چھڑالا

زنہار نہ پہوچی کہین آسیب جہنم
اولاد نبیؐ کی اوسے سایہ مین بلا لا

سب اوسکی تصدق سی حسینؑ ابن علی کے
بخشا کے غفور اپنی سے تو جرم و خطا لا

ایضاً

لاہوت پہ نہ دیکھین جو قدسیان تماشا
سو ہمکو ہے دکھاتا عشق بتان تماشا

ٹک سیجیے چشم و لسی یہان سیر میکدہ کے
ہے گا عجب مزے کا پیر مغان تماشا

جسنے سنے یہ میرے اشعار جوش ہو بولا
نام خدا ہے تو کچھ اے نوجوان تماشا

اللہ رے فصاحت اللہ رے بلاغت
ایسا کہان جھمکڑا ایسا کہان تماشا

شوخی ادا سو ایسی جوش و خروش اتنا
بندش دھوان سو جیسے اور طرز بیان تماشا

دیوان سینکڑون ہین ہمنے تو دیکھے لیکن
اونمین نظر پڑا کب پایا جو یہان تماشا

کیا خوب واہ ماشاء اللہ ہے عجب کچھ
دیوان میر انشا اللہ خان تماشا

کیون شہر چھوڑ عابد غار جبل مین بیٹھا
تو ڈھونڈھتا ہی جسکو ہی وہ بغل مین بیٹھا

دلمین سما رہا ہے یون داغ عشق اپنی
جسطرح کوئی بھونرا ہو وہی کنول مین بیٹھا

ق

سب یار تیری دم کا ہی یہ شمار جو مین
یہان ایک پل مین اوٹھا اور ایک پل مین بیٹھا

تار نفس تو ہی ہاتھ اسی بار مجھکو تونے
کھینچا تو پل مین اوٹھا چھوڑا تو پل مین بیٹھا

رحمت خدا کی انشا صد آفرین کہ تجھسے
ہر ایک قافیہ کیا گرم اس غزل مین بیٹھا

کچھ یہ مجھی کو یون نہین اوسکی ہمین ڈھونڈلیا
غنچے بھی جیب سے فق ہوئے سارے چمن نے ڈھونڈلیا

نالہ بھرا جو یاد مین سینے نے شمیم یار کے
غنچین گلونکی چھٹ گئین بوی سمن نی غش کیا

میری تمہاری رابطے دیکھی سہم تو رشک سے
گل تو پچھاڑ کھا گرا اوسکی دمن نے غش کیا

مینی ڈوپٹہ جب ترا آنکھون سی اپنی مل لیا
اوسکی شمیم ناز سے باد مین نے غش کیا

اچھے غزل پڑہ اور ایک انشا بدل کے بحر اب
سنتے ہی تیری گفتگو اہل سخن نے غش کیا

مجھے بیخودی جو کچھ لگی تو لپٹ کی یار نی غش کیا
سو کچھ ایسی ڈھب سے کہ تو کہی ابھی آبہار نی غش کیا

گھڑی ایک مین جو جھمک سٹی تو کہا زبان سی ہی اجی
اری لوگو جلد لیسی وو ڈر لو مری بیقرار نے غش کیا

ابھی سیر گل کو یہ آیا تھا اسی ہمنے خوب ہنسایا تھا
کسی اور ہی کا یہ سایہ تھا کہ ہماری پیارے نے غش کیا

یہ بہار لالہ کو کچھ کہ ہمہ بمری آنکھون دیکھ رہا تھا جب
تبھی ہم تو سمجھی تھی اسکی اب دل داغدار نی غش کیا

مری دلمین نیل سا پڑ گیا مری جیسی چین بچھڑ گیا
مری بھاوین باغ اوجڑ گیا مری جان نثار نی غش کیا

اری بید مشک وگلاب وو نہ گلاب ہو وہی تو آب دو
غرض اب جو ہو سو شتاب دو کہ امیدوار نی غش کیا

مجھے جہاں تک پھر تو ہو سر نگون لگی کہنی ہاہی کیا کرون
اری کچھ تو بول کہ مین سنون تجھے کس خمار نی غش کیا

تجھے دو دو یار نہو غشی یہ کچھ اس طرح سے ادا ہوئی
کہ یہ مینی جسکی سے عرض کے اسی دو دو یار نی غش کیا

غزل اور بحر مین انشا اب تو بدل کی قافیہ کوئی پڑہ
کہ جہان کے اہل سخن کو ہی تری اشتہار نے غش کیا

بیٹھے جو وجد مین یہان جیب کو پھاڑ غش کیا
کہتی ہین اوسنے بھی وہان مونہ کیواڑ غش کیا

سیر کنان جو گذری کل ریگ روان کی وضع پر
وادی قیس دیکھ کر ہمنے او جاڑ غش کیا

تم نہ ئی عیادت آئی زخمی تیر غمزہ نے
ہفت مین اپنی سینہ کے پہاڑ کے اوکھاڑ غش کیا

آہ کہ پھر سے کوہ کن سمجھے اوسکی دہیان مین
دیکھ کے سن پڑی ہوئی جھاڑ و پہاڑ غش کیا

کسکی یہ جہان تک تانک کی باس سما رہی ہی یہان
دل نے جرا و ہیں کو اڑکے تاڑ ڈڑار غش کیا

لی جو گئی نسیم صبح وادی نجد کی شمیم
شاہد حی نے ایکبار کہا کی پچھاڑ غش کیا

اور بھی ایک اب غزل انشا لکھ اور بحر مین
تیری ہی تو گفتگو کو خوب یارون نے تاڑ غش کیا

وہاں جھوٹ موٹ تمنے بناوٹ سی غش کیا ‏— ہم سچ مچ ایسی روے کہ یہاں چٹ سی غش کیا
دروازہ سی جو آپ نہ نکلے تو ہمنے آہ ‏— سر کو پٹک کے رات کو چوکھٹ سی غش کیا
ساقی نہیں صراحی مے کی کچھہ احتیاج ‏— آگی ہی ہمنے اسکی تو غٹ غٹ سی غش کیا
ہو کر دوچار بات وہ کیا کر سکے بھلا ‏— ہو جسنے پانو تلی تری آہٹ سی غش کیا
اتنی رچی ہوئی ہے یہ پردون مین کسکی باس ‏— یون ہمنے گرکے شب جو چھپرکھٹ سی غش کیا
ہوتی تھی دلکو یون تو سدا بیخودی ولی ‏— کچھہ اسنے آج اور ہی کروٹ سے غش کیا

انشا غزل جو طرح ہوئی ہی سو اب وہ پڑھ ‏— اوسکی تو خوب ہمنے سجاوٹ سے غش کیا

گلشن ہی پہ اوسکی صرف نہ بلبل نے غش کیا ‏— چٹ چٹ بلائین غنچون نے لین گل نے غش کیا
صحن چمن مین بسکہ گل و سنبل نڈھال سے ‏— یہان کسکی عاشق رخ و کاکل نے غش کیا
گیسو کی کسکی لٹ نظر آئی جو باغ مین ‏— مار سیاہ طرۂ سنبل نے غش کیا
چل نکلی خلطی مین یہ بطمی کہ اوسپہ رات ‏— سو بار کبک خندۂ قلقل نے غش کیا
عالم کو میری خانہ بدوشی کی سوچ سوچ ‏— خلوت مین صاحبان توکل نے غش کیا
ق تہہ خانہ کاظمین کے کچھہ زائرین کو ‏— میری ان آنسوؤنکی تسلسل نے غش کیا
روتا ہوا جو مین شط بغداد تک گیا ‏— وہانکی ہمہ ساکنان سر پل نے غش کیا

انشا بدلکی قافیہ ایک اور لکھہ غزل ‏— تیرے سخن پہ بلبل آمل نے غش کیا

تنہا نہ اوسکو دیکھہ کے محفل نے غش کیا ‏— اپنی بھی جان لوٹ ہوئی دل نے غش کیا
سوچ نسیم سرپہ اوڑاتی ہی آج خاک ‏— شاید کسی اسیر سلاسل نے غش کیا
صدقے مین اس جگر کے کشتہ کی نعش سے ‏— خون یہ چلا تو دیکھہ کی قاتل نے غش کیا
آیا جو میری گھر تو بناوٹ کو سوچیو ‏— رکھہ دلپہ ہاتھہ اوس بت قاتل نے غش کیا
مجنون پہونچ شتاب کہ آتی ہے نجد مین ‏— تنہا نشین پردۂ محمل نے غش کیا
دریا می معرفت کی تموج کی شان پہ ‏— معمورۂ خراب کی ساحل نے غش کیا

سر جھاڑ سو منہ بچھاڑ جو وحشت نظر پڑے — حضرت جنون سی مرشدِ کامل نی غش کیا

یہ تیسری غزل بھی بہ تبدیل قافیہ
انشا نی ایسی لکھی کہ بس دل نی غش کیا

گو اوسکی جھانک تانک پہ جس تس نی غش کیا — لیکن نہ اوسکو سوجھہ پڑی کس نی غش کیا

دیکھہ اوسکی گل چمن مین خماری وہ انکھڑیان — بی اختیار ہو گل نرگس نی غش کیا

بیٹھی ہین ہم تو دل کو مسوسی ہوی میان — تو جان اوسکو دی کہ تجہی جس نی غش کیا

آیا وہ خود فروش جو بازار حسن مین — سودی مین اوسکی سینکڑون مفلس نی غش کیا

گھائل کو تیری تہا تو افاقہ سا کچھہ و لے — پہر زخم سینہ ٹک جو لگا رسنی غش کیا

تیری مریض عشق کے تیوہر اگئی جو آنکھہ — اوسکی ہر ایک ہمدم و مونس نی غش کیا

دانتو نکی بیچ داب لی اونگلی وہ شوخ و شنگ — بولا جب اوسکی عاشقِ بیحس نی غش کیا

چپ چاپ کیا پڑا ہی نگر باہی بول بھی — ایسی جی کوئی جانی کہ سچ اسنی غش کیا

ایسی ہی وضع سے تو لکھہ اب چار مین غزل
انشا ترے سخن پہ تو مجلس نی غش کیا

ایسا ہی ایک رند سبو کش نی غش کیا — جسکی ادا پہ ساقی مہوش نی غش کیا

افشان رخ پہ اوسکی جو زلفین بکھر گئین — بل کھا ہر ایک مار منقش نی غش کیا

بکھرا ترا التہب مین دھوان دہار دیکھہ کر — ہر ایک پری کی ہیبس مین آتش نی غش کیا

تہا صید گشتہ کون وہ جسکی لہو کو سونگھہ — نتھنے پھلا پھلا تری اسپ ابرش نی غش کیا

اس پانچوین غزل کی نئی وضع سست دیکھہ
انشا سے شاعر ہر شخص نی غش کیا

ساقی کی انکھڑیون نی مجھے بادہ کش کیا — چونکا اوسکو دیکھہ کے نرگس نی غش کیا

غفلت تو آگئی تہی نشی مین ہمین و لے — چلتی تو پھر بھی شکوہ فرط عطش کیا

پنجہ اوٹھا کی پیار سے اونگلی اوٹھائی — صد شکر پانچ بوسونکو آج اوسنی شش کیا

تعویذ نقش سے جو نہ آیا تو اپنے ہاتھ — صفحہ پہ دلکی نام ترا منقش کیا

یہ لوٹنے کے جا ہی گدہی پہ سوار ہو
زاہد نے عزم کعبہ بایں ریش و غش کیا

انصاف تیری ہاتھ میاں خود و خدا
طرزِ سخن کو تو ہے مری سیج رش کیا

انشا اب اور بحر میں لکھ ایک غزل کہ یاں
جام سخن کا حق نے تجھے جرعہ بخش کیا

جس دم کہ تری محو تجلے کو غش آیا
لوگوں نے کہا حضرت موسی کو غش آیا

عکس رخ ساقی سے ہوا جام جو روشن
خورشید یہ کانپا کہ مسیحا کو غش آیا

دیکھا جو ہم آغوش ہیں اور تمہیں کل
بیخود ہو گرا وامق و عذرا کو غش آیا

کوچہ میں ترے آج جو ہے بھیڑ بہت سی
شاید کہ کسی عاشق رسوا کو غش آیا

نظارہ کی تاب اپنی نہ لایا نہ یہ دیکھو
دیکھ آئینہ اوس شوخ خود آرا کو غش آیا

جب وادی مجنوں سے چلا قافلہ آگے
بے ساختہ وہاں ناقۂ لیلا کو غش آیا

جس وقت وہ یوسف سے ہم آغوش تھی او سو
سنتے ہی ترا نام زلیخا کو غش آیا

بالیں پہ سمٹ کر کے جو لوگ آئے ہیں او
شاید تری بیمار تمنا کو غش آیا

گر نے نہ دیا اوسکو ملایک نے زمیں پر
جس دم ترے دردی کش صہبا کو غش آیا

ایک مست نے انجیل کے چھیڑے جو مقامات
بس سنتے ہی رہبان کلیسا کو غش آیا

بیخود ہو گرا بزم میں انشا تو وہ بولا
آنا کو غش آیا مرے مرزا کو غش آیا +

رہا ہے ہوش کچھ باقی اسی بھی اب بکھیڑی جا
یہی آہنگ اے مطرب پسر لک اور چھیڑی جا

مجھے اس درد میں لذت ہے اے جوش جنوں اچھا
سیے زخم جگر کے ہر گھڑی ٹانکی اودھیڑی جا

پڑے ہیں آشنا اپنی جو گرداب محبت میں
کنارے کب لگیں گے دیکھیے اون سبکی بیڑی جا

کہیں اے صبر جلدی بھاگ اپنی خیر چاہے تو
یہ دیکھ آئی ہیں فوج اشک کی ہم ہم دڑیڑی جا

سوال بوسہ سن کہنے لگا وہ شوخ غصہ ہو
بہت اچھا سمجھ لونگا بھلا تو مجھکو چھیڑی جا

وفور ہی سے حالت غش کے ہے انشا کو اے ساقی
شراب پہ لگا لی ہے کے دسئے مونھ پہ تر شڑی جا

خواص اعجاز عیسوی کیوں نہ رکھے ساقی ایاغ اپنا
کہ مثل خورشید چرخ چارم پہ اسکی گھری سے دماغ اپنا

خدا ہی جانے کدھر سدھارے شکیب و صبر و قرار و طاقت
ہر ایک اونہیں سے دیکھتی ہیں ہماری سینہ کو داغ اپنا

جو لوگ تشریف لے سدھارے عدم کو اونکی ملی خبر کیا
سنو اچنبھا کہ جیتے جی ہے ملا نہ ہمکو سراغ اپنا

شگوں کا اعتماد کیا ہے خموشی ہی یہ زبان درازی
ہماری رونی پہ مت ہنسا کر سنبھال موہنہ اے چراغ اپنا

نہ لوٹ الفت کی داغ کو اب نظر لگا مت کہیں تو انشا
ٹک اسپہ الحمد پھونک پڑھ کر کہ ہی یہ چشم و چراغ اپنا

دیکھنا جب مجھی کر شان یہ گالی دینا
کس سے تم سیکھے ہو ہر آن یہ گالی دینا

ق

اختلاط آپ سے اور مجھسے کہاں تکا ایسا
واہ جی جان نہ پہچان یہ گالی دینا

اب تو ناداں ہو سنا چاہو سو یاری کہہ لو
پر تمہیں ہوویگا نقصان یہ گالی دینا

آخرش ہوگی جوان پھر تو کسی بھاوے گا
چند روز اور ہی مہمان یہ گالی دینا

تہمت بوسہ عبث دیتی ہو منظور جو ہو
کرکے بیفایدہ بہتان یہ گالی دینا

دیکھیے دیجیے ہے عین سعادت اپنے
عاشقوں پہ تو ہی احسان یہ گالی دینا

تیری غصہ سے جو انشا ہو خفا ناحق ہے
ہاں تجھے چاہیے ناداں یہ گالی دینا

خیال کیجئے کہ آج کام مینے کیا +
جب اونے دی مجھی گالی سلام مینے کیا

کہا یہ صبر نے دل سے کہ لو خدا حافظ
حقوق بندگی اپنا تمام مینے کیا

جنوں یہ آپ کے دولت ہوا حصول مجھے
کہ ننگ و نام کو چھوڑا یہ نام مینے کیا

لگا یہ کہنے کہ خیر اختلاط کے خوبی
حوالے یار کے خالی جو جام مینے کیا

جھڑک کے کہنے لگے تک چلی بہت اب تم
کبھی جو بھول کے اونسے کلام مینے کیا

ق

کیا زبانی دل گر بیان کہ کہتا ہے
صنم کو اپنی غرض اب تو رام مینے کیا

کہیں نہ جانیو بہتان ہی یہ سب اوسپر
ہنسی کے واسطے یہ اتہام مینے کیا

تمہاری واسطے ٹک دلمیں اپنی غور کرو
کبھی کسی سے نہو جو مدام مینے کیا

مقیم کعبہ دل جب ہوا تو زاہد کو
روانہ جانب بیت الحرام مینے کیا

ہزا یہ دیکھی گا شیخ جی ترکی اوسکے
جہراد لکا بزم ہین کل احترام نہی کیا
عجب طرح کی غزی چاندنی ہین دیکھی رات
قرار جاکے جو بر پشت بام سینے کیا

ہو ہس یہ رہ گئی صبا نے پوچھنے نہ کہا
کہ آج سے تجھے انشا غلام میں نے کیا

غزل بطور میر سجاد

جھمکا جھمک کا تیری اس نمک کا
نہ لیتا جو مزکا تو تیتا بن کمک کا
شتر بے مہار اوسمین گفتار رہتے
دیا بوتے دانہ جوار اور مکا
بھلا اوسکی اوصاف کسئی بیان ہون
جو مسجود ہو وسے سما اور سمک کا
جنہی لات وعزا کی وہ لات سر پہ
کہ ہنکا شہور رعد کا اوس کہمک کا

یہ ہی میر سجاد کا طرز انشا
دیوانہ ہون مین تو غرض اس جہمک کا

پر توسی چاندنی کے ہی صحن باغ ٹھنڈا
پھولونکی سیج پر آکر دی چراغ ٹھنڈا
شفقت سے ہاتہ تو دہر ٹک لپیہ میری ہی
یہ آگ سا دہکتا سینہ کا داغ ٹھنڈا
می کی صراحی ایسی لا برف مین لگاکر
جسکی دہونین سے ہو وہی ساقی دماغ ٹھنڈا
تجنیس حسن دنی کی ہو جوش چشم یار ہو
ہمنے مدام پایا اوسکا او جاغ ٹھنڈا

ہین ایک شخص لاتے جس کے شراب انشا
دہو دیا گلاب سے تو کر رکھا ایاغ ٹھنڈا

اس بندہ کی جاہ دیکھیے گا
اور اوس کا نباہ دیکھیے گا
مین کیسی بنا تیا ہون تمسے
انشا اللہ دیکھیے گا
فوجین اشکون کی تل رہی ہین
یہ حشمت وجاہ دیکھیے گا
عاشق سمجھے جان کرتے ہین قتل
تقصیر وگناہ دیکھیے گا

انشا سے آپ اب خفا ہین
یون پھر کے نگاہ دیکھیے گا

جھوٹا نکلا قرار تیرا
اب کسکو ہے اعتبار تیرا

دلمین سو لاکھ چٹکیان لین
دیکھا بس ہمنے پیار تیرا

دم ناک مین آرہا تھا اپنے
تھا رات یہ انتظار تیرا

واللہ کہ کام آرہی گا
مجھ سا یکرنگ یار تیرا

کہ جب جہان تلک تو چاہے
میرا کیا اختیار تیرا

لپٹون ہون لگے ہے آپ اپنے
سمجھون ہون کہ ہے کنار تیرا

انشا سے نہ روٹھ مت خفا ہو
ہے بندہ جان نثار تیرا

ہی تیرا گال مال بوسہ کا
کیون نہ کیجے سوال بوسہ کا

موہنہ لگتے ہی موہنٹہ پر تیرے
پڑ گیا نقش لال بوسہ کا

زلف کہتی ہے اوسکی ٹھوڑی پر
ہمنے مارا ہے جال بوسہ کا

صبح رخسار اوسکی نیلے تھے
شب جو گذرا خیال بوسہ کا

انکھڑیان سرخ ہو گئین چپٹ سی
دیکھ لیجے کمال بوسہ کا

جان نکلی ہے او میان وہی ڈال
آج وعدہ نہ ٹال بوسہ کا

گالیان آپ شوق سے دیجے
رفع کیجے ملال بوسہ کا

ہے یہ تازہ شگوفہ اور سنو
پھول لایا نہال بوسہ کا

ق
عکس سے آئینہ مین کمتا ہے
کھینچ مت انفعال بوسہ کا

برگ گل سے جو چیز نازک ہو
وہان کہان احتمال بوسہ کا

دیکھ انشا نے کیا ہی قہر کیا
متصل یہ گال بوسہ کا

زلف کو تھا خیال بوسہ کا
خط نے لکھا سوال بوسہ کا

دوہرے ہونٹونکے زیرسایہ ہوا
سب قلمبند حال بوسہ کا

چشمک خال رخ نے صاف کہا
ہے تبسم یہ مال بوسہ کا

سبزۂ نو دمیدہ نے مارا / کسرۂ رخسار جال بوسہ کا
رہ گیا تیرے ٹھڑی پر باقی / اب مکان خال خال بوسہ کا
ہو غضب اپنے بال نوچ لیے / ہے یہ سارا وبال بوسہ کا

تیرے غصہ سے اب کوئی انشا
چھوڑتا ہے خیال بوسہ کا

دست جنون سے اہی رامی ویلا / سوسنے نہاے ٹک پاؤں پھیلا
جام سے عشق موند آنکھ پیجا / ہے ایک ہی گھونٹ کڑوا کسیلا
ابر ہوا ہے چمکے ہے تجلی / مست رو بیٹھ ساقی لا جام ملا
کرتے تھے مذکور سدا تمہارا / فرہاد و شیرین مجنون و لیلا

وہ صاف ٹکڑا ہے تہر انشا
کیونکر نہ اپنا دل ہووے میلا

ق

فقیرانہ ہے دل مقیم اوسکی رہ کا / غرض کیا کہ محتاج ہو بادشہ کا
خدنگ آہ کاری فلک بے طرح ہے / بھروسا تو تاروں کی مت گزرہ کا
خرابات کی جب سی لذت پڑی ہے / چھٹا بچھنا مسجد و خانقہ کا
طواف حرم تجھکو زاہد مبارک / مرا اور تیرا نہیں ساتھ رہ کا
صنم خانہ جاتا ہوں تو مجھکو ناحق / نہ بہکا نہ بہکا نہ بہکا نہ بہکا
تری مونہہ سی کچھ بو جو آتی ہے می کے / وہ باغ دل اسوقت جاتا ہے مہکا
رقیبوں کی دل چاک مثل کتاں ہوں / گذارا ین طرف ہو اگر اپنے مہ کا
تری آشنائی میں کیا ہمنے پایا / دیا نقد دل اور اپنی گرہ کا
چمک کر تو اے برق مت اے چشمک / تو مستوں کی آتش کو مت اور دہکا
تھی لطف ہی ساقیا می کشی کا / کہ تو بھی بہک اور مجھکو بھی بہکا

کبھی تجھسے انشا نے بوسہ نہ مانگا
گنہ گار ہے وہ فقط اک نگہ کا

اچھا جو خفا ہمسے ہو تم اے صنم اچھا
لو ہم بھی نہ بولینگے خدا کی قسم اچھا

مشغول کیا چاہیے اس دلکو کسی طور
لے لیوینگے ڈھونڈ اور کوئی یار ہم اچھا

گرمی نے کچھ آگ اور بھی سینہ میں لگائی
ہر طور غرض آپ سے ملنا ہی کم اچھا

اغیار سے کرتے ہو مرے سامنے باتیں
مجھ پر یہ لگی کرنے نیا تم ستم اچھا

ہم معتکف خلوت بتخانہ ہیں اے شیخ
جاتا ہے تو جا تو پئے طوف حرم اچھا

جو شخص مقیم رہ دلدار ہیں زاہد
فردوس لگی انکو نہ باغ ارم اچھا

کہہ کر گئی آتا ہوں کوئی دم کو ابھی میں
پھر دے چلی گل کی سی طرح مجھکو دم اچھا

اس ہستی موہوم سے میں تنگ ہوں انشا
واللہ کہ اس سے مراتب عدم اچھا +

ہے ظلم اوسکو پیار کیا ہمنے کیا کیا +
کیا جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا +

داغونسے اپنے سینہ سوزانکو اے نسیم
یہاں رشک نو بہار کیا ہمنے کیا کیا

اوس رشک گل کے خواہش بوس و کنار کو
اپنے گلے کا ہار کیا ہمنے کیا کیا

دست جنون سے اپنے گریبان صبر کو
اے عشق تار تار کیا ہمنے کیا کیا +

اوس سنگدل کے ہجر میں چشموں کو اپنی آہ
مانند آبشار کیا ہمنے کیا کیا

وحشت یہ دیکھ ناصح مشفق نے جو کہا
ہرگز نہ زینہار کیا ہمنے کیا کیا

جاگے تمام رات عبث مفت آپکی
کہنے کو اعتبار کیا ہمنے کیا کیا

پھیلائے اون نے پاؤں تو شب ہاتھ جوڑ کر
پھر عجز و انکسار کیا ہمنے کیا کیا +

باہم اگرچہ تھے خفگی سب گئی اوسے
بے اختیار پیار کیا ہمنے کیا کیا

آزادگی کو سلطنت ملک عشق کا
مختار کار و بار کیا ہمنے کیا کیا

رہ رہ کے دلمیں آوے ہے انشا یہی کہ کیون
اس دلکو بیقرار کیا ہمنے کیا کیا +

ٹک انکھہ ملاتی ہے کیا کام ہمارا
تسپر یہ غضب پوچھتے ہو نام ہمارا

تمنے تو نہیں خیر یہ فرمائیے بارے
پھر کس نے لیا راحت و آرام ہمارا

۱۰

مینے جو کہا آئیے مجھ پاس تو بولی — کیدن کیلئے کس واسطے کیا کام ہمارا
رکھتی ہین کہین پانون تو پڑتا ہی کہین اور — ساقی تو ذرا ہاتھہ تو لے تھام ہمارا
ٹک دیکھہ ادہر غور کر انصاف یہ ہی وا — ہو جرم و گنہ غیر سے اور نام ہمارا
اے باد سحر محفل احباب مین کہیو — دیکھا ہے جو کچھہ حال تہ دام ہمارا
ق
گر وقت سحر جاتی ہو تو ہے یہ ارشاد — ہے وقت ملاقات سر شام ہمارا
پھر شام کو آئی تو کہا صبح کو یون نہین — رہتا ہے سدا آپ پہ الزام ہمارا
سرگشتگی را حلقۂ شوق مین اے عشق — پڑتا ہے نئی وضع سے ہر گام ہمارا
اے برہمن دیر محبت مین صنم کے — اللہ ہی باقی رکھے اسلام ہمارا
ہم کوچۂ دلدار کے ہوتی ہین تصدق — اے شیخ حرم سے ہی احرام ہمارا

بیتابی دل کی سبب اوس شوخ تک انشا
پہونچی ہے بلا واسطہ پیغام ہمارا

اگر ہماری کری کوئی بند بند جدا — تو یہ قبول شود ہے وہ خود پسند جدا
کدہر سے آکی دکھائی تجھی مین وہ کہ تری — ادہر تجھی ہے جدا ہین جہرہ کی بند جدا
ہمیشہ پانون تلی دلکو تیری روندہی تہ — وہ رشک حسن جدا ناز کا سمند جدا
ہمی اور اوسکی یہ صحبت ہوئی ہے بہرور — کہ درد مند سے ہو جیسے دردمند جدا
رقیب نے تو مری جان ہی کہپا ڈالی — خدا کرے کہین ہو تجھسے یہ لوند جدا
نہ کہہ تو شیخ مجھے زہد سے کہ مستی چھوڑ — تری پسند جدا ہے مری پسند جدا
خجل ہے آپ کے دیوار سے بلندی چرخ — ہماری آہ جدا ریشمی کمند جدا
تری شہید کو بالین پہ صبح تا شب دفن — الگ کئے تھی جدا ہاتھی سپند جدا
دکھائی دیتی ہین عاشق تری کوچہ مین — نشان بلند جدا ہاتھہ مین بلند جدا

نمک فشان ہی ہمری زخم دلپر اے انشا
سبھونکی طعنہ جدا ناصحون کے پند جدا

روروان عشق ز جسم علم آگے دھرا — سدرہ ہوگئے سایہ مین وصل پھر قدم آگے

تجھ بن اے ساقی شراب سبز کا ساغر ہیں — ہے مری آنکھوں میں گویا جام سم آگے دھرا
دیکھتی ہی مجھ کو لگا تیوری چڑھانے کل وہ شوخ — پھول کا دونا جو سینی کر کے ہم آگے دھرا
سائیں اللہ ڈھڈا سبزہ نہیں درکار یہاں — ہجر میں یہ افیون کا گھولا بیش و کم آگے دھرا
جسنے یارو مجھسے دعوا شعر کے فن کا کیا — بیٹھے لیکر اوسکی کاغذ اور قلم آگے دھرا
بیٹھتا ہے جب تندیلا شیخ آ کر بزم میں — ایک بڑا اشکا سا رہتا ہے شکم آگے دھرا

سید انشا وہاں کہیں ہیں سیر بام عرش پر
یہاں کمند آہ کا ہے پیچ و خم آگے دھرا

مجھے کیوں نہ آوے ساقی نظر آفتاب اولٹا — کہ پڑا ہے آج خم میں قدح شراب اولٹا
عجب اولٹی ملک کی ہیں اجی آپ بھی کہ تم سے — کبھی بات کی جو سیدھی تو ملا جواب اولٹا
چلی تھی حرم کو رہ میں ہوئی ایک صنم کے عاشق — نہ ہوا ثواب حاصل یہ ملا عذاب اولٹا
یہ شب گذشتہ دیکھا وہ خفا سے کچھ ہیں گویا — کہیں حق کرے کہ ہووے یہ ہمارا خواب اولٹا
ابھی جھڑ لگا دے بارش کوئی مست بہرہ کی نعرہ — جو زمیں پہ پھینک مارے قدح شراب اولٹا
یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قربان — وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اولٹا
ہوئی وعدہ پر جو جھوٹے تو نہیں ملاتے تیور — انہی لو اور بھی تماشا یہ سنو جواب اولٹا
کھڑی چپ ہو دیکھتی کیا مری دل اوجڑ گئی کو — وہ گنہ تو کہہ دو جس سے یہ وہ خراب اولٹا

غزل اور قافیوں میں نہ کہی سو کیونکہ انشا
کہ ہوائی خود بخود آ ورق کتاب اولٹا

مجھے چھیڑنے کو ساقی نے دیا جو جام اولٹا — تو کیا بہک کے میں نے اوسی ایک سلام اولٹا
سحر ایک ماش پھینکا مجھی جو دکھا کے اون نے — تو اشارا میں نے تاڑا کہ ہے لفظ شام اولٹا
یہ بلا دھواں نشا ہے مجھے اسگھڑی تو ساقی — کہ نظر پڑے ہے سارا در و صحن و بام اولٹا
بڑھے ہوں اوس گلی سی کیونکر کہ وہاں تو میری لگ — کوئی کھینچتا ہے ایسا کہ پڑے ہے گام اولٹا
در میکدہ سے آئی جھلک ایسی ہم زری کے — کہ پچھاڑ کھا گرا وہاں دل تشنہ کام اولٹا
نہیں اب جو دیتی بوسہ تو سلام کیوں لیا تھا — مجھی آپ پھیر دیجے وہ مرا سلام اولٹا

لگے کہنے آپ مانع تجھی ہنسم کھا کر نکلے
کہیں اوٹھ کی گھر سے بڑھ کر جو پھرا غلام اولٹا

مجھے کیوں نہ مار ڈالی تیری زلف اولٹ کی کافر
کہ سکھا رکھا ہی تو نے اوسی نفط رام اولٹا

تیری سید ہی سادی ہم تو بھلی آدمی ہیں یارو
ہمیں کج جو سمجھے سو خود ولد الحرام اولٹا

تو جو باتو نہیں کرے گا تو یہ جانو نگا کہ سمجھا
مری جان و دلکی مالک نے مرا کلام اولٹا

فقط اس لفافہ پر ہی کہ خط آشنا کو پہونچے
تو لکھا ہے اوسنے انشا یہ ترا ہی نام اولٹا

ہے بند ہا مینہ کے تار کا جھولا
کیوں نہ لی جھوٹنے یار کا جھولا

گانا ای مطرب آ کی ہے مشتاق
میگھہ کا اور ملار کا جھولا

اے صبا باغ میں ہلا یا کر
تو مرے گلعذار کا جھولا

رونق افزا ہے عکس سے تیری
نہر اور آب شار کا جھولا

تیری ہاتھوں میں یہ کہیں نہ گرے
رسن تاب دار کا جھولا

تجھ سے نازک پری کو چاہئے ہی
صرف پھولوں کی ہار کا جھولا

نکہت گل کے جھولنے کے لئے
ہے نسیم بہار کا جھولا

ہو گے کس دنکو قطرہ افشانے
منتظر ہے پھوار کا جھولا

چاہیے طفل اشک کو انشا
قرۂ قطرہ بار کا جھولا

دیوار پھاندنی میں دیکھوگے کام میرا
جب دھم سے آ کہونگا صاحب سلام میرا

ہمسایہ آپ کی میں لیتا ہوں ایک حویلی
اس شہر میں ہوا کر جندی قیام میرا

جو کچھ کہ عرض کے ہے سو کر دکھاؤنگا میں
واہی نہ آپ سمجھیں یونہیں کلام میرا

اچھا مجھے ستاؤ جتنا کہ چاہو میں بھی
سمجھونگا گر ہے انشا اللہ نام میرا

میں غش ہوا کہا جوں ساقی نے مجھسے ہنسکر
یہ سبز جام تیرا اور سرخ جام میرا

پوچھا کسی نے مجھکو اون سے کہ کون ہی یہ
تو بولی ہنس کی یہ بھی ہے اک غلام میرا

محشر کی تشنگی سے کیا خوف سید انشا

کوثر کا جام دیگا مجھکو امام میرا

لیا اگر بھل نے موہنہ مین دل بیتاب کا گٹکا
تو جو کچھ وہ پارہ جائیگا سیماب کا گٹکا

گر وہی کوئی اوڑ سکتے ہین کھل جاوے ابھی قلعی
جو ہم ترکیب دیوین نقرہ مہتاب کا گٹکا

تری لب چوستی ہی چشمہ کوثر پہ اڈر لاگا
تو گویا حق مین میری بن گیا عناب کا گٹکا

بہت پرواز پرہے شیخ رو سینہ گھونٹ یا فیمی
کوئی پڑہ کر غلیلہ کیا مگر سرخاب کا گٹکا

عمل اچھی یا شہ وہم کا رکھتا ہے نہین انشا
پر اوسکو کوئی سمجھے یا اولی الالباب کا گٹکا

ارے عشق جلوہ گر ہی خود تجھہ مین ذات ہیولا
والسابحات سبحا فالسابقات سبقا

تمنے سکھا دیا کیا جبریل کو نہ جانے
جھٹ زیر سدرہ اون نے جو بستر اجایا

جو شخص جھہ سا ہو خدمت مین یہانتک ہی
کیونکر نہ پھر وہ دیکھی لاہوت کا تماشا

فرمادین آپ جو کچھ حقا کہ وہ ہی سچ ہی
اے میری پیر و مرشد ہان بادشاہ دوا

گر حکم ہو تو سائین سلفی کا دم لگا کر
پھٹکار دون اور یکھی مین ہنر کو ایک گیرا

سبزا اگر چہ ٹیا نا منظور صبح دم ہو
تو بیجے برگ کوئی الناشطات نشطا

ہی یاد مین تمہاری بیٹھا ہوا مرا عیب
چارم فلک پہ جیسے کھینچی ہوئی ادہا

کر دیوان تمہین سب کیون شیوا نہ سمجھین
روح القدس ہے ادنی ایک بالکا تمہارا

آتنا نہ پھٹکی جیسے تشریف لائی سبھے
حضرت سلامت انشا ہے آپ ہی کا چیلا

تونے جو آشتی مین بلبل کا موہنہ چڑایا
ساقی نے کہکے قہقہ قلقل کا موہنہ چڑایا

اللہ حضرت آدم کس جزر کا کل تہا ہم مین
جس جزر نے اپنے آخر اوس کل کا موہنہ چڑایا

پاس اوسکی زلف کی جو آئی مجھے تو سنبلے
سو کرکے شاخ شانہ سنبل کا موہنہ چڑایا

یہ لال لال ڈوری کہلا کی فصل گل مین
نرگس نے تیری ساقی یہان گل کا موہنہ چڑایا

کل شیخ یوہلی کو ایک ٹوٹی بلکی سمجھے
سنکے کہا کہ تمنے اس کل کا موہنہ چڑایا

دو ماتیرہ فارسی کی سیکہا تو شیخ سر [illegible]
بس [illegible] سے ساری کابل کا منہ چڑایا

کیا خدا سے عشق کے مین رونما ہی مانگتا
مانگتا بھی اوس سے تو ساری خدائی مانگتا

کر چکے لیکر آہ کی کہتا ہی یون دل چیخ سے
تم سے دل ہو گرہ بڑا صاحب لڑائی مانگتا

یون کہار ندون نے جھٹ پٹ کھینچ کر بگڑا ہوا
دو بڑائی ہے یہ سر اسکا بڑائی مانگتا

اوس سے خلوت کر شہر جاتی تو مین اللہ سے
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

دادرس کوئی جو مل جاتا تو انشا عشق سے
الامان مین بادشہ کے دی دوہائی مانگتا

عشق نے چھیڑا اوٹھایا اور تازہ اشقلا
لیگیا دل چھین ایک میلا چھبیلا چلبلا

ران پر دھر ہاتھ میری آگ سی ایک پھونک دی
گدگدی آمیز چٹکی کا بنا تھا چٹکلا

دیکھکر مجھکو رو باندا سا لگی فرمانے آپ
شیشہ ایہ میری چرچہی ناک اپنی ہیت پھیلا

اوس پری کو رشک سی لیلا نہ کیونکر پیٹ کر
سوکھی سہمی قیس کا سینے مٹا یا غلغلا

وہیان کر انشا تاب اوسکی عرفہ منظر کی سمت
عرش کا دروا ہوا جلدی چھپی یہ وا کھلا

جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا
لپیٹنے کا ادر اوسکو کوڑا لگا

مری ہی جو بازو مین ایک نیل سا
سو تیر سے ہے پاؤ لگا توڑا لگا

اجی چشم بد دور نام خدا
تمہین کیا بھلا سے جوڑا لگا

بھلا آپ شرمائے کس واسطے
کبوتر کا باہم جو جوڑا لگا

یہ دکھتی لگا ہون سے گھورا مجھے
کہ دو کھنے میرے دل کا پھوڑا لگا

لگی کہنے انشا کو شب وہ پری سے
مجھے بھوت سا یہ لنگوڑا لگا

پیدا ہوا جی عشق سے جب سنگ مین کیڑا
پھر کیون نہ پڑی رستم دل تنگ مین کیڑا

عکس لب جان بخش سے جون بیر سے ہوٹے
پھرتا ہے پڑا ایک قدح بنگ مین کیڑا

اکپڑی کی پرانگیا مین لگا راوہنکا بوسے
ہے کشش یہ کالی کا میری انگ مین کیڑا

اتنے ہنگ نے فنکاری کی یہ لکہ چھپا کر
کیڑے ہی نے کہا ہے تری ہو ہنہ خنک مین کیڑا

جگنون کو نہ رکھ محرم شبنم مین اری چھوڑ — ایک رہ پھر اسیری قفل تنگ مین کیڑا
جھینگر کی سن آواز مراقب ہو کہے ہے یہ — مشغول عبادت عجب آہنگ مین کیڑا
الجھی ہین یہ ریشم کے نہ یہ خط شعاعی ہے — ہے مہر بھی ایک عالم نیرنگ مین کیڑا
دو ڈھی ترے انکھون کی اگر دیکھی تو وہ نہین — ریشم کا لگی آینہ کے زنگ مین کیڑا
بوسیدہ لغت چھانٹی ہے اللہ کری پڑ جائی — ای شیخ تری عقل کے فرہنگ مین کیڑا
وہ مور و ملخ فوج مضامین ہے مری ایسا — جسکے نہ مقابل ہو کسی ڈھنگ مین کیڑا
شدہ شدہ دستے شدہ پائی جو پڑے ہو تو — موذی ہے سینکڑون فرسنگ مین کیڑا
زاہد جو چپک جاے تو جون کرک شب تاب — ہے ہیچ کوئی تسعید بر تنگ مین کیڑا
چونکی گرہ بند سے سمجھے کہ در آیا — د ارا تی سے ایک نیقہ خوش رنگ مین کیڑا
اس دور مین افسوس نہین خواجہ کرمان — ہوتا تو بتاتا وہ ہر ایک رنگ مین کیڑا
سن بعد فنا ناک سے ایک ناگ ہو نکلا — تھا کبر کا وہ جو سر ہوشنگ مین کیڑا
سایل ہو جگت بولنی یہ سمجھے تو وہین — پڑ جائی تہی گاہ جگت جنگ مین کیڑا

انشا نے چھوا آبلہ دل کو تو آیا
چاندار سمندر نمط ایک جنگ مین کیڑا

اونہین بھوک پیاس سے کیا غرض وہ جو قید تن سے ہوئی رہا — تر جنان اونہین دیونگی وا تو یہ منتشا بہا
کہ وہ ہے عقدہ کشا نہان نہین ہوتین کچھ بھی بجز خدا — کبھی سینے کر کے رجوع کچھ نہ کہا کہا نہ کہا بہا
الفت ندا کی تو دم بہشت یہ لگاتی ہے کہ وہ تلی — نہ تو کا وا و گا غ کی ہم کہا نہ تو وہ بنا و گر ہم ہما
ہم امام شاہی اگر دلا تو لبس ہے عشق کی کر صدا — کبھی پا مین مقام سے پھر نہ جا نہ ہو اس طریق ہو کار آ

کبھی ورد مصرع فارسی بھی انشا اٹھ پہر اب
نبود ز حالت دل خبر کہ بہ ہر و گذشت چہا چہا

کیا جو کہیت آج چاندنی نی مراد اپنی یہ چاند نکلا — تو ایک ساقی بھی گھر سے اپنی شراب کر پہر کا ناند نکلا
جو گھر سے گا ذ پسر وہ کیڑ بھگونا ذہ مین ہو ندہ سا ناند نکلا — تو بولی سب اہل دید دیکھو نیا یہ بدلے سے چاند نکلا
یہان جو تشریف آپ لائے کدھر سے یہ آج چاند نکلا — کہ ماہ کنعان تھی جسکے آگی جو خوب سوچا تو ماند نکلا

چہانگی تھی راجہ بہرتہری جی کنوان نباہنیکو وہان سنج — مین لکھو دی تو ایک جوگی دہری ہو سیر نا نہ نکلا
جو چھنڈی بھنڈی چلی ہوا آہ چہاتو تارونکی چل نکل — کلونکی نکہت تو خانہ ہی چمن سی ہی لاد چہاند نکلا
بہت سنبہالا کہ نالہ اپنا اٹہی نہ چیخ برین سی لیکن — ستارے جتنے چھپا کے ہی تھی سبھونکو وہ روندتا نکلا

خیال تھا اونکو یاد نوکا تو کس ہی سیر وہ کہہ رہی کہ
ٹک اپنی کوٹھی پہ دیکھ انشا کہین سے یہ آج چاند نکلا

چل نہ امریون جھولین لین درختون کی ہوا — چھا گئی کالی گھٹا ہے تیرہ بختون کی ہوا
رات دن تھی اونکی جیوکی سوء کے دامن میں آج — بچ رہی ہے سیکڑون پریون کے تختون کی ہوا
سرو قد جو لوگ ہون بیچ کھیل ایل اون سی تو — ہنست کرتے ہو درو نکو ان کر ختون کی ہوا
شیخ یہ برسات ہے مجھسے پرے ٹک ہو کے بیٹھ — آدمی کو جن کری ہے تیرے بختون کی ہوا

پھر پھیر آتا ہے انشا وہ ہی مصرعہ مجھکو یاد
چل نہ امریون مین جھولین لین درختونکی ہوا

ہون کشتہ اونکی بھی اشارون کی چوٹ کا — تھا جنکے سر وہ پٹہ تمامی کے گوٹ کا
کیا جانے لوٹ پوٹ کیا کسکی پھوٹ نے — ہے دردسا جو ایک ہمین پھوٹ پھوٹ کا
ہیں گین باز ایک کھلاڑی بڑی ہے قہر — آسان نہین ہے مارنا کچھہ اونکی گوٹ کا
اے قرص آفتاب نہ لیجا سمجھ کہ مین — بس معتقد ہون اپنی ہی سائین کے رٹ کا
گذری عمل سے جب کے تباہی کوئی ہین — کچھ جھاڑ پھونک نقش کوئی گوٹی ٹوٹ کا

انشا کہر تماشائی ان آنکھون کی کیا کہون
ایک عالم اونہین صاف ہی پاتنیکے لوٹ کا

زاہد مرے مولا کی اسرار نہین پاتا — غافل اوسی کیا پاوی ہوشیار نہین پاتا
ہرچند کہ تیور تو لڑ جاتین ہین آپسمین — پر اپنا کچھ اگلا سا مین پیار نہین پاتا
خون کرنی پہ ہونٹ اپنا ہاتھونسی تری ہے ہی — یہ کیا کر دات اس دم مین تلوار نہین پاتا
چلنے کو تو حاضر ہون مین وادی وحشت مین — یہان قافلہ پر کوئی تیار نہین پایا
گو وعدہ کیا تمنے اور کہائی قسم لیکن — تسکین دل اپنا کچھ اسے یار نہین پاتا

اللہ یہ دشمن ہے اِی شوخ تو میرا اب — جب مجھکو تو پاتا ہے ہتیار نہین پاتا

گو روپ بدلتا ہے ہر روز نئی انشا
صحبت مین کبھی اوسکی پر بار نہین پاتا

غلام مین تو ہون اون چلبلونکی کج کج کا — سُری تو صاحب ہے اوسپر چبوترہ کچ کا
جو لگ گیا ہے جھکی سے ہون او نہونکی پیچ کجھ — کہ وصف کرتی ہین ایسی ہی وضع کی پیچکا
حبشنہ انتی تو یکبک سی منہ کہا ناخن — کہ آشنا نہین ہین اسطرح کی پیچ پیچ کا
سمند ناز پہ وہ شہسوار جو نکلا — تو دل سا پیچ گیا بازار پیچ پیچ کا
لپک سی آگئی ہے شاخ گل کے شانہ مین — خدا کے واسطے اپنی کمر کو مت لچکا
نہ جھوٹ موٹ گواہی دلائی مجھسے — کہ کہنے والا ہون کہہ بہاٹ مین تجیج بچکا

جو خوب سوچو تو ہے نام جسکا استغنا
وہی تو اصل ہے انشا ہزار لالچ کا

ہوا ہے اشک عل باغ و چراغ کا بیٹا — تو کیون نہ کہئے پھپولی کو داغ کا بیٹا
نہ چھوڑ آہ کی شعلہ کو بیار مریض عشق — کہ یہی یہ ہے صاحب او جاغ کا بیٹا
مثال عیسی مریم ستا بہ نے کیا — لباس عکس مین پیدا چراغ کا بیٹا
نہ پوچھ پسر مینا کو حیثیت کیا ہے — خفیف عقلی خالی دماغ کا بیٹا

حباب بادہ کو کیونکر کہی نہ پیار سے انشا
کہ ہے یہ شیشہ کا پوتا ایاغ کا بیٹا

مجھے کیا ملائک عرش سے مجھے عشق ہی تھا ای جہیا — بہت اونکو ملکر لو تو والسلام علی من اتبع الہدی
ارے او ای جنون جہان کتنا مجھے اوسکی تاب پہ سرت تہ را — یہ ستم تو سن عوق ہوا اسی اپنی یار ہی ہاکو دا
دل قیس کیونکہ نہ عشق کر ہی سنی او جبکہ وہ صدمہ — کہ وہ اوسکی لیلی با دہ وش ہوئی اور شخص بہ کہ جدا
تری انکھ ہی سے مجھ خطر نکرا سطرف سی لبس اب گذر — ارے عشق کچھ تو خدا سے ڈر سیری دلکو اتنا نہ تو ڈرا
کسی کے ساتھ دلا الکی حیرا دردہ میں مست جھکا — دہ میکدہ سی ہے سر بکف نہیں تجبہ بیخودی خدا
جہاں آفت الکی نہ گھیرے کہ گناہ ہی ہین بہت گئی — تجھے یک کشتی بادہ دی ارے ای جہاز کے ناخدا

رہ اتفاقی بھلا سو کیا کہ رہا سی میں بھی انشا
کہیں انشا انکی ہی یا مجھی آنکی زیرہ ہی کر جا

دل ستم زدہ بیتابیوں نے لوٹ لیا
ہماری قبلہ کو وہابیوں نے لوٹ لیا

کہانی ایک سنائی جو ہیر رانجھا کے
تو اہل درد کو پنجابیوں نے لوٹ لیا

یہ صبح لالہ عذر و نسیم سے بوسے
کہ کوہ و دشت کو سیرابیوں نے لوٹ لیا

صبا قبیلہ پیلے میں اوڑ گئی یہ جب
کہ ناقہ سجد کے اعرابیوں نے لوٹ لیا

کسی طرح سے نہیں نیند آتی انشا کو
اوسی خیال میں بیخوابیوں نے لوٹ لیا

اٹھو اگلی سے غرض کا نہیں کھڑا پڑا
رہ گیا آپ میں اور ہم میں الجھا پڑا

ہی یہ دالان بڑی حکم جو ہو تو اٹھیں
ایک پہرہ ہوا لگی اور ایک سہا پڑا

باد سے صدمہ سہی کہ کاہی کری ہو شرا
یہاں بلنگا نکی طرح دیو سے ہم جھپڑا

گر پڑا اچھا جو وہ شالہ جو پڑا پہلوان
تا ناک جو تبتی دیا تھا سے شہیر پڑا

اوس پہ پڑا اوکی ... کہا ہوا
سہری ڈوپٹہ میں لگا دیکھ جو مہرا پڑا

ہے زمانہ پڑا اپنے غلام انشا کا
آپ دیکھئے یا حضرت زہرا پڑا

ہوا پیدا یہ دو دل سی کہ قاف کا جوڑا
کہ وہاں پریوں کی ایک قسمیہ ہوا جیسا جوڑا

پرین کو ... اگر سفر دروازہ والی
لیتے پھرتے ہیں کہ وہاں بھی سند میں ... جوڑا

فرا ... پاؤں کا تکیہ تھا وہ لو
عیش عرفان اون لوگوں کی ...

کہا ... دشمن نے سر پا صاحب
تیا ہوتا جب اون کی مخمل زربافت کا جوڑا

... کی آگ کی ...
نہی وہ آگی بہ جو پہی اور پڑی بنات کا جوڑا

... سوا ایہاں اور کچھ بھی
نہیں جسم پاس صاحب کے لحاف و لاف کا جوڑا

کہوں کیا ... باتیں غرض ... جانب
زمانہ میں نہ ہو گا کوئی اس حراف کا جوڑا

بہت ڈھونڈا نہ پایا راج میں ہر ... لیکن
کہیں حضرت سلامت آپکے انصاف کا جوڑا

مشابہہ ہی اوسی گیسی اہی لیلی ترا مجنون — بنا جسکی لئے ایک تاش کے سوباف کا جوڑا
کہان یہ بال پیڑو پر سمجھ جو ٹیکے پر چھاتی مین — کہ ہی پشت شکم آئینہ شفاف کا جوڑا
بغیر از چہرۂ یوسف کہ تہا وہ ماہ کنعان مین — نہین کوئی جہان مین تیری روی صاف کا جوڑا
یہ ہتنی ہے جو بڑ کنی اگر چڑہ جای ہے بر تو — گنھی عکس روپ ہی گنیش جی صراف کا جوڑا

رہیگا چار سو ستر برس انشا زبانی مین
کہ او سیر نسیج رہا ہی عین و شین و قاف کا جوڑا

جو بہیجا ابر کو دریا نی ناو ریاٹ کا جوڑا — تو وہان بجلی نے طوفان اور ہی لمر کہاٹ کا جوڑا
یکیہ و کوئی جہر بدلی مین دکھلائی نہین پڑتا — نگر آتا نظر ہی تو کھٹولی کہاٹ کا جوڑا
نہ ہاتھ آیا جو جو تا ناٹ باتے اور جہکی کا — تو پہنا ایک صاحب نی فرنگی ناٹ کا جوڑا
مروڑی فوج انگریزی نی دی ایک ایسی ہی ہلکے — کہ رسی کٹ گئی ہلکر کے ٹوٹا جاٹ کا جوڑا

کسو ہندو بچہ کی یاد مین انکھو انسی امی انشا
نکلتا ہے بڑا جو الا مکہی کے لاٹ کا جوڑا

چمک کر رات کو گرجا یہ برق و رعد کا جوڑا — کہ بچھڑا ہم دگر سے ہو تس قبل و لعبہ کا جوڑا
گریبان سی کہین جو جیب گیا تہا جامہ کعبہ — تو وہان قینچون کر سوباف اونکی جعد کا جوڑا
وہی بچھڑو انکو بھی ذی حجہ تک شتاب یہ ملا دیوے — ملا یا جن نے ہی شوال اور ذیقعد کا جوڑا
معاذ اللہ دشمن جو کوئی سادات کا ہووے — یقینا وہ تو ہی دنیا مین ابن سعد کا جوڑا

فقط امید رکھتی ہین نہ خالی یاس ہے انشا
کیا پیدا خدائی نے وعید و وعد کا جوڑا

نہ کیونکہ ہو جسے مدام اہل عزم کا جوڑا — الف سے کہ ساتھ ہی وہان گٹھ رہا ہی جیم کا جوڑا
نکالی آواز ایسی گر گرا کر ہی بہیان ساقی — کہ ہوا ہے سلقہ کی تیری بزم کا جوڑا
جو کچھ بہیان سہاتی ہین سو بس کہ انجیر و بادام — کہ ہے مشہور یہ با آتشین عزم و حزم کا جوڑا
سنہالی چادر گل سے بدل ایک گور مجنون پر — بنا کر رکھ دیا گلہای شمع بزم کا جوڑا

زرہ واو دی انشا خود کہتر داستانی ہان

یہی مردونکو او ترا عرش پہ ہی زرم کا جوڑا

ملا ہیں اس وجہ سے سحاب و برق کا جوڑا
اونہیں پہنچ گیا ہے التیام و خرق کا جوڑا

نہیں ہے صوفیونکی بات خالی خرق عادت سے
کہ کر کار عدنی اقسام حرق و غرق کا جوڑا

یہیں الدولہ کو رکھیو الہی تا ابد قایم
یہی ایک رہ گیا ہے شاہ غرب و شرق کا جوڑا

کیا اسپند تاروں کا فلک نے آتش گل پہ
یہیں کر جب وہ آیا خوب زرق و برق کا جوڑا

ہماری سر پہ انشا سایہ ہے ایسی تہ وین کا
ہو طاؤس گردون جسکی تاج فرق کا جوڑا

ہوئی جب لیلۃ القدر اوس پہ کی عید کا جوڑا
چھپا یا اونکی جا ٹھیں قبل و بعد کا جوڑا

ہوا دایر نئی کل تیسوین کا چاند دکھلایا
بڑا اطہ خان یہ شوال یزدی قعد کا جوڑا

زحل طالع رقیب اور آپ اوسکی مشتری ہر دم
بندہا یہ بیطرح دو نجم نحس و سعد کا جوڑا

پڑا رہتا ہے ان آنکھوں کی کھٹ سے تلی ہے
ہمیشہ طایر قدسی وعید و وعد کا جوڑا

کہیں ہے شان ہاتف ایسا جو جا پڑا وان تک شاید
ہمیں ایک اوس صنم کے موہی ہاتھ جعد کا جوڑا

ہمیں اور اونکو رات انشا بہم دیکہا تو شرما کر
رہا چھپا ابر کو دامن ہیں برق و رعد کا جوڑا

یہیں مت مانگ لی ایسی کسی کم ظرف کا جوڑا
انہیں تجھ سے جھلنے کی صورت بن رہا ہو برف کا جوڑا

ق

بندھی خون سر فرہاد کی ڈگری تھی یہاں جینا
جسنے لوگون نے تھم سرخی شنجرف کا جوڑا

ہوا تحصیل فارغ شیخ اوسکی دام میں آیا
جہان جس قسم کا تھا اسم و فعل و حرف کا جوڑا

لو اپنی جی میں یہ ہی جو جوڑا آئی کے لیتے
اوسی بہنا دیں ایک اوراق نحو و صرف کا جوڑا

لمی کیا حصہ ستی کے کہ اپنی پاس تھے انشا
قیامت ایک تہا ہیں لگا ہم زر وق کا جوڑا

لیا جیتیں ابرو و مژگان سے عام و خاص کا جوڑا
ہے وہ چشم سعد ابن ابی وقاص کا جوڑا

تامل کیجئے لوگو ہر شب تاب ہاتھ آوے
یہاں موجود ہے ہر غوطہ غواص کا جوڑا

نکلتے تیغ صوفی حال کرتے وہاں جو جل جاتا
بہم سیمرغ قاف و ققنس رقاص کا جوڑا

نہیں ہم فن کو باہم دیکھ سکتی لوک یہ پیچ ہی
لگا اتعاص سے ہی لایجب التعاص کا جوڑا

اجی دیکھو کے جب تم آرہی مصحف تو وہاں انشا
پڑہی گا سورہ الحمد اور اخلاص کا جوڑا

جواہر سے ملاتا کون یہاں اعراض کا جوڑا
یہ ہی باندھا ہوا خوہ مبدع فیاض کا جوڑا

حفاظت سجہ و برکے تب تو سوتی ہے قدرت سے
پنہا ہی جب خضر اور الیاس سے مرتاض کا جوڑا

قضائی خارجی کے واسطے نہوا کے بھیجا ہی
عجب ایک رسیمان پنبہ امراض کا جوڑا

عرض کے حرف کے تکرار کی جن نے تو وہ بولی
پہن آئی ہو تم تو اطلس اعراض کا جوڑا

لٹرا اور بہت یہاں تک ہی کہ میرے کاٹ پر دکن نے
مجھے بھیجا تو کلکتہ سے ایک مقراض کا جوڑا

وہ دو زلفیں نہیں ہیں ایک کالی ناگ کا جوڑا
بنایا جن کے فنکار نے کیونکہ عشق نے آگ کا جوڑا

نہ کیونکر بن کے بن مٹھو کی بہو ہو نکی نظر آوین
جو جنگل جی سے جوگی آپ لیوین بہاگ کا جوڑا

انہیں کیا نعمت الوان سی جنکو عرش ہی اوڑھا
یہی ایک جو کی روٹی اور ادبالی ساگ کا جوڑا

مہاراجہ جہاں چلتے تھے موتی ہنس کے جوڑے
وہاں کا اب تیری ٹھاکر بنا ہی کاگ کا جوڑا

لگادی دون سے اس جنگل کو بلبل ایک جدہی ہوگئی
یہ دھرپت قدر کچھ انشا نے دیپت راگ کا جوڑا

گیا بہٹ جگر سی میں بیابان گرد کا جوڑا
تو نکرایا ہم دو لوگی آہ سرد کا جوڑا

شعلہ مہر آکر زعفران کے کھیت چر جاوی
سنو دی تو بھی وہ عاشق کرد و مزرد کا جوڑا

سپاہی سوزن مژگاں سے تیری قیس نے لیلے
گلابی ریشم رنگ ماہی برگ ورد کا جوڑا

مبارک باد گانی خوب سی ٹکرا کی تیشہ سے
شہانا جب ہوا فرہاد غم پرورد کا جوڑا

لباس خاک میں جو دو بگولی اڑگئی شاید
یہ دو روحیں نہیں پہنا تہا جنہوں نے گرد کا جوڑا

لکھا رکھیں ہیں جب الہ عادو عرضیاں انشا
ملا گر وقت تو بھیجدے یہ فرد کا جوڑا

نہ امی زاہد پہن نبوا کے موٹی سوت کا جوڑا
کہ اوڑہی گا تجھے استبرق لاہوت کا جوڑا

مرصع پوشی گردونکی ستاروں سے عبث ٹھیرے — نہ نکلا وہاں تو تیری حقہ یاقوت کا جوڑا
غزالان حرم کی فوج کا سرخیل ہو لیکن — کہاں قیس نبی عامر تہی مبہوت کا جوڑا
تمہاری بطلجی اور بطلجی کے عمل کرنیکو بس ہوی — نہ دیکھا جن نے موسیل تلے کے بہوت کا جوڑا

نظر آئی تری انشا اگر دو نرگس جادو
تو باہم لڑ پڑے ہاروت اور ماروت کا جوڑا

صنم خانہ میں جب بولا بت ناقوس کا جوڑا — لگا ٹھاکر کے آگے ناچنے طاؤس کا جوڑا
جو سوتے ہیں وہ راتوں کو تو کیا کیا سیر کرتا ہوں — سرہانے رکھ کے باوری کوئی فانوس کا جوڑا
نہ سمجھو کہکشاں کا عکس دریا میں ادہر دیکھو — کہ ہے مار سیاہ نالۂ مایوس کا جوڑا
کرام کاتبین کے تشکل کا انکی طرف سے پیدا — ملا پہرتا ہے اپنی ساتھ ایک جاسوس کا جوڑا
رصد جو تاروں نے تاک دل انگوری باندھی — ستاری جانتی ہیں اسکو بطلیموس کا جوڑا

ہما کے سور جھل پر نور تن باندھی تھی انشا نے
کبھی بھتیے کہ ہے یہ جتر کیکاؤس کا جوڑا

نہیں مجھ پاس ابی قمری تری کھٹراک کا جوڑا — تری میں کمو تسلی ہے نہ چھوڑ دو لگا ناک کا جوڑا
یہ خاصیت ہی انکی آنکھوں کی جوں آتشی شیشہ — کسینے ہی کہیں دیکھا ہی اس اوڑ لاگ کا جوڑا
اڑی سل کو ہی گینڈا ہو رہی ہے آپ سے ٹکر — کہ جب گی جی یہ جوڑا ہے اور سکے کہاگ کا جوڑا
بہا دیوار تری جو کیلاس سے اپنی جٹا دسلے — تو شاید بن سکے اس جوگ کے بیراگ کا جوڑا

بہکا جاتا ہوں سوز عشق کے گرمی سے ای انشا
خدائی کیا بلا یہ دل بنایا آگ کا جوڑا

شراقی کا یہ پہنا اوس پری نی ناتش کا جوڑا — کہ اوڑ لاگا فلک پر طائر شبا باتش کا جوڑا
ملا ہی آپ نے چتون تو ہم بھی دلکی کہہ بیٹھے — یہی تھا پاس اپنے اس نگاہ فاش کا جوڑا
پڑا کرتا ہی حسن بشن آئینہ کو جب دیکھے — کہاں ہے کوئی تیری عاشق حسناش کا جوڑا
ہوئی ہے روح قیس و کوہکن باہم گر ایک جا — قضارا ہو گیا ہے مفلس و قلاش کا جوڑا
بھلا جو مرد افیونی ہوا اسکو ہو کیا معنے — کفایت میکند یکدانہ خشخاش کا جوڑا

جو وہ لبادہ للّی ہاتھی سی بڑا کہیں ہو کوئی
تو ٹھہری آرے کی بنیاد اِس تمہاری لاش کا جوڑا

وہ قمری سرو پر جو بولتی ہے اندر تو نہ او سنے
ہوا اڑا ایک جبا و لعل کے فراش کا جوڑا

کسی جوگی نے چھو منتر سکھایا ہے مجھے انشا
لئی پھرتا ہوں میں چٹکی میں اپنی لاش کا جوڑا

کہیں بکھرا ہوا دیکھا جو ایک سرخاب کا جوڑا
تو ڈاڑہیں مار کر رویا بط گرداب کا جوڑا

نہ آنکھیں تر ہوئیں فرہاد مسکیں پر جو شیریں کے
تو نکلا بیستون سے پھوٹ کر سیلاب کا جوڑا

گھٹا ٹوپ اس پری نالکی کا کچھ ہوا اوچھا
تو پاٹ ایک اوسمیں لیکر چادر مہتاب کا جوڑا

بہت پرواز پر ایک دن کی سنتے ہیں آیا ہی
پر اپنی دم میں کوئی اوسنے کیا سرخاب کا جوڑا

ق

وہی سوزش نہ دی یکبارگی جو چاہ میں ڈوبے
جنہوں کو لیگیا وہ مار موج آب کا جوڑا

اونہیں فریاد یونہی ہیں یہ آنکھیں اشک آلودہ
پہ نیرا دونہی نے جب چھٹپٹیا دولاب کا جوڑا

ق

نہ لگا کھانے ہر گز آپ سے گذری ہو ان پائیں
پڑا چمکا کرے گو مہر عالمتاب کا جوڑا

کہیں تو شال کا بوٹا کہیں زربفت کا ٹکرا
کہیں اطلاس کہیں پیوند ہے کمخواب کا جوڑا

لیے انشا کو بھی دو ہزار اونکی لیو نسی کل
دوگانا دیکھی سید ہی ہاتھ ہیں عناب کا جوڑا

چمن سے کیا بندھی ہے تیری رخ نمناک کا جوڑا
کہ ہے وہاں کان آنکھ اور منہ بنا شناک کا جوڑا

سحر کے منہ سے مل دینگی بھبوت اکسیر کا اکر
نکولا گر جو آتی ہیں یہ پہنی خاک کا جوڑا

سجا ہے دختر رز سی پری نے آج ای ساقی
عجب ابریشم رکھا ہی برگ تاک کا جوڑا

ہزاروں زہد کے پاس اس سے پیہم ڈہلتی جاتی ہیں
نہ کیوں چرخ گردوں ای کلال اس خاک کا جوڑا

پہ نکلیں ایک افیونی کی آنکھیں گور سے باہر
کہ لالہ جی نے دیکھا کاسہ تریاک کا جوڑا

اوٹھا دم سنناتی ہے نسیم صبح کے گھوڑے
اسی کر تیجی اپنے توسن چالاک کا جوڑا

قیامت بی ادب ہیں جو تلے ان مجھیں ای انشا
کہ ہیں وہ دو نو آنکھیں گردش افلاک کا جوڑا

ملی پارہی سے جو ہر تال کر کے راکھ کا جوڑا
تو تابنی سر جی او گلیں کوئی لوہی لاکھ کا جوڑا

تصور نے تری ایک وہ مورت ہی سو تونکو دکھلائی
ہوا ساون بہی اونکو جیٹہہ اور بیساکہہ کا جوڑا

نہین کچھہ بہید سی خالی یہ تلسی داس جی صاحب
لگایا ہی جو ایک بہونر تلسی تمنے آنکہہ کا جوڑا

لپٹ کر کشن جی سے رادہکا یو نہین لگی کہنے
ملا ہی چاند سے ای لوانا ہیری ناکہہ کا جوڑا

یہ سچ سمجھو کہ انشا ہے جگت سیٹھہ اس زمانہ کا
نہین شعر و سخن مین کوئی اوسکی ساکہہ کا جوڑا

جس شخص نے کہ اپنی نخوت کے بل کو توڑا
راہنما ایمن اوسنے گویا جبل کو توڑا

اپنا دل شگفتہ تالاب کا کنول تھا
افسوس تو نے ظالم ایسے کنول کو توڑا

کولی تلی کھڑا تہا دیکھا جو مجھکو آتے
ہاتھہ اوسنے کرکے اونچا جہٹ ایک پہل کو توڑا

تہا ساعت فندگی دل جیب جو ہو رہا ہی
کیا جانئے کہ کسنے ہے اسکی کل کو توڑا

دارا و جم نے کیا کیا تجھسے شکست پائی
اے چرخ تونے کس کس اہل دول کو توڑا

مفلس کے بر مین یارو وہ لالچی کب آیا
رکھتا ہے گرم زر کا جسکی اتبل کو توڑا

آنکھون سے اپنی آنسو کچھہ ایسے پہوٹ نکلے
فوارے کی کیفیت جیسے جدول کو توڑا

لینے سے ہے جنس دل تو ظالم تو آج ہی چک
پڑ جائیگا وگرنہ میرا اسکا کل کو توڑا

احوال خوش اونہون کا انشا میان جنہون نے
اوس ذات بحت سے یل بند اجل کو توڑا

کیا کہون احوال تیری عاشق بیتاب کا
اشک جو ٹپکا سو گویا قطرہ تہا سیماب کا

دیکہتی آکر جھگڑا چادر مہتاب کا
لہرین لیتا ہے سمندر عالم سیماب کا

تہی جو کمبل پوش اونکی سامنی کیا تذکرہ
صاحب شال و سمور و قاقم و سنجاب کا

سوزن عیسی سے دم کرنے لگی قدسیان
یہ ضمیمہ رہ گیا تہا عالم اسباب کا

کوئی سفلہ بڑہ چلا حد سے تو یارون نے کہا
ایک یہ بہی جوش تہا برسات کے سیلاب کا

لطف وہ شام اودہ کا دیکھے جا کر دوستو
ہے جو فیض آباد مین نوکر میان دراب کا

نعرہ ہو سی کیجیئے زلزلہ سا پڑ گیا
حال کرنا ہے جنے دیکھا مسجد و محراب کا

اس شہو سے ہین یہ سٹہی کسقدر ہین شیخ جیو
تو ندتم اونکی نہ سمجھو ہے یہ مٹکا راب کا

اور بھی پرواز اگر منظور ہو تو زرا سا — تکا کیجئے بیچ دم میں اپنے پر کوئی سرخاب کا

بخیہ کیجے ہاتھ دہر کر اس مرے سینہ پہ آپ — گر نہ دیکھا ہو شگفتہ ناپا ہی سے آب کا

کیا ہے چھپتا ہے یہ صاحب رنگ کا کرنا تغیر — اور ابی ظالم یہ ڈھیلا پائچہ کمخواب کا

نالہ و آہ و فغان سے بطا ہے جنکو مدام — غل مچا کیوں نہ خوش آتی ہو انہیں دولاب کا

مانگتا ہے یہ دعا اٹھوں پہر انشا سدا
یا الٰہی بول بالا ہو مرے نواب کا

ابکی یہ سردی پڑی ہر ایک کا لہو جم گیا — کانپتے کیسے بدن ساری کا سارا جم گیا

چاہ ہی بکٹر ہی کو اوسکی دیکھ کر دو انگشت — چار چار انگشت سورج کا کنارا جم گیا

کیمیا کا شوق تھا جنکو اگر ست ہو گئے — تھا جہاں تک شہر میں موجود پارا جم گیا

سرد مہری سے زمانہ کے نہ پوچھو حال کچھ — اوس میں جو آہ سے نکلا شرارا جم گیا

آج جو ہی برف کی انشا کو بھیجے آپ نے
اسکی یہ معنی کہ لو نقشہ تمہارا جم گیا

ردیف الباء

غزل بہ مصرع طرحی حسب الحکم جناب عالی متعالی

دل کی سینہ میں تڑپنے سے یہ کیسا اضطراب — مضطری پیشی کیا ابھی نہ دلکا اضطراب

کیوں نہ پڑی پلکیں پتہ آنکھیں آنسو نکلی پوچھیے — ہے یہ دل صد پارہ کو سیماب کا سا اضطراب

روح کا یہ حال ہے یہاں قالب سے [illegible] — کر رہی ہو جس طرح غل میں لپیٹا اضطراب

پوچھتی کیا ہو کہ تیری دل میں کیا [illegible] — اور کیا یہاں خاک ہو گی جوش ہے یا اضطراب

[illegible] کیا کدورت کا برات کو — تم نہ آئی [illegible] کیا اضطراب

[illegible] لیوا اسے دن برات کو — دیکھتے [illegible] دیا اور وہ تھا اضطراب

تھا وہ [illegible] کے ساتھ صد [illegible] اوسکی جی — پھر کرے اپنے نصیب اللہ دو کیسا اضطراب

اوسکی چاہت میں جوانی اپنی جتنی [illegible] — ہے یہ انتک جسکو ایک جیسی کا کیسا اضطراب

پھر وہ مرشد کا یہ مصرع حسب حال انشا کی ہے
مرمٹی پہ بھی گیا اپنے نہ دل کا اضطراب

زلف لیلا پہ ہے جس سے متصل کا اضطراب
مرمٹی پہ بھی گیا اپنے نہ دل کا اضطراب

نکہت گل سے پری کو تو نہ کر دیوانی پھر
تہا نو کہا یہ ہواے معتدل کا اضطراب

کر کے کچھ تقصیر اونکی ٹھٹھ پلا جیسا تو تو
بولی ٹک دیکھو تو اس نامنفعل کا اضطراب

عشق وہ پھل ہی کہ جسکی تخم مین اپنیک ہم
بیخودی ہے مغز اوسکا اور چھلکا اضطراب

اوسکی ہم صدقی شابا جسنے باہم کر کے خلط
آتش تیز و ہوا و آب و گل کا اضطراب

یاد مین انشا وہ شرابی ہو گئی انکھیں تجھے
اور تنہائی مین اوس پیمان گسل کا اضطراب

جھٹ پٹ جھپٹ کے تیسے جو موندی کواڑ خوب
چوکھٹ پہ گرکے رات مین کھائی پچھاڑ خوب

ایک سنگ پایہ جو صورت شیرین نظر پڑے
ہم بی ستون کا دیکھ کے رو دئے پہاڑ خوب

منظور اور بات جو کچھ ہو تو آ سئے +
گلشن مین ایک کنارہ ہی چنپا کا جھاڑ خوب

لیلے نے آکے نجد مین مجنون سے یون کہا
کیا آپ نے پسند کیا ہے اوجاڑ خوب

ایسا نہو کہ خون کسی کا ہوا نہ تو ن +
رہنے لگی ہے در پہ تری بھیڑ بھاڑ خوب

جلد ہی خبر لو میری کہ ہر زخم دل کی آج +
دست جنون نی ڈالی ہین پھاڑ کے اوکھاڑ خوب

دیوانہ تو کہو ہو مجھی مین بھی ابکی سال
لاتا ہون کیا ہی سانگ گریبان کو پھاڑ خوب

ق

پھولونکی گیند مجھکو تو جھٹ مار بیٹھئے +
کر کے نشانا دور سے نظرونہین تاڑ خوب

اور اپنی بار سے چوٹ بچا جانے واچھڑے
کیا آپ نی لگائی ہے تکیہ کی آڑ خوب

انشا جو اوس سے بگڑا تو کہنی لگا وہ شوخ
اچھا جی اچھا چاہیئے ٹھیرا بگاڑ خوب

پھر اپنے انکھوں مین اوس زلف عنبرین کا سانپ
کہ موج اشک ہوئی اپنی آستین کا سانپ

کہیں سے چوٹی پہ کسکی تھی جسکی دھوکی مین +
جگر کو کاٹ گیا تاج یاسمین کا سانپ

بلا کی زلف ملین ہنسنے کی تھی بوسے پہ +
کہ پھر گیا عرصے [illegible] کا سانپ

نکلے ہے اوسکی سرمۂ دنبالہ دار پر کر و میان
کہی یہ نرگس شہلا سے نازنین کا سانپ

لٹ اوسکی بالونکی غصہ مین تک جبین پہ نہ پھینک
[illegible] صحرا سے ایک چین کا سانپ

مگر وہ زلف مددگار چشم تھی کہ [illegible]
ڈسی ہے دل [illegible] کا سانپ

جما سے والدین سے ایدل تو جیکی لگا کر
کہے ہے یہ شعلۂ [illegible] کا سانپ

شب فراق تو ایک تھی بلا اژدہا تمثال
ق کہ تھا خیال مین اوس [illegible] عنبرین کا سانپ

صباح کفچۂ زرین آفتاب کو دیکھا
کہا یہ [illegible] کافر نہین زمین کا سانپ

نکل رہے ہے لپٹ کر نکلا ہے یہ خانہ مشرق سی
یہ [illegible] چار مین کا [illegible]

پھر اسے ایسا ہی مضطرب نے جو گیا لگایا
کہ [illegible] آہ آتشین کا سانپ

عصای حضرت موسی ہوا ہے آہ انشا
کبھی کرے جو کہین قصد [illegible] کے کین کا سانپ

بنا کے چھوڑون جو افیون کا شراب مین سانپ
تو صاف آوے نظر جرم آفتاب مین سانپ

ہمارے آنکھون مین ساقی [illegible] نہین
یہ کیچی ہے نفس آتشین سحاب مین سانپ

اولٹ کی چوٹی جو تکلی شب اوسنے لگادی
تو سر ٹپک کے پڑا تخت پیچ و تاب مین سانپ

ہلی ہے آئینہ مین اس طرح وہ زلف سیاہ
کہ لہرین لیوی پڑا جیسے سطح آب مین سانپ

یہ بال وہ ہی ہین کسنے کہا سوجہ آب
جبھی دکھائی ہے ہر کاسۂ حباب مین سانپ

سمجھ نہ حلقۂ کاکل مین کان کا موتی
کہ من نکال کے بیٹھا ہے ماہتاب مین سانپ

دلا نہ اہل زمانہ سے تو معانقہ کر
کہ ہے نہفتہ گریبان شیخ و شاب مین سانپ

خیال اوسکی لٹو لگا نہ کیون بسے دلمین
پھرا کرین ہین ہزارون وہ خراب مین سانپ

کسیکی زلف سیہ کی جسی چڑھی ہو لہر
نہ کیون وہ چونک پڑے دیکھ دیکھ خواب مین سانپ

ہزار ڈھب سے مضامین مین باندھ ڈالے ہین
پڑے ہین ہاتھ سے انشا کی ایک عذاب مین سانپ

ردیف التاء

نہین چاہیے شرم اتنی بہت
کہ مجلس مین بن بیٹھیے جیسے بت

نباتی ہیں جسم تمکو کیا شیخ جیو
ذرا آنی دیکھی تو ہو کیسکی رت

ہم صبر و شورش کے کیونکر رہنے
کہ یہ کم سے کم وہ بہت سی بہت

کنور جی بھی ٹھاکر کے ایسی ہی ہیں
ہنومان جیسے مہیشر کے ست

غزل لکھ اب انشا تو ایک اور بھی
کہ یہ قافیہ ہیں انوکھے اچھت +

ہمیں اوس صنم کے ہے الفت بہت
بھلی جبکی سجدہ کو ٹھہرے کے بت

نہ لہرا ہی کیونکہ ہوا سے جنون
کہ ہے شورش افزا یہ ساون کی رت

مہاراج جی سنئے یہ سچ کہا +
جنہیں شورشیں ات ہیں آتشیں [illegible]

کہی ہے او نہیں دیکھکر راجہ اندر
یہ بجیات ہیں تشتیں داسن کی جہت

پری پھانسی بتخانہ کے بر ہمن +
تری بت کو رستہ تری سیفہ کو بت

کھوئی بھونکی ناحق جوکتی کے طرح
تو وہ لکار دیکھی اوسے کیکے وت

بیا و خلیل خدا سے و و و و +
جٹالات وعزا کو انشا نے بت

کعبے سے کیا جنہے جو آہنگ خرابات
کیا ہاے نے خوش آیا ہمیں کیا رنگ خرابات

انشکمہ ہر سے ہر شہر سنگ خرابات
بھلائے ہے غرض اور ہی کچھ رنگ خرابات

سب ٹوٹ گئی جام و سبو ساغر و مینا
تھا گرم یہ شب معرکہ جنگ خرابات

اے پیر مغان اینڈلی گانٹھو قسمے ذرات
ستا نہ چڑھا کر قدح بنگ خرابات

گر راہ حرم ہیں نہ ملے آہ کروں کیا
مطرب و صنم خانہ ہیوں ہیں تنگ خرابات

گر شیخ سنے نغمہ لبیک کو بھولی
آوازی جو ہیں و دف و چنگ خرابات

اے سلطنت عشق مبارک ہے تجھے انشا
ہو زیب وہ شاہی اور رنگ خرابات

کچھ اشارا جو کیا ہے ملاقات کے وقت
ٹال کر کہنے لگی دن ہے ابھی رات کو وقت

سر پھری آپکی تشریف لی آنیسو حصول
میں تو تب جاؤں کہ آ جا کبھی گھاکے وقت

تجھ سے کرتی تھی آنکھیں ابھی باتیں تم
ہم بھی آ پہنچے ہیں کیا عین اشارات کی وقت

گرچہ می پینی سے کی توبہ ہے پینے سے ساقے
بھول جاتا ہوں ولی تیری مدارات کی وقت

آو ہی خاطر میں جہاں آپ پھر اٹھ کیجے یوں
پاس اس بندہ کی آ رہی پر اس بات کی وقت

کیا کروں پاس ادب سے ہوں نہایت لاچار
ورنہ کچھ اور ہی سوجھی ہے ملاقات کی وقت

موسم عیش ہے یہ عہد جوانی انشا
دور ہیں تیرے ابھی زہد و عبادات کی وقت

مدت کے بعد آ ہی گئی نظر خیر و عافیت
کیجئے مزاج سے کہ تو خبر خیر و عافیت

گر نکہت بہار سے لا ہی پوچھیو
میری طرف سے یاد سحر خیر و عافیت

اوصاف میں زیادہ ز حد اپنی آدمیں
لیکن جو پوچھیے تو اثر خیر و عافیت

ای اہل درد حسرت و ارمان کی جو رہے
کی رات کس طرح سے بسر خیر و عافیت

اللہ کیا ستم ہے ہوا انشا سے بزم میں
ایکبار یار پوچھی اگر خیر و عافیت

ق

جمال و عظمت دادار خالق ملکوت
خیال کر کے یہ کہتا ہوں بلہ ری جبروت

نمود سطوت پروردگار ہے دیکھو
جہاں تلک کہ کری کام یہ نظر کا سوت

محیط میں ہے تمثال جلوۂ واجب
اگرچہ آئینہ ممکنات ہے ناسوت

زہی کریم کہ کروبیوں کو جس نے دیا
مدام مشغلہ سیر گلشن لاہوت

حسن حسین کے خاطر سے بخش دیوے گا
گناہگاروں کو قصر زمرد و یاقوت

کہ جس میں سینکڑوں حوریں ہزارہا غلمان
ہر ایک مثل قمر کے بدون ریش و بروت

جو ہیں بیچ سبحان ربی الاعلے
عطا کرے جو تفضل سے قدسیوں کا قوت

بغیر اس کے کرم کے نہیں بن آتی بات
ہزار گرچہ پڑھا کیجئے دعائے قنوت

بیان ذات کے اوصاف کس سے ہوں انشا
صفات جسکی میں جبال عرش میں مبہوت

ہولی لگائی آگ کی یہ کیا آگ ای بسنت +
جس سے کہ دل کی آگ اوٹھی جاگ ای بسنت

کیفیت بہار کے تو اوسکو دی خبر — موج نسیم کی طرح اوڑ لاگ ای بسنت
ہر شاخ زرد و سرخ و سیہ بار ہین — ڈستے ہین دلکو ان کے جون ناگ ای بسنت
مونہہ دیکھو عاشقونکی مقابل ہو رنگ مین — باندہی ہے تجھسے کسلئے تو لاگ ای بسنت
تجھہ مین کہان یہ تو قلموں کی کہان یہ رنگ — دشت و جبل کو خیر ہے اب بہاگ ای بسنت

ق

جون تار چنگ چھیڑ نہ انشا کو بات مین
تیر اسنا ہوا ہے یہ گھر اگ ای بسنت

صد برگ گہ دکہا ہی ہے گہ ارغوان بسنت — لاتی ہے ایک تازہ شگوفہ یہان بسنت
بہر بہر کے گلستان مین ہی عیش و جشن سے — دیتی ہے ہر گہڑی مجھی رطل گران بسنت
تو اوٹھہ چلا تو زرد ہوئی سب کے رنگ رو — کل آئی بہار مین یہ ناگہان بسنت
آتی نظر ہین دشت و جبل زرد ہر طرف — ہی ابکی سال ایسی ہے ای دوستان بسنت
شادابی نسیم سے سجر سرو زر کو — کرتی ہے جوش مارکے اب بیکران بسنت
گرتی اشتل ملایکہ ہون اہل زہد سب — لی آوے بہر سیر اونہین سو گلستان بسنت
بیتی ہین چمن مین گہڑ کتے تیر ہی بغیب — کرتی ہے اس لباس مین ہر دم فغان بسنت
گر شاخ زعفران اسی کہئے تو ہے روا — ہی فرح بخش واقعی اس حد کو ہان بسنت
گر ہوا نباکے ریش مخضب سے محتسب — جاتا ہی اوس مقام مین جاوی جہان بسنت

انشا سے شیخ پوچھتا ہے کیا صلاح ہی
ترغیب بادہ دی ہے مجھی ای جوان بسنت

اوڑ ہوتے فقیر کے صورت — کل سے قد یر کی صورت
چھپے رہتے ہے خاک مین کوئی — تمسے روشن ضمیر کے صورت
فقدا کو ئی خوش آتے ہے — بادشاہ و وزیر کے صورت

کو ہولتا سکندر و گو حشمت و دارا ای صاحب فطرت — پڑھ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا تا ہو تجھے عبرت
مستانہ جو مین قدح رنگ چڑھایا + در عالم وحشت — تب خضر پکارا کہ ہنسا دہریا + اب دیکھہ طلاوت
ہی جیسین فقیر ونکی طرح کہینچ لنگوٹا + اور بانده کی ہمت — جا کنج خرابات مین تک گہونٹی سبزا ہلیون کیجی عبادت

ای حضرت عشق آ گئی ساعت بھی اجی مولا یہان کیجی عنایت
ہاتھی پہ میرے خط الف اللہ کا کھینچو سونپو مجھی بستر
مین خاک نشین ہونگا گروہ فقر اپنی کیا سمجھی ہو مجھکو
گر سیر کنہان وہ ہرین جا نکلون تو بولون ناقوس کو سنکر
خوش رہتی ہین جا ابرو کی تیلا کی صفائی ماند قلندر
درویش بلا خوش بلا جیت ہین یارو دوست پہنکا پنی
کاٹھی ہی ہین ہم او ہی جو جنگل کو بلا کر للکار تو

مرشد ہو مرے بالک ہی بادی میرے داتا + دیجی مجھی نعمت
تم ہو مرے گرو میرے بندہ ہوا چیلا + جی جی مجھی کرو حد
رو مال جہیری بیکے جو ایک کھینچون داسا کھولو کرامت
ہان برہمن بتکدہ عشق ہے صدا را + ہی مجھ سی بھی الفت
نہ مکہ میں ہو نہ اندیشہ کا لا + ہے خوب خراب محبت
اف ہی کو مسل کر کر دیا فیون کا گھولا + ہین ایسی ہی افت
دیتا ہے ۔۔۔ اللہ کے مشرب ست ہو کہتا ہون یہ حالت

	آزاد ہوگی مجھ مین غزل ایسے شاق اسی بحر میں اب اپنی تو بولی کے کچھ اشعار کہ انشا جو ہو پرخرافات	

ہے نام خدا او جہیری کچھ نہ ور تماشا	یہ اپ کی رنگت
نکات ایسی غضب قہر ہین اور جہگڑا	اللہ کی قدرت
ہے جو کہا ہو میں تیرا عاشق شیدا	اے کان ملاحت
قربانی لگی ہیں ہر جسد اور تماشا	یہ شکل یہ صورت
اتحاد و تصوف مین جو تھا فرق سمجھا ہان	اصلا نہ رہا کچھ
پردا جو تعین کا تھا ہست ہے اونٹھا یا	کثرت ہوئی وحدت
تاثیر ہے کیا خاک میں اوس سجدہ کی کہدی	تو مجھکو لو یاری
ہر چہرے کے جو انگلی ہے یہان ناقہ لیلے	ای جذب محبت
کعبہ کا کرون طوف کہ بتخانہ کو جاؤن	کیا مشکل ہے مجھکو
ارشاد میرے حق مین بہی کچھ ہو دیگا آیا	اے پیر طریقت
جون پر تو روح القدس ہین عہد مین بہی	عیسی کی طرح تو
یون چاہیے بے ساختہ رہبان کلیسا	میری کرے بیعت
آتی جو میری گہر مین وہ شب راہ کر ہے	مین ہو ندی گندی
صد شہ پھیر لگی کہنی تعجب ہے کہ یہ کیا	این تیری یہ طاقت

توڑا کریں اس طور مری غیر ہمیشہ تک [illegible] تو دل میں
ترسا کرے ہر وقت یہ [illegible] تمہارا اللہ کی قدرت
دیوار چمن پھاند کے پہنچے جو ہم اون تک [illegible] ایک ناک کی اچپل
ترسان ہو [illegible] کی کوٹ سکے ماتھا اسے وا ہی فضیحت
خورشید چھپا شام ہوئی [illegible] صاحب [illegible] کیا ہے
[illegible] بسیرا ہوں کرو حضرت
لی [illegible] اپنے [illegible] سکے ساتھی
[illegible] شوکت
چل اٹھو [illegible]
[illegible] کی سن تو
شب [illegible] ہوئی [illegible] سے لپٹ کر
[illegible] لگا [illegible] سے لگے گت
تب غنچہ سے کہنے لگی [illegible]
اور [illegible] بڑا [illegible] موسم عشرت
[illegible] ایک طفل [illegible] کے واسطے
لا کر [illegible] اون سے کہا کھانے کا ہی سوا ہے قسم و لایت
[illegible] کے مقطع [illegible] شاگرد [illegible] اپنے
چل سامنے سے میرے آتا کر نہیں [illegible] نہیں لذت
بیسانہ اگر ناک ہے [illegible] سو کوڑی کے [illegible] ہیں
بابا یہ ناک کیا ہے یہ [illegible] اسکا کا ناتہ [illegible] مت
اب اور ردیف اور قوافی میں غزل پڑھ لیکن اسی بحر میں
تا شاعروں کی آگے ہو اس بزم میں انشا ظاہر تری شوکت
سینے جو بلائیں لگی ہم آپ کے چٹ چٹ تو بول اٹھی جھٹ

چل جا ابی رہی واہ زہے رو ہو یہی کی ہٹ ہے سب یہ بناوٹ
ان انکھونکو مین حلقۂ زنجیر کرونگا ایسا ہے بلا ہون
چھوڑون ہون کوئی آپ سے دروازے کے جو کٹ جتک کہیں ہٹ
مرجاسی لہو جاٹ نہ گونگا ہو وہ کیونکر جو شخص کہ دیکھے
سرخی تری انکھون سے اور ابرو کی بکھاوٹ سرمہ کی گھلاوٹ
ہے معدن انوار الہی دل عاشق سو چھو تو عزیزو
اس چھوٹی سے جا گھر مین یہ وسعت یہ سماوٹ اللہ رے گنجاوٹ
کیا پھبتی ہے ای نام خدا اوجھڑے آیا ہونٹھونپہ تمہارے
ایک بوسہ کے صدمہ سے وہ ہونٹھ دہار ملاہٹ مسی کی اوداہٹ
مین روپ بدل اور ہی چنگی سی جو بیٹھا بیٹھے سے تھے مہاں وہ
سن کہنے لگی میرے وہی پاونکی آہٹ ہے ایک تو نٹ کھٹ
تھی گرم یہ کچھ مجلس سے رات کہ ساقی سب کہتی تھے زاہد
ہے توبہ شکن آج صراحی کے غٹاغٹ بہا نہ رہی جاوٹ
ای واہ رہی بالیدگی اور چنپئی رنگت یہ گات یہ سج دہج
اور جامہ شبنم کے وہ چپکی پھنساوٹ بازو کی گٹھاوٹ
مت چھیڑو مجھے دیکھو ابھی کہنے لگو گی اچھا کیا تمنے
چولی مری مسکی ہوئی دامن بھی گیا پھٹ لگ جائیگی یہ رٹ
ہی نور بصر مردمک دیدہ مین پنہاں یون جیسے گنہ ابلہ
سو اشک کی قطروں سے پڑا کھیلے ہے جھرمٹ اور آنکھوں مین جگمگاہٹ
ای عشق اجی او مہاراجونکی راجا ڈنڈوت ہے تمکو
کر بیٹھے ہو تم لاکھون کروڑون ہی کے سر چٹ ایک آن مین چٹ پٹ
پھرتا ہی سماں آنکھونمین ابتک وہی انشا ہے ظالم ارے کیون
با خشم وہ لپٹ سوہجانی اجانی رکاوٹ وہ پیار کی کروٹ

وہ سیج پڑی پھولوں کی مخمل کے وہ تکیے کمخواب کے گوٹ سے
پردہ وہ تمامی کے وہ سونے کا چھپر کھٹ اور انگیا جامے

کھول آغوش تنک احباء اسیران سے لپٹ / کہ اسی دھن مین ہوئی ہین در زندان سے لپٹ
یون گئی لخت جگر دیدۂ گریان سے لپٹ / جون بھگی رہین بارش مین چراغان سے لپٹ
تب بھی جانین ہم اے مردمک دیدہ کہ تو / خال کے روپ مین جا کے رخ جانان سے لپٹ
گریہ چھٹنے کے خبر سچ ہے تو قیدی تیری / خوب سا روئین گے دروازۂ زندان سے لپٹ
وستر ہین ہو دل صد چاک کو اپنے تو ابھی / جا وہی جون شانہ جھٹ اوس کاکل پیچان سے لپٹ
لہر کھاتا یہ کنارا کا نہین رقص کے وقت / کوندتی پھرتی ہے بجلی تری دامان سے لپٹ
باب پنجم کے حکایت جو خوش آئی تو وہ طفل / کھول آغوش گیا اپنے گلستان سے لپٹ
لیگئی وادی مجنون مین جو وحشت ناگاہ / خوب سا روئی ہم اونچا بیابان سے لپٹ
قیس کی روح نسیم سحری کے صورت / لہرین لیتی ہے پڑی دشت مغیلان سے لپٹ

غزل ایک اور بھی کہنے ہی تو کہہ ڈال انشا
سر جھکا فکر مین جا اپنے گریبان سے لپٹ

اوٹھ نہ اے دود جگر ابر بہاران سے لپٹ / رعد ہو صاعقہ ہو برق درخشان سے لپٹ
یاد مین اوس قد رعنا کی بھری مین نے جو آہ / وہین وہ آہ گئی سرو گلستان سے لپٹ
دیکھتی ہے اوسی کچھ بھی جو بہر آیا اللہ / ہم بھی کیا روتے ہین گل بلبل بستان سے لپٹ
پاسبان چاند رہا تا بہ سحر چاندنی مین / رات جو سو رہی ہم اوس مہ تابان سے لپٹ
وادی نجد مین جو ناقۂ لیلے گذرا / اوٹھ کے ایک شعلہ گیا یا ہی حدی خوان سے لپٹ
بیٹھ ماتم مین نہ کیون بال بکھیرے اپنے / قیس صحرا مین ہوا ہو جو مغیلان سے لپٹ
سیر فردوس جو مطلوب ہے تجھے ہو اے دل / تو نہ روح القدس و ابن رضوان سے لپٹ
کلسوت خاک مین تو کھول کے بازو اپنے / دوڑ دروازۂ سلطان خراسان سے لپٹ

تیسری اور دیوان دیار پڑھ انشا غزل
کہ دیوان جھکا رہے گنبد گردان سے لپٹ

جٹ گیا ناقۂ لیلیٰ جو مغیلان سے لپٹ
قیس نے تہ کیا بید بیابان سے لپٹ

آشنائی ہو کچہ انشا وگی دیسے تو آ
اشکِ رخسارۂ طفلان تپیان سے لپٹ

دیکھہ مدفن کو شہیدونکی ذرا تو رو پڑ
کھول آغوش تک ایک گور غریبان سے لپٹ

شمس تبریز ہمارا یہ جگر کا ہے داغ
رہتی ہین جس سبب اوس مہرِ درخشان سے لپٹ

ق
مولوی روم نکیون نعرہ ہوا بنا کہ وہ جھٹ
شعلہ ہوتا ہی دل صاحبِ عرفان سے لپٹ

نشتوازی کی اوپچ ایسی ہی سے گرما گرم
کہ بس ایک آگ گئی ساری نیستان سے لپٹ

ق
ہمنشین اوسکے ہنسانی کا جو ہو قصد تو او
جھاگ سی منہ سے نکال اپنی تو یاران سے لپٹ

اک مراقی ہوئی اور سو منہ کو بنائی ہوئی جھب
سانگ لا آج تو تو زمرۂ مستان سے لپٹ

کہہ یہ تبدیل قوافی غزل انشا ایک اور
ریختی اپنے دکھا طبع سخندان سے لپٹ

کھول آغوش نہ تو مجہسے رکاوٹ سے لپٹ
اب جو لپٹا ہے تو آ پیار کے کروٹ سے لپٹ

اوسنے سر اپنا دمنا دیکھہ شگافِ در سے
کرکے غش رہ گئی ہم اوسکی جو چوکھٹ سے لپٹ

دھوم یہ بادہ کشونکی ہے کہ میخانہ مین
مست جاتی ہین صراحی کی غٹاغٹ سے لپٹ

جون گلی مین مجھے آتی ہوئی دیکھا تو وہ شوخ
اپنی چوکھٹ سے اوچک جھٹ سے گیا جھٹ سے لپٹ

شیخ سے عید کو کیون آپ ہم آغوش ہوئی
گوئی آتا ہی بھلا ایسی بہی کھوسٹ سے لپٹ

جسکو کہتے ہین تراقی کے بہت سوط الم
رہ گئی ہی تری چولی کے چھناہٹ سے لپٹ

پیس ڈال آج تو سیری بوٹی بہی پھولی بستے
آنہ آ مجھسے تک ایسی ہی سجاوٹ سے لپٹ

دہم سے ہم دونو گری فرش پہ ایسا کہ سدا
رہ گیا اونکا دوپٹہ بہی چھپرکھٹ سے لپٹ

چوٹ کہا کر وہ لگی کہنے کہ اگر ایسا ہے
ہی گلا کھیلنا تجھکو تو کسی نٹ سے لپٹ

رعد کی ساتھہ ہی انشا میری نالہ کا دہ روپ
جیسے گھٹ جاتی ہین مستم زدہ جھرمٹ سے لپٹ

چرخ اسی کہہ مت یہ ہی سچ لعاب عنکبوت
ہر ستارہ کو سمجھہ چشم و باب عنکبوت

مکھیان کرتی کی جالہ مین نہ جب جا بیٹھین
ہی وہی دن فی المثل یوم الحساب عنکبوت

مست ہو کر پھول جاوین کیون نہ سب تتیے نمط
سرخی خون مگس ہے ہی شراب عنکبوت

ق

مرحبا جرات کو تیری ای مگس صد آفرین
بل بے بہنائی تری او اپیچ و تاب عنکبوت

عالم تزویر مین ہی شیخ جیو صاحب کے ذات
مقتدای و مرشد عالیجناب عنکبوت

مکھیان الجھی پڑین جالہ لگی داڑھی کے بیچ
ہے بڑی جی آپ پر یہہ سب عذاب عنکبوت

بیکلی انشا کو یہ ہے درمیان مین اوس غزال کے
بی مگس ہو جسطرح ہے اضطراب عنکبوت

کیون نیان بلند رتبہ سر راہ کی درخت
ہین کیسی سایہ دار میری آہ کی درخت

جو چھوٹے چھوٹے پود لگائی تھی خیر سے
نام خدا ہوئی وہ سر راہ کی درخت

کیون چتر دار سایہ ہوا ولنگا نہ ای نسیم
بوٹی ہوئی جو ہووین کسی شاہ کے درخت

الفت نہ کسطرح سے بہم ہو کہ ہم غریب
اللہ کے فقیر یہ اللہ کے درخت

انشا غزل یہ مینے پڑہی جس مکان پر
وہان سے بہرے بہتولی اوکی واہ کی درخت

لگی علیل سے ابرو کی ولگی داغ کو چوٹ
پر ایسی ہے کہ لگی ترسے جیسی زاغ کو چوٹ

ہماری آہ سے اغلب کہ لگ گئی ہوگی
کسی کے سینۂ دیوار خانہ باغ کو چوٹ

بتا کہ حال ترا کیا ہوا ہے نسیم اگر
خدا نخواستہ پہونچی کسی ایاغ کو چوٹ

خروش نعرہ ولیسے بہی تو دہڑکا ہے
مبادا جا کے لگی جان مبغ دماغ کو چوٹ

کسیکی گہر کو اندہیرا نکر خدا وندا
کسیطرح کی نہ پہونچے کسی چراغ کو چوٹ

کری جو وجد ہی عشرت کے شیخ جیو تو لگی
کمال شانۂ ملا ابو الفراغ کو چوٹ

ہماری نالہ پہ اہل چمن تو ٹوٹ گئے
بلا سے گر نہ لگی گل سری کلاغ کو چوٹ

قصور اسمین میان تا نشین کا کیا ہے
نہ پہونچی اونکی جو گانی سے کچھ الاغ کو چوٹ

یہ سعی ہے کہین انشا نسیم سے نہ لگے
شمیم نرگس بیمار کم دماغ کو چوٹ

ردیف الثاء المثلثہ

جسکو کچھ دہن ہو کرے ہمسے حقیقت کی بحث — کہ ہمین جانتے ہین اہل طریقت کی بحث
آ گیا ہاتھ پہ لا شیشۂ صہبا تو اوتار — طاق نسیان پہ تو رہنے دے شریعت کی بحث
کر دیا مجتہد وقت کو قائل جھٹ پٹ — ہمنے مسجد مین کل ایسی ہی قیامت کی بحث
بزم رندانہ مین کیا زہد و ورع کا چرچا — شیخ صاحب یہی بہت یہ تو حماقت کی بحث

ہو علی سا تہہ کوئی بولتی انشا کو سنے
روز ہوتی ہے بہم اہل بلاغت کی بحث

جتنے جہان مین عیب سب مجھکو بلائی ہو عبث — بلکہ کڑہا کرا اور بہی جسکو جلائی ہو عبث
شکوہ کرتے تھے مہربان دیکھو او سر تو آنکھ بہر — اپنے نظر مین ہے سنا ہمسے چھپائی ہو عبث
سیکھی یہ تمنی وضع ہے پیاری عجب ہے انڈلون — کبھی کبھی جو بات بہی غصہ ہو جاتی ہو عبث
آتی ہی کھلکھلا کے چلی اونگی ہم پہر اور دن — کن نے بلایا تہا بھلا یون ہی جو تم آئی ہو عبث

مہر و وفا کے عہد کو سمتے سب انشا سمجھی
جانی ہے وہ تو خوب سا باتین بناتی ہو عبث

ردیف الجیم

نہ تقیسرون کی جان واہی خرچ — او میان انکی ہین الٰہی خرچ
لے درہما ہی چند داغ ہے ساتھ — ہے یہ بس تجھکو مرد راہی خرچ
نہ منی ہم اگرچہ اون سے بہت — کی سماجت مین عذر خواہی خرچ
تم سے ہم یون اڑے ہین بوسی پر — مانگتے جیسے ہون سپاہی خرچ

ہین سلیمان کے نوکر اے انشا
کیون نہ اپنے ہون پادشاہی خرچ

تپتی وہ برق نگہ ابرو کی تلوار کی آنچ — یون کہی ہے کہ بری ہوتی ہے تلوار کی آنچ
انشیا تا کیون نہ پہری وادی ایمن مین پڑا — جسنے جھیلی ہو تری لمعۂ انوار کی آنچ
دوستداران علی سی ہون جو اشخاص انکو — دخل ہے یہ کہ کرے مس لہب نار کی آنچ
ہفت دوزخ کو بجھا ڈالی غرض ہے وہ شتے — آتش دوستی حیدر کرار کے آنچ

لن ترانی بجواب ارنی کہہ اٹھی — جب دہوان دہار تری شعلۂ رخسار کی آنچ
تو جو مجھے دیکھ کے بیہوش پڑی کیوں نہ بہلا — خرموسی صعقاً اوشرر بار سے گے آنچ

پھونک مت مجھکو پری جہہ کے رواں انشا
شمع کی لو سی تری دیدۂ خونبار کی آنچ

امرود سی ہین تیری سبدار چار پانچ — وہی ایسی اور حق مجھی اعتبار چار پانچ
جب گدگداتی ہین تجھے ہم اور ڈھیٹ سب — سہتے ہین گالیان تری نا چار چار پانچ
کل یون کہا کہ ٹک تو ٹھہر لے تو بولی آپ — ہین منتظر مرے سر بازار چار پانچ
او جانے والے شخص ٹک ایک مڑکی دیکھ لے — یہان بھی شہر ہ رہی ہین گنہگار چار پانچ
صیاد کی خبر کہ دیا چاہتے ہین جان — کنج قفس مین تازہ گرفتار چار پانچ
میان ہم بھی کوئی قہر ہین جب دیکھو تب لیے — بیٹھی ہین اپنے پاس طرحدار چار پانچ
چنچلے سے کام جو کہتے ہو ہین اپنے آشنا — شعلہ بھبوکے اور دہوان دہار چار پانچ
ہر ایک اون سے شوخ ہے کیا خوب بات ہو — لگ جائین تیری ہاتھ جو یکبار چار پانچ
تو اونکو چاہ چھوڑ مجھے واچھڑی چہ خوش — رکھی ہین میرے واسطے دلدار چار پانچ
ہے کام ایک ہی سے وہ جو ملے ہین سب پڑین — صدقے گیے تھے ایسے وہ فی النار چار پانچ
صاحب تمہین نہین نہین ہرگز نہین نہین — مجھکو نہین نہین نہین درکار چار پانچ
ق
میر و قتیل و مصحفی و جرات و مکین — ہین شاعر و نہین یہ جو نمودار چار پانچ

سو خوب جانتے ہین کہ ہر ایک رنگ کو
انشا کی ہر غزل مین ہین اشعار چار پانچ

سبزۂ خط مین تری تل ہین وہ طلسمات کی بیچ — دل گیا جنکے سبب لینے سفر لات کے بیچ
مزرعہ یاس سے حاصل ہوی ہنگام درو — داغ کی پھول پھل افسوس کے ہیہات کی بیچ
گر سحاب مژہ اپنا نہ برستا اسکے ابر — تو نہ اوگتے کبھی اقسام نباتات کے بیچ
فلک سے آتے ہمکو نہین بھیجے گویا — بووئے گشت محبت مین مدارات کے بیچ
تارے دو چار جو آتے ہین نظر اول شام — جھڑ گئے ہین کشت فلک بیچ یہی رات کی بیچ

بوٹی جو دانۂ اشک اوسکی ہری ہو کہیں — ہیں یہی اپنے تو نزدیک عبادات کے بیچ

روکے انشا نے دکھا دی مجھے لاہوت کی سیر
تھی نگر تخم شرشک اوسکی کرامات کی بیچ

ہاتھ آدمی کسکے آپ سے عیار کا مزاج — ہے ان دنوں کچھ اور ہی سرکار کا مزاج

فضل خدا سے خیر بہرحال شکر ہے — کیا پوچھتے ہو مجھسے دل افگار کا مزاج

اب خیر و عافیت تو لگا مجھسے پوچھنے — اتنا تو بارے نرم ہوا یار کا مزاج

حضرت سلامت ایسے ہیں بولتا نہیں — کیا پوچھتے ہو مجھسے گنہگار کا مزاج

کسطرح وصل پائیے کیا کیجیے کیا نہیں — ملتا نہیں ہے ترک ستمگار کا مزاج

جب جیب سے کر نکالا خنجر ادا سے صرف — بگڑی نہ تا کہ قاتل خونخوار کا مزاج

انشا نہیں لو آنکھیں ملا کر نہ دیکھیو
نازک ہے اوسکے نرگس بیمار کا مزاج

جو بات تجھسے چاہی ہے اپنا مزاج آج — قربان تیری کل پہ نہ ٹال آج آج آج

دہکی ہے آگ دل میں پڑے اشتیاق کی — تیرے سوا کسے کس سے ہو اسکا علاج آج

ہے فوج فوج غمزہ و انداز تیری ساتھ — اقلیم ناز کا ہے تجھی تخت و تاج آج

تیرا وہ حسن ہے کہ جو ہوتا تو بھیجتا — یوسف زمین مصر سے تجھکو خراج آج

خوبان روزگار مقلد تری ہیں سب — جو چیز تو کرے سو وہ پاوے رواج آج

آب زلال وصل سے اندوہ در [illegible] — تا [illegible] کے ہوتا ہے کیا [illegible] آج

انشا سے اسے اور [illegible] انکار [illegible]
لایا ہے وہ کبھی نہ کبھی [illegible] آج

ردیف الحاء

ہے شب وصل کھلی کاش نہ در وازۂ صبح — کم نہیں شور قیامت سے [illegible] وازۂ صبح

دیکھ عارض کو ترے ہو عرق شرم میں غرق — [illegible] شبنم سے نہیں روئی تر و تازۂ صبح

جام خجلت کش خورشید میں دے ساقی — دیکھ برہم زن مستی ہے یہ خمیازۂ صبح

کب مقابل تری گھری کی ہو گو بادِ سحر — عارضِ گل پہ ملے لاکھ طرح غازۂ صبح
کیون نہ مجنون صفت اب رو دے وہ دیکھ چلا — لیکے لیلای شبِ وصل کو جمازۂ صبح

انشا کہین اس رنگ مین تو بھی مل جا
جیبِ گل چاک ہے گلشن مین باندازۂ صبح

کریم جلد کرم کر کہ ہو مزاج صحیح — برنگِ نرگسِ بیمار ناتوان ہون صریح
نسیمِ فضل و کرم مین تری وہ ہے بو باس — نہ پہونچے گرد کو جسکے کبھی شمیمِ مسیح
بسانِ بید مری بند بند جکڑے ہین — وفورِ درد یہانتک کہ ہون بشکلِ سطیح
ہگرگ کی نمط اب بس گھلا ہے جاتا ہون — بوضعِ برگ کی ہون مرتعش بصد یہ ریح
نفس کو تنگ کیا ہے حرارتِ دل نے — ہلا دی مروحۂ لطف تک سپے ترویح
یہ جانتا ہون کہ عاصی نہین کوئی مجھسا — کیا زمانہ مین واللہ خوب سا تنقیح
برب کعبہ کہ ہضماً لنفسہ یہ بات — نہین ہین اپنے خصائل کو جانتا ہون صریح
رہا ہمیشہ سروکار فسق سے مجھکو — پہ چیز ظاہر و باہر ہوا وسکی کیا تصریح
کئے بلہو و لعب عمرِ طبع سے مائل — کبھی بحسنِ ملیح و کبھی برنگِ صبیح
ہزار مرتبہ مین کر چکا تو سنکے نیاز — ردا و جبہ و دستار و خرقہ و تسبیح
فرائع انسے جو حاصل ہوا تو شیں نظر — رہے مطول و توضیح و مسلم و تلویح
کبھی تھی نیچ اوفیچ بیک ہاتھہ مین میرے — مطالعہ مین سطرلاب کے کہا تسطیح
کسی کی ہجو کبھی فارسے مین کہہ ہے — قصیدہ عربی مین کسی کی کی تمدیح
نعاتہا سفسہ وہ بولتی شخص سا تہہ — کہ ہر ہین اب وہ کہان فہم و ظلم و لطف فصیح
فساد لقمہ شکاف سے نہ تھا مجھے پرہیز — علیل اسلئے اب ہون بالکل خستہ
غرض عمل مین نہ آئی کبھی وہ شے یارب — کہ جس سبب ہوا مہربانِ دین کو نو
سوای تیری وسیلے کبھی کو سمجھون ہون — صہری ہون نہان تابع تسطیح لطیف
طرق شفا کے اشارات مین جو ہین بیر — کہان سدیدی و قانون بیچ یہ یوفصیح
ہوئی ہین منتشر اوراقِ نسخہ صحت — حکیم شق و شفا نے تجھے سے ہو تصحیح

چمک یہ وضع میں محسوس ہے مرے کہ خیال
کری ہے یون کہ تشاغل مین تجمیع ہے مبیح

ہوا ہوں ضعف و نقاہت سے مقعد لاغر
کہ جسطرح سے مصور رگون کی ہو تشریح

رجوع تجھسے لی آیا ہون اے مرے مولی
حصول ایسی مشاغل سے کیا بجز تفضیح

طفیل چہرۂ نورانی رسول اللہ
ہے جس مین مہر نبوت بہ لمعہ حسن ملیح

بہ سوز سینۂ خیر النسا شفیعۂ خلق
ملائک آتی ہین جسکے لیے طواف ضریح

مجھے ائمۂ اثنا عشر کے واسطے بخش
جنھون کو جملہ خلائق پہ تونے دی ترجیح

علی الخصوص براے حسین ابن علی
کہ تیری راہ رضا مین ہوا قتیل و ذبیح

شفا تصدق بیمار کربلا ہو مجھے
سحاب لطف کو کر حکم تا کرے ترشیح

بروح حیدر صفدر مجھے نہ کر محتاج
بہ چوب چینی و قیصوم و مج و عشبہ قبیح

مفرح اپنے شفا خانۂ عنایت سے
شتاب بھیج کہ انشا کو جلد ہو تفریح

تجھسے یون یکبار توڑون کس طرح
مین قدم تیرے یہ چھوڑون کسطرح

گھر سے باہر تو نہ نکلا تھا ہنوز
تیری در پر سر نہ پھوڑون کسطرح

بھی سے تاب تھا ولیکن آج ہے
ہاتھہ لگا دی تو چھوڑون کسطرح

آبروی ابر بہاران منظور ہے
آہ مین دامن نچوڑون کسطرح

صاف دل کیونکر کرون تجھسے بھلا
ٹوٹی الفت پھر سے جوڑون کسطرح

شوق سے تو ہاتھہ کو میری مروڑ
مین ترا پنجہ مروڑون کس طرح

وقت بوسہ کے یہ انشا سے کہا
تجھسے مین پھر سونہہ نہ موڑون کسطرح

ردیف الخاء

یون تری خونخوار آنکھون کا ہے قاتل رنگ سرخ
صیدگہ کی بو ہوس جون شاہین کا ہوے چنگ سرخ

رہ نوردان جنون کی دولت پابوس سے
ہو گئی دشت طلب کے سنگ ہر فرسنگ سرخ

خون چکان آنکھون سے گر قطرہ گری تو ہو وین
رود نیل و دجلہ و شط فرات و گنگ سرخ

موسم ہولی میں دیکھا ہمنے کیا ہے لطف واہ
رنگ سے تیرا ہوا جب طرۂ شبرنگ سرخ

فائدہ کیا ہے کریو ننگی اوسکی لطف کو
غیرت و چشم و حیا و شرم و عار و ننگ سرخ

بادہ نوشی شب کو کی تھی تونی شاید غیر ساتھ
ہے ترا چہرہ جو کچھ اے طفل شوخ و شنگ سرخ

خون عاشق آ پڑا آنکھوں میں اوس قاتل کی آہ
کر سکے یوں ورنہ کب انشا خمار رنگ سرخ

ہے یہاں وہ نخل عشق ہیں دیوانہ پن کی شاخ
جیسی اوگی نہال اویس قرن کی شاخ

سایہ میں اپنے سرو خراماں کی دب گئے
وہ نخل حسن یوسف گل پیرہن کے شاخ

دیو سفید صبح کے سر پر نظر پڑے
آج ایک روپہلی اور سنہری کرن کی شاخ

عکس شفق کو شوخ کی بالیدگی نے کی
پیوند نخل سیب سے نازک بدن کی شاخ

ہیں سوکھی ساکھی ہاتھ کچھ ایسی ہے شیخ کے
نکلی ہو جیسے کوئی درخت کہن کے شاخ

بیٹھا ہے اپنے حکم میں ایک ایسی پیر ہیں
جو جھٹ سے توڑ ڈالتی ہیں کرگدنکی شاخ

ق

شہر ایں کسکی آئی یہ ساچق کہ رات کو
جھمک جھمک پڑی خوشی سے ہر ایک گام نکلی شاخ

سو ننگی تھی درخت نئی لاکھوں اونکے ساتھ
گو ٹوٹنگی پھل تھی تاروں کی پھول اور کرنکی شاخ

انشا لگا دے نخل غزل میں تو اور شاخ
لیکن وہ شاخ ہو جو بڑی ہے پھبن کی شاخ

پھر کاش پھول ٹھی ہر ایک اوس چمن کی شاخ
سونے کی نخل کے تھے طلائی کرن کی شاخ

لیلے کی جھولنی کی جو اوڑتی ہے کچھ پھٹنے
مجنوں ہی خوب جھولی پکڑ کر ہرن کی شاخ

موتی ہے اوسکی پاوں جو نخل انار کا
پیوند نخل شمع مرصع لگن کے شاخ

سنگھی کہی جہاں وہ پری اوس زمین سے
نکلی سجا ہی سینۂ غزال ختن کے شاخ

بادل بھی آکے شوق سے جھولا کرینگے جھو
اس آم کے درخت میں ایک لاکھ من کی شاخ

خوبی جو اوسکی ساعد سیمیں کے دیکھ پائے
تو پھونک دیوے آتش گل یاسمن کے شاخ

جھگی جی آپ گلشن اسلام میں عبث
پیوند کیجیے نہ کبھی اواگون کے شاخ

انشا تری نہال سخن کے لگے لئے

نخل بند عیسی معجز سخن کے شاخ

ردیف الدال

نہ لگی مجھکو جب اوس شوخ طرحدار کی گیند
اوسنے مجرم کو سنبھال اور ہی تیار کی گیند

دسترس ہو تو تری سیب ذقن پر وارون
قرص خورشید کی اور لمعہ انوار کی گیند

جھٹ پلٹ آ جو لگی بیچ مین چھاتی کے تری
تھی یہ روکی ہوئی کس مجرم اسرار کی گیند

رکھی ہی ماہ شب چاردہم ولیکن ہوس
کہ وہ قالب بنی اور ہو تری دستار کی گیند

ق لیجئے اوسکو بدل آپ جو پیمانہ مین
گم ہوئے مجھسے جو کل آپکی سرکار کے گیند

گرد مقیش طلائی کے کرن ٹکوا کر
مین یہ لایا ہون بنا اطلس گلنار کی گیند

گوکھرو لہر بنت ڈانک ستارونکی سمیت
اور ایک پہونچی گئے زر لفت نمودار کی گیند

گیند بازی مین مہارت ہی یہ تجھکو کہ تری
گو ملی پار تلک پہونچی ہے اس پار کی گیند

شال رومال کے تو چھوٹ مجھی کچھ نہ لگی
اب بنا پھینکیے کمخواب کی شلوار کی گیند

کھینچ مارون جو اس آہ دل سوزان کا خدنگ
تو بنا ڈالون ابھی برق شرربار کی گیند

ہے کھلاڑی وہ بڑا جسنے کہ ٹھہرا رکھی
پھینک پر رہ ہی ہوا گنبد دوار کی گیند

لگے فرمانے وہ مل مل غزل انشا کو
واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کی گیند

لگ جا تو پری سینے سے دروازہ کو کر بند
وہی کھول قبا اپنی کی بی خوف و خطر بند

افسون نگہ سے تری ای ساقی بدمست
شیشہ مین ہوی شکل پری اپنی نظر بند

کٹ جاتی ہوی پھرتے ہین ہم کوچہ مین اوسکی
کیا سمجھی دروازہ ادھر وا اودھر بند

انشا نجف نام اشارہ مین ترا الٹن
ہو جائی دم تیغ زبان پیری اگر بند

آدمی وہ اگر یار مشرف کرے تو انشا
مین دوشالے کس لطف سے کھلواون کا بند

حضرت عشق ادھر کیجیے کرم یا معبود
بال گوپال ہین یہان اسکے ہم یا معبود

بندہ خانہ مین اجی لائی تشریف شرف
آنکے [illegible] یا معبود

نفی اثبات کی شاغل جو قلندر ہین سو وہ / اپنے گردن کو نہین کرتے ہین خم یا معبود

اپنے دانا کی حقیقت نے ہین جلوہ تم مین / لمعہ نور تجلی کے قسم یا معبود

جلد ہینکاری سبزی کی نشہ کو کوڑا / کھینچیے اور کوئی سلفہ کا دم یا معبود

ق

آپ ہی آپ ہین وہ آپ نے سچ فرمایا / یون بھی کچھہ دہوکی سے تھی نام کو ہم یا معبود

ورنہ یہ [illegible] ار تیا ہے جو وجود اپنا سو / گذران وہ تو ہے جون موجۂ یم یا معبود

واقعی بولتے ہی اپنے لڑا بیٹھی جب آنکھہ / کیون خودی سے نکری پہیر وہ رم یا معبود

آنکھہ کو کہتی عجب ہمین ہین سو ہمین اگر / دم برآ جاے تو ہو عین عدم یا معبود

رات تریاک نشے نے تو اولٹ ڈالا واہ / کوئی گہولا تو وہ تھا کاسۂ سم یا معبود

سدرہ تک آن تو پہونچا ہوا تھی قصد ہے / کہ بڑہیون اور بہی دو چار قدم یا معبود

چار زانو ہوا اب انشا بھی زمین سے اونچا
ایک وجد نے لگا سادہ کی دم یا معبود

گر کوئی چاہی کہ سکے یہ نہین کچھہ کام بد / رکھہ دیا ہے یہان عبث لوگون نے الزام بد

ہر طرح رہتی ہین خوش ہم فصل ہو گا مدام / خاک ہو منہہ مین اونکی جو کہتی ہین ایام بد

اتباعی [illegible] ہین دلکہتے ہے یہ کلی / کچھہ نظر آتا ہے اس آغاز کا انجام بد

ہین جو عاشق [illegible] عاشق [illegible] انکا و ہام / شام ہی سے صبح یا اور صبح سے ہی شام بد

ق

واقعی [illegible] شہر [illegible] جمعیت / شغل [illegible] ہین [illegible] خود نام بد

ایک [illegible] لگنی ہے خاطر [illegible] میری ہی قسم / ایک [illegible] ایک ڈلی ایک [illegible] ایک [illegible] نام بد

روٹھنا اوس سے مناسب ہے نہین انشا تجھے
مان کہنے کو اری ہے یہ خیال خام بد

نظر کرے علی کو قرین محمد / ہوا فخر حق ہمنشین محمد

ریاض القدس مین ہین کہتی ملایک / یہ ہے آفتاب جبین محمد

وہ ہے وحی و معنا قرآن ناطق / وہ ہے جبرئیل امین محمد

یہ اللہ کے نام سے ہے جہان مین / درخشندہ نقش نگین محمد

علی سے جن اشخاص نے بغض رکھا ۔ اونہون نے کیا قصد کین محمد
ق
غرض لعنۃ اللہ اون ناکسون پر ۔ کہ تھی افعی آستین محمد
نہین ماسوا اونکی دنیا مین کوئے ۔ ضیا بخش شرع متین محمد
ایمہ کی تعریف کس سے بیان ہو ۔ منور ہوا اون سے دین محمد
انہین بارہون برج سے میر انشا ۔ ہوئی زیب چرخ برین محمد

یہان سینہ ہے مدینہ اور دل نبی کی مسجد ۔ کیون قبلہ ہے پھوپھی اوسکو کہیگی مسجد
جن نے وہ تیغ ابرو دیکھی وہ یون ہی بولا ۔ جو ہرسی ہے بنتے تاڑ لے سے یہ پری کی مسجد
متھرا مین جون کنہیا وہ بت جو ہاتھ آوے ۔ تو مین اوسی کو کہا دون عبد النبی کی مسجد
ہین جا بجا لٹکتے خفاش جسکے چھت سے ۔ اے زاہد وہی ہے کیا شیخ جی کی مسجد
کیا موچین منڈی منڈی اور ناکہ ڈالا بنیکے ۔ کی سیر مین جو دیکھی ایک ناصبی کے مسجد
ایک مست کو جو کھینچا زاہد نے تو وہ بولا ۔ ایسی جے بلا کے ٹھیری گویا کسی کے مسجد
اندر وہی شرع سے پہلے مجھکو تو بتلا یہ ۔ بابا کا گھر ہے تیری یا کینے کے مسجد
انشا کا دل بنایا مہر علی سے حق نے ۔ لازم ہے اوسکو کہنا سید علی کی مسجد

بی مدد حق سے کرین کیا مردم دنیا مدد ۔ لب تلک بالا مدد اے عالم بالا مدد
کھینچتا ہون نعرۂ حق کھیلتا دھمال ہون ۔ اے مری سائین مدد داتا مدد مولا مدد
اب کسی ہو دیکھو جنتا ہون پھر ایک بھنگ گھوٹنا ۔ ہو مدد حق ہو مدد ہو ہو مدد ہا ہا مدد
فرقۂ یاجوج و ماجوج اپنہم لڑتے ہین جب ۔ وہان کری ہے عاشقونکی بھنگ کا سونٹا مدد
جتنے ہین ناسوت کی ابدہوت بھاگین ہو کی بھوت ۔ ایک چٹکی بھر جو کر بیٹھے بھبوت اپنا مدد
تھی نگہ مستونکی جون رجب ہتھیلی کی چیرے ۔ حضرت وحشت مدد اے جوشش سودا مدد
ق
جی مین ہے بن کر زرا لی آپ بہی للکارئی ۔ کی نہ مرد آدمی بن سنے گر اے انشا مدد
نام پر سالار دل سے عشق کو ڑا پھر کوئی

گا خنا و ولہ مدد جلوا ابد و سہرا مدد

لوٹین ہین مست یون بسترِ خاک اینڈ اینڈ
انگڑائیان لین جون شجرِ تاک اینڈ اینڈ

گلشن مین پھول جاوے ہے سرو سہی اکڑ
چلتا ہے جب وہ با قدِ چالاک اینڈ اینڈ

انگور رشکِ چشم سینہ کو کیونکر نہو فشار
مسلی ہے اوسکو یہ دلِ صد چاک اینڈ اینڈ

گنبد خمیدہ نہین جا بجی اعتماد
اسی بی خبر نہ ہوتہ افلاک اینڈ اینڈ

چولی کو اپنی جامہ شبنم کے ہر گھڑی
تنگ ہی کرتی ہے وہ بت بیباک اینڈ اینڈ

بسمل تری نگاہ کا سیان قتل مین
لوٹی ہے جیسی مست خطرناک اینڈ اینڈ

انشا کا ہے خمار مین یہ حال جس طرح
خمیازہ لی ہے صاحبِ تریاک اینڈ اینڈ

میان چشمِ جادو پہ اتنا گھمنڈ
خط و خال و گیسو پہ اتنا گھمنڈ

اجی سر اوٹھا کر ادھر دیکھنا
اسی چشم و ابرو پہ اتنا گھمنڈ

نسیمِ گل اوس زلف مین ہو تو آ
نہ کر اپنے خوشبو پہ اتنا گھمنڈ

شبِ مہ مین کہتا ہے وہ ماہ سے
رکابی سے اس رو پہ اتنا گھمنڈ

لگن اے شمع کر فکر اپنے ذرا
نہین چار آنسو پہ اتنا گھمنڈ

اکڑتا ہے کیا دیکھ دیکھ آئینہ
حسین گرچہ ہے تو پہ اتنا گھمنڈ

وہ کہکر یہ انشا سے بولے کہ واہ
اسی زور بازو پہ اتنا گھمنڈ

ردیف الذال

کیون نہ گھبراؤن کہی جب مجھکو تو مشفق ملاذ
تھا تبا نہ ویسی باتین روبرو مشفق ملاذ

کونسی یہ وضع ہے سوچو تو اپنے دلمین تم
بی بتی کہنا کبھو مجھکو کبھو مشفق ملاذ

سنکڑون دشنام دینا بات مین اہی واہ واہ
تمنے یہ کچھ زور سیکھی گفتگو مشفق ملاذ

آپ گر غصہ نفرماوین گر دن ہمتین عرض
سو جب تہمت ہے پہرنا کو بکو مشفق ملاذ

خوف آتا ہے ہمین اب بات کہتے آپ سی
اندنون آتی نظر ہو تند خو مشفق ملاذ

باندھ کر تیغ و تبر چلنے لگے بچوں کی بل — چشم بد دور اسقدر ہو چنچل جو شفق ملاؤ
منتشر کیا آپ پہ ہے دل لگانا گر ہوا — شہر میں ہیں اور لاکھوں خوبرو شفق ملاؤ

مدعا حاصل ہو انشا کا کبھی آجائیے
یہی غرض خواہش یہی یہ آرزو شفق ملاؤ

چھپر انگر و سیری قلمدان کے کاغذ — ہیں اسمیں پڑے بندگی و یدانکی کا کاغذ
اوس طفل کو بیٹھ لکھا مری شوق ہوا تو — مجموعے سب ہوئی ساری گلستان کی کاغذ
ہر وصل سرکار پہ جدول سے طلائی — اب آپ لگے رکھنے بڑی شان سے کاغذ
اوس شوخ نے کل ٹکڑے ہی پنجاکی کئی اور — ماری سر ادستاد پہ وہ تان کے کاغذ
وس میں لکھی ہیں خطا ہیں جو پاس تو قاصد — لیجا کہ یہ ہیں سخت ہے ارمان کے کاغذ

کیا چہرۂ انشا کا ہوا رنگ گل اوسکا
یکبار جو قاصد نے دیا آن کے کاغذ

لکھ دو شیخ جی صاحب کوئی ایسا تعویذ — کہ مری موہنہ سے لگی اوس کی گلی کا تعویذ
کیچہ [illegible] اپنی نشانی مجھے بندا بالا — توڑ از زنجیر کڑا اقول کا چھلا تعویذ
[illegible] عاشق کا شجاوی ہرگز — گرچہ ہو لاکھ طرح لکھ دو مسیحا تعویذ
[illegible] تو جی قہر تھا اوس کافر کا — لال ناڑی میں بندھا تھا وہ نیلا تعویذ
سر کے بالوں [illegible] لٹک جھکی سے الجھا تو کہا — اب لگا مجھکو ستانے یہ نگوڑا تعویذ
ق
گرچہ سیانوں نے پڑھ افسوں بہت اقرار کرن — خون تھا یہی مرے واسطے گنڈا تعویذ
جی چلا اپنا سا ہو لگا کئی لونگ اور سپند — مشک سپند و ر اگر ہیچ فلیتا تعویذ
جھوڑی [illegible] سایہ تھا خداوند الیکن — کام آیا نہ کسی شخص کا گنڈا تعویذ
[illegible] — وہ سمجھو چپ [illegible] پانی ہی وہ کس کا تعویذ
شیخ جی [illegible] یہاں جیسے ہی نہ کھولا کیجئے — آپ نیساں [illegible] لی کورا سکورا تعویذ

خبر انشا کے جو چاہو تو بلا دو دہو کر
اوسکی بازو کا وہ ننھا سا روپہلا تعویذ

مستی ہے تیری انکھون کی ہے جام سے لذیذ
ہے ورنہ کون شے مے گلفام سے لذیذ

چٹکارے کیون بھرے نہ زبان تیری ذکر مین
کوئی مزہ نہین ہے تیرے نام سے لذیذ

ق
گالی وہ اوسکی بھولی سی انکھین دکھاتے وقت
ہے واقعی کہ پستہ و بادام سے لذیذ

انشا کو لذت اوسکی جوانی کی حسن سے
ہے زور طفلگی کے بھی ایام سے لذیذ

آجاوے جھٹ پٹ جو میوہ درخت کا
وہ کیون نہو بھلا ثمر خام سے لذیذ

ردیف الرا

ہین زور حسن سے وہ نہایت گھمنڈ پر
نام خدا لگا وے پھر کیون نہ وہ نڈ پر

تعویذ لعل ہے کی نہ پہری گھمنڈ پر
ایک بیلا اڈ رہا بانڈی اس کی [illegible] پر

یارب سدا سہاگ کی مہندی رچا کرے
پیتے نہیں کھچین پہ ہے آفت ارنڈ پر

یہ بار سیری کاٹ کی دو ہستی استقدر
جو ٹھم کر گڑگڑی ہے مصری کی گرنڈ پر

دو تین دن تو ہو چکی اب پھر پہلو وہ ہین
[illegible] کی لاش کی [illegible] چوٹی کھنڈ پر

وہ پہلوان سادہ لب جو پہ ڈنڈ پیل
بولا کہ کوئی نخش ہو تو ایسی پہنڈ پر

جو کالی کوٹلی سی نہیں گتکہ وہین ہین
[illegible] پر

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھی ایک جھوٹ
بلبل [illegible] گرنڈ پر

انشا یہ لکی قافیہ رکھ پیشتر جھاڑ کے
چہرہ بھید ایک اور بچہ سے اگنڈ پر

یہ جو بہشت سی ہی بن یاد ہاگی گنڈ پر
اوبا [illegible] کرتے ہیں [illegible] لوگی جھنڈ پر

[illegible] شراب لگی اس [illegible] گی
بلبل [illegible] ایک [illegible] پر

شیشہ گلی ہے یار بھی لپٹ [illegible]
کیا ہی [illegible] سچ [illegible] پر

راجہ جی ایک جھنگی کی دھلی خشخش [illegible]
عاشق ہوئی ہین [illegible] پر

انشا نے اسکی قصہ فرہاد یون کہا
کرتا ہو عشق جوٹ تو ایسی ہے منڈ پر

کیا بھلا شیخ جی تھے دیر مین تھوڑی تھہر
کہ چلی کعبہ کے تم دیکھنے روڑی تھہر

اسی لیبا کہنہ عمارات مقابر جنکے
لوگون نے چوب و گل کی لیے توڑی تھہر

جاؤ اے شیخ و برہمن حرم و دیر کو تم
بہائی بیزار ہین ہم ہمنے یہ چہوڑی تھہر

کبھی دلہا ہی بتان تجہسے لیے ہین بے شک
تو یہ ہم جانین کہ بس تو نے نچوڑی تھہر

نہ چری نوک سے نشتر کے عیاذاً باللہ
کوئی عشاق کی تھی یہ چہاتی کی پہوڑی تھہر

کوسن ہیٹین فقرا اہل دول کو تو ابہی
اونکی ہاتہی ہین بہاٹے اور یہ گہوڑی تھہر

گر سگ گرسنہ کی شومی کی ٹلنج کے پاس
تو بہلا ہاتہی کی جا کیا وہ بسبڑی تھہر

نہ ہنسا ہین جو ہنسائی سے شب اونکی کہا
تجہ پہ قربان کرون ہاے نگوڑی تھہر

ایک غزل اور سنا دی ہمین انشا ہر چند
تو نے ہمین بہی کسی ڈہب سے نہ چہوڑی تھہر

ہلکی پہلکی جو ہلے دیر کے روڑی تھہر
چوم اور چاٹ کی ہین کعبہ کی چہوڑی تھہر

دفن ہے کوہ کنِ غمزدہ جس جا ہی چرخ
رکھدی لو ہو بہری وہان لا کی تو تہوڑی تھہر

دوستو صندل سا یہ دہ سی کیا ہوتا ہی
ہو رہی ہین مری سینہ کی دو دوڑی تھہر

رقت آئی نہ تجہی حال پہ میری یہ ہے
ہو جو تہر اوسی کیا کوئی نچوڑی تھہر

ہاتہہ تک مجہسے ملاتی ہے یہ فرمانی لگے
تجہسے پنجہ وہ کری جو کہ مروڑی تھہر

کانور و دیس مین مت جائیو اے صبا فوج
زور جادو سی وہان ہوتی ہین گہوڑی تھہر

ق
توسن فکر عدو اپنی رہ انجام کی ساتھ
پہونچی تب جب کہ چلین کہانی سی کوڑی تھہر

گہور او نہین ہو گئی تم بیٹہ کوا تو بولے
ہین تو انسان ہوان ہو تو ہی نگوڑی تھہر

ہٹ گیا آئی اری کالی چہپن بیٹہی جاکر
راتی اور نون تری دیدہ و نین توڑی تھہر

ق
وہ بہری کو دو کہا بولی کہ اے دیوانے
پہوڑی سر اپنا تو اون اور بہی تہوڑی تھہر

سانپ سی تیری اگر زلف کہلی نہر کی بیچ
چادر آب نے سنکر اسکے جو پہوڑی تھہر

لہر لیسی ہو جتنی ہیچ کو جسسے کہ دو مین
سو منہ پہ کف جوش سی لا او نے جہنجوڑی تھہر

معرفت کی وہ غزل اب تو سنا دی انشا

جس کو سن صوفیوں نی سر سی ہیں پھوڑے پتھر

آدمی چیز ہے کیا اون نے نچوڑی پتھر
بہہ گئی جس جلوہ کی سب طور کی روڑی پتھر

چلو آب کا گرتا تو پہاڑوں پہ دیکھ
واہ کیا حکم ہیں یوں جسنی نچوڑی پتھر

کر نظر لعل و زمرد کی طرف سینے ہیں
سرخ اور سبز عجب رنگ کی جوڑی پتھر

آتش عشق الٰہی سے ہی خالی کیا شے
یہ شرر رکھتی ہیں سب سینہ میں ڈھی پتھر

آبلہ ہیں دل دریا کے حباب ایسی ہے
جس طرح کوہ کی چھاتی پہ دوڑی پتھر

تیری دولت پہ پڑی خاک سن ای اغنیا ذلیل
یا الٰہی یہ تیری زر کے ہیں توڑے پتھر

صنعت معمار قضا کر نظر ای دل جس نے
کمر کوہ کی کس وصل سے جوڑی پتھر

کہ غزل اور بدل قافیہ انشا کے شعر
نکل آتی ہیں بہت تونی جو پھوڑی پتھر

کماوین ہر چند کہ بارش کے تڑیڑی پتھر
پہ سہیں کب مرے اشکوں کی ڈریڑی پتھر

ہیں دو وانا جو کہیں چیڑ گیا ہاتھ اونکی تو شب
دامن کوہ کی لڑکوں نے بنیر سے پتھر

سخت دل کا مری یہ رونا ہے کچھہ اشکوں ہیں
قطرہ موج سے جون کماوین تو ہیڑی پتھر

سینہ صد چاک نظر آیا ترے عاشق کا
اوسکی تربت کے چو بین جا کو اوڑھی پتھر

جن پہاڑوں میں مزارین ہیں تری کشتوں کی
لعل دولی جو کوئی وہاں کی اوکھیڑے پتھر

ایک غزل اور بہ تبدیل قوافی انشا
تو نے آخر تو ہیں اس بحر کے چھیڑی پتھر

موج لڑکوں کی جو سی کیوں نہ ترا شے پتھر
ایسی چھیلے کہ چبا جاوے جو کڑ کڑ پتھر

پہر پہر یری سی جنوں کی یہ آیا ہی پہ جب
کرتے ہیں دامن اطفال میں کھڑ کھڑ پتھر

کو بکن کہا کے گرا سر پہ جو تیشہ وہیں
بیستوں کی گئی تن اوسکی ہیں گڑ گڑ پتھر

تربت قیس پہ کل آ ہی یہ آہو کہ تمام
گئی شاخوں کی وہ سرا دہڑ سے وہ چڑ چڑ پتھر

تو کرے کچھ سنگ دلی کا جو شب آیا اوسکی
سانس لیتے مری چھاتی سی گیا اڑ پتھر

سنگسار اوکشی کیا مجکو جو سنا ہی دل
شیشہ چرخ پہ اب تو بہی دتی ایک جڑ پتھر

اونکی ساجھی ہین جو ہم یاری تو یون کہنے لگے
لاؤ پانی سے دوا ہر کو میلو کی جو پڑتے تھے

پی ادب خدمت سادات مین اپنے جو قصور
خوک کا آہے اوسکا مو ہے اور وطہر تھے

شیشۂ دل کو بچائی ہوئی رکھنا انشا
بار بیٹھے نہ کہین جھٹ سے وہ اکھڑ تھے

رات کو نہ نکلا کرو دروازہ سے باہر
شوخی مین وہ ہے پانو نہ انداز ہ سے باہر

جراح نہ رکھے پنبہ و مرہم کہ یہان اگ
نکلے ہی ہر ایک زخم تر و تازہ سے باہر

لی قیس مبارک ہو کہ لیلا نکل آئے
پردی کو اوٹھا محمل جمازہ سے باہر

پیتے وہ جو بہاتی ہین تو گویا کہ نزاکت
ٹپکے پڑتی ہے شوخی خمیازہ سے باہر

گو غیر نے آوازہ کسا اوسکی گلی مین
پر مین کوئی نکلون ہون اس آوازہ سی باہر

نارنگی کے چھلکے تھی مگر عطر مین ڈوبے
بو باس یہ تھی او وہ یہ غازہ سے باہر

رہتے ہین سدا عرصۂ ہستی سے بھی انشا
اجزا مری دیوان کی شیرازہ سے باہر

مانگا جو مینے بوسہ اوسنے چمن کی اندر
بولے کہ یہان نہین چل چھپی بہوت کے اندر

شعلے بھڑک رہی ہین یون اپنے تن کی اندر
وہ دن لگ رہی ہو جیسی گرمی سے بن کے اندر

ہے خال یون تمہاری چاہ ذقن کی اندر
جیسے روپ ہو کنہیا آب جمن کے اندر

جو چاہو تم سو کہہ لو چپ چاپ ہین ہم ایسی
گویا زبان نہین ہے اپنے دہن کے اندر

کیا گھات کی جگہ ہے چھپنے کی بہار جیسے
غنچہ ہی کی ہنسی نکلی او جھل چمن کے اندر

گل سے زیادہ نازک جو دلبران رعنا
ہین بکلی بین شبنم کے پیرہن کے اندر

ہے مجھکو یہ تعجب سو ونگی پانو پھیلا
یہ رنگ گوری گوری کیونکر کفن کے اندر

کافر سمار ہا ہے سارنگے کا یہ لورا
ٹھٹھے کی تال وہ سمجھے ہے ہیر پیرن کے اندر

سو جلیو تونگی باہر مطرب جو گا رہا ہے
آتی ہے کس مزے سے آواز چھن کے اندر

نجم نے تری شہابا ای ماہ مصر خوبی
یعقوب وار سمجھیت الحزن کے اندر

سو بند جنگ بیچ تیری مطرب یہ تاریون ہے
کانٹا لگا ہو جیسے کالی کے سہن کے اندر

بل بی ترا اگر نالی ہاتھ مین طپنچہ
اور آگی بیٹھنا یون مجلس مین سبکے اندر

سو بھی تو دور کی تھی کہتا نہین و لیکن
اتنا تو مین کہونگا اس انجمن کے اندر

وہ چیز نام جسکا لینا نہین مناسب
سو تیری رو کبھی سو کبھی اس بانکپن کے اندر

یون بولیا کہ سے سنتے ہو میر انشا
ہین طرفہ ہم مسافر اپنے وطن کے اندر

آئی نہ آپ یہ رات جو اپنے قرار پر
گذری ہی قیامت اس دل امیدوار پر

ہی اشتیاق بوس و کنار اس قدر کہ یار
جی تک تو ہم لگاتی ہین اب ایک بار پر

ساقی صراحی و گلفام لا شتاب
ہے تجھکو کچھ خیال بھی ابر بہار پر

شادابی ہوا مین یہ کیفیت ابکی ہے
سو رنگ سے شگفتہ ہین گل شاخسار پر

نظارہ سوی دانہ شبنم اگر کرون
جاتی ہے چھٹ نگاہ بسکہ سبزہ زار پر

اشجار جھومتی ہین پڑے صحن باغ مین
تاک اینٹھتی ہین مست پڑی جویبار پر

سوچ بہار لالہ خود رو ہی اے نسیم
کچھ آگ سے لگا ہے ہم آکے کہسار پر

سو سو طرح کی شکل دکھاتا ہی کیا کرون
عکس شگوفہ ہے جو پڑا آبشار پر

بیٹھکر ترانہ سنج لب جو کے پاس بیٹھ
سو سو طرح سے جھاڑی ہی اپنے ہزار پر

انشا سے اب تو آنکی جیسا اوسکا یہ تو ہے
اس وقت مین تو رحم کرو اوسکے خمار پر

ساقیا یہ خوش آئی بو سے خانہ خمار
تو دوڑ کی بھی ہم سبھی ایکبار سوئے خانہ خمار

لرزہ قیامت کا اور صور اسرافیل
ہوتی ہین غل ستگر سوئے خانہ خمار

ایکبار جو آیا لوٹ پوٹ ہے بس خیر
بہلا رہی عجب جا سی کوئی خانہ خمار

زاہدا کسی بہا مین وہ بہشت کی نہرین
نور سے ہی یہان لبریز جوئی خانہ خمار

چھیڑ کر حرم انشا ایک دیکھا شہدا جب
خواب مین نظر آیا روی خانہ خمار

لی چلا دامان صحرا کو گریبان پھاڑ کر
آخرا مجھکو جنون جتا ہے پنجہ جھاڑ کر

چڑھ گیا جو میکدہ میں محتسب رندوں کی تہہ
خوب ہی سید ہما بنایا سب نے اسکو جھاڑ کر

سن خروش نعرہ اپنا جسے عدو تو چنبر کیا
کھا کے دہشت بھاگ جاوے دیو بھی چنگھاڑ کر

کیوں نہ دیکھی جلوۂ حق اے دل اکیلا گیا اٹک
طور آسا بیٹھ رہ تو پاؤں اپنے گاڑ کر

چھوڑتے ہیں اب کوئی دو چار بوسہ بن لیے
چٹکیاں لے گا لبوں کی خواہ تو بوچھاڑ کر

ہم نہیں ڈرتی کی ان باتوں سی پیارے شوق سی
اور غل کر اور چلا اور تو بہ دہاڑ کر

مختلط غیروں سے دیکھا شب جو انشا نے نہیں
ہوگیا وہ جان بوجھ انجان سب کچھ تاڑ کر

جو چاہے تو مجھے ہنسوڑے کی خیر
تو یوں دیکھ اس گھوڑی جوڑی کی خیر

کدا دی نشہ کے مرے رخش کو
میاں ساقی اس سلفی کوڑی کی خیر

دکھائی مجھے سیر باغ ارم
الٰہی ہو اس سبزہ گھوڑے کی خیر

ہنسایا جو بیٹھے تو بوسے لیے نہیں
نظر آئی کچھ اس نگوڑے کی خیر

لگا بیٹھ انشا کو چھو کر تو اینٹ
ارے اپنی سو بیٹے تو ڑے کی خیر

ہے یہ او مہ جبین کے تصویر
یا کسی حور عین کے تصویر

بن گئی دود آہ مجنوں میں
ایک محمل نشین کے تصویر

اپنے داغ جگر میں سوجھی ہے
جھمکہ آدم نازنین کے تصویر

دیکھ لے اسکی میں پیشانی
ہے یہ خاقان چین کے تصویر

نظر آتی ہے اشک انشا میں
جبرئیل امین کے تصویر

دل کری کیا جھکا کے لکھ کر خط پیشانی پہ مہر
داغ آئی لگی ہوس ہی اسکی پیشانی پہ مہر

کل لگا رکھی جسکو دشمن سے لگی قربانی آپ
آج سے رکھنا تو اپنی کھانی اور پانی پہ مہر

داغ دل کے گرد میں یوں چھوٹے چھوٹے زخم
ہو ارک کی جسطرح فرمان سلطانی پہ مہر

حسن کے بدری کی ڈوری کی سر کی سہند یکو کہو
آ رہی ہے دیکھ ایسی میں کچھ آسانی پہ مہر

اوسکی ابرو پر نہیں ہی خوشنما چیچک کا داغ
ہے یہ شاہ حسن کی تیغ خراسانی پہ مہر

اس غزل نی ایک پری پیکر انگوٹھی کو اوتار
کے دہان سعدی شیراز و خاقانی پہ مہر

سید انشا ہی سلیمان شاہ کشور کا غلام
اب کھدا تا ہوں ہی نگ سلیمانی پہ مہر

اے صبح تجا ساری چمن نذر پکڑ کر
مل ہم سے تو اک غنچہ دہن نذر پکڑ کر

صورت سے تو اولیں آنکی دیکھی تو چلا جائے
سب رائحہ باد چمن نذر پکڑ کر

اللہ ری صفائی کہ تری رنگ کی آگے
آئینہ ملا صاف ہے تن نذر پکڑ کر

اسکو نہ سمجھ قرص قمر یہ شب ہجران
ہم سے ملی ایک سانپ کا من نذر پکڑ کر

ہی چین کہ ملجاوں جوانان چمن سی
ایک شیشہ صہبا ہی کہن نذر پکڑ کر

ہی قصد کہ اوس نرگس جادو سی ملین ہم
ایک بچہ آہوی ختن نذر پکڑ کر

زر پاس نہیں عید کے دن اونسی ملین گے
ہم اشک فی داغ کہن نذر پکڑ کر

حمام میں تو آوی تو جاوی شہ خاور
اپنا تجھے زرینہ لگن نذر پکڑ کر

کہو اونکی تو وحشت کو دلا بیں گی وا لے
نوکر ہو نہ وہ چار ہرن نذر پکڑ کر

اس دل میں مری کہنچ گئی تصویر تمہاری
عاشق پہ چلا تم سے پہن نذر پکڑ کر

ٹھنڈک نہ پڑی کیوں کہ گئی چادر مہتاب
زخمی کو تری ایک کفن نذر پکڑ کر

بکھری تری رخسار پہ جو زلف تو مجھکو
ایک داغ ملا چاند گہن نذر پکڑ کر

گو نذر سمجھی ہیں ہے جدائی اوس سے
اپنا ہی پسا خستہ بدن نذر پکڑ کر

لبریز اگر ہو تو ملیں اوس سے پیالے
سیلاب ہے سہراب فگن نذر پکڑ کر

جو شخص حسینی ہو تو اوس پاس چلا جاے
رضوان سے خلق حسن نذر پکڑ کر

حوران بہشتی اوسے مجرا کرین آکر
غلمان ملیں سب سیب ذقن نذر پکڑ کر

ایسے ہی بڑی قافیہ پیش آئے اب انشا
مل جن سے ملا اپنے وطن نذر پکڑ کر

سفینہ نہ چلا شعر و سخن نذر پکڑ کر
مل اوسے دلا تھوڑ لیسی تن نذر پکڑ کر

نقاش خیال اوسکو اگر یاد ہی تو جاوی — اپنا ورق نقشہ کن نذر پکڑ کر
جاوی وہ صنم سمجھ کو تو آپ کنہیا — جہٹ سامنی ہو مرلی کی وہین نذر پکڑ کر
ہی تجھکو یہ رتبہ کہ ترہی سامنی آوے — جبریل امین علم لدن نذر پکڑ کر
ایسا ہی گھنی ہین ہون کہ سنبلہ ونکی تاج — دریا پہ ہلین مجھسی تو گھن نذر پکڑ کر
گھون دل کو لگا قصد یہ ہی عید کو اونسی — ہین اب کے ملون تھوڑا سا گھن نذر پکڑ کر

دکھن کی بہت چال پسند آئی ہے انشا
دل تجھ پہ نہ تو بہی کئی ہین نذر پکڑ کر

کیا اون سے ملون عید کی میں نذر پکڑ کر — ہون سامنے ایک بچہ جن نذر پکڑ کر
یون مجھسے کہا ونش ہی تو ہین چاہتین گیارہ — لی اشرفیان اپنے تو گن نذر پکڑ کر
جس مین کہ خشونت ہو کبھی ہوش سے ملئے — ملی تو کئی حرف خشن نذر پکڑ کر
ہون واغ بدل مرتعش اب یون سے آگی — جون کانپے کوئی مرد مسن نذر پکڑ کر

گو بادشہ روم ہوا ہی حضرت انشا
کچھ ہین نہ ملون آپ کی ہن نذر پکڑ کر

بولی وہ جب ہاتھ رکہا میں نے اونکی ران پر — خیر ہے تکو ابھی لعنت کرو شیطان پر
بیٹھی کب کی تھی بھلا کچھ اور ہے کی بات چیت — قہر ٹوٹے غیب کا بہتان اور طوفان پر
ہوتی دیتی ہے نہیں ہلنا کہیں سے اوچھل نرہ — غصہ آتا ہے مجھی صاحب کی باواجان پر
واقعی صاحب نے دل میرا نہیں ہرگز لیا — ہاتھ دہرتی ہو نہا دہو کر بھلا قرآن پر
ہاتھ سے صاحب کے گو ہم تنگ آوین ہو سو ہو — شکوہ کرنا آپ کا ہمکو نہیں شایان پر
کیا کہیں کمبختی کی کچھ انتہا ہی نہیں باقی رہا ہے — ہر گہڑی ہم لوٹ پوٹ اونکی ادا و آن پر
کیا فسانہ گو بنی آدم کہ جس سے ہم رکہین — قصہ بیان کرتی ہین ہم جان ابن الجان پر
رہنے ہی یا حور یا غلمان ہمکو کیا غرض — آپ بن کوئی گذرتا ہے نہیں کچھ دہیان پر

گہر گیا تھا دل ہی انشا کی جنہوں نے واہ واہ
دہر گئے وہ آج اپنے ہاتھ دونو کان پر

کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پر
فعل بد تو انسے ہو لعنت کریں شیطان پر

کیا بموقع اسگھڑی تشریف لائی ہے بجا
ہین اگر خط غلامی لکھ دوں اس احسان پر

پر نہ تھی اسپر بھی پروا انکو سنی اپنا کچھ پرے
کیا غضب ہوتا اگر پاتا کہیں انسان پر

گھوم چوپڑ سے مجھے رشک ستمگر پر
کبھی پھیلی بس چاندنی ساری گھر پر

شہر یوں او بھرائی داغ جگر پر
سنہری ہوتا ہے ستلے جون سپر پر

اشارا کری ہے سمان جو گیا کا
کہ ملتی بہوت آج رو سے سحر پر

کبھی سب سے پھر پنہ تلوی جائیں گے
قدم آپ رکھتی مرے چشم تر پر

بیان کیجیو کچھ جو توفیق حق ہو
کہ اب ایک آندھو ہے تیری در پر

ق

کہا تنگ کروں میں زمانے کا شکوہ
مصیبت ہے یوں تو سب اہل ہنر پر

خصوصاً وہ جو وضع دار و نہین ہیں
برستا ہی افلاس ہے اونکی در پر

کہمارام جانی رو پیا دسے گیا ہو
گہر اپنا اٹھتا ہے اب اونکی در پر

سپاہی نے تلوار تو سے چکا ہے
لگائی ہے اب تاک شاہ سپر پر

پڑا بیچتا ہے بن گھاس گھوڑا
ہوئی چار فاقہ ہیں بھیم نفر پر

پڑھا انشا غزل اور ایک تازہ ایسی
کہ ہوا ختم ہیں جسکی ہر شعر تر پر

کبھی رو تا آتا ہے شمع سحر پر
کہ بیچاری اب منتظر ہے سفر پر

چمک اوس پری وش کے مانند بنتے
پڑی پھرتی ہے اپنے تار نظر پر

میری وہ دل کی تقصیر اندو ہو سے
لگائی ہے جا عرش اعظم کی در پر

آج کیوں اب رولاتی ہو مجکو تم ہیں گیا
نہیں جسم ... چشم تر پر

یہی وضع ہے تو مجھے کہدی گا
پڑی پھرتے گا ہاتھ رستے کے گھر پر

ابھی جبین ہے اب کہیں بیٹھ جاتے
بس ایک باندھ تکیہ کسی رہگذر پر

پھر آتی رہ کعبہ سے ماری ڈر کے
چڑھے ہے زاہد نفتہ منت خر پر

جنون سے اگر آشنائی ہوئی تو
سطول کو دی بار تو مختصر پہ

کچھ ایک صاف صاف ایسی لکھے شعر انشا
کہ وہ ماریں چشمک صفائی گہر پر

گیا یار افت پڑے اس سحر پر
اور واسی پرسنی لگی بام و در پر

صبا نے بہی دو دن کو ایک آدھ شب ہی
قیامت ہوئی یہاں دل نوحہ گر پر

نہ شوہی گھلا دور ہو یہاں سے شبنم
نمک کیوں چھڑکتی ہے زخم جگر پر

مری ہوا میں گلشن کو آتش لگی ہے
نظر کیا پڑے خاک کھا ہی شرر پر

کوئی دیو تھا یا کہ جن تھا یہ کافر
ق ہمیں غصہ آتا ہے پچھلے پہر پر

پری زاد تھی ایک شب وصل ہمکو
اوڑا لی گیا جھٹ بٹھا اپنے پر پر

مزی خوب ہو لوگی کیوں شیخ صاحب
ق ملیں گے بہشت بریں میں اگر پر

زمرد کی ایک چھچ شیخ ہوگی تیری
کہ مارو گے ٹھینگ اوس سے پر ایک

پری اور حوروں سے پیری لگا ئیں کان کبھی
کبھی اس شجر پر کبھی اس شجر پر

دیا نامہ جب سید انشا تو اون نے
دو تیر چھیڑے ایک سر نامہ بر پر

یہ جلسہ تنک نے پھیلا دی آگ پانی پر
کہ جا لگی کر کے ہی خد دیکھ آگ پانی پر

بنا ہے اپنی ہوا خاک آگ پانی پر
نہیں یہ سہل کھلاڑی کی ناگ پانی پر

سکروی سی یقین ہے کہ تم نہ ڈوبیں گے
جو اپنی لیتی گھوڑے کی باگ پانی پر

یہ لہریں لیتے ہیں آئینہ میں وہ زلف سیاہ
کہ لہریں لیوی پڑا جیسے ناگ پانی پر

غرور کرتی ہے حنا سہاگ دکھلا کر
کہ خوب کھیلے مہاراج پھاگ پانی پر

یقین کہ خواجہ خضر تھے بجا ہی جائے نماز
جو بیٹھی جاتی تھی ایک بوڑھی کھا کے پانی پر

چلو نہ تیرتی دریا میں بے تکلف ہو
کہ میوہ وینں خوب سے گھری سہاگ پانی پر

بھلا وہ دیوے تنگ ظرف کسکو جام شراب
کہ باندھے جو پیا سو ان سی لاگ پانی پر

دلا جو چوکی تو اڑیگی اونکے دیتے سے
تو بطخوں کی طرح تو بھی جاگ پانی پر

خیال ہین تری بالیکی گندہی جو چھلے — تہنون مین گانی لگین سب سہاگ پانی پر
سحاب ہین کے بسر کہو کون رو یا ہے — جو ہر طرف نظر آتی ہین جہاگ پانی پر
نہ چھینٹے لڑے محبت مجھسے خوف ہے کہ ہوا — کہین سہاگ سے ہو وہی نہ آگ پانی پر
اودہر لو گنگا اودہر جمنا بیچ تربینی — عجب طرح کا ہے تیرتہہ پراگ پانی پر
جو روپ تہا وہ کداری کا بن گیا سا رنگ — کہ چاندنی سنے لگادی ہے آگ پانی پر
عجب طرح کی ہے بہیرہی کی سیر دریا مین — کہ ہوتا جاتا ہے سب ناچ راگ پانی پر

کنور جی تیری جو ہوئی ہین ساتہہ انشا کی
تو جاگے گئے سوئی کے اور اوسکی بہاگ پانی پر

عجب ہے چشمۂ مہتاب سے تہی آگ پانی پر — سنایا جانے نئے آج دیپک راگ پانی پر
نجا دریا نہانیکو تجہی سے آگ پانی دیر — کہ سورج دیوتا گاتی ہین دیپک آگ پانی پر
سنی ایک ہو گئی بیراگن اگر گہاٹ پر تب سے — وہ ایسا چہا رہا ہے اور سب بیراگ پانی پر
پری کی شکل ایک رات تونکو یہان تیرتی ہے دکہلائے — پڑی پہرتی ہے اکثر دوڑتی ایک آگ پانی پر
تنا بلا فتق والا تیرتا تہا خوب سب بولی — یہان ہے مشک اور تیغ نگی چہیری لاگ پانی پر
تری رانون تلے یہ گہوڑا دریائی ہے بکر وہی — کہ مطلق ہم نہ ڈوبین جو اٹہالی باگ پانی پر
نہ اوڑ لی آپ جوگی جی ابہی ہم بہی جو چاہین تو — بہاکر مرگ چہالا بیٹہہ لین جیسے لاگ پانی پر
نہانی والون نے دریا مین تہا نہا ننک کہ دیکہ — نقش کی طرح ابہر آئی سراسر جہاگ پانی پر

تصدق کرتے ہین ہم لعبت الوالاب کو ای انشا
اسی ایک جوگی پر وسلے اور او بائی سہاگ پانی پر

لے اونہون نے جو یہہ پہولونکی چہڑی ڈالی توڑ — بیٹہے بہی آپ سے دو لڑکیان لڑیان ڈالی توڑ
پینگین امرئیون مین جس وقت چڑہاتا ہون مین — مجہسے کہتی ہے یہ ساونکی جہڑی ڈالی توڑ
غل مچایا تری دیوانے نے ایسا کہ جہٹ — اپنی زنجیر کے ہر ایک کڑی ڈالی توڑ
کہہ گرا ہی تہی کہ ہم پانچ گہڑی بیٹہین گے — مین نے اس دہڑکے سے کل اونکی گہڑی ڈالی توڑ

ساتہہ پریون کے یہ ہم جہولی کہ انشا تہنے

ڈالی جو آپ کی تھی سو بیچ بھی ڈالی توڑ

پیر مغان کسے کو نہ تو تشنہ کام چھوڑ
تحقیق خاص و عام برای عوام چھوڑ

سایہ سے اپنے کہتی تھی نشہ کی رہن چمن مین آ
ای سیدی ای مری حبشی ای مرے غلام چھوڑ

ق

کالی بلا کے شکل بنا کر جھپٹ شتاب
مین نے کہا نہ دور ہو مجھکو نہ تمام چھوڑ

ق

ہیک جھپانے آکے یہ فریاد سے کہا
کی تیشہ اپنے ہاتھ مین اپنا نہ کام چھوڑ

شبدیز پر سوار ہو باشان خسروی
شیرین نے بیستون کی طرف دی زمام چھوڑ

ق

سنکر یہ شیر با وہیں آتا تھا ایک حبیب
دی پشت برہمن پہ بزور تمام چھوڑ

کہنے لگا جو رنجی چہ رنجی تو بولے آپ
کر دی تو بد دعا کہ جیرا رام رام چھوڑ

این مردمان ہند مرا میکنند اسیر
ہم یا باغ جاوینگے یون اپنا مقام چھوڑ

انشا غزل ایک اور ہے عالم کے تو سنا
اس قافیہ ردیف کو تو لا کلام چھوڑ

ای آہ ابتدا ہی کہین آن بان چھوڑ
جاوین کدہر بلا کہ یہ ہفت آسمان چھوڑ

صحرای لق و دق مین سلگتا ہون مین آپ
وہ آگ ہون گیا ہو جسے کاروان چھوڑ

اوتری تھی جو جہاز سے اونکے نہ لی خبر
بی رحم ناخدا نے دی بادبان چھوڑ

محمل نشین نے سنکے صدای تری غش کیا
کیا تو نے اشتلا یہ دیا ساربان چھوڑ

مجنون مین کچھ رہا نہین بس ای تپ فراق
اب اوسکی سوکھی ساکھی تو چند استخوان چھوڑ

وہ حال کا معاملہ صد سہ ہو حسا [illegible]
ڈیو جنون کا ہاتھ سے مین دون جو کان چھوڑ

ہان کسطرح وہ قصہ جنون پر نکل چکے کرو
ای قصہ خوان آدھو رہی نہ یہ داستان چھوڑ

ق

انشا تو چل کے وادی مجنون کی سیر دیکھ
ایک آن تو مصاحبت باغبان چھوڑ

بہر طواف قیس جو آئین تھین ہر سیان
سو جا بجا گئین ہین وہ اب پھول پان چھوڑ

سنے کہا نہ بس مجھے ای نازنین نہ چھیڑ
مین عشق نشین نہین نہین ہرگز نہین چھیڑ

پہونچی اگرچہ سدرہ تلک ہے ادب بہی شرط
ای تذاہ شہپر روح الامین نہ چھیڑ

اے فرو مایہ آہ دل شعلہ خیز بس چہ — رہ اس سے دب گویا نفس آتشیں نہ چھیڑ
چین جبین پہ ہوا کے بت چین تو غرور سے — اکثر کلاہ گوشۂ خاقان چین نہ چھیڑ

کہہ مرثیہ میں شتابی کی غزل ایک اور
انشا کسے کا تذکرۂ بغض و کین نہ چھیڑ

اے دل تو ذکر لیلیٰ محمل نشین نہ چھیڑ — ہے یہ تو سخت قصہ اندوہ گین نہ چھیڑ
مجنوں کی مرگ خواب میں دیکھ اوسنے جان دے — اوسکی حکایت نفس واپسیں نہ چھیڑ
کی یہ وصیت آہ کہ جیتا جو قیس ہو — تو کہیو اوس سے بس کبھی طاقت نہیں نہ چھیڑ
دن امتحان کے وہ جو تھے سو تو ہو چکے — دوری سے اپنی آپ بھی ہو کر حزیں نہ چھیڑ
دامن سے میرے آ کے لپٹ ہنکنا نہ ہو — اب بات وہ نہیں کہ مری آستین نہ چھیڑ
دنیا کے شرط مانع بوس و کنار سے تھے — کہتا کسی کو کون ہے زیر زمین نہ چھیڑ
مکتب نہیں کہ کوئی کرے گا یہ تجھکو منع — اوسکی ذقن نہ چھیڑ تو اوسکی جبین نہ چھیڑ
تیری سوا اے دخل ہے آدیں ملک جو پاس — جھٹکے جو گرد تو کہوں اے حور عین نہ چھیڑ

انشا اب آگے کیا ہے کہ یہاں ہے کہہ چکا
ہے یہ تو سخت قصہ اندوہگین نہ چھیڑ

اے دل سمجھ کے اوسکی تو زلف رسا کو چھیڑ — کمبخت کیا کرے ہے نہ کافر بلا کو چھیڑ
غنچوں کو ہو نہ گل کو سمیل اور صبا کو چھیڑ — لیکن نہ اوسکے عقدۂ بند قبا کو چھیڑ
مہندی میں جو اوسکی بنانے لگا تو وہ — بولے کہ دل پہ ہی نہ ہو نہ میری حنا کو چھیڑ
کیا گا رہا ہے اپنے اونچ اسے حدی صدا — حسن سے کہ قیس لوٹ ہوا اوس صدا کو چھیڑ
نالونسی میری بخشی جو بلبل تو بولے آپ — واہ اے اوجھڑ گئی نہ مری آشنا کو چھیڑ
شوریدگان عشق سے باتوں میں ست او سمجھ — اے بے ادب پری نہ گروہ خدا کو چھیڑ
اے ہمنشیں یہ موسم ہولی ہے انکو ان — منظور ہے جو سیر تو اوس خوش ادا کو چھیڑ
لیکن کچھ اور سانگ نہ لا سر پہ اپنے اب — لیلیٰ قضا یہ بارہ سے اوکی وفا کو چھیڑ
جمکا نہ تیری سامنے اے مہر آئینہ — ق کہتا ہوں بات مان نہ اہل صفا کو چھیڑ

ایک بوسہ نے اونکی جو ناسور کیا — بستہ مین اپنے تو بس خرمن و ہوا کو چہیڑ
بتنے مع اوبٹنے کے موسنہ سے وہ کہنے لگی جہنجہی — میاں کسی جوان سے صاحب ادا کو چہیڑ
دیکھی ہی ہے کسیکو دوانی تو کچھہ نہین — میاں کو اپنے چہیڑ تو اپنے بوا کو چہیڑ
ق
انشا جو ہونی ہوئی سو ہو دل کہی ہی یون — تا چند ضبط آج تو اس دلربا کو چہیڑ

لیجا کے چپکے چپکے دو شالہ کی بیچ ہاتہہ
ناخن گڑو کے چٹکلے لے انگشت پا کو چہیڑ

ردیف الزاء

خط تر انو رستہ دیکھا اس یار شوخ و شنگ سبز — زہر کہا اپنا زمرد نے کیا ہے رنگ سبز
اپنی آنکھونکی جہڑی بہی کم نہین برسات سی — فیض سے جسکے ہوئی یہ سینکڑون فرسنگ سبز
اشک کا قطرہ جو ٹپکا نیرہ الماس تہا — کیا تعجب گر اثر سے اوسکی ہو ہر سنگ سبز
عشق مین ہونے نہین پاتی کسی عنوان سے — غیرت و عار و حیا و شرم و نام و ننگ سبز

کیون نہ ہو سرسبز انشا مثل سرو سہی آج
سبزۂ نوخیز ساقی سبز تس پر بنگ سبز

ردیف السین

باغ امید مین یون ہے چمن یاس کے پاس — جیون ہو شبنم بوی گلاب اور انا الناس کے پاس
اسی سحر چاک گریبان سے مری آتی ہے — جہکا کچہہ حضرت عیسی کے ہے انفاس کے پاس
کیون نہ پہر کو رہی سکو مین مجھی ہا کے شراب — ساقیا شیشہ سے آتی ہے چلی پیاس کے پاس
جہلک اہلیہ زاہد نے کہا بوسہ کے وقت — آپ کی داڑہی ہی مین کیا چہ رہی ناس کے پاس

بحر و بر سے مجھے آتے ہیں مدام اے انشا
جامۂ خضر کے اور جبۂ الیاس کے پاس

پہنس گئے عندلیب ہو بیکس — ہای تنہائی اور کنج قفس
قیس لیلے سے مل گیا تہا یار — نہین آتے جو آج بانگ جرس
اوسکے پرتو کے سب یہ جلوی تہی — موسی و نہ رونا ہو طور قبس

آئی وحشت کے پھر بہار کے دن — ہو چکا ہم سے خیر ضبط نفس
مین جو سب اونسے راہ مین لپٹا — ہم عالم رہا نہ خوف عسس
ہاتھا پائی ہوئی کچھ ایسی کہ پھر — اونگلی اونگلی کے چڑھ گئے جھٹ ٹس
لگی کہنے کہ میرے دامن کو — نہین اتنک کیا کسی نے مس
مفت جل جائیگا پری بھی سرک — اری مین آگ اور تو ہے خس
جبکہ دیکھا کہ چھوڑتا ہے نہین — تب تو ٹھہری کہ دونگی بوسہ دس
تن کے سولی لی گیا روان نہ سہی — مجھے پیچھے کر ہی جبا ور ہوس

ایک دو تین چار پانچ چھہ ستا ستہ
آٹھ نو دس ہوئے نہ انشا بس

بس نہ دنیا کے رکھ اے صاحب ادراک ہوس — خاک ہے خاک ہی سب خاک کی کیا خاک ہوس
لیگئے اپنے جی کے وہ جو تہ خاک ہوس — اب نکالین گے وہ بنا تیغ تاک ہوس
تھوڑی سی عمر مین کس شے کی ہوس کیجئے بس — کرنے دیتی ہے نہین گردش افلاک ہوس
جہانک گھڑی کو دکھاتا نہ رہی باقی اور — تیرے بسمل کو کچھ اے قاتل سفاک ہوس
روح مجنون سے کوئی پوچھے کہ کیا کہتی ہے — دشت پیمائی بیابان خطرناک ہوس
تک ہم آغوش ہو جیسے کہ نکالے تو سہی — کچھ تو اپنی بھی گریبان کا مری چاک ہوس
جیسے ہونٹوں کے غزالوں کو نہ آوے کیونکر — بہانی دیکھ کے وہاتی تری پوشاک ہوس
بھر گئے دامن نظارہ مین نرگس کے پھول — اور کیا کہیے ہے اب دیدۂ نمناک ہوس
مین لگا یون ہون تصدق ہو گولی کی طرح — کوچۂ یار مین باہر خس و خاشاک ہوس
جب تلک شیشۂ صہبا ہوای نہ خشک — یہان بہادی ہے کوئی کاسۂ تریاک ہوس

چل مدینہ کے زیارت کو تو انشا اللہ
کہ نکالین گے تری وہان شہ لولاک ہوس

زلف و چشم یار مین دام گرہ گیر قفس — تھی اسیری اپنی قسمت مین بزنجیر و قفس
مین تری ابرو و مژگان و نگاہ و چشم آہ — طائر دلکو کمان و ناوک و تیر و قفس

یار ہونا بحر الفت سے نہیں ممکن کہ ہے
موج و گرداب حوادث مثل زنجیر و قفس

شام غربت آن پہونچی ہم صفیرو ساتھ لو
پھیر ہم ہیں اور فریاد بہم زیر و قفس

کس لیا صیاد جلدی سے کہ جاوے رحم ہی
دیکھ تو ظالم بھلا یہ صید دلگیر و قفس

بال و پر توڑ کے ہلاؤ پنجہ و منقار سے
ہم صفیرو توڑ ڈالو دام کو چیر و قفس

مرغ روح اپنا نہ کر جاوے کہیں پرواز ہاں
گرد اس سینہ کو اے صیاد کی ہر و قفس

بال و پر اوڑ جائیں گو ہو دام میں مجروح سب
چھوڑیو ہرگز نہ لیکن سن تو تجویز قفس

صید دل کی پھیر خبر صیاد نے انشا نہ لی
جرم الفت کے عوض میں ہے یہ تعزیر قفس

پھر تو کیا پھر کے دم سرد مری ہونٹ نہ چوس
ہاں وہ کس طرح کہ بیدرد مری ہونٹ نچوس

قہر ہے لعل مسی زیب سے تیری کہنا
رنگ یاقوت سے پہان گر دمری ہونٹ نچوس

یہ فضیحت نہ چلوں تو مجھی چھوڑنے دی
دیکھ یہ جا گہہ ہے بلی پر د مرے ہونٹ نچوس

مجھکو حیران نکر چھوڑ تیری دہشت سے
دیکھ رخسار ہوئی زرد مری ہونٹ نچوس

صدقے اس نازکے انشا سے یہ کہنا جل کر
چوٹ لگتی ہے ہوا درد مری ہونٹ نچوس

ردیف الشین

بہت غنیمت کہ جو دولت کی ہیا جوکی کی یہ نوازش
کمال الطاف و مہربانی تیری ہی توجہ کریم نوازش

غلام پر ہو دام جیسا سے فقہ وہی محبت صادق جوئے خاطر
غضب ہے اسیر بھی میری حق میں آپ فرماویں کم نوازش

وہی تفقد وہی ملاطفت جو آپ اگلی طرح سے کہتی
تو بندہ خانہ میں میری کر دے بھلا کبھی دو قدم نوازش

سر یہمان گشت بولی مجھی جو کل راہ میں ملی سب
کبھی تو اپنے سیر کی بسوی بہت ہیں بعضم نوازش

کسیکے خط میں سلام اگلی کبھی جو لکھتی تھی وہ بھی چھوڑا
غرض کہ تم ہمکو ایسی بھولے گئی وہ سب تکلم نوازش

سہو سے غلط گر ہم سے ہی تو ہی بات ایسی دہب کے
ستم جو مخصوص ایک پر ہو سمجھ کہ ہے وہ ستم نوازش

تصدق اپنی خدا کی جاؤں کہ پیار آتا ہے مجھکو انشا
ادھر ہیں ایسے گناہ پیہم ادھر سے وہ دمبدم نوازش

ہوجائی اگر جہان فراموش کب دل سے ہو دوستان فراموش
جاتے ہو تو یاد رکھیو مجھکو مت کیجیو مہربان فراموش
صد حیف کیا بچھڑ کے ہمکو تمنے ای قدردان فراموش
اسطرح بہی دوستون کو اپنے کرتے ہین دوستان فراموش
سبحان اللہ ہے یہ انصاف یہان یاد رہے اور وہان فراموش
تو بہولے یہ دخل کیا ہے ہم تو کر بیٹھے ہین خود کو یہان فراموش

ایسا بھی ہو گیا یکایک
انشا اللہ خان فراموش

بہار ہوکے مجسم بوضع بادلہ پوش ہوئی جو آکے نیا بین مجھسے ہم آغوش
گلے لپٹ گئی یہ کہنے لگی سبب کیا ہی برنگ بلبل تصویر کیون ہو تم خاموش
نسیم وا گئی اپنے بہر کے ٹھنڈی سانس کہ یہان فراق مین یارونکی کچھ نہین ہے ہوش
رفیق و ہمدم و ہمراز سب گئے لشکر شگفتگی نہ رہی طبع کو نہ جوشش و خروش
کہان وہ گرمی صحبت کہ دلکو ہو وے اشد ہوای ہجر اوڑا لیگئے سب اپنی ہوش
سنین بہار نے القصہ جبکہ یہ باتین کہا یہ مصلحۃ مجھسے ہوکے جلوہ فروش
شتاب جائے باوجہ وزیر اعظم سی ہلال چرخ ہے جسکا غلام حلقہ بگوش
کنایہ فہم و لطافت پسند و خوش اخلاق امیدگاہ عزیزان عصر و عذر نیوش
نگاہ لطف سے جسکے جہان ہی مالا مال نہفتہ لعل مین جسکے زلال چشمہ نوش
ہجوم ماہ وشان اوسکی بزم مین ہر جا صدای بین و دف و چنگ و بانگ نوشا نوش
یہ سنکی لائی ہین تشریف سید انشا بھی ہمی مغانہ عشرت سے تا کہ ہو مدہوش

زمام توسن اقبال ہاتھ ہو تیرے
خوشی رکاب مین اقبال غاشیہ بردوش

کیون ساقیا نہ لال ہوا نیا یہ رنگ فرش شیشے شراب سرخ کی ہین جا بجا سنگ فرش
جون آئینہ ہے اوسکی جہان چاندنی سب بچھے ہو جان عرشیونکی پاؤن کا سایہ ہو رنگ فرش

تھنے پلنگ دور بچھایا تو کیا ہوا + تم جانتی ہو مجھکو کہ مین ہون پلنگ فرش
شیخ دراز قد نے جو مجلس مین وک دہرے پہنتی کبھی سبھون نی کہ آیا کلنگ فرش
تاک فربھی کو شیخ کے دیکھو کہ ہے زیادہ دریا کی بھی نہنگ سی کچھ یہ نہنگ فرش
جو مجھ مین اور اونمین دہا جو گرمی سے فراش بولی زور ہوئی یہ تو جنگ فرش

وہ سا پڑا جو پاؤن سے انشا کی ہولے آپ
کیا سخت بی لحاف ہے ہی بہ پلنگ فرش

ردیف الصاد

کیون نہ دل مو دل وسی دنیا مین نہین ایسا شخص یار وہ کیا ہی ہے دنیا مین کہین ایسا شخص
موج دریا کی نزاکت مین نہ ڈوبون کیونکر جس گھڑی غصہ مین ہو چین بجبین ایسا شخص
مقتبس نور سے ہی جسکے حرم کا جلوہ + چڑھ گیا اپنی نظر آج یہین ایسا شخص
جسکی صورت کیطرف دیکھ بہک سب جائین چاہیئے بزم مین ہو صدر نشین ایسا شخص
کوئی ملک ہے بھلا جان بیچے دیکھو تو دوستو جس سے کہ ہو بہر یقین ایسا شخص
کیون خرابات نہو خانہ اسلام بھلا ہو جو بتخانہ مین غارتگر دین ایسا شخص
سب مکانات سے پھر کیون نہ شرف ہو اسکو دیکھئے آج جسمین ہو اللہ مکین ایسا شخص
ساکن کوئی صنم خانہ ہون کب رکھی ہے ہو بس گلشن فردوس برین ایسا شخص
متصل سوچتی جلتے ہین ہزارون مضمون آج بیٹھا ہے مری ہو کے قرین ایسا شخص

یارب انشا کو سدا عیش طرب مین خوش رکھ
حیف ہے جور فلک سے ہو حزین ایسا شخص

ردیف الضاد

لینا تھا دل سو لے چکا ای بے وفا غرض آوے جو میری پاس تجھی اب سو کیا غرض
اپنے گلی مین دیکھ کے کہنے لگا مجھے کیا میرے پاس آئے تجھکو بھلا غرض
کیون فائدہ بھی کیلیے کاہیکی واسطے موجب سبب حصول بھی کچھ مدعا غرض
مطلق نہ آشنائی دنیا پہ گھمنڈ ظاہر پرست ہوئی ہین سب آشنا غرض

انشا خیال مفوض ہے اسیر نہ ہو لیو
ہر گز کسیکے ساتھہ نہ ٹھہرے خدا غرض

زہی نسائم فیضان مبدع فیاض — نمود جس سے ہوئی سب جواہر و اعراض
مدام نامیہ ساہین حضور مین جس کے — سواد چشم شب و گردن سحر کے بیاض
بدیع فطرت و خیاط جامہ تنویر — وہ جسکے ہاتھہ گریبان صبح کے مقراض
حکیم و حاکم و حکام دہر مین جس سے — ہمیشہ خلق جہان کو ہزارہا اغراض
ریاضی اور طبیعی سے ماحصل پایا — الٰہیات سے نافہم کو نہوا اعراض

مجردات کو مخلوق سے مواد کیا
سیاست مدنی سیکھہ جاوین تا مرتاض

ردیف الطاء

مین بہانے جو لگا پیکنے مئی ناب کی بط — چیخ کر دوڑ پڑی باغ کے تالاب کی بط
بس دبی پاؤن کی آہٹ سی بہی کر اُٹھی ہی شور — ہے غضب دشمن جان عاشق بیخواب کی بط
وارسی پار تو آجاوے کسی بات اسی کاش — بن کہڑی ہو جو صدائے دل سرخاب کی بط
شغل کے واسطے طاؤسی بناؤ تو سہی — پر نہین بن گئی کیا جامہ کمخواب کی بط

جوش پر دیکھہ کے کل چشمہ مہتاب انشا
بن گئی غیب سے ایک طائر سیماب کی بط

کیا وصل تیری غم مین رہی ہملین جان غلط — حاشا غلط غلط غلط اے مہربان غلط
دو چار دن جو تم سی نہ بولی تو کیا ہوا — پر جا ہئی ہمیشہ نہی یہ گمان غلط
مین اور ترک عشق بھلا کچہہ ہے ربط ہے — اہی مہربان غلط غلط اے قدردان غلط
تصمیم عزم کعبہ سنو تو بہی ذرا ہذا — گو ہم سنے کی بہی ہو رہ کوئی تبان غلط
ای سیر حاج جیب ہو خدا کا بہی نام لے — مجھسے ہو ترک صحبت پیر مغان غلط
آوارہ وحشت شوق مین مانند گردباد — بہنکا پہرون ہون کرکے رہ کاروان غلط

انشا سے اب خیال ہی افشای راز کا

رہی وہ جو کچھ کہ آپ کی خاطر نشان اختلاط

کس طرح جیسے تجھ سے ہووے ہی باہم اختلاط
مین تو بی جرأت بیان تک تم سے یہ کم اختلاط

آپکے خدمت مین جو عرض نیاز و بندگے +
ہی مجال اپنی بہلا کچھ کر سکین ہم اختلاط

موںہہ سبہا لوگالیان بت و لبس اپ چپکی رہو
اپنی چپ ہی اسطرح کا یار ہر دم اختلاط

نیند سی غنچو نکو یہ نکاتی ہی جنیپے موںہہ پہ دے
کر رہی ہی گلستان مین روز شبنم اختلاط

جو خصوصیت کہ انشا کو ہی اوسے ذوق کو کہان
گرچہ رکہتا آپ سے ہے ایک عالم اختلاط

مجھسے ہو دہ طبع کر کیا سیر باغ شرط
یار و سیاق رکہوا سی ہے و باغ شرط

گو خاک اوڑاتی پہرے پہ ناشفہ گرد باد
لیتا ہی اپنے یار کا ہمکو سراغ شرط

لو ہم مین تم مین یاد فراموش ہی سہی
ہو تا نہ و آج تو ہر کسے یاد مین چیاغ شرط

گو سینہ داغ داغ ہو خون ہو وے جگر
جون لالہ ہمکو ہاتہ مین لینا ایاغ شرط

انشا و باغ شعر و سخن اب کہان رہا
ہے سچ تو یون کہ چاہیے ہمکو دماغ شرط

ردیف الظاء

کس کو سنا کر کہا آپ نے او بے لحاظ
مجھسے نہ اتنی رہی ہوتے رہو بی لحاظ

گریہ کنان دیکہہ کر مجھکو کہا شمع نی
تاڑتے ہین لوگ سب چپ ہو رہو بی لحاظ

موںہہ سے مل ڈالیئی ہے یہ نہنی دلمین خیر
او سکو مجہی اب بکے تم کہنے تو دو بی لحاظ

پاون لگا دابنی بین تو وہ غصہ ہوا ت
کہنے لگا چونک کر چہوڑ دے خوب بے لحاظ

آج تو جو دلمین ہو یار سے کہہ بیٹہیے
ایک گہڑی کی لیتے ہو جیسے گو بے لحاظ

سیکہہ ادب لاکہہ بار ہمنے کہا بات مان
پہر وہی کرنے لگا کرتے ہین جو بے لحاظ

چہوڑ دے اب انشا کوئی آپ کو یہ دخل کیا
اور بہی دو گالیان اور کہو بے لحاظ

له نباغ و شتاق باہم گرہ بستن کہ تا شرا مریاد وترا فراموش گو ۱۲ مصطلحات وارستہ ۱۲

ردیف العین

تجھ سے ہے ساقی ایک جام طمع ۔ اور رکھتا نہیں غلام طمع
مجھ سے پیر مغاں نے فرمایا ۔ اپنے مشرب میں ہے حرام طمع
تو نے وہ ناجدا شنا کہ نہیں ۔ ق کر کے آئے تھے خاص و عام طمع
سر بسر ریش قاضی کھینچ ۔ جو حریفوں نے کی مدام طمع
اونہیں کچھ سے نہ تھی صدا آئے ۔ کہ تو مفلس بریش خام طمع
جتنے ہیں اپنے آشنا و رفیق ۔ ق اون سے یہاں ہے فقط سلام طمع
وقل کیا ہے اگر کچھ سمجھے ۔ دولت و جاہ و احتشام طمع
ہاں مگر اسقدر کہ ہے مجھ کو ۔ عز و تعظیم و احترام طمع
نہ دکھا دی وہ دن خدای کریم ۔ کہ رہیں اونسی ایکدام کو طمع
چرب ہے القصہ اپنے ای انشا ۔ ہے زمانہ میں جسکا نام طمع

بوقت صبح ہوا یوں نشہ شراب طلوع ۔ کہ جیسے مشرق سے کرتا ہے آفتاب طلوع
یکایک ابر سے شیشہ کے ہو گیا ساقی ۔ وفور نور سے خورشید جام ناب طلوع
جو چمکی آتش لمعات کے جھلک اوسکی ۔ شعاع شمس کی تک لا سکے نہ تاب طلوع
افق سے مشرق طفلی کی ناگہاں اپنا ۔ بسان نیر اعظم ہوا شباب طلوع
شب فراق کی ظلمت سے ہو تنگ انشا ۔ خدا کے واسطے اے مہر کر شتاب طلوع

سمجھی ہیں قدسیان جیسی شاہ جہان مطاع ۔ سو حال سے فقیر کے رکھتا ہے اطلاع
جانتا کہ اسکا پست سمجھ اور دیہہ جو ہے ۔ جوش و خروش و ولولہ و حالت و سماع
یہ سادگی یہ وضع بھلا ہے تو کون شخص ۔ جس بات میں کہ دیکھی ہے تازہ اختراع
ہرگز جہاں نہ پہونچ سکے طائر خیال ۔ ہے کاخ فضل کا ترے یہ عظم و ارتفاع
رہتا کسی طرح سے نہیں دلکو کیا کروں ۔ تو تیغ و زہر یا تکجا کب تک امتناع

آزردہ تم جو مجھ سے ہوئی کس لیے بھلا
تقصیر و جرم واسطہ کچھ موجب نزاع

ہے کون جز ائمہ اثنا عشر بخلق
انشا امور دین میں کریں جنکا اتباع

ردیف الغین

ای آتش فراق ترا بل بے سوز داغ
جلتے ہے دلمیں دور سے جون دیر کا چراغ

آنکھوں نہین تا کہ نشئہ وحدت کا ہو طلوع
ساقی مئ مغانہ سے بھر دے مرا ایاغ

بیٹھا ہے آج مجلس رندان میں شیخ یون
طوطی کے ساتھ جیسے کوئی ہم قفس ہو زاغ

پیدا لگاوٹ آہ کسی ساتھ ہے مجھے
لیکن دل و دماغ کہان کسکو یہ فراغ

پہونچی نہین کسیکی کمند حقیقت کو آج تک
انشا مجھی ملا نہین اثبات کچھ سراغ

روشن ہی ہیں دلمیں ہمارے چراغ داغ
آتش زبانک سے کیون نہ پری ہو دماغ داغ

ہر دانہ سرشک تو ہے بار و برگ یاس
باری شجر سے آہ کی ٹھہرا ہے باغ داغ

ہم یہان تمام عشق کے آتش سے پھک گئی
ای بیخبر تو ڈھونڈھی ہے کیا اب تلک سراغ

اتنی ہے کہ ہجر میں تھا تیرے واسطے
اب وصل میں بھی ہو آئیے تو باقی ہے داغ داغ

انشا نے پوچھے ہجر مین ساقی کی حال کچھ
پیتا ہون خون دل سے میں بھر بھر ایاغ داغ

بخشا جو تمنے اوس لب گلفام کو فروغ
سایہ سے جسکی عکس کے ہی جام کو فروغ

ہل ہے جھلکی چاند سے کھڑکی کی اوجھل
کچھ اور ہی ہی جس سے لب بام کو فروغ

شل گھٹ چکتی ہیں پاؤں کی آبلے
کیونکر نہ ہو وے اپنے ہر ایک گام کو فروغ

ای سر حاج دیکھیو کعبے کے راہ میں
ہے کیا ہی آدرندی اشام کو فروغ

فورا ای ایک نعرہ لبیک کھینچکر
بخشا ہے تمنے جامہ احرام کو فروغ

مین ہون وہ صید تازہ گرفتار ہم قفس
جسکے شرار اشک سے ہے دام کو فروغ

یارب سر نخشین سلیمان شکوہ کو
شل نگین ہو اسپہ بھی کچھ نام کو فروغ

تما

تا آفتاب مہر علیؑ کے شعاع سے
اوسکی سبب ہوا خانۂ اسلام کو فروغ

ہے اوسکی چتر تاج کی ایسی ہے روشنی
گر روم میں ہو وہ تو رہی شام کو فروغ

انشا ترا جو داغ جگر خون چکان ہو ٹک
باقی رہے نہ کچھ شفق شام کو فروغ

ردیف الفاء

ہم جو ولی ہوں تو پڑی اپنی نگاہ صاف صاف
ذرہ اولٹ پلٹ ہیں سو بیان تو گناہ صاف صاف

ہوتی تھی چھیڑ چھاڑ تو غیر یہ دہر کے سو کیسے
اتنی لگی سنانے آپ واہ جی واہ صاف صاف

کیا نہیں باقی اب رہی بوند لہو کی ایک بھی
نکلی ہے وہ موئی دہائی سے آج جو آہ صاف صاف

دور کے دیکھ بھال سے ہو جو نباہ سو بجیں
تو نظر آئی آئین گر صورت نباہ صاف صاف

قصد گناہ تس پہ چھوٹ اپنی تو چیڑہ یہ بات ہم
اوسکو کوئی ہیں دوڑ کھیل جسکی ہو چاہ صاف صاف

ق

تا در ملک حسن ہیں آپ لبس چار دہ
چہرہ میں ہے یہ کچھ دمک جیسی ہو ماہ صاف صاف

کھینچ کے تیغ قتل عام کیجئے جو ہو سامنے
قتل ہے قتل قتل قتل خواہ نخواہ صاف صاف

ایک ہی دم بسی آ دو انشا نگاہ بر گہری
شام کرا دو اک اک صبح کراہ صاف صاف

کلمہ مری قتل کے مختصر یہ تو تنجرف کی حرف
آہ وہ سب یاد ہیں تو ہو بھری حرف کی حرف

نوش جان ہی جو تری جام بلوریں یہ کہدا
اوسکی گویا کہ ترا شیدہ ہیں سب صوفی کی حرف

پنجتن پاک کے جو نام ہیں سب گرد اگرد
زیب وہ تیری نگہ کے ہیں دو ہر طرف کی حرف

قتل قتیل قتلا ہے پڑہی سبے قاتل
کبھی دو چار جو سنتا ہی وہ کم ظرف کی حرف

بس حرفوں ہی میں سب کچھ ہے یہ انشا سچ ہو
بس یہی نحو کے ہیں حرف یہی صرف کی حرف

عالم میں دوستی کے اور اسقدر تکلف
او سمجھ جا ہی چاہیے سب جا بیجا گر تکلف

تعظیم لبنی استہر وقت فائدہ کیا
اتبک سے ہم سے تم کو مد نظر تکلف

ہر چند روز کو ہم ہو جائینگی اجیرن
یوہیں رہا کریگا ہم سے اگر تکلف

اوضاع سب تمہاری دلچسپ خوشتر ہین ۔ یہ التماس سنئے مشفق مگر تکلف

دو چار دن ہوا تو ہو وے ولیکن انشا
آپس مین کب نبہیگا یون عمر بہر تکلف

ردیف القاف

پہونچی فغان کا جوش جو اپنے بگوش برق ۔ جل جاوے وہ وہین خرمن جوش و خروش برق
گر ابر مثل پنبہ ہو وے بگوش برق ۔ کہو دیوے اپنی آہ شرر بار ہوش برق
کم ہاے ہے طپش سے یہ روشن ہو خلق پر ۔ ابر بہار ہے نہ اگر عیب پوش برق
رکہہ اے ہوائی عیش و طرب میر دوش پر ۔ ہے دوش ابر بار اگر بار دوش برق

انشا ترا فغان دل زار ہے بران
خجلت کنندہ طپش و سوز و جوش برق

اک قیس کو چہیر پہاڑ کر عشق ۔ لپٹا مجہے پہ نیچے جہاڑ کر عشق
خسم تہونک مری ہوا مقابل ۔ فرہاد کو دون پچہاڑ کر عشق
آیا کج و واکج اس طرف کو ۔ وامق کا گہر اوجاڑ کر عشق
بے فلاج سرشک و پر چیم آہ ۔ جہپٹا یون بہیڑ بہاڑ کر عشق
القصہ سبہونکی ہو مقابل ۔ پہونچا اب ہم کو تاڑ کر عشق
تا دامن کوہ کہینچ لایا ۔ جنگل مین انہون کو گاڑ کر عشق
ہم عشق اللہ بولے تو سہے ۔ چنگہاڑ کے آسے پہاڑ کر عشق

بے ہے انشا ہمارے دل کو
بے طرح گیا لتاڑ کر عشق

نادان کہان طرب کا سرانجام اور عشق ۔ کچہہ بہی تجہے شعور ہے آرام اور عشق
لینے نہ دیوینگی مجہے ٹک چین جیتے جی ۔ دشمن یہ دونو گردش ایام اور عشق
یہان عشق مین شوق علو ہین یاران کعبہ تو ۔ اے نامہ بر تو کہیو یہ پیغام اور عشق
کیا نام لیکے اوسکا پکارا کرون کہ یہان ۔ ہر کہتا ہے ہر زبان مین ایک نام اور عشق

پوچھا کسی نے قیس سے تو ہے کسکے
بولا وہ بھر کے آہ کہ اسلام اور عشق

اسباب کائنات سبھی بس ہو سکے سبھو
انشا نے انتخاب کیا جام اور عشق +

عشق ہیچ ہو تو نہ معشوق ہو کیونکر عاشق
جس پہ ہم غش ہیں اجی وہ بھی ہے ہم پر عاشق

تجھی دیکھا جو کسی نے تو وہ بولی اجی واہ
ایک میرا ہی وہ لاکھونکی برابر عاشق

تیری تصویر کے بدلے مجھی دیتا ہے تمام
شیخ سعدی کے گلستان مصور عاشق

چیت دروازے کی کنڈی نکلی اور تیرا
مر گیا رات کو چوکھٹ سی پٹک سر عاشق

دیکھ تو عشق کے وہ مرکے کو شب وصل ہی آ
گرچہ ہے پاس ترے تو بھی ہے ششدر عاشق

آنسو بھر لائے جو ہم دیکھ اونہیں تو یہ کہا +
آپ اس شکل پہ ہیں میرے مقرر عاشق

دیکھ کل اونکی طرف شیخ رہا تو بولے
خوبی قسمت کی ہوا مجھ پہ یہ مچھندر عاشق

سنگ درگاہ در معشوق حقیقی کے سوا
خوگرفتہ نہیں بابالش و بستر عاشق +

بادشاہت ہے اگر عہدۂ دربانی میں
ہو وے معشوق کے دروازے پہ نوکر عاشق

ادب آموز ہو مانند ارسطا طالیس
تا جنابت پہ تری ہووے سکندر عاشق

سیکھ الفت پہ تو وہ شستہ و رفتہ جس سے
قلزم علم کے ہوں تجھ پہ شناور عاشق

فارسی پہ تری آویں شہ ایران کو غش
عربی بولے تو ہو روم میں قیصر عاشق

نہ کہ صحبت ہو زر الوسی جو یون تجکو کہیں
دمڑیکی خیر رہی وولہ بہادر عاشق

دیکھتا تجھکو نہیں ہائی تو کن انکھیوں سے
تک رہی ہے طرف غیر نہ منظر عاشق

کہہ یہ تبدیل قوافی غزل اور ایسی ہی کرم +
جسکی مطلع یہ ہوا انشا شہ خاور عاشق

کھولی جب چاندسی اس مکھڑی کا گھونگٹ عاشق
کیوں نہ پھر لیویں بلائیں تری چٹ پٹ عاشق

نہیں معلوم اجی تمنے یہ کیا پڑھ پھونکا
کہ تمہیں دیکھتے ہی ہو گئے ہم جھٹ عاشق

سیکنتی تم کرو غیروں سے بہم تو اپنے
گھونٹ لہو کے پی کیوں نہ غٹا غٹ عاشق

بھاگتی پھرنے میں کچھ زور اٹھاتا ہے مزہ
کھائے چھریاں تری ہاتھوں کی سٹاسٹ عاشق

گھر سے باہر نکل اونسے اپنے سر کے — شرح کرتا ہی وگرنہ تری چوکھٹ عاشق
چُپ کی کیا موندی ہی آنکھیں ابھی بس کھول ہی دے — تاڑ جاتا ہے تری پاون کی آہٹ عاشق
آئین شب سیر کو جو باغ ارم کی پریان — سو ہوئیں دیکھ کے تیرا یہ چھپر کھٹ عاشق
ای نسیم سحری اوس سے یہ کہیو کہ ترا — رات سی اٹھو بدلتا نہیں کروٹ عاشق

ایک غزل اور نئی قافیہ مین کہہ انشا
جسکی سنتے ہی ہو معشوق بھی جھٹ پٹ عاشق

بن تری دیکھی ہی سب دہر کو اوجڑ عاشق — کیون نہ سر اپنا پھلا بیٹھی وتراو تڑ عاشق
گھر تری حال جیا تیری شب فرقت مین — تو اسی شرم مین بس صبح گیا گڑ عاشق
اجی پھر کو سواوسی طرح کہ عشق ہوتا ہی — آپکے الگیونکی سن کے یہ کرو کڑ عاشق
راجہ نل اور دمن کیون نہ ہون صدقے دونو — کھیلے جس بزم مین معشوق سے جو پڑ عاشق
ترا ہر بزم سے کہتا ہے سو دب ہو وہ شوخ — حق کہی مجھہ یہ ہو ایک آپ سا دبڑ عاشق
کچھ خلقت کو خیال اپنے مین کب لاتا ہے — ہے یہ ڈنڈپیل میان بخشی کا دہگڑ عاشق
اور کیا چاہی ہے بس پھر خدا آ گھر چل — تھک گیا اٹھو تری پاون بھی پڑ پڑ عاشق
آفرین سید انشا تجھے آپکے سے — جڑ ہی ہے تو نے سد شیخ پہ جھکڑ عاشق

ردیف الکاف

گر ہون افلاک و عقول اور قطب ہیون ایک — مدرکات اور مقولات عشر بیسون ایک
رعد و مہ برق و شفق ژالہ و شکر یلدہ زر — چار سمت اور قاق شام و سحر بیسون ایک
اسطقسات و موالید و جواہر خمسہ — ہفت اقلیم جہان معدن زر بیسون ایک
سبعہ سیارہ ارکین وجہات والعاد — ہووین گو لگی یہ جون شیر و شکر بیسون ایک
چودہون علم و سب اعلال و ذکا و دانش — فی المثل ہووین ہم سم یہ بھی اگر بیسون ایک
تو بھی حیدر کے ثنا کر نہ سکین کچھ گو ہوش — بارہون برج یہ اور آٹھہ پہر بیسون ایک
اوسکی بن اذن یہ نو امزجہ و پانچ حواس — کب ہون باستہ ملزوم بشر بیسون ایک
حامل وحی و خضر چار کتب بارہون راس — مہ مین اوسکی ہین با شمس و قمر بیسون ایک

[illegible]

وہ شفیع آپ خود اور گیارہ امام آٹھ بہشت
سات دن اور شب جمعہ مہینے بارہ +

جسے اشفاق کرے ہوں یہ اور ہر بیسوں ایک
رکھتی ہین اوسکی اطلاعت کا ہر بیسوں ایک

پنجتن چودہ ہوں معصوم و حق انشا کے
رکھین الطاف کے سب تجھ پہ نظر بیسوں ایک

ہے یاد خرام اوسکی ہین جبسے کو ہوس کبک
کہتا ہے وہ انگار ہی تری یاد ہین اے ماہ
شرمندہ ہون جو لاکھ رفتار سے تیرے
جس طرح سے بیٹھ رہین ہین ترے آنکھونکی ڈوری

لگا دو مرغ تکیہ ہین سایہ ہین قفس کبک +
کسطرح نہ پھر شعلہ فشان ہو نفس کبک
طاوس بھی روتا ہوا آتا ہے پس کبک +
اسطرح سے چلتی نہین دیکھے خس کبک

انشا نہین ہمدم جو کوئی کوہ مین اوسکا
ہے کبک سے فریاد ہی فریادرس کبک

بات کی ساتھ ہے موجود ہے نال ایک پہ ایک
ہم بھی اسواسطے بیٹھے ہین کہ ہو رہتا ہے
یار ہے پاس پر اب فرط تردد کے سبب
دلکو ہر چند بچاتا ہون و لیکن ہیہات
تجھ کو کچھ حسن پرستے سے نہین کام و لے
کیا کرون گرچہ بہلاتا ہون بہت مین لیکن

ہے خلاف اپنی سدا آپ کے چال ایک نہ ایک
تجھ سہی سرو کے سایہ ہین نہال ایک نہ ایک
آہی رہتا ہے مرے دلکو ملال ایک نہ ایک
کب ہی ہوتا ہے ان آنکھو نمین جمال ایک نہ ایک
ہو ہی رہتا ہے مری جی کا زوال ایک نہ ایک
آہی رہتا ہے ترا مجھکو خیال ایک نہ ایک

مجلس وجد مین پڑھ اپنی غزل تو انشا
کر ہی بیٹھی گا ابھی شستی ہے حال ایک ایک

ایا مان رات کی صحبت مین نہیون ہوئی شریک
انتو تاک ہوکے کبھی بات ہماری سن لو
پان جو ہاتھ سے کل غیر کے تونے کہا یا
دور ہو وادی مجنون سے نکل اے وحشت

ہمکو کیا فائدہ گر آپ بہت ہین نزدیک +
رات ہی کوچہ و بازار پڑے ہین تاریک
پیکے لو ہو کو غرض گھونٹ رہی ہم جون پیک
کس وسیلہ ہی ملی تجھکو جہانگی تملیک +

وادی عشق مین انشا تو سنبھل کر جانا

ہاں خبردار کہ یہ راہ بہت ہے تاریک

ردیف کاف فارسی +

پہونچے جو تا بہ گوش صدای شکست رنگ
ہوش اوڑ گئی گلوں کے چہ جای شکست رنگ

واماندہ ہیں جو قافلہ گل کے ای صبا
بانگ درا ہی اونکو نوای شکست رنگ

غصے سے کیوں نہ چاک گریباں گل کرے
ہے بر میں اوسکی تنگ قبای شکست رنگ

ای ہوش ساتھ خوب ہی چل اس چمن سے ہیں
راہی گلوں کی قافلہ ہای شکست رنگ

رونق گئی ہے چہرہ ہر گل سے ای بہار
کہیے یہ سبی ہے چمن میں ہوای شکست رنگ

آتی ہو یہ سیر چمن عرق فشاں +
ہی تازہ یہ گلوں کی بنای شکست رنگ

انشا سمجھ کے پھر مکافات عندلیب
کیا کیا سہی گلوں کی نوای شکست رنگ

بھونکی ہی عشق نے جب اس دل بیتاب میں آگ
غل مچا یہ کہ گرے معدن سیماب میں آگ

جی یہ چاہے ہے ابھی شیشہ صہبا کو اولٹیے
شمع سے دو شبہ گا چادر مہتاب میں آگ

جب سے وہ شعلہ برق آنکھوں میں پھر جاتی ہے
چونک چونک اوٹھوں ہوں میں دیکھ اجی خواب میں آگ

تجھ بن ای ماہ شب چاردہم بر لب جوے
پھر رہی ہے مری اس دیدہ پر آب میں آگ

یاد مسجد میں جو آیا خم ابرو تیرا
لگی انشا کی دم گرم سے محراب میں آگ

بسکہ تنہا تری شب ہجر میں ہے نور پلنگ
اپنے لیں کروٹیں بہانتک کہ ہوا چور پلنگ

سیج پھولوں کی پری ایسی ہیں پڑی ہے کہ بس
صدقے ہوتی ہے ترا دیکھ ہر ایک حور پلنگ

خوش نگاہوں کی نگاہیں ہیں جو آنکھیں اوسکا
دستہ ہای گل نرگس سے ہے مستور پلنگ

چاندنی میں تو نہ سو کوٹھی پہ ڈر ہے کہ ترا
لیکے ہو جا ہو پری کوئی نہ کافور پلنگ +

یاد لیکی تری تکیے کو جہلکے ہے جو ماہ
دیکھتا ہے اسی شاید ترا اسطور پلنگ +

جسمیں سیتے لگی ہیں سو وان چوتہا پھر کہ مرا
تجھ تلک پہونچے ہے ہای بہت مغرور پلنگ

چودھویں رات کے چاند سے یہ نہوتا مغرور
کہ تو سویا ہے بچھا کے بہت دور پلنگ

آج سیری بھی پلک دیکھو جھپکے پہ آنکھ
گرچہ ہے جلد پلک جا نہیں مشہور پلنگ

آج پریوں کا اوتارا ہے یہاں اے انشا
ماہ تابی پہ بچھے پھیر بدستور پلنگ

ردیف اللام
شعر ترکی

اردا اولاری کوروم بوکون قاسی ہاریغ قاسیے شیل
قاسی تون لاراق ابازی قاسو بو یاق لاسے قزیل

سلطنت بیچتی ہیں درد کشاں خاک کے مول
ہے یہاں سایہ ہما کا خس و خاشاک کی مول

سروآزادکی حقہ کش افیونے نے
بیچے ایک ادہی کو اور کوئی لبی ڈہاک کی مول

قصد ہو باغ بنانیکا تو سے لیجیے آپ
ساتوں کی ساتوں احاطہ ہیں نہ افلاک کی مول

کیوں رہ انجام خرد غرق عرق ہو نہ کہ یہاں
خچری اب بکنی لگی توسن چالاک کی مول

سر بازار خریداری ہے اب کے یہاں تک
کہ لگی بکنی گزی تھا ہونگی پوشاک کی مول

تم جو صد برگ کی تختوں ہیں پڑی پھرتی ہو
لیتے ہو پھول کسی سینہ صد چاک کے مول

تاک باندھی ہوئی جو اینڈتے ہیں مست انشا
کب وہ طوبے کو بھلا لیں شجر تاک کے مول

حال دردکش یہاں بیچتی ہیں قال کے مول
وجد کرتا ہوں یہ کچھ ہونے لگے حال کی مول

سر منڈاتی ہے صفائی پہ پڑے یہ اوسے
کہ کلاہ نمدی بکتی لگے شال کے مول

ایضاً

حواس و ہوش تھی اپنے بجنگ نکہت گل
ہوا کے ساتھ گئی اوڑ بہ رنگ نکہت گل

مزاج دیکھ یہ نازک کہ بیٹھ جاتا ہے
ہماری آئینہ دل پہ رنگ نکہت گل

یہ گرم اپنے ہی گلگوں فکر کا تک و تاز
نہ پہونچی گرد کو جسکے تیلنگ نکہت گل

جنوں سے اپنے تعجب ہے اے صبا کیونکر
سما گیا یہ در آغوش تنگ نکہت گل

سیر سے جام صبوحی کے روک اے انشا

آج دیکھو اپنی پلک آنکھ جھپکنے دی ذرا

اگر نسیم لگا دے خدنگ نکہت گل

آئینۂ فلک میں ہے عکس چراغ دل — خورشید ہو نمود ہوا جب سے داغ دل
آتی جو یاد لغزش مستانہ یار کے — لبریز ہو چھلک ہی پڑا پیمان ایاغ دل
آتی نظر ہیں اسمیں تماشے ہزار ہا — کھینچی ٹک آنکھ موندکے گر سیر باغ دل
آزادگی کے ساتھ گیا سو گیا ہے بس — معلوم کچھ ہوا نہ ہمیں پھر سراغ دل
غیر از نسیم وصل نہ ہرگز شگفتہ ہو — فیض دم مسیح سے اپنا داغ دل +

انشا بر ہا کے بحر غزل ایک اور کہہ
حاصل ہے اسگھڑی تجھے عیش و فراغ دل

سیر بہار لالہ زار اونکو او سر پہ داغ دل + — اور ہی کچھ ہی ای نسیم اسگھڑی ہے باغ دل
اوج شفق کے بیچ پری گذری ہی موج لالہ دیکھ — کشتی بادہ ساقیا لا کے تو بھرا ایاغ دل +
دیر و حرم میں مقتبس نور سے داغ عشق کے — ہے یہ ترا فروغ ای روشنی چراغ دل
گردش دہر کسکو چین دیوے ہے ای صبا یہاں — جان اسے تو مغتنم ہے کوئی دم فراغ دل

بحر جدید میں غزل اور بھی انشا ایک کہہ
دیکھ گلوں کی تازگے سے یہ شگفتہ باغ دل

غزل بحر جدید

مجھے حاصل ہو جو ٹک بھی فراغ دل — تو رہی کیوں طپش و درد و داغ دل
تجھے لازم ہے تغافل یہ ساقیا — می عشرت سے تہی ہے ایاغ دل
نہ بجھے باد مخالف سے تو کبھی — یہ مرا بار خدا یا چراغ دل
کہیں اسے مرغ چمن چپ ہو یہاں تو آ — متحمل نہیں اپنا دماغ دل

غزل اب اور بھی بحر و میں کہکے پڑھ
نہ ملا اسمیں ہے انشا سراغ دل

تجھے میں کہا نہیں یکبوں کہ نہ کھینچ نیہ داغ دل — مری چھیڑنے سے حصول کیا نہ مزاج خوش نہ فراغ دل
سر و کار نکہت گل سے کیا مجھے اے نسیم بہار چل — نہ طبیعت اپنی ہے ملا خراب شگفتہ ہے یہ دماغ دل

پری ای نسیم سحر پری نہ دلیل ہو کہ صبا ابھی
بہت آستین سے بجھا رہی نہ بجھا دلی یہ چراغ دل

خم زلف یار میں ڈھونڈھتی ہیں آچھپا ہو گر کہیں
طپش و تحیر و بیخودی سے تو کچھ ملا نہ سراغ دل

گل داغ و خندۂ زخم سے پڑی اور سینکڑوں آبلی
مجھے باغ سبز دکھا دیے ہے الم فراق میں باغ دل

بلبل اب ردیف کو ایک غزل کہو انشا بحر کوئی بڑا مد
کہ پری ہے عرش عظیم سے بھی کچھ اسکے ہی یہ دماغ دل

دانستم برای طبع آزمائی خود گرہ در مقطع کردہ دادہ بودم بنابران اینجا نوشتہ شد۔ الا این

غزل در ردیف نون معی پالیست

غم و درد و تاسف و یاس و الم سے لا مجھے آہ فراغ کہاں
مری جانی بلا خبر اب یہ کسی خم بادہ کہ سیر ایاغ کہاں

ادھر آنکے دیکھو تو ہے نہاں مری داغ جگر کی فروغ کو تب
تمہیں چاہیے تو نکلی بھلا ہو قسم یہ گلشت کہ ہیچ چراغ کہاں

مجھے جانب باغ نہ لیکے چلو کہ پی سیر فسردہ ہے طبع یہاں
جسے نکہت گل نہ خوش آوے بھلا وہ مزاج کہ مردہ دماغ کہاں

ہوئی بستی اوجاڑ فراق کی جو تو حصول وصال لگا رہا
طپش اپنے تو سینے سے چل ہی بسی گئی آہ جگر کے وہ داغ کہاں

پھن گھار میں قلہ قاف میں اور حریم حرم میں تو انشا پھرے
جسے ڈھونڈتی تھی وہ تو دل ہے میں تھا ہمیں کچھ ملا یہ سراغ کہاں

یہاں دل میں اور ہاتھ میں ہیں لالہ داغ و گل
آہ اے بہار کسکو تماشے باغ و گل

تھے چند تار سوختہ کچھ اور شمع کا
پایا صبا نے صبح نہ مطلق سراغ گل

ساقی شراب لا کہ خوش آئی مجھے یہ سب
گلگشت باغ و سیر و سرور و فراغ و گل

ہیں نازکی میں ایک سی باہم بہار کا
رنگ پریدہ اور ہمارا دماغ و گل

بلبل آپ کو رقیب سیہ فام ساتھ دیکھ
پیچتے کہے سبھوں نی کہ ہے زاغ و گل

پاؤں اگر مراد تو چالیس دن تلک
بھیجوں مزار قیس پہ ہر شب چراغ و گل

انشا چمن میں مست پھرے کیوں نہ ساقیا
ہمرنگ عکس مے سے ہے ایاغ و گل

فروغ مے سے نہ کیونکہ ہووے ایاغ روشن مراد حاصل
مثل یہ مشہور ہے جہان میں چراغ روشن مراد حاصل

ہمارے پاؤں میں آبلے ہیں بسان گوہر کچھ ایسے رخشان
کہ جسکی پرتو کی عکس سے ہی چراغ روشن مراد حاصل

چراغ روشن مراد حاصل مزار پر دلجلوں کی مت کہہ
بیان یہ لازم ہی تجھکو کہنا کہ داغ روشن مراد حاصل

خموشی ہی گت کیوں اب پہر نہ صوفی کہ دیکھتا ہی وہ بہک گیا
بجی ہے ڈہولک اودہر اودہر ہی اجاغ روشن مراد حاصل

نشاہی انشا کو آج ایسا طلوع سے جسکی سا قیا ہی
سرور بیحد مزاج حاضر دماغ روشن مراد حاصل

کیا ہوا در پہ ترے گرچہ ہے ابجد کا قفل +
کہول دیتے ہین سکندر کی بہی یہان سد کا قفل

کنج غزلت مین وہی لوگ ہین مشغول بحق
جو در دل پہ لگا بیٹھے ہین ابجد کا قفل

در فردوس پہ کہتی ہین ملایک کہ یہ جہٹ
کہل پڑے بیجے اگر نام محمد کا قفل

ق

خلق خالق کی زمین پر بہی کئی ہین وہ لوگ
توڑتی ہین جو درِ جیب مشبعد کا قفل

قصر نیلم مین لگا دیتے ہین دروازہ لعل
اور الماس کے کنڈی مین زبرجد کا قفل

کنجی اس اوجزین کی جو ہوئی ہات
تو نہ کہلتا در جسم خانہ سرمد کا قفل

جس زمین پر ہوں تری کشتہ دیدار کے پہول +
کیوں نہ پہر وہان ہی اوگین نرگس بیمار کی پہول

کشتہ تیغ جفا کا ہو جو تیجا منظور +
تو بہلا فایدہ کچھہ توڑنے گلزار کے پہول

خاک آغشتہ بخون چاہیئے ہوار کچہ دار
پہول در کار ہون تو ہون سپر یار کی پہول

ای کلیم اسکو اگر دیکھے کبہی شجرہ طور +
تو سمجھا ور کرے سب لمعہ انوار کے پہول

کیوں نہ انشا کرے تعویذ پہر ایسے خط کو
جسمین ملفوف ہوں اوس طرہ دستار کے پہول

پہیلے تو لک سی ساعد نازک بازن کی بیل
چہپا گئی ہے ان بہڑی نورتن کے بیل

کل تجھکو دیکھتے ہی بجا تو سکے طرح سے
یکبار گے سمٹ گئے اس انجمن کی بیل

یہ آہ پر شرارہ چلے داغ دل سے یوں
سورج سے جیسے پہوٹ نکلی کرن کی بیل

ق

راس و ذنب سے شکل یہ چوٹی ہے ای پری
پہبتی ہے اسکو کہتی جو سورج گہن کے بیل

شادی مبارک آئی لگے گانے عندلیب
لہرا گئی خوشی سے ہر ایک اس چمن کی بیل

بول اوٹھیں جسکے دو دینیاں ساری قمریاں
صاحب ہیں دلائی دولہا دولہن کی بیل +

انشا یہ نوعروس غزل ہاتھ کیا لگے
گویا کہ اب منڈھے چڑھی اپنے سخن کی بیل

ردیف المیم

چتون کبھی دیتے ہیں مفصل خبر چشم
تو ای نگہ فاش نہ ہو پردہ در چشم

یہ اور غضب دیکھ نکل آتی ہیں آنسو
سن جنبش مژگان کے دستک بدر چشم

کیا قہر ہے افسوس کہ یوں خاک میں ملجائیں
تھی طفل سرشک اپنے جو لخت جگر چشم

گر جا لگی گر اپنی طبیعت تو کسی وقت
ای ابرو کھا دیگی ہم اپنا ہنر چشم

کیوں جنبش ابرو سے تری خوف نہ اوٹھی
لی دہب نظر آتی ہے یہ تیغ و سپر چشم

پرتو ہی تری نور کے ہے چشمہ خورشید
جوں شیشۂ آتش ہے یہ اپنی نظر چشم

مہتاب کی چادر ہیں ابھی آگ لگ اوٹھی
ہے اشک سے یہاں دشت گریبان بسر چشم

ق

شادی ہوئی آئی ہے تری فقط ایسے
ای راحت جان و دل و نور بصر چشم

مژگان میں گتھی ہیں قطرات اشک خوشگہر
کیا بند ہیں وا آج بند ہے ہی بدر چشم

ای طائر نظارہ کہاں طاقت پرواز
ہے عجز یہ شعر نگہ بے اثر چشم

ہر ایک مژہ غرق یہ خوناب جگر ہے
بھیگی ہوئی آتی ہیں نظر بال و پر چشم

خوناب رگ جان مژہ سے بہا دے
ورنہ دیدۂ تنگ ہے یہ بلا نیشتر چشم

ورنہ ہوں نظر مجھکو نہ لگ جای کسیکے
لو گود لگا مجھے آنکھ بہر سے خطر چشم

نظر

مکتوب لکھا انشا تو اوسے تختۂ دل پر
جلدی کہیں سے اشک ہوا نامہ بر چشم

سادگی کا تری یا جلوہ گری کا عالم
کیا بیان کیجیے بس حیرت ہے کا عالم

نالے بام قفس اوڑ نسکے ہم صیاد
اب تو پہونچا ہے یہ بی بال و پر کا عالم

جام پھر منہ سے لگا لے کہ عجب ہوتا ہی
ہی گلرنگ سے تجھ لب پہ تری کا عالم

ربط کرنے کی گل و باد سحر سے پیدا
آخرا ہی پیش یہ ہے بے خبری کا عالم

رات کی بے ادبی کیجیے معاف آپ کہ تھا
نشہ میں مست مجھے بے خبرے کا عالم

والہ زلف و رخ و خال و خط و حسن و نمک
مست ہو ایابل کہ یہ ہو سب گذری کا عالم

آج صد چند ہوا جوشِ جنون ای انشا
دیکھ بوی گل و باد سحری کا عالم

بس دیکھو لگاوٹ ہے نہ تم ہوگی اودھر گرم
جس ساتھ یہ خلطہ ہے رہو اوسی سے سرگرم

ہم حسرت آغوش میں اوس رشک پری کے
پہلو کو کیا کرتے ہیں رکھ بالش پر گرم

گرمی کی اگر ایسی ہے تابش ہے تو صاحب
ٹھنڈا کہ ہو جان جاتی ہے بندہ کا گھر گرم

کہتا ہی کہ نامہ کو تری آگ پہ رکھا
قاصد نی تو لو اور سناتی یہ خبر گرم

رونا تو کہاں سینہ جو سوزش سے زندی ہے
آنکھوں سے ٹپک پڑتے ہیں دو چار شرر گرم

گلشن میں مگر پھول بڑا اوس گل رو سے
کیوں ورنہ چلی آتی ہے یوں باد سحر گرم

کیا کوئی پھرے وادی مجنون میں دم سرد
اس وقت میں رہتی ہے ہوا آٹھ پہر گرم

سینہ سے ہی جاڑا ہے ہوا سرد چلی ہے
ٹک آنہ لپٹ کر مری سینہ کو تو کر گرم

فرماتی کس شغل میں تھے رات کہاں تھے
حاراب سمجھے آتی ہیں کچھ آج نظر گرم

انشا جو غزل طرح ہوئی ہے سو وہ پڑھ کر
اب روپ کو مجلس کے ٹک آ کے اور بھی کر گرم

سچ گرم نگہ گرم ہنسے گرم ادا گرم ❊
وہ نامہ خدا سر سے ہیں تا ناخن پا گرم

گل کھا نیکو گل سینے جو چھالے کو کیا گرم
بولے کہ چہ خوش واجھری ہیں آپ بھی کیا گرم

کیا پھونک دیا غیر نے جا کانین اوسکے
کچھ وہ جو مجھے دیکھ کے ہی آج ہوا گرم

آوارہ پڑی پھرتے ہیں کیوں ہو سپ ہیں صبا
تہ خانہ میں سو رہے نہ چلتی ہے ہوا گرم

ٹک شیخ سیہ رو کی تبسم کو تو دیکھو ❊
معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہستا ہے توا گرم

صد شکر خدا جذب محبت کے بدولت
کچھ آج وہ طفلی میں بہت مجھسے رہا گرم

گرمی نے مری ولکی کیا ہے اثر آخر
کب کاہ کو کھینچے جو تھو کا وہ ربا گرم

گذر زینہ پرواز ہی گلشن مجھے سوتین
پھر ہوئے نہ بلبل کبھی اسے باد صبا گرم

جاتے ہوئے گل راہ میں چھیڑا نہ کسی نے
لوگو نکی وکھایا نکو ہوئی اونکی ہوا گرم

پر جی میں جو ریجھی تو لگے ہنسکے یہ کہنے ۔ ای صدقہ کروں اسکو یہ کتنا ہے مزا گرم
اُف کرکے چراغ اوسنے شب وصل میں ٹھنڈا ۔ ہے اور کلیجہ یہ میرے داغ دیا گرم

انشا نے جو زاہد کو بنایا تو یہ بولے
کیونکر نہ بنا ہستی ہے کمبخت بلا گرم

ترک کر اپنے ننگ و نام کو ہم ۔ جاتے ہیں واں فقط سلام کو ہم
تم کہے ہم تو ٹھاٹی یوں ساتے ۔ اور یوں ترسیں ایک جام کو ہم
ق
میں کہا میں غلام ہوں بولا ۔ جانتے ہیں خوب اس غلام کو ہم
دیر و کعبہ کے بیچ میں ہنستے ۔ خلق کے دیکھہ اژدہام کو ہم
متکلم ہیں خاص لوگوں سے ۔ کرتے ہیں کب خطاب عام سی ہم

روٹھتے ہیں سبھی لطف سے انشا
صبح گر روٹھے وہ تو شام کو ہم

چاہتا ہوں تجھے نبی کی قسم ۔ حضرت مرتضی علی کی قسم
مجھے غمگین نہ چھوڑ روتا آج ۔ تجھے اپنے ہنسی خوشی کی قسم
صاف کہہ بیٹھے نہ جی میں جو ہو ۔ آپ کو اپنے سادگی کی قسم
میں دلائی قسم تو کہنے لگے ۔ ہم نہیں مانتے کسی کی قسم
صدقہ ہوتا ہوں جسگھڑی مجھکو ۔ یاد آتی ہے اوس پری کی قسم

ہائے کہنا وہ اوسکا چپکے سے
تجھے انشا ہماری جی کی قسم

دل مجھے اے پری تجھے قرآن کی قسم ۔ دیتا ہوں تجھکو تخت سلیمان کی قسم
کرسی کی تجھکو قسم اور عرش کی ۔ جبریل کی قسم تجھے رضوان کی قسم
طوبی کی سلسبیل کی کوثر کے جام کی ۔ حور و قصور و جنت و غلمان کی قسم
روح القدس کی تجھکو قسم اور مسیح کی ۔ مریم کی تجھکو عفت داماں کی قسم
توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے ۔ تجھکو قسم زبور کی فرقان کی قسم

تجھکو محمد عربی کے قسم ہے اور ہمہ
مولیٰ علی کے شاہ خراسان کے قسم

ملت میں جسکی تو ہوئی اوسکی قسم تجھے
اور اپنے دین مذہب و ایمان کے قسم

داماں کو میری ہاتھ سے اس رات مت جھٹک
تجھکو سحر کے چاک گریبان کے قسم

مدت سے تیری چاہ ذقن میں غریق ہوں
باللہ مجھکو یوسف کنعان کے قسم

قیدی ہوں میں ترا بخدا او ناری خدا
اور اوس عزیز مصر کے زندان کی قسم

موسیٰ کی ہے قسم تجھے اور کوہ طور کے
نور و فروغ جلوۂ لمعان کے قسم

سوگند اب ہنسی کی ہے تجھکو دلاسے
سن تجھکو اپنے ناز کی اور آن کے قسم

نرگس کے آنکھ کے قسم اور گل کے کان کے
تجھکو سرو عزیز گلستان کے قسم

تجھکو قسم ہے غنچۂ زنبق کے ناک کی
اور شور عندلیب غزلخوان کی قسم

سوسنکی گالی سکے قسم اور رود نیل کے
نوشیروان کے قسم تجھے ہامان کے قسم

بستر مرا ہے خار مغیلاں لبان قیس
لیلیٰ ہے کی تجھے صف مژگان کی قسم

ایسی بڑی قسم بھی نہ مانے تو ہے تجھے
تجھکو اوسی کے شوکت ذیشان کی قسم

دیو سفید کے قسم اور کوہ قاف کے
باغ ارم کے اور پرستان کی قسم

لونا چماری کی قسم اور کلوا بیر کی
کھلیے بلا کے غول بیابان کے قسم

قسمیں تو ساری ہوچکیں باقی رہی ہے اب
ببیل تلی کے بیٹھنے کے شیطان کی قسم

ہاں پھر تو گویا ہی وہ کسطرح ہوئی غضب
انشا نہ چھیڑ مجھکو مری جان کے قسم

کی بھر ایسی نہیں ہے ترک تازی کا مقام
ہے یہاں پر حضرت مسعود غازی کا مقام

طاق ابروی بتاں کو قبلۂ عالم سمجھ
حضرت دل یہ نہیں کچھ لہو و بازی کا مقام

سینکڑوں کٹواوے عشاق اپنی راہ میں
اے صنم اللہ رے تیری بے نیازی کا مقام

شاہ درگاہ کے ہے ایک نرالی ہی نماز
عرش سے بھی کچھ پرے ہے اس نمازی کا مقام

منظر اہی اوس حقیقت کا جو سب ہی ہے یہی
مست و ری ہرگز سمجھ عشق مجازی کا مقام

نالہ اپنا ہی یہ مولینا جلال الدین روم
پوچھیا اسکا نہیں کچھ فخر رازی کا مقام

بلے خدا ہے سے توقع اب تیری بیمار کی ورنہ کیا باقی رہا ہے چارہ سازی کا مقام

سید انشا کو نہایت اندنون تشویش ہے
بندہ پرور ہے یہان بندہ نوازی کا مقام

وہ دیکھا خواب قاصر جس سے ہی اپنی بیان اور ہم کہ گویا ایک جا ہیں اور ہمین ہیں وہ نوجوان اور ہم
وہ ورہ رہ مجھسی کہتا ہے خدا کی باتین ہین ورنہ بھلا اتنا تک دلمین اپنے غور کر تو یہ مکان اور ہم
جو پوچھا قیس سے لیلے نے جنگل مین اکیلے ہو تو بولی اہی نہین وحشت ہے اور آہ و فغان اور ہم
ابھی گڈ بڈ رہی ہی عقل اپنے سب فرشتون سے پڑی پھرتی ہین باہم سیر کرتے قدسیان اور ہم
فنا ہے عالم مستی ہے بے قیدی ہے رندی ہے کہان اب زہد و تقوی ہے خرابات مغان اور ہم
نیابت ہمکو رضوان کی ہی مولی کے صدقے سے وگرنہ عہدۂ دربانی باغ جنان اور ہم

عجب رنگینیان باتون مین کچھ ہوتی ہین امی انشا
ہم ہوتے ہین جب سعادت یار خان اور ہم

او ہین بیٹھے تو جیب اچھا ہے نہین مجھے اپنے رسول خدا کی قسم +
مجھے انکی ہے بند قبا کی قسم مجھے دامن پاک صبا کی قسم +
ہوی باندہ کے تکیہ جو گوشہ گزین رہی ہین سگے زمانہ مین اہل یقین
کوئی سلطنت اونکو پہونچتی نہین سر و سایۂ بال ہما کی قسم +
کبھی سانس کے پیالس سے کر تو عذر نہین میری تو حال کی کچھ بے خبر
مجھے اس سے بہی تنگ زیادہ نکر تجھے اپنے ہے ناز و ادا کی قسم
مری دلسی نکال یہ درد و الم بو فور رجا مد سقف حرم +
تجھے کعبہ اہل صفا کی قسم تجھے زمزم و سوق و ثنا کی قسم
تری زلف کو سب نکہہ لیا ہے نہین کبھی میٹنے تو شانہ کیا ہے نہین
لب زخم جگر کو سیا ہے نہین شب تیرۂ آہ رسا کی قسم
کبھی خضر خود لسی مقابلہ تھا کبھی عشق کے ساتھ معاملہ تھا +
کبھی آپ ہی رہبر قافلہ تھا سر طائر قبلہ نما کی قسم +

سنبھل ایسی غرور میں ہے یہ خلل کہ گری نہ الجھ کہیں منہ کی ہی بل
بس اب اس سے بھی آگے تو بڑھ کے نہ چل تجھے رفعت عرش علا کی قسم

تری لیتے بلائیں ہیں خوب ہے ہم نکر اپنے تو غلطی کو ہے ہمیں تو کم
تجھے خواجۂ ہر دو سرا کی قسم تجھے الفت آل عبا کی قسم

یہ جو رات اندھیری ہے تارون بھری یہی شاہد ہی انہیں ہیرکی ابھی
نہیں اس سے لو ذرہ سی بوسہ ہوئی بجھے تیری ہے دزد حنا کی قسم

تری صدقہ خدا ہی کی میرے خدا تجھے صدق رہے اہل عبا
نکر اپنے عیال سے مجھکو جدا تجھے نیت صدق و صفا کی قسم

ہوئی انشا اس آس کے کھینچے ہری نظر آگئی جو چاہ ذقن سے پری
گئی زندگی انکی دوبارہ ملی تجھے چشمۂ آب بقا کی قسم

ردیف النون

بھر رہے ہیں یون پھپولی اس دل صد چاک مین آ رہی ہوں خوشہ انگور جیسے تاک مین

ایضاً

بادل آئی بجلی چمکی مینہ کے ڈریڑی پڑی ہیں
پھپولی کی موہنہ پر باد صبا کے آج تھپیڑی پڑتی ہیں

بیچ میں جاکر کھیلو ہولی تھک ہوئی تم ہو صبح
گیند کی جا گھر بان تو شہر کی پڑتی ہیں

تسبیح جو صفا ہیں جو مناتی شتاب سے بیٹھ چکے ہیں
مونڈھی مانڈھی چندیا پر کیا خوب تھپیڑی پڑتی ہیں

ایسی میں جلیبی کیسی تماشا انشا کے یہاں آئی ہیں
ندی کی اندر خواجہ خضر کے نذر کی بیڑی پڑتی ہیں

انشا اللہ خان کہ صاحب آپ نہ چھیڑیں مجلس میں
ان باتو نہیں بیٹھے بٹھائے الا کے مکھیرے پڑتی ہیں

ہیں یہ مژگان اس نمط دام ہوس کی ٹٹیان
جسطرح گرمی میں جھڑکے جائیں خس کی ٹٹیاں

تھی پڑی مدت جو ہر دیکے اونکی آگ لگ گئیں
سوہی تا ہی ریش دربان و عسس کے ٹٹیاں

ہم صفیرون سے یہ کہو اگر ہم گل لعری بھرے
جنکے دولت پھنک گئیں کنج قفس کی ٹٹیاں

باغ سے خس خانہ میں گرمی کیا سہلا باتے رہے
جبکہ رو گردان ہوں پھر اگلے برس کی ٹٹیاں

خاک دیکھی ہین پھلوں جنکی آگے چل گئین
بر کہامی سیر و خاشاک عدس کے ٹیٹیان

بسکہ ٹھنڈک پاکے یہ لیٹی ہی رہتے ہین تو دیکھ
نکلتی گویا کہ پہ ہاے نگس کی ٹیٹیان

تاک نسا جال ان رگونکا دیکھ تو انشا بھلا
کسنکی کیا باندھی ہین اوس صانع فن نے ٹیٹیان

کچھ نگاہین تری ایسی ہے ہنر سے لڑیان
کہ جھڑی نور ہی کی قصر فلک سے لڑیان

یہ جو چلون سے کوئی شخص اودہر جھانکی ہے
پھرتیان اوسکی مری دیدۂ تر سے لڑیان

جمع ہو رہین تھین یہ کسواسطے اے شبنم رات
چھوٹین جنکی مرے تار نفس سے لڑیان

کس کا یہ بیاہ تھا جو سو تیونکے سہرے کے
اتبلک جھڑتے ہین دامان سحر سے لڑیان

آہین انشا کی اگرچہ شوخ نہیں برق کی یا
نور میں حور و نکی بسم اوڑتی ہین فرش سے لڑیان

وہم اتنی ترے دیوانہ مچا سکتے ہین
کہ ابھی عرش کو چاہین تو ہلا سکتے ہین

مجھسے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہین
سو نہ تو دیکھو وہ مری سامنے آ سکتے ہین

یہان وہ آتش نفسان ہین کہ بہڑکا تو جتا
آگ دامان شفق کو بھی لگا سکتے ہین

سوچتی تو بھی ہٹ دہرمی نہ کیجی صاحب
جیتکیو نہین ہمکو کبھی آپ اوڑا سکتے ہین

حضرت دل تو بگاڑی ہین اوسسے لیکن
اب بھی ہم چاہین تو پھر بات بنا سکتے ہین

شیخی اتنی نکرامی شیخ کہ رندان جہان
انگلیون پر تجھے چاہین تو نچا سکتے ہین

توگر وہ فقرا کو نہ سمجھہ بے جبروت
ذات معلی مین بھی لوگ سما سکتے ہین

وہم ذرا سادہ کی لیتی ہین پہر سیج ابھی
صورتین کھینچی ہوئی لا صورت کو دکھا سکتے ہین

گرچہ ہین مونس و غمخوار تک وہ ملتے بھی
پر تری تشبیہ کو کب راہ پہ لا سکتے ہین

چارہ سازانی تو مصروف بدل ہین لیکن
کوئی تقدیر کے لکھی کو مٹا سکتے ہین

ہی محبت جو تری ملیں وہ ایک طور پہ ہے
ہم گھٹا سکتے ہین اوسکو نہ بڑھا سکتے ہین

گر کے جہوٹا نہ ہو یا جام اگر تو نے تو جل
بارہی غیرت کی ہم اغیون لگا سکتے ہین

ہمنشین تو جو یہ کہتا ہے کہ قدغن ہے بہت
اب وہ آواز بھی کب تجھکو سنا سکتے ہین

ابھی نہ آواز سنا ہمیں پیچھے در تک آکر
اپنے پاؤں کی گرد انکو تو بجا سکتے ہیں

ق
ہم تو سنتے نہیں ہیں آپ کی سننے کی لیے
اور اگر سانگ نہیں کوئی بنا سکتے ہیں

کالی کاغذ کی ابھی ایک کتر کر بیچا
زاہد بزم کے موںھہ پر بو لگا سکتے ہیں

گھر سے باہر تمہیں آنا ہے اگر منع تو آپ
اپنے کوٹھے پہ کبوتر تو اڑا سکتے ہیں

جھوٹی ہیں یہ جو جھولی ہیں سو کہتی ہیں مجھے
ایک وعدہ پہ تجھے برسوں جھلا سکتے ہیں

ایک تو سب کے جو قوافی ہیں ہم اونہیں انشا
ایک غزل اور بھی چاہیں تو سنا سکتے ہیں

آپ سو روپ سے گو روپ بدل سکتے ہیں
پر کوئی دخل ہے اس بہانہ سی چھل سکتے ہیں

غیر سرگرم سخن تم سے ہے کیا تجھی بھلا
ہم نہ رہ سکتے ہیں اس وقت نہ ٹل سکتے ہیں

اپنے خشکی سے جو سبزہ نہ ملا ہم آزاد
ٹوٹے چلی ہیں بھلا پوست تو جل سکتے ہیں

گرم رو گرچہ رہ کعبہ میں ہم ہیں ای شیخ
لیکن اسیر بھی جو ہملیں تو چل سکتے ہیں

کہہ تو ای چرخ بھلا تجھسے کسی طرح کبھی
دل کی ارمان ہمارے بھی نکل سکتے ہیں

گرچہ کچھ اپنے بگڑنے میں رہا کیا باقی
پر ابھی آپ سنبھالیں تو سنبھل سکتے ہیں

ہیں جو یہ سادہ و پرکار سے بیٹھی سو مجھے
قول کا جھلا اگر رویں تو جھیل سکتے ہیں

قافیے اور بھی سوجھے ہیں مجھکو انشا
جنمیں اشعار کئی رنگ کے ڈھل سکتے ہیں

یوں بگڑنیکو فرشتے سے بگڑ سکتے ہیں
پر کوئی دخل ہے ہم تم بھی اکڑ سکتے ہیں

آپ کی سر کے قسم رستم دستان کیا ہے
اٹھ کھڑے ہو ویں تو ہم زال سے بھڑ سکتے ہیں

ق
ساتھ صاحب کے جو پھرتے ہیں یہ سفلہ دو چار
غور تو کیجئے بھلا مجھسے جھگڑ سکتے ہیں

تک بھی تیر چک ہوا گر آپ کی جانب سے تو پھر
ابھی خم ٹھونک کے یہاں وہ بھی لڑ سکتے ہیں

ابھی کیوں روٹھی ہو ہم پاس نہیں گو زر و زیور
ہاتھ خدا ابھی ہیں بھلا پاؤں تو پڑ سکتے ہیں

مجھ میں اور آپ میں رہتی ہیں جو ہر گھڑی جھگڑے
آپ ہی او نکو بنیڑیں تو بنیڑ سکتے ہیں

چشم و رخشوں کی رگ و ریشہ ہیں اس باغ میں جو
وہ کوئی باد خزاں سے اوکھڑ سکتے ہیں

پاس خاطر ہمین جراح کی ہے ورنہ ابھی
ایک تمیانچہ مین سو ٹانکے ادھڑ سکتے ہین

دور اتنا تو نہ کھینچ آپ کو ای دامن کوہ
اب کوئی اہل جنون تجھسے بچھڑ سکتے ہین

آذری آتش گل تجھکو نو اسنجون سے
آشیانی اسی صورت سے اوجڑ سکتی ہین

پانو پرسے جو مری سر کو اٹھاتی نہین آپ
آ دہلا کھینچ کے ایک تیغ تو جڑ سکتے ہین

دوڑ ہی سے کوسون جو آجاتے ہین وحشت کی دہن
اجی انشا کو کوئی آپ پکڑ سکتے ہین

کھینچ لے کاش وہ پری اپنی مجھی لحاف مین
یا کہ بلا سے پھینک ہی دامن کوہ قاف مین

ہو نہ وہ بار رو تو جھٹ شیشہ می اولینڈ کر
شمع سے آگ دون لگا چادر نور باف مین

شیخ جی یہ بیان کرو ہم بھی تو بارے کچھ سنین
آپ کے ہاتھ کیا لگا خلوت و اعتکاف مین

چیز ہے کیا رقیب تو خوب سے جھٹکے دیجیے
ریش دو شاخ لیکے آے رستم اگر مصاف مین

تکیہ تری سرہانیکا سونگھ کے غش نہ کیون ہوئین
آئی ہے واہ زور باس ستھری سی اوس غلاف مین

کشتہ کو اپنی چاہ کی پھینک نہین دیا تو ہے
جال ہوا ہے لال سا آپ کی کیون یہ ناف مین

سایہ سدرہ مین تو ارے عشق مین مثل جبرئیل
قصہ کفر و دین کے بس نہ بہس اختلاف مین

بکریکی بولی ست بلا رسم کے کھیل ہین اسی
ڈاڑھی ہلا کہی ہے شیخ رہو مجھے اب معاف مین

جاوین جو کعبہ میر انشا تو حصول کیا ہمین
اس سے تو خوب ہے رہین دل ہی کی ہم طواف مین

شترائی منہہ کے ہین یہان باول گرج رہی ہین
نقارے سے فلک پر کچھ آج بج رہی ہین

چلتی تو دیر کو ہم ای برہمن ولیکن
دو چار اور باقی ایام حج رہے ہین

کاٹی ہین ہمنے یو نہین ایام زندگی کے
سیدہے سے سیدہی سادی کج مج رہی ہین

گرما گئی طبیعت باہم جو مطربون کے
تھا او کبھی سلجھتے تانین کیا کیا اوپچ رہی ہین

جو پاند ہنو ہنود ہی انشا یہ وہ تو سنئے
کیا آپ اپنی پیچے دستار سج رہے ہین

یا دل مین رکھیے مجھے یا اپنے ہوس مین
جو چاہیے سو سمجھے ہون آپ کی بس مین ٭

یہ جا ہی ترحم ہے اگر سمجھے تو صیاد
مین اور رہین یون اسطرح اس کنج قفس مین

آتی ہے نظر اوسکی تجلے ہمین زاہد ٭
ہر چیز مین ہر سنگ مین ہر خار مین خس مین

ہر رات مچاتی پھری ہین شوق سی دہوم مین ٭
یہ مستی ہی عشق ہین کب خوف عسس مین

کیا پوچھتی ہو عمر کٹے کس طرح اپنے ٭
جز درد نہ دیکھا کبھی اس تیس برس مین

ہر بات مین یہ طور ہی ہے ہر چیز مین اصرار
دنیا سی نرالی ہین غرض ہر سے تو پیچہین

دشمن کو تری کارٹون ہین ای جان جہان بس
تو مجھکو دلا یا نکر اس طور کے قسمین

انشا تری گر گوش اسم ہون نہ لوادی
آواز تری یار کے ہر تاک جرس مین ٭

کیا ملا ہمکو تیری یاری مین
رہے اب تک امیدواری مین

ہاتھ گھر الگا کوئے قاتل یا
زور لذت ہے زخم کاری مین

دل جو بے خود ہوا صبا لائی
کسکی بو نکہت بہاری مین ٭

ٹک ادہر دیکھ تو بھلا ای چشم
فائدہ ایسی اشکباری مین

چٹ لگا دیتے ہین مری آنسو
سلک گوہر کے آبداری مین

روٹھ کر مس سے مین جو کل بھاگا
ناگہان دلکی بیقراری مین

آلیا اوسنے دوڑ کر مجھکو
تاک کے اوجھل ایک کیاری مین

یون لگا کہنے بس دیوانہ نہ بن
پانو رکھ اپنا ہوشیاری مین

کب تلک مین بھلا رہون تنہا روز
تیری ایسی مزا جداری مین

ہے سمایا ہوا جو لڑکا پن ٭
ق آپ کے وضع پیاری پیاری مین

اپنے بکری کا مونہہ چڑاتی وقت
کیا خوش آتے ہے یہ تمہاری مین

بندۂ بوتراب ہے انشا
شک نہین اسکی خاکساری مین ٭

یہ کسکا سہہ ہے غبار خاطر نایوش شیشہ مین
کہ ہر ساعت ہے اسکو جنبت معکوس شیشہ مین

ہوا وہ آہ سوزاں پیرہن سے اپنے اب یوں ہی
نظر جسطرح آدے صورت فانوس شیشہ میں

لیا کر بیرے جا سوسی بھلا تو دیکھہ لیتا ہیں
اوتاروں ہیں تجہی کس نہیب ہے ای جلسوس شیشہ میں

سفال نہ من قلقل بہلا ہو وقع کس ہیب سے
سیستان ہی نہ زوفا ہی نہ اصل السوس شیشہ میں

ہر ایک قطرہ جہٹ جاویگا ہیں کر صخرہ سب جنے
اری ظالم پہری ہے فوج یکبانوس شیشہ میں

کبہی کے ہجر میں اپنے ہزاروں داغ ہیں دلپر
عوض جی کے بہرا لیگے ہم پر طاؤس شیشہ میں

مری آنکھوں کی تیلی میں سما جا اور تماشا کر
کہ ہوتی ہے پری کی جلوہ رسی محبوس شیشہ میں

نہ بہا ہی سکہ زر دہر ہفت کشور کا یہاں نقشا
دماغ بادہ ہے بھون دختِ کیکاوس شیشہ میں

بنی جان ایک عروس ناز پرور دختر زر ہے
کیا جن نے جلوہ میں سمنت مانوس شیشہ میں

لڑی جو آنکھہ اوس خورشید رو سے تو مجہی انشا
ہوئی ایک آسمانی آگ سے محسوس شیشہ میں

اوتار اس چاند کو ای بند عالی ظرف شیشہ میں
کہ دار و سوتیا کی سرد ہو جوں برف شیشہ میں

پہر امنصور کے تو ہوسی اہل شرع نے تو بہی
انا الحق کے اوبہرا ہی وہیں پہر حرف شیشہ میں

اچنبہا ہے گوارا باد کا لکہنا بھلا سوچو
بہری کس طرح ہونگی خانہ شنجرف شیشہ میں

پہر نخواوسکی بخشش ہورہی ہے تو نگر سا تھے
معانی لایجب المسرفین کے حرف شیشہ میں

ہوای ابر و باراں میں جو کچھہ لہرا گئی انشا
تو ساقی نی بہرا خون لگا دو ظرف شیشہ میں

غزل ذوبحرین

نگ ستانکی بہی تاک دیکھہ بیہیں آئینہ میں
باغ ست جاؤ کہ ہے اس کے چمن آئینہ میں

لہریں لیتا ہی پڑا اچہی بہوں آئینہ میں
چوم لے تو ہی بہلا اپنا دہن آئینہ میں

راجہ نل کا جو پڑا عکس وہیں آئینہ میں
تو نظر آتی اوسے شکل دمن آئینہ میں

کیونکہ میں جیسے کو تیسا ہے نہ پہر آوں نظر
لیئے کیا بیٹھے ہو آئینہ میں آئینہ میں

مدوہ یہ جوبن کے چڑہی ایسی ہی تہی وہ تو کہ بس
آگئی نشہ میں دیکھہ اپنے بہبن آئینہ میں

تیور ایسی ہے بلا کو ہیں جو کچھہ بس ہو تو وہ
عکس آدم کو کریں گور و کفن آئینہ میں

شغل آئینہ سے لذت یہ اوٹھائی ہے کہ بس
ہم فقیروں نے کیا اپنا وطن آئینہ مین

شعلہ آہ کی بھی بدن اپنی سے ہین یونہین نمود
شعلہ عکس جیسے ہو سورج کی کرن آئینہ مین

حوض آئینہ سے فوارہ نزاکت کا چھٹے
رونق افزا جو ہو وہ چاہ ذقن آئینہ مین

واہ اس طفلی و اس شکل جو اپنے بدل
سامنے ہوونگی ایک مرد کہن آئینہ مین

دیکھہ کر اپنے بہار اوسنے یہ انشا سی کہا
باغ مین کب ہے چمن جو ہے چمن آئینہ مین

کیسی ہے کہون نہ ہم ہین تم مین لڑائیان ہون
جب لہلہا کی ہنس و باہم صفائیان ہون

کیونکر نہ گدگداہٹ ہاتھو نہین اوسکے اوٹھے
وہ گوری گوری رانین جسنے دبائیان ہون

جی چاہتا ہے بولین پر بولتی نہین ہین
ہر دین اگر تو باہم ایسے رکھائیان ہون

ق

ممکن ہے کوئی مجھ سے افشای راز ہووے
سو بار ٹھنڈی سانسین گو لب تک آئیان ہون

کیونکر جنون مجسم ہو کر نہ ہی دکھاوے
جب شور شیون کی دل کی دہومین مچائیان ہون

ناز و کرشمہ ویسا [illegible] پہ جسمین
اور یہ نک سے گرمی یہ خوش ادائیان ہون

چھوٹین وہ لگاوٹ سر سے نہ گھاوٹ
پھر قہر یہ سجاوٹ یہ اچپلائیان ہون

مر جاتی [illegible] کیونکر ایسی [illegible]
جسمین اکٹھی اتنی باتین سمائیان ہون

[illegible] غزل ایک انشا اسی طرح سے
[illegible] آگے تیری [illegible] ائیان ہون

جس سے کہ چلبلی چپلے لائین لگائیان ہون
لازم ہے یہ کہ موبنہہ پر اوس کے رلائیان ہون

ای پاک ذات صدقے تیری خدائی کے مین
اتنی نہ میری اوسکی ہرگز جدائیان ہون

کیا سیر اوس گھڑی مین ٹھہرا ہو جو شش
اور بیٹھے اوسکی کچھ کچھ چیزین چرائیان ہون

ق

ابتک کا آنا کیا چاند پر خوش آوے
جبکے شہر مین اوسکی کھڑکی چھپائیان ہون

[illegible]
[illegible] انگلیون نے لیکن وہ گدگدائیان ہون

کیا قہر [illegible]
[illegible] چاہ [illegible] جگائیان ہون

[illegible]
[illegible] اوٹھائیان ہون

ہو وہی ملاپ گاہے اوسسے تو شام ہے سے / آنکھوں مین اونکی جھک جھک نیندریان آئیان ہون
ای نظر جو تربت مجنون کے ایک مسافر / بے اختیار بولا ایسے کہاں تیان ہون
پردے مین قتل کرنا کیا چیز اوسکی آگے / چلمن کے اوٹ جسنے آنکھین لڑائیان ہون

تبدیل قافیہ سے لکھہ عمدہ غزل اب انشا
جسمین کہ اپنے ڈھب سے بیتین بنائیان ہون

گر آپ روپ ہمسے باتون مین ٹال کرتی ہون / سو رگڑی جھگڑی قضیے قصے جھٹ اوٹھ کھڑی ہون
مت کیجی روکھی پھیکی ہمسے اوچاٹ باتین / دہیان آپ اونکا رکھئی تیور چڑہا کر اڑی ہون
مونہہ بہر کے نام کیا لین ساقی وہ میکشے کا / دو دو ہی پیالیون مین جو لوگ غش پڑے ہون
اچھی ہی اچھی ستھری خاصی کڑی ہوا ہون سے / کوئی شراب ہو تو دو چار تو گھڑی ہون
کیونکر نہ جیونکی فتنہ یاد نہین جب تمہارے / یہ قہر جھنجھناتی سونیکی دو کڑی ہون
نرگس کے پھول وہانسے نکلین پھر آنکھ ملتے / کیفی نگہہ کے ماری جس خاک مین گڑی ہون
ٹپکا پڑی ہے جوبن اوس کرتی آستین پر / قطری عرق کے یون ہین جسطرح نگ جڑی ہون
ہی ظالم اوس پری پر ہم غش نہو وین جسکے / یہ جھمکی نبدی بالی توڑی کنٹھی جڑی ہون

ایک اور ڈھب کے انشا اس بحر مین غزل لکھہ
الفاظ جسکی باہم موقع سے آپڑی ہون

جاڑی مین کیا مزہ ہو وہ تو سمٹ رہی ہون / اور کھول کر رضائی ہم بھی لپٹ رہی ہون
اب آپ کی دمون مین ہم آچکے ہٹو بھی / خوش آوی پیار کسکو جب دل ہی کھٹ رہی ہو
کیونکر زبان سے اونکی اپنا سچا وہو وے / ذات وصفات سبکے جب وہ الٹ رہی ہون
آتی تھی ساتھ میری دیکھو تو کیا ہوئے وہ / ایسے نہو کہ پیچھی رستہ مین کٹ رہی ہون
تب سیر دیکھی کوئی باہم لڑائیون کے / کھینچی ہون وہ تو تیغا اور ہم بھی ڈٹ رہی ہو
کیا کر سکین دوا ای حال دل پریشان / زلفون کی بال اونکے جب آپ لٹ رہی ہون
آپس مین روٹھنی کا انداز ہو تو یہ ہو / وہ ہمسے ہٹ رہی ہون ہم اونسی ہٹ رہی ہو

جی چاہتا ہے اے دل ایک ایسی رات آوے
شوقی ہوں چاندنی میں وہ موںھ لپیٹی اوڑھ سے
مطلع ہو صاف شہر ابادل بھی پھٹ رہی ہوں
شبنم کا وہ دوپٹہ سے اولٹ رہے ہوں

تخمیس غزل اب انشاء اللہ کی سنا دی
آغوش میں معانی جسکی لپٹ رہی ہوں

خلوت میں فائدہ کیا اغیار سب بہم ہوں
سبکو ہوا اتحاد ولیس ہم بیاد رہم ہوں

اوس وقت تو جو جسکو وسے ڈالی ایک بوسہ
فدوی غلام تیری بے دام بے درم ہوں

اوس کی شراب تجھ بن کیونکر گلی سے اوسکی
جس ناتوان کے عشق میں یا نیگی گھونٹ سم ہوں

اوسکی لپٹ میں ہم کیونکر بہلا نہ آویں
ہر بات بات میں جب سوسو کڑ وم ہوں

رہنے میں تیری کیا نہوں اے وحشت اتنے بیچ کہ
جاویں کلیسیا کو یا زائر حرم ہوں

آیا جو ذکر میرا بولے کہ پوچھتا کیا
ایسی بھی لوگ شاید دنیا کے بیچ کم ہوں

تک اسطرف تو دیکھو انگشترین ... جب
تم جیسے قدیمی بندی شائستہ ستم ہوں

انشا کے گھر میں تیتر سبحان تیری قدرت
تیتر بیچ و پوچ ہو وین سو ایسی محترم ہوں

کیا دخل لکھ کے بھیجوں شعر اپنے اوسکو انشا
مصرع رقم کروں تو چھٹ انگلیاں قلم ہوں

گر باندھئے ہوس چلنے یہ یہاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئی باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

پھرا رہی نکہت باد بہاری راہ لگ اپنے
بجی انگیٹھیاں سو جبھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

خیال انکا پرے ہے عرش اعظم سے کہیں ساقی
غرض کچھ اور دھن میں اسگھڑی میخوار بیٹھے ہیں

بسان نقش پا ہم رہروان کوی تمنا میں
نہیں اوٹھنے کی طاقت کیا کریں لاچار بیٹھے ہیں

پڑا پہنچی چال ہے افتادگی سے اندرون پھرون
نظر آیا جہاں پر سایہ دیوار بیٹھے ہیں

کہیں پینچ پر کسکو آفتاب ونام کیا شئے
غرض وہ پٹ کر انکا سبکو ہم یکبار بیٹھے ہیں

کہیں بوسہ کی مت جرأت ولا کر بیٹھیو اوس سے
ابھی اس سے تو وہ کیفی نہیں ہوشیار بیٹھے ہیں

سنجیو نکا عجب کچھ حال ہے اس دور میں یارو
نہ پوچھو ہی کہتے ہیں ہم بیکار بیٹھے ہیں

نہیں یہ وضع شرفا کے سیکھے آج سے ہم نے
ہماری پاس صاحب ورنہ یوں سو بار بیٹھے ہیں

M. Imp.

کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

ایضاً

چشم و ادا و غمزہ و شوخی و ناز پانچوں
دشمن ہیں میرے جی کے بندہ نواز پانچوں

کیا رنگ زرد و گریہ کیا ضعف و درد و افغاں
افشا کرے ہیں ملکر میرا یہ راز پانچوں

بار فراق سے ہے جو ان شمع دل کو ہر شب
احراق و داغ و گریہ سوز و گداز پانچوں

آرام و صبر و طاقت ہوش و حیا کہاں پھر
لی دل کی ساتھ یہ بھی ای عشوہ ساز پانچوں

ق

فرہاد و قیس و وامق محمود و ماہ رو بھی
رکھ بار مجھ پہ سووین ہو پا دراز پانچوں

ہیں تیری در پہ آکر ہر ایک سے [illegible]
لیلی و مہر و عذرا شیریں ایاز پانچوں

مت پوچھ کار انشا ہجر و وصال میں کچھ
صبر و شکیب و وحشت عجز و نیاز پانچوں

چشم و دل و دین و تن و دل جان [illegible]
صدقے تجھ پہ کی ہیں تیرے او مہربان آٹھوں

بیچ و تاب و نگہ [illegible] حسن و ادا و شوخی
نام خدا ہیں تجھ میں ای نوجوان آٹھوں

مہر رنگ و جنگ و دل و فا ہیں [illegible]
ہم ساتھ تیرے تو ہیں بیٹھے ہیں ہاں آٹھوں

ساتوں سمر و نیں مطرب گھتا ہیں یہ گنبد ہی ہیں
ہیں تجھ پہ [illegible] یکا ندان آٹھوں

رخ خال و زلف و خط لب و دندان و تن و تخمدان
او سکے ہیں اپنے دشمن انشا ہر آن آٹھوں

ہیں اک حبیب لگا دیج جمال [illegible] آٹھوں
تمھیں ہیں اس ہستی کی گر سمجھا ہی تو کیوں ہو بیلی کا نام آٹھوں

[illegible]
سکھاتی ہیں [illegible] قتل عام آٹھوں

ادا و ناز و حیا [illegible] شوخی حیا [illegible]
تمہاری چتون سے اگی یہ کرتے ہیں اہتمام آٹھوں

[illegible] عشوہ کرم [illegible]
کسی کی بات [illegible] یہاں [illegible] سے کلام آٹھوں

[illegible] طاقت [illegible] آرام [illegible]
تمہاری الفت میں [illegible] ہیں [illegible] کلام آٹھوں

[illegible] شکوہ [illegible] و کمال و صحبت
مری [illegible] خدا یا [illegible] باحتشام آٹھوں

نپوچھہ مجھسے تو سید انشا کہ نام عاشق کے کیا ہین چھٹی
ذلیل و رسوا خراب و خستہ غریب بندہ غلام آٹھون

تمہاری ہاتھونکی انگلیونکی یہ دیکھو پورین غلام تیسون — غرض کہ تشبیہ ہے اگر بیان تو جہت اٹھالی کلام تیسون
امام بارہ بروج بارہ عناصر و جسم و روح ای دل — یہی تو سرکار حق تعالی کی ہین مدار المہام تیسون
نہین عجائب کچھہ آنکھہ ہے مین سطوتین تین سات پردے — عقول دس ہین مدرکات دس ہین سو کر رہے ہین تیرے کام تیسون
علوم چودہ مقولہ دس اور جہات شش بنائی اوسنے — امور دنیا کو تا کہ پہونچا دین خوب سا انصرام تیسون

بلائین کالی ہین اوس پرے تن پہ تیسون آیتین کہ ایسی انشا
کہ ہر مہینے کے دن بہی جنکو کرے ہین جھک کر سلام تیسون

دس عقل دس مقولے دس مدرکات تیسون — تیری ہے ذکر مین ہین ای پاک ذات تیسون
یہ آسمان خورد مہ ساتون طبق زمین کے — روح و حواس خمسہ اور شش جہات تیسون
بارہ بروج چودہ معصوم چار عنصر — ظاہر کرین ہین تیری لاکہون صفات تیسون
سب پارہائے دلکو رکہیو محافظت سے — ای میری جان ہین تیری حفظ حیات تیسون

ماہ گذشتہ کا حال انشا کہون سو کیونکر
مرمر بسر کئے ہین دن اور رات تیسون

لگتے ہو تم تو ہم سے پری ہٹ ابھی نہین — اور آشنا وہی کوئی میری جبین جی نہین
ہان ہان ہے سب سے اور ہمین سی نہین سو کیون — کیونکہ نہین نہین نہین کیون ایسے ہے نہین
گر یار ہی بلاسے تو پہر کیون نہ پیجیے — زاہد نہین ہین شیخ نہین کچہہ ولی نہین
خلوت مین یون جو چاہئے کہہ لیجئے سب مجھے — لوگو نہین لیکن آپ کے سیری ہنسنے نہین
دیتی ہو گالیان مجھے انصاف تو کرو — لائق تو ایسی باتونکی بندہ کی زری نہین
کچہہ دخل ہے کہ رات کو تم آؤ میری پاس — اس بات کا شعور مرا مقتضی نہین
غصہ مین جو کہا کہ کیا ترک عشق خیر — کچہہ مت خیال کیجیو ہرگز اجی نہین
کیون پاس میری آکے نہین بیٹھتے اگر — غیرونکی ساتہہ رات کو ہی تمنے پی نہین
بیٹھے کہا کہ آئیگا میرے پاس کب — بوسے نہین نہین نہین ہرگز کبھی نہین

اس موںہہ سے ہان سنی نہ کبھی ہنسی کیا کرون
ماری ہی ہو والتی ہے غرض اپکے نہین

ٹھٹھے کہا کبھی تھی ہماری بھی کوئی تم
بولی کبھی نہین میری تم کوئی بھی نہین

ذرہ سے بات پر رہی انشا سے تم خفا
کیا جانی کیا بلا ہی تو کچھہ آدمے نہین

جب ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
ہر گھڑی دن کی طرح ہم تو ڈہلی جاتی ہین

سامنے آنکھونکے او کتا ہے چمن نرگس کا
کہکے آتا ہون ابھی آپ بہلے جاتے ہین

ہاتھ کیا پھیرو ہو عارض پہ ابھی کیا ہی دہان
خط کا کچھہ دخل نہین گال سنہلے جاتے ہین

یاد ہین اوس خط نو خیز کے یہان دانہ نمط
اشک سبز آنکھونسے ہر وقت چلے جاتی ہین

آسیا آب کی ہے چشم ترا پنی جس سے
روز چہاتی پہ مری مونگ دلی جاتی ہین

گرم ہو آب جو ٹک انشا سی ملتی ہین کبھی
آتش رشک مین اغیار جلے جاتے ہین

جب تک کہ خوب واقف راز نہان نہون
ہین تو سخن مین عشق کے ہو یون ہان نہون

خلوتین تیری بار نہ جلوتین مجکو ہاے
باتین جو دلمین بہر رہی ہین سو کہان کہون

گاہی جو اوسکی یاد سی غافل ہو ایک دم
مجکو وہین ہین اپنے لگی ہے زبان زبون

شط عمیق عشق کو یہ چاہتا ہون مین
ابر قطرہ سے روکے اوسی بیکران کرون

طوفان نوح آنکہہ نہ ہم سے ملا سکے
آئی نظر ہین چشم سے ہر پل عیان عیون

ناصح خیال خام سے کیا اس سے فائدہ
کب سیری دل سے ہو ہوس دلبران برون

یہ اختلاط کیجیے موقوف ناصحا
معقول یعنی دل اوسی ای قدر دان مدون

ق
انشا کرون جو پیروی شیخ و برہمن
مین بھی اونھونکی طرح سے حیران گران ہون

خلوت سرای دل مین ہے ہو کر کے معتکف
بیٹھا ہون کیا غرض کہین ای جا ہاہان ہلون

چپک ہے یہ کچھ اوس اودی دوپٹہ کی کنار مین
نظر جوان پڑے اوسی دامن ابر بہار کی

ترے جبین کی اگہیلی سے کی بہیس مین آکر
جیسے شب لیکی چپکے سے ایک نرگس گیا بین

بہت سی عاجز آئی ہیں بھلا صاحب کہیں کب تک
مزاج عالی سے سرکا کے ہم پاسداری ہیں

مجھے کہنے لگی وہ پیار میں آکر اگر بس ہو
تو تجھکو موندر کھون ایک انگشتی بہار کی ہیں

کرا ہارات زخمی اوس کی غمزہ کا تو وہ بولی
کوئی ہے لال مرچین بھر کے اسکی چشم کاری ہیں

ہماری ساتھ تیری چاندسی کٹھری کی بن دیکھی
رہا کل ماہ تابان رات بھر اختر شماری ہیں

جو کہتا ہون بھلا جا گا کرون راتونکو مین کب تک
تو کہتا ہے رہا کر اوسی امیدواری ہیں

ق
وہ جو سردار تھے اگلے زمانیکے بڑی رستم
یہ اونکا حال ہے اب عالم بے روزگاری ہیں

پڑی سونا کہرچتی ہین کسی ٹوٹی سے جا کے سے
کہین جو رہ گیا ہے پاؤ کوڑی بہر گیا ہین

جو وہ ویسے کے ڈولی پر کہین جاتی ہین چڑہ کر تو
پرانی شال دیتی ہین کہار ونکو اہاری ہین

میان قدوس اونکی پوپلی سی ایک جو نوکر ہین
بری ہین سو تیونسی اونکی باتین ابداری ہین

ہزارون حجتین تکرار لاکھون یاد ہین اونکو
حکایت بخشی کے اونکی تو خدمت گذاری ہین

بعینہ اوس نفری سی ہے وہ جو نپٹی آتا ہے
یہ کہتا تھا بہت سا کھینچ خود کو بردباری ہین

نہ نادان اسقدر بنئی سمجھے سوچتے دلمین
تو چہ حضرت سلامت آپ کہتی ہو ہوشیاری ہین

حریسی کی بدل نا پیکا اگر تکرار شہو صاحب
تو کیا مخذوب کا جھگڑا ہو ویسیلی کی نہاری ہین

ق
کوئی مینڈہا کوئی دنبا کوئی بکرا کو سے کے مرنا
مرید و نکی ... ہے تمہاری پاس ہین

غضب کچھ جھوکا نشتر پہونکا تھے شیخ جی صاحب
کہو اب فرق کیا ہے تم ہین اور لونا چاری ہین

ق
پڑی پھرتی ہے کنٹر کنجی سے ایک لونڈی جہہ واغدا کے
بڑا اخفش بنا فی اپنی حد رت خاکساری ہین

سدا اوسکی اب یہ حالت ہے کہ گاہی کسی ...
لگا یا ہاتھ اوسکے کان کو اور وہ پکاری ہین

کفالت رزق کی کس سے کسیکی ہو سکے انشا
صفت مخصوص ہے یہ تو فقط اللہ باری کی

گاہی گاہے جو ادہر آپ یہ کرم کرتے ہیں
وہ ہیں اونٹھ جاتی ہیں یہ اور ستم کرتی ہیں

جی نہ لگ جای کہین تجھسے اسی واسطے بس
رفتہ رفتہ تری ہم ملنی کو کم کرتے ہیں

واقعی یون تو ذرا دیکھو سبحان اللہ
تیری ... نیکو ہم چشم یہ نم کرتے ہیں

عشق میں شرم کہان ناصح مشفق یہ بجا
آپ کو کیا ہے جو اس بات کا غم کرتے ہیں

کا بیان کسانیکو اوس تیغ سے کٹی ہیں ہاتھ
کوئی تو پاتے ہیں جو کام سو ہم کرتے ہیں

ہیں طالب نگاہ محبت کے بیان جدا تفاخ صبا
وہ بہانا کب طلب وا ہم ورد ہم کرتے ہیں

نہیں سستی ہیں ہمین دید قناعت انشا
آنکھ جب موندتی ہیں سیر عدم کرتی ہیں

یہ نکہ یہ سو نہ یہ رنگت یہ ہنسی یہ لعل خندان
غضب اوسکے پسینا پہ زبان بریدہ دندان

ستم او ناز خوش پہ شمائل بخندان
کہ پری فلک سے گذری یہ ہوائی دردمندان

یہ نمک یہ جیب یہ سج دھج یہ ادا کو دیکھ تیری
تہ بالا ظر حیرت ہوئی غرق ہوشمندان

وہ لطیفہ گوئی اوسکے وہ فصاحت اور بلاغت
نہیں اسقدر کہ بوسے کوئی شاعر سخندان

فلک البروج پر سے کہیں سب ملایک آئین
نہ اثر ہو کس طرح سے پہ ہاے مستمندان

یہ نصیب اپنی دیکھو کہ سمجھ کے صید لاغر
اودھر آن ہی نہ ٹپکے کہیں آہ صید بندان

ہے سنگدل خدا کا تجھی ترس ہو جو کچھ بھی
تو شکستہ دلی مت کر کہ یہ شیشہ ہو شیشہ بندان

بکمال فضل و دانش یہ بعید ہی کہ انشا
غلطی پہ تو مصر ہو مثال خود پسندان

شب کی جلوہ گری پہ غش ہوں
یعنے اس سہو پہ بھی پہ غش ہوں

گر چہ دنیا کے ہنر ہیں لیکن
اپنے میں بے ہنری پہ غش ہوں

برق کے طرح نہ تڑپوں کیونکر
تیری پوشاک زری پہ غش ہوں

اوسکی پشواز کی سے لاتی باس
اوسکی ہیں گود بھرے پہ غش ہوں

غش نسیم سحری سے مجھ پہ
ہیں نسیم سحری پہ غش ہوں

ابھی کچھ ہو نہ سکا انشا ہیں
آہ کی بے اثری پہ غش ہوں

ای وو دو جگر سینگ سرافیل کے گردن
ٹوٹا اے سپہ کی تو ذ ابیل کے گردن

گردن کی صدا دیکھو تو اوس شاخ پری کی
تھی ایسی بھلا یوسف اسرائیل کے گردن

لٹکا نہ سر عاشق جانسوز کو اولٹا
ٹوٹی گی ایسی عرش کی قندیل سے گردن

ست ہول ولا ربط ہو اخات جہان پر
قابیل نے توڑی ہے نہ ہابیل کے گردن

جب سدرہ کے سایہ سے گذرتی ہے مری آہ
بے ساختہ ہل جاتی ہے جبریل کی گردن

زاہد کی تک اعضا کی طرف کرکے نگہ دیکھ
سر ہیٹنے کا سونہہ ہے کا عزرائیل کے گردن

انشا ہیروت اور قوافی کے دکھاوے
سن جسکو ہلے صاحب قاموس کی گردن

عنقا ہے ابھی طائر افسوس کی گردن
پہیلوں وہ نہین جیسی ہو طاؤس کی گردن

یہ خوش خبری سنئے کہ کل رات سے صاحب
ہے بے حرکت آپ کی مایوس کی گردن

تا چند سہی طوق و سلاسل کے شدائد
کر تن سے جدا اپنے تو محبوس کی گردن

جب تخت کیانی پہ نظر داغ دل آوے
کیون خستہ ہو کیخسرو و کاؤس کی گردن

چوری جو کسی رات کی پکڑی تو وہ بوسے
کٹ جائے الٰہی تری جاسوس کی گردن

جون گاو سر رستم دستان ہے مرا گرز
بانڈو وہ قوی رکھون ہون جیسے ملبوس کی گردن

پڑھ ریختہ اور ایسی قوافی مین تو انشا
جس پر کہ ہو خم مالک قاموس کی گردن

توڑونگا خم بادۂ انگور کے گردن
رکھ دونگا وہان کاٹ کی ایک حور کی گردن

خود دار کی بن شکل الف ہاے انا الحق
نت چاہتی ہین ایک نئی منصور کی گردن

کیون ساقی خورشید جبین کیا ہے نشہ پینا
سب یون ہی چڑھا باون ہی نور کی گردن

اوچھلی ہوئی وہ زلف تری ڈنڈ پہ مچھلے
ہے نام خدا جیسی سقنقور کے گردن

تھا شخص جو گردن زدنی اوس سے یہ بوسے
اب دیتی ہے دینی ہو جو منظور کے گردن

آئینہ کی گر سیر کرے شیخ یہ دیکھے
سر خرس کا سونہہ خوک کا لنگور کے گردن

یون پنجہ مژگان نے پڑا ہے یہ مرا دل
جون چنگل شہباز مین عصفور کے گردن

تب عالم مستی کا مزا ہے کہ پڑی ہو
گردن پہ مری اوس بت مخمور کے گردن

بیٹھا ہو جہان پاس سلیمان کے آصف
وہان کیون نہ جھکے قیصر و فغفور کی گردن

پہنچی ہے بغل اپنے مین اس زور سے جو عشق
تو توڑنے پر ہے کسی مجبور کی گردن

ای مست یہ کیا قہر ہے خشت سر خم سے
کیون ٹوٹی صراحی کی بھلا چور سے گردن

محفل مین تری شمع بنی موم سے مریم
پگھلے پڑی ہے اوسکی وہ کافور سے گردن

ای دیو سفید سحری کاش تو توڑے
ایک تیغ سے خورشید شب دیجور کی گردن

ق

جب کشتۂ الفت کو اٹھایا تو الم سے
بس ہل گئی اوس قاتل مغرور کی گردن

بیساختہ بولا کہ ارے ہاتھ تو ٹک دو
ڈھلکے نہ مری عاشق مغفور سے گردن

حاسد تو ہے کیا چیز کری قصد جو انشا
تو توڑ دے ہی ہیبت بلعم باعور کے گردن

یہ آپ حسن پہ اپنے گھمنڈ کرتے ہین
کہ اپنی شیش محل مین سے ڈنڈ کرتے ہین

نہین یہ تو مین باد بہار کے جھونکے
پڑی الول بجھیڑے اکنڈ کرتے ہین

نہ سطر بونکی کسینے سے تو وہ ناچار
شروع وہو بیونکی طرح گھمنڈ کرتے ہین

جو پاڑ دیتی یہ آجاتین کاٹ ہی کی جڑین
تو ہم بھی سنگ دلونکو کمنڈ کرتے ہین

اذیت اور نہین کچھ پر آتش افروزی
بگڑ کے پھوڑونکی اتنا کھرنڈ کرتے ہین

یہ سایہ دار درختون کی دیکھئے قسمت
کہ یہان برابر اون سے ارنڈ کرتے ہین

کھلا کی مال پیری ترترانی مو مین بھوگ
گروجی چیلونکو اپنے بھسنڈ کرتے ہین

نکلتے دل سے ہے ایک آہ نیکے جھاڑ پہاڑ
جو تجھکو یاد ہم ای جھاڑ کھنڈ کرتی ہین

شراب اونکو کہین مت پلائیو انشا
کہ وہ تو مست ہو مجلس کو بھنڈ کرتی ہین

وہ جو شخص اپنے ہی تاڑ مین سو چھپا ہے دل ہی کی آڑ مین
نہ وہ بستی مین نہ اوجاڑ مین نہ وہ جھاڑ مین نہ پہاڑ مین

مجھے کام تجھسے ہی ای جنون کہون کسکی نہ کچھ سنون
نہ کسی کی ردّ و قدح مین ہون نہ اوکھاڑ مین نہ پچھاڑ مین

یہ جہانی جیسے کہ کہا کہ سنا کچھ اور بھی ماجرا
تری پاس سے جو چلا گیا تو کہرا ہی واقعہ اوجاڑ مین

ارے آہ تو نے غضب کیا مری دلکو مجھسے توڑا لیا
مرے جیکو لیکے چلا دیا پڑی اختلاط بہاڑ مین

خفگی بھی طرفہ ہی ایک شی پڑی غصہ ہو تہین لال کون جیسے
وہ کہان بلا سے بین لطف ہی جو مزہ ہی اونکی بگاڑ مین

فقرہ پہ بھی پارہ دل تہنا وہ شل ہوئی ہے ابھی جدا
کہ وہ خشت سے جو کبھی گرا تو وہ اٹکا اسکے جھاڑ مین

کہین کمر کیونکی طرف نہ ہو مری نگہ گئی تو الہو ہی
مری لبین نقشہ کا ہی نکان مجھ سو جہتی ہین وہ چھیان
بڑی ڈاڑہیون پہ بجاو لاہے سب آ ہو فتنگی ہین ہمشا
کہڑی جہانکتی ہے وہی پرے نہین شبہہ اسمین تو ذرا

گل نرگس لیکے لگا گئی [illegible] راٹہ مین
کہ کبھو ری چوٹیون والیان [illegible] کا ٹہ مین
یہ شکار کہیلے ہین [illegible] انہین [illegible] مین
وہ جو عطر فتنہ کے باس [illegible] کو ٹہین

ہکہ اپنی جان کو سنبھل اب تو انشا اوسی لگا نہ دل
تو ہو گر نہ [illegible] لگا مشغل کہیں آگیا جو لٹا ٹہین

کل وہ یہ بولا مجھسے ہنسکر یاہ ادھی مجھ [illegible]
[illegible] گلو اوسکی [illegible] جو سو نگہ [illegible]
[illegible] انشا [illegible]
[illegible]

ہین ہیون ہنسو اور تو ہی [illegible] سیر [illegible]
[illegible] کیا ہوا آپ اور کو [illegible]
ہے ہی [illegible] آئی نظر کیون [illegible]
[illegible]

اوسکی نگہ کا زخم اوٹھا کر انشا تو کیون لوٹ ہی
جنجر ناوک تیر نہین مجھ پر جہی [illegible] مین

[illegible] لیے پھر دیکھا جو [illegible] دیکھا چمن مین
چہرہ ٹیٹا یاسمن کے گردن پہ عشق پیچا
نالی پہ سبزی ناسے کرنے لگی ہے اب تو
نکایت سیر گلشن اسے مصفیرت دی
ہے کیوڑی کی باد وہ کیا چیز کتنے جو
کچھ اوس سے گلو ہنپر کیون پڑ گئی لگا یک
داودی آج پہنے [illegible] کا پیرہن سے
مجھکو وکہا جو اون لی کا جل دیا تو اوسکی
ایسی ہوا چلی ہے تو بھی نپوچھے کوئی
بجلی نہین چمکتی نے ابر ہے یہ سمجھہ بن
ہی ہی پھر ہری سے لے تیرا یہ [illegible] جانا

کیا چاہئے کسی سے کیا کر لیا چمن مین
آیا کہ [illegible] کا [illegible] پا چمن مین
بلبل نے [illegible] لا اپنا چمن مین
اوس گل بغیر اب دل لگتا چمن مین
اس بو کو تیری [illegible] وہ بو چمن مین
دیکھو تو کن نے کہو لے [illegible] چمن مین
تک سیر کیجی عالم مہتاب کا چمن مین
سنتی یہ تھی کہ شب [illegible] نرگس کے [illegible] چمن مین
گو تل کا [illegible] اگر مونہہ [illegible] چمن مین
پھر [illegible] آگ اوٹھا [illegible] کالی بلا چمن مین
چلنے سے [illegible] ٹھنڈی کیا ہے [illegible] چمن مین

ایک اہل خط مجھسے ہو کر خفا یہہ بولا +
جای اوقف بکڑنا تو ہے عقل شعر پست

ق

بنے جو اوسکو کانا کچھو دیا چمن مین +
مجھکو اندر خندہ دسنے لگالی کیا چمن مین

مین جمدتے اوسکے انشا مجھکو جو کر اشارا
ہمدمی کی شیشونکی اوچھل چھپا چمن مین

ہی یہان لطف وکرم چین جبین کے تہ مین
قافلہ نجد سی گذرا تو لگا اوٹھنے وہ ہین +
تیر آہ کے پیکان کو ہمارے سے نکوت
آج عاشق کو تری تیر تیشہ کہتی ہین لوگ
اوسکی کو جیسے صبا آئی تو یہان اوٹھنے لگے +

ہان ڈھیبی صاف ہی ایک اونکی نہین تہ مین
دردسا ایک دل ناقہ نشین کے تہ مین
چاہتے ہین کہ کہین عرش برین کی تہ مین
دفن ایک زلزلہ ہوتا ہے زمین کی تہ مین
ایک ہیر سی رگ جان حسین کی تہ مین

سید انشا کے دم سرد سے اوٹھتے ہی ایک
گرد گرد شمشیر جبرئیل امین کے تہ مین +

آج وہ جلوہ قدرت ہے جو منظر مین نہین
تاب فرقت کی مری جسم مختصر مین نہین
کوئی اوس ترک جفا پیشہ سے پوچھی تو سہی
دلکی رگ جانیکی حالت کو ہمالیک سجھے +
زور بازو سے کمائی ہین سو یہہ کہتی ہین +
ذکر مجنون ہین یہہ کہنے لگی لیلی اتنو +
پہونک دی کانمین شہزادہ گل کے کوئی
آپ کے پاس تو ہین سینکڑون چیزین موجود
طایر ذہن کو ہو لانے جو طاقت بخشی
لہر کیان جو عقل تازہ ولایت کو ہین یاد
دین و دنیا کے تماشے یہان ہین حاضر
معنے آیہ لا اسئلکم سے ہی تا

تو جیسے ذرہ بہی اس حسر وفا در مین نہین
صبر کا دخل کہین اس دل مضطر مین نہین
کیا مگر رسم وفا آپ کے کشور مین نہین
روک ٹوک ایسی تو کچھہ سد سکندر مین نہین
خشک ہے وہمین مزا ہے سو شکر مین نہین
لہو کے چہینٹ بہی اوسکی تن لاغر مین نہین
کہ اری بو ہی وفا جسم صنوبر مین نہین
لیکن اون چیزون سے کچھہ اپنی مقدر مین نہین
تاب پرواز وہ جبرئیل کے شہپر مین نہین
غور کیجے تو وہ جیسا کسی نیدر مین نہین
ہے وہ کیا شے کہ فقیرونکی جو بستر مین نہین
جو نہ سمجھے تو وہ اسلام کے لشکر مین نہین

آج کچھ کام مین ہون کوئی جو پوچھے مجھکو
تو یہ باہر ہی سے کہہ دیجو کہ وہ گھر مین نہین
لکھنے پڑھنے سے معاف آپ مجھے رکھیے گا
طاقت نامہ بری میری کبوتر مین نہین
میری امید بر آتی ہے اب انشا اللہ
کونسی چیز ہے اللہ کے جو گھر مین نہین

دلکو لے بھاگے کدھر ہاتھ سے تیرے انشا
کوئی گھڑکے بھی تو اس گنبد بے در مین نہین

ہی ادا کونسی جو اس تری اف اف مین نہین
لطف ہی یہان جو بہین کا سو وہ یوسف مین نہین
کچھ عجب لیلی و مجنون کی کہانی گذرے
کونسا شخص ہے جو اونکی تاسف مین نہین
بات ہوتی ہو سو فی الفور ہے ہوتی اچھی
خوب اگر سوچئے کچھ حسن توقف مین نہین
بادشاہت ہے اونہین لوگونکی عشق ہون مین تو
گانون اُجڑ ہی کوئی جنکی تصرف مین نہین

بے تکلف پڑی پھرتی ہین مزی مین انشا
سو وہ بے شبہ کہ اقسام تکلف مین نہین

لیلے و مجنون کی لاکھون گرچہ تصویرین کھنچین
مل گئی سب خاک مین جسوقت زنجیرین کھنچین

کھنچ رہین انشا سے جو پریان تو اونکا کیا گناہ +
وہ تو اوسکے سر پہ ثابت کرکے تقصیرین کھنچین

جب ہوئین پریان ہوا کھانیکو کھڑیان باغ مین +
خود بخود بجنی لگین جھانجھونکی گھڑیان باغ مین
نو عروسان چمن کا دیکھئے گا اختلاط +
چل رہین ہین خوب سی پھولونکی چھڑیان باغ مین
قمری و بلبل سے بجتی بات کر ڈالا اونہین +
جھیل ڈالین آج ہمنے سخت کڑیان باغ مین
لوٹی دیوانی تری تو جا بجا سہ رہ گئین
ٹوٹ ٹوٹ اونکی وہ زنجیرونکی کڑیان باغ مین
خوب سی ہم تم گلے مل مل کے باہم رو دئے جب
تو عجائب لگ گئین کچھ مینہ کے جھڑیان باغ مین
جا رہی ہین آپ بن کالی بلائین زیر تاک +
جنبشین آتی نظر ہین لیٹے پریان باغ مین +
شبنم و باد صبا و بوی گل سب ہین خفا
رک گئین سارے یکی ساری چھوٹی بڑیان باغ مین
مفت مین گل کھا کے بیٹھا آپ ناحق لڑ پڑے
نرگستانسے جو میری آنکھین لڑیان باغ مین
دیکھکر سوسن کی رنگت میان اپنے چڑھ گئین +
ان پریزادونکی بہہ مسی کی دھڑیان باغ مین

ابتو انشا اس غزل کا قافیہ تنگ آگیا
تو ٹٹا دی اور ہے موتیکی لڑیان باغ مین

دیکھکر ایک وہ جنہونکی رنگ رلیان باغ مین
کہلکہلا کر ہنس پڑین پہولونکی کلیان باغ مین

تہک گئین سے لی بلائین قمریان اور بلبلین
تمنی وہی اپنے جو تجھکو مونہہ کی ڈلیان باغ مین

کیا ہوا جو بند دروازہ کیا اے باغبان
کہل رہے ہین ہر رگ گل کے تو گلیان باغ مین

گلستان پر جو عالم خواب کا سا چھا گیا
لی جمائی اپنی آنکھین کسنے ملیان باغ مین

ہر روش پر لگ گئی تفتیش کے تارونکی ڈہیر
کچھہ پرے پرا دین جو اپنی ساتھہ چلیان باغ مین

پہل کسی ڈہب کا نہ توڑ انشا کسیکو دکھہ دی
تا دعا تجھکو کرین سب پہول پہلیان باغ مین

کیون نہون ہر گل کے جوڑی آج افشان باغ مین
ملکی ہولی کہیلتے ہین آج پریان باغ مین

آج شاید عرس بلبل کا ہوا ہے اے نسیم
آتش گل نے کیا ہے جو چراغان باغ مین

تفضلات نہین لطف کی نگاہ نہین
معاملہ ابہی مطلق دو رو براہ نہین

غلط ہے آہ کہ ہے دلکو دلسی راہ نہین
کہ تیری چاہ مجھی تجھکو میری چاہ نہین

غلام ہم تو ہین ایسی مزاج والون کی
کہیلے ساتھہ کسی ڈہب کے جنکو راہ نہین

ہماری چوری جو ثابت ہو وہی دلیل بہی کچھہ
مقر نہین کوئی شاہد نہین گواہ نہین

تواضع آپ کی ہم کیا کرین بہلا صاحب
بقول شخصے اس اپنے جگر مین آہ نہین

رکہائیان جو یہی ہین تو اسطرح اپنا
نہین نہین نہین ہرگز نہین نباہ نہین

حرم سے دیر مین یہان آب و دانہ لے آیا
برب کعبہ مرا اس مین کچھہ گناہ نہین

نہ کچھہ جہت نہ سبب قاہ قاہ ہنستے ہو
تمہاری خوشش مجھے آتی یہ قاہ قاہ نہین

کہون بتقیہ قسم لا الہ الا اللہ
کہ تاب ہجر بس اب مجھہ مین اے الہ نہین

یاس و امید و شادی و غم نے دہوم اٹھائی سینے مین
خوب مچی ہے آج وہا وہم مار گسائی سینہ مین

ویدکیا جو وادی جنون ہنسے دہن مین وحشت کے
شیخ و برہمن دیر و حرم مین ڈہونڈہتے ہو کیا لا حاصل
فکر کیا ہے تمنے صاحب آنکھہ کہ اٹھانا آفت تھا
تشکل مجسم ہوکے جنونکی آن سمائی سینہ مین
ہو نہ کے آنکہین دیکہو تو ہے ساری خدائی سینہ مین
جھٹ پٹ دلکو پہونک دیا اور آگ لگائی سینہ مین

حضرت دل تو کب کے سدہارے خوب جو ڈہونڈا الشاز
ایک دہوان سا آہ کا اوٹہا خاک نہ پائی سینہ مین

بس ہو چکے آغشتہ بخون دست و گریبان
ماری ہوی ایک زلف کی ہین جیسے ہمارا
اچھا نا اگر نام ترا بے ادبی سے
لاکھونکی ہین اس بادہ گلگون کے بدولت
یون چاہیے آپس مین نہ ایک آن جدا ہون
لی شغل رہین دست و گریبان تو دلا مین
ہو مجھسے نہ ای دل جنون دست و گریبان
تم چھوڑ دو ای اہل جنون دست و گریبان
لی کوی تو اوسکا ابھی ہون دست و گریبان
تر دامن و آغشتہ بخون دست و گریبان
ای ولولہ شور جنون دست و گریبان
حاشا کہ پہر اونکو کہون دست و گریبان

ہے قوت ایجاد ہی اذہان بہی الف
یا معرکہ کن فیکون دست و گریبان

زمین پہ گنتی تسبیح والے کچہہ کہ ٹب ٹوٹ گئے ہین
جیسے کیا اون حکیمونسے حقیقت نبض آدم کے
کنگی لگ لگ کے سونا وہ جو اونکا یاد پڑتا ہے
بھیجے وہی جام جی ساقی گرجتی ہین اور ہر بادل
عوام الناس سے مت رکہہ توقع آدمیت کی
ہر ایک پہانسی ہین سو سو ہین بر شے فراق ہین ہنگ ہین
نظر کرلی ہے وہ جو تار بیتے گل کے رگ رگ ہین
تو اپنے سامنے کچھہ غیب سے آجاتی لگ لگ ہین
او وہ ہر کوٹھونکی پرنالے بھی کرتے شور گگ گگ ہین
کہ اکثر گرگ ہین دو بادہ و شغال و گربہ و سگ ہین

شب ہجران مین سانپونکی چمکتی ہین پہن الف
نہ یہہ جگنون نہ یہہ تارے نہ یہہ الماس کے نگ ہین

جس پہ کہ ترا سایۂ دامان قبا ہو
اوس گل کے اگر پاس ترے بوے قبا ہو
ان آپ کی لوگونسے بگڑ ہضم نہین سکتے
کیون اوسکے تصدق نہ بہلا باد صبا ہو
دنیا ہو غرض اور تو اسے باد صبا ہو
کیا کیجی جو بہر کے ستلے ہاتہہ دبا ہو

۲

لی خدمت اطفی کے دعا کا ہو جہان ورد | کیا معنی کہ اوس ملک مین کچھہ دخل وبا ہو
صاحب کہ افلاس کے عالم سے ہو پامال | وہ شخص جو سرکردۂ قوم نجبا ہو
لازم ہے اوسی جسکو خدا بخشی امارت | ایک چشم ترحم تو بسوے غربا ہو

باندہ اور قوافی بہی کچھہ ایک ایسی ہی انشا
جس سے کہ بپا غلغلہ واعجبا ہو

کہہ بیٹھے صاف اوس سے یہ دل جس سے نہ وا ہو | ری واو زبر رو ہوا اوڑ بچھو ہو ہوا ہو
حاضر یہ کتابین ہین انہین دیکھئے ہرگز | دلکا جو ستانا کسی ملت مین روا ہو
سیمرغ وہما رقص کنان ہین مری آگے | اوس پر چڑہی کیا دہیان جو اتنا سا لوا ہو
لکہہ بیٹھے دیا خط غلامی اونہین کرمجہہ | لو دستخط اس پر کرو تم اپنے گوا ہو
وا شد مری تب دلکو ہوا ابر بہاری | جب زمزمہ پرداز چمن گرم نوا ہو
اوس شیخ سیہ چہرہ کی ہنگام تبسم | دیکہا تو کہا سب نے یہ ہنستا نہ توا ہو
حاجت نہ معاند کے روا جیسے ہو ہرگز | ہر چند وہ چلے مین پڑی پسکے ردا ہو
گاہے بدی یا درسے یا قبلے کچھہ | گر وہ کہ کسی شخص کے حاجت تو روا ہو

انشا کو بہی دی ڈال نہ اے عیسی مریم
گر کچھہ مرض عشق کے تجھہ پاس دوا ہو

رکھتا ہون دیکھہ پرسہ خیر اپنے یار کو | ہین تہام تہام اس دل بے اختیار کو
فرہاد کو جنون نے ٹہکانے لگا دیا | اب جا کے ہم بسائین نگر کوہسار کو
کل بیٹھے چہیڑ چہاڑ جو معقول اونسے کے | غصہ ہو بولے آگ لگی تیری پیار کو
یکطرح لگ چلی ہو خبر شرط ہے اجی | پھر رک کہین نہ جاہیو تم اپنے یار کو
ق
من بعد مرگ ہی یہ وصیت ہے تجہے نسیم | لانا بجا کہ چین ہو مجہہ بیقرار کو
لیجائیو ہرا سے زیارت نجف تلک | رکھیو نہ خاک ہند مین اس خاکسار کو
یا کربلا مین روضہ اقدس کے سامنے | دیجو فشار اس مرے مشت غبار کو
ساقی ہوا ابر ہے جا ایسی جام لے | چمکے ہے برق توڑ نشے کے خمار کو

انشا تو انیڈتے ہین پڑے میکدہ کی بیچ
کہیو سلام زاہد شب زندہ دار کو ۞

لہرا دیا صبا نے جو گل سبزہ زار کو
دو ہین گھٹا نے گھیر لیا چشمہ سار کو
جوش و خروش رعد نے یہ ہو دہام کی
ہرگز کوئی کسی کے نہ پہونچا پکار کو
بجلی تڑپھہ تڑپھہ کے دکھانی لگی چمک
رونق ہوئی دوچند ہر ایک برگ و بار کو
کچھہ لکہ ہای ابر سفید و سیاہ و سرخ
مستانہ جھوم جھوم چلے کوہسار کو
شادابی ہوا نے یہ پایا کہ سمجھئے
محبوس کوچہ رگ گل مین بہار کو
اوڑنے لگی ملار کے تانین فلک تلک
سازندی چھیڑنے لگے بین و ستار کو
گویا ترانہ سنجی مطرب سے وجد حال تھا
اشجار گلستان کی ہر ایک شاخسار کو
ہم مشرب اپنے چند جوان تھی سو پھر بر
تشریف لیگئے بط مے کے شکار کو
ساقی نے جام بادہ گلفام دی مجھے
کہنے لگا ہوا ہو نشہ سے خمار کو
القصہ پھر تو بیچ مین لاکر ملا دیا
زور آوری بہار نے انشا سے یار کو

بولے یہ عندلیب کہ باقی نہ چھوڑ یو
ایسی سمین مین خواہش بوس و کنار کو

چھیڑنے کا تو مزہ تب ہے کہو اور سنو
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
تم کہو گے جسی کچھہ کیون نہ کہی گا تمکو
چھوڑ دیگا وہ سہلا دیکھتے تو اور سنو
یہ بھی انصاف ہے کچھہ سوچو تو اپنے دلمین
تم تو سو کہہ لو مری کچھہ نہ سنو اور سنو
اتنو کچھہ اتنے خفا ہو کہ کہو ہو مجھسے
ہے قسم تمکو مرا نام نہ لو اور سنو
غرض احوال مرا سنکے جھڑک کر بولے
جا وری وا و نہ بر رہ ہو چلو اور سنو
چل کے دو ایک قدم دیکھتے پھر ہو یون کو
گالیان سن تو چکی چاہتے ہو اور سنو
آپ ہی آپ مجھے چھیڑو رکو پھر آپھے
آپ ہی بات مین پھر روٹھہ رہو اور سنو
آفرین این نہ بہی چاہیے شاباش تمہین
دیکھہ روتا مجھے یون ہنسنے لگو اور سنو
بات میری جو نہین سنتے اکیلے مل کے
ایسی ہے ڈھب سے سناؤن کہ سنو اور سنو

شکوہ نہ آپ سے انشا ہو سو اسکا کیا حل
تم نہ مانو تو کہیں چھپکے جیو اور سنو

اتنی پھر کہیو ہمارے پہلے تک سنلو رہو / گھر رکھو اپنا کسیکو یا کسیکے ہو رہو
صاحبو میرے سفارش اوس سے کوئی مت کرو / دیکھو تو ہوتا ہے کیا آخر کو چپکے تو رہو
میری ہے سر کے قسم ہے نام جانیکا نہ لو / مجھکو بیٹھو آج اگر تم اپنے گھر جا تو رہو
اب جوان فضل الہی ہو چکے کیا ڈر تمہیں / اوٹھو بھو کھیلو کودو لوٹو پوٹو سو رہو

دوستو انشا کے رونیکو نہ دیکھو آنکھ کھول
پھوٹ بہنے دو کہیں دلکے پھپھولے کو رہو

کام فرمائی کس طرح سے دانائی کو / لگ گئی آگ ہے یہاں صبر و شکیبائی کو
عشق کہتا ہے یہ وحشت سے جنوں کے حق میں / چھیڑ مت مجنوں چلی سیر کی ہے بہانیکو
کیا خدائی ہے بندائی لگی اب خط کو وہ لوگ / دیکہہ کر ڈھونڈہی ہین جیب پہ تہی جوبائی کو
وعدہ کرتا ہے غزالان حرم کے آگے / کسنے یہ بات سکھائی تری سودائی کو
گرچہ ہیں آبلہ پا دشت جنوں کے ای خضر / تو بھی تیار ہیں ہم مرحلہ پیمائی کو
ایک بگولا جو پھرا ناقہ لیلے کے گرد / یاد کر رونے لگے اپنے وہ صحرائی کو
مست جاروب کشی کرتی ہیں یہاں پلکوں سے / کعبہ کب پہونچی ہی بتخانہ کی ستھرائی کو

جبہین کیا آگیا انشا کے یہہ بیٹھے بیٹھے
کہ پسند اوسنے کیا عالم تنہائی کو

جوشش قلزم احد دیکھو / دیکھو دیکھو یہ جذر و مد دیکھو
جملہ اشیای کائنات کے بیچ / ہر طرف جلوہ صمد دیکھو
آیہ اینما تولو کا / باتحصل خوب کرکے لکھ دیکھو
پڑھو آگے فثم وجہ اللہ / یعنی اس قول کے سند دیکھو
کہہ اوٹھا قیس جب انا لیلے / جذبہ عشق کے مدد دیکھو
مثل آئینہ ہیں جو یہہ فقرا / انکا ست خم قد سند دیکھو

بس ید اللہ فوق ایدیہم — چپکے سے پڑھ لو انکو جلد دیکھو
یس نے جتنے سوا اللہ کا — پرتو ان مین جلد نہ تند دیکھو
حلقۂ نور گرد ہے انکے — تک یہ لمعہ جبین و خد دیکھو
وقت کے بادشاہ ہین درویش — انکا چھوٹا سا بید نہ قد دیکھو
سب ہے قابو جو انکا ملک جنون — لحقات اسکے لا تعد دیکھو
انکی شاہی مین کچھ جو شک ہووے — تو بھلا مجھ سے شرط بد دیکھو
آنسوؤنکا جو اشکے لشکر ہے — اوسکو تم بیشمار و حد دیکھو
دود دل کا بنا ہا جو لگا ابر — سو وہ تخت اب بہ شد و مد دیکھو
گر نہانو تو سر پہ انکے یہ — آہ کا صاف چتر و مد دیکھو

انھین انشا خود آپ ہین ورنہ
عشق دیکھو اور انکا قد دیکھو

ق

مرتا ہون اجی زبان سے بولو — بولو مجھ ناتوان سے بولو
بس حضرت دل نہ روٹھو اوس سے — اپنے تم دلستان سے بولو
صاحب کا نہ چاہتا ہو گر دل — تو خاطر دوستان سے بولو
بن بولے نہ رہ سکوگے ہرگز — اوس مشفق و مہربان سے بولو
مین تو غش ہون کہان تک نازنہ — ہے ہے مجھ نیم جان سے بولو
کعبہ مین نہ ڈھونڈھو میرے دلکو — اسکو کوئی بتان سے بولو

بس ہم سے نہ بولو جاو اپنے
انشا اللہ خان سے بولو

شمعت آتا ہے دل کہ تھام تو لو — بولو مت بھلا سلام تو لو
کون کہتا ہے بولو مت بولو — ہاتھ سے میرے ایک جام تو لو
ہم عبیر و عبید گے مت ٹر پلو — دم ابھی آ کے زیر دام تو لو
انھین باتوں پہ لوٹتا ہون مین — گالی پھر دیکے میرا نام تو لو

ایک نگہ پر کے ہے انشا آج
مفت میں مول ایک غلام تو ہو

وے ایک تپ کو اپنی سمجھے زر دشال تو
ہے مجھکو سونگھنے کے ہوس سونگال تو

پہونچی جھلک نہ اوسکے پرستان میں کہین
سونگھا نگاگی کھول نہ یون سر کے بال تو

دیکھہ آئینہ میں عکس کو کہنی لگا وہ شوخ
ٹک میری گال سے تو ملا اپنا گال تو

صدقہ میں اوس گھڑی کے نشہ میں وہ جب کہی
چلتا ہون پانون پر میرے بازو سنبھال تو

پھر آگ اور لاہی پیا دو کہ سکتے ہین
پیا تو مجھسے سن لے ولی کا خیال تو

مستی نے جھاڑ کر کے پٹ پھل پری سر کی
بس اے جنون نہو میری جنبکا و بال تو

اے شیخ مجھکو کچھ نہیں طوبے کے آرزو
ق
سایہ میں اوسکی ٹہنی کے ہو جو نہال تو

میں جو کہا کبھی تو بھلا اوسکے چوکی ال
باتون سے باتو نہیں مجھے اتنا نہ ٹال تو

ہنس کر لگا یہ کہنے کہ اے تجھکو آفرین
رکھتا ہے میری ساتھہ یہ اچھا سوال تو

ہین اور تجھسے بات کہون سو منہ تو دیکھی
یہ چھین کر رہا ہے خیال محال تو

اتنا بھی تو کھلے نہ پڑ انشا اب اسکی لیپ
کہتا ہون سوچ کہیل ذرا دیکھہ بھال تو

کوئی اسس دام محبت مین گرفتار نہو
اے خدا یہ تو کسی بندہ کو آزار نہو

کیجے انصاف کچہ ایسا کہ پھر انکار نہو
یعنے آپس مین کسے ڈول کے تکرار نہو

تجھکو صحبت دلدار مین کیون بار نہو
یعنے کیا معنی جہان گل ہو وہاں خار نہو

دیکھہ آئینہ مین سو منہ اپنا خبردار نہو
اک چوٹی مین بس اتنی بھی گرفتار نہو

اوسکے ملنے سے گرانی ہے پھر اپنا جی ہے
نکہت گل کے طرح سے جو سبکبار نہو

کیا خوش آیا یہ مقطع ہر گل اون کا انشا
آدمی کیا کہ جسے بوجھہ نہو بسیار نہو

سیر تو الکیطرف لاکہہ غنیمت کہ یہان
بانس سینے مین کوئی شخص گنہگار نہو

چاہتے کیجے خریداری اسی جنس کے اب
جسکی مطلق کہین و کچھہ کبھی بازار نہو

جام اے ساقی گلفام وہ کمبس کا ہم بہلا
آدمی پینے کے جسی خوب سے سرشار نہو

سطر منصور کے لہو سے ہوئی یہہ تحریر
یعنے سردار ہیں وہ جو سر دار نہو

اوس سے ناداں ہو بھلا کون جو اس راہ کی بیچ
مستعد باندہ کمر چلنے پہ تیار نہو

نالۂ مرغ چمن نے اوسے بد خواب کیا
مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھسے وہ دلدار نہو

ہے تو یہہ قصد کہ چھیڑوں اُسے لیکن کیونکر
میں جو چھیڑوں تو بھلا مجھسے وہ بیزار نہو

ہر طرف ہیں ترے دیدار کے بہوکے لاکہوں
پیٹ بہر کر کوئی ایسا بھی طلبگار نہو

جسطرح پہول کے باس ایسی ملاقات اچھی
جس سے خاطر کو کسی شخص کے کچھ بار نہو

ق

اپنے پڑہنے کو مسجع تو خدا نے دی ہی
اب بلا سے میری جو خانۂ خمار نہو

کیوں مرے چاک گریباں سے بھلا اولجھا تہا
اب تو بخشا تجھے پہر آگے یہہ زنہار نہو

کہولے دیتا ہوں ترے کان ابھی سے اے گل
ایسی تقصیر کبھی پھر یہہ خبردار نہو

آج ہے دہوم اسیران قفس میں کچھ اور
جا کے دیکھو تو کوئی تازہ گرفتار نہو

جھڑ لگا دی ہے ان آنکھوں نے تری یاد میں یہاں
صدقے صدقے مری کیوں ابر گہربار نہو

بخت بیدار اگر خواب میں تجھکو پاوے
تو وہ پہر تا بقیامت کبھی بیدار نہو

فارغ البال ہوا سو تجھے کہ زلف انکی رات
لیکن اے دل یہ کہیں بات نمودار نہو

کہہ غزل اور دعائیہ بہی انشا شاید
کوئی اوس یوسف مصری کا خریدار نہو

بیکلے سے تری کچھ دلکو سروکار نہو
تیری نرگس سے الٰہی کبھی بیمار نہو

گدگدی پہول کے پنکہڑی سی مجہی چہوڑی ہی
سوپ کچھ تری گلی کے تو کبھی ہار نہو

نہ چلی ایسی ہوا بہی جو تری تجھکو لگے
پہول ایسا نہ کہلے جو تجھے درکار نہو

ہو وہی ری وا او رہی جو رکاوٹ رہی
کیوں وہ دنیا میں رہے جس سے تجھی پیار نہو

گرم ہو کر تری مجلس میں نہ آوے جو شخص
یا رب اوسکی تو کہیں گرمی بازار نہو

تیری زلفوں کی نہ الجھیڑے میں جو کوئی پھنسے
وہ جہاں جائے کسی طرح نمودار نہو

آوین سننے کو اگر باغ ارم کی پریاں
بن کہے اونکو بہی مجلس میں ترے بار نہو

تیرے دلبر نہ کسی وجہ سے گرانی آوے
تیرے دشمن کے بہی دشمن کو کچھ آزار نہو

تجھکو وہ ہو کا جو کسی کام مین دیوے آکر
تو وہ جو کام کرے اوسکو سزاوار نہو
سامنے تیری جو یوسف کو بھی بھیجین آکر
تو زلیخا بھی کبھی اوسکی خریدار نہو
مانگتا ہون یہ دعا اپنے خدا سے کہ کبھی
بات جو تیرے مخالف ہو سو زنہار نہو

نت ہنسی اور خوشی ہی رہے انشاء اللہ
میرے والی وہ کسی چیز سے لاچار نہو

حق تعالی کی طرف سے جسے امداد نہو
تو وہ گھر تا بقیامت کبھی آباد نہو
حیف جو صحبت دیرینہ تمھین یاد نہو
سب سے خلطے رہین اور کچھ ہمین ارشاد نہو
اب کی قدغن یہ ہوا ہے کہ خبردار کہین
شورش زمزمۂ مرغ چمن زاد نہو
باغ کی جھوکے سے بھلاگے اونہین ڈر کا یہ تھا
کہ چھپا ہمین کہین کوئی پریزاد نہو
ہے یہ انصاف بھلا خوش ہو لبھی تو ہے فقط
حیف تیری ایک متنفس کبھی دلشاد نہو
خانہ آباد جو اجڑی ہوے ہون اونکو بسا
نہ کہ یہ قصد کہ کوئی کہین آباد نہو
مٹ گیا جب کہ حباب آہ تب آئی یہ صدا
زندگانی ہے نہین جسکے یہ بنیاد نہو
داد بیداد ہو تم کیون نہ کرو نہین فریاد
کسطرح تجھسے بھلا نالہ و فریاد نہو
جبتو نیر جو کھلا لالہ تو شیرین نے کہا
مجھے ڈر ہے کہ یہ خون سر فرہاد نہو
شور اتنا نکر اے مرغ نوا سنج خموش
یہان کوئی دام لگائی کہین صیاد نہو
ق
کلیات ایکطرف تجھسے کسی ڈھب سے کبھی
امر جزئی مین بھی کچھ بندے کی امداد نہو
تو بھلا سوچ تو کچھ گوشۂ ولیکن کیونکر
تیری شکوہ کے جگہ ای ستم ایجاد نہو

ہو جو انشا کو اجازت تو بھری وہ نالہ
کبھی بلبل کے فرشتونکو بھی جو یاد نہو

غزل مخمسہ

لو فقیرون کی دعا ہر طرح آباد رہو
خوش رہو سو چین کرو تازہ رہو شاد رہو
تیری مخبر جو وہ جو ہون شوق سے چیٹے کر لو اونکو
ہر خدا والون کی گرسے ہوئی امداد رہو
قمری باغ بہشت اب جو یہ سے فاختہ بلین
تمہین بھی آمدہ کہ تم سرو سے آزاد رہو

وہ بڑا اوسکی ہے کر جسنے بنایا سب کچھ
ولے ہین سے جو چھٹتے ہین اونہین یہ حکم ہوا
جاگے اور نسے بد و یاد فراموش ہوئے
صورت آدمی جو نقشہ کھینچ لو اوسکی تصویر
چمن امن وامان کے تمہین ہو سیر نصیب

نہ کہ یہ خبط فدا ہی گل و شمشاد رہو
کہ لب باب گرد در خانۂ صیاد رہو
خود فراموشون کو بھلا میری تم یاد رہو
اپنے اسوقت کی تم مانی و بہزاد رہو
سائین اللہ سدا پیر سدا ارشاد رہو

عیش و عشرت کرو ہر وقت تم انشاء اللہ
حسن جیسکا ہی پیر دسبا مین پریزاد رہو ؛

فائدہ وصل سے پیچ جسے کچھ حاصل نہو
کیون بھلا محو جمال صاحب محمل نہو
فی المثل آئینہ سان شفاف جسکا دل نہو
تا قتیل خنجر تیغ غمزہ قاتل نہو
تو خفا مجھسے عبث اسے ناصح عاقل نہو
ایک تو غش ہو رہے اصلا دو سیری کا دل نہو
مائل جور و جفا وہ کیون بھلا قاتل نہو
نور حق افراد انسانی مین گر شامل نہو
بندہ خانہ مین اگر تشریف لا دین آپ تو
راہ ہنکا کو چین کیا آدمی کنہیا جی بغیر
ہے یہی جہل مرکب مرحبا ای رند مست
ایک او وہی کاروان پر چھا گئی ای ساربان
لاکھ پردو مین اگر بیٹھے نہین پردہ نشین
کیا کری بیچارہ ایسا جستجو والا بھلا
عشق کا دریا وہ دریا ہے کہ عمر خضر بھی
گر سبک روحی سے ہم پہونچی تو بانند نسیم

کاش ساتون دوزخین پہلو مین ہون پر دل نہو
کیا کری مجنون جو اوسکی بس مین اپنا دل نہو
دیکھنے والونکو تسکین اوس سے کچھ حاصل نہو
دیکھے بد سے کاش ایک انگر سینکین دل نہو
چین تب ہو جو کسو کی مجکو دیتا دل نہو
اے خدا کافر کو دوزخ سے بھی یہ مشکل نہو
جسکے چہرہ پر مروت کا کہین اک تل نہو
ہستے سو ہم کا نقشہ ہے پھر باطل نہو
واہ وا کیا بات ہے مطلب ہی پھر حاصل نہو
واقعی کافور اوڑ جاے اگر فاتل نہو
حضرت قاضی کو تو کہنی دی پر قائل نہو
تک خبر لیجو کہین لیلے کے یہ منزل نہو
جسکے کچھ آنکھون مین پردہ شرم کا حائل نہو
راہ پر جسکا کہ کوئی مرشد کامل نہو
صرف گر ہو جاے تو پیدا کہین ساحل نہو
کیونکہ چیونٹی تنگ رگ گل سے گذر مشکل نہو

ہے یہی نقصان ذاتی موجب فخر کمال | گر نہو ناقص تو قدر مرشد کامل نہو

ورد ہو شیخ کلکتا کی نام کا انشا جسے
کیوں بھلا دونوں جہانکی اوسکی حل مشکل نہو

اوس شعلہ رو کو ہو وہی جب آہنگ آئینہ | سیماب وار اوڑنے لگی رنگ آئینہ
تمنے کیا جو صبح کو آہنگ آئینہ | دروازۂ بہشت ہوا جنگ آئینہ
جو نظارہ تو ہو اپنے جمال کا | ہے مثل شہر سبز سیہ نیرنگ آئینہ
مجرم ہوں اسقدر کہ کہے ہے مری مثال | کیا دیکھتا ہے آئینہ اسے ننگ آئینہ
ہرگز نہ پھینک سنگ نہ کر و معاصی سے اے عزیز | لینے صفای قلب سے کہو زنگ آئینہ

انشا ہے آج طوطی خوش نغمہ کی مثال
درپیش اون لبوں سے ہوئی جنگ آئینہ

ای ہدہد اوس رات نہ ٹہری وہ نیند باندھ | جاکر گلو سے مرغ سحر میں کمند باندھ
وہ کہتے اگر ہی آنکھ تو تعویذ ان کا لکا د | بازو پہ اپنے تو بھی رخ گزند باندھ
ہونکا چیلا ہوں کا پر ہے فقط نہیں | ایک ذرہ پوٹلی میں بھی تھوڑی سپند باندھ
لے نالہ چھوٹے چھوٹے بہار و نسبت اوسے | یکبار قصد جانب چرخ بلند باندھ
پردوں کی جھوٹ نکے نہیں احتیاج کچھ | ذی جان تو پھر اپنے یہ گلگوں پرند باندھ
لی حکم میں پتنگ پر اوڑنے گیا جب بیٹھ کر | ہاتھوں سے میرے اون نے دیتی بیچ بند باندھ
لگ بیچ میں ہوں ستاروں کی وہ ہوں ہلال حال | لگا نکی اوسکی نقل تب اسے نقل بند باندھ
ہوتا ہے شیخ ایسی میں تو اوسکی موچھ سے | جو ہاتھ پکڑ کے ایک پئے ریشخند باندھ

انشا غزل ایک اور بھی پڑھ اور اوسمیں تو
مضمون چاند کے چاند سے بھی کچھ دو چند باندھ

ای آہ قیس پردہ محمل کے بند باندھ | گر داو سکے تو شتر کے زرین کمند باندھ
سالار قافلہ کے تو اس قافلہ کے ساتھ | جا ای جرس کسیکا دل دردمند باندھ
اوس شعلہ رو کو دیکھی تو لینی جانی بہشت زر | مٹھی میں اپنے غنچہ بھی لا دے سپند باندھ

ہی موج لالہ جوش پر امسال باغبان — تو ایک مچان بر سر شاخ بلند باندہ
شیرین نے خوب روکی یہ تشبیہ دی سی کہا — مت ریشم تو مخالف و ستا قرند باندہ
بولی وہ یون رقیب سے انکہوں مین سرمکا ک — تو ٹکٹکی نہ میری طرف اے لوند باندہ

انشا بدلکے قافیہ اشعار تازہ لکھہ
اور اوسمین تو معانی عاشق پسند باندہ

ڈالی جب آہ نے مری جہاڑ اور پہاڑ باندہ — یکبار گالیونکا دیا اون نے جہاڑ باندہ
تشبیہ قد یار سے دیوین جو سرو کو — اونکی لگے ست بیچی دو تار تاڑ باندہ
پردہ کی ہمسے ٹہری تو چلون کے اوٹ کیا — چلون پہ اور دیچی دوپٹے کے آڑ باندہ
سعی و تلاش کب تلک اے دل حصول کیا — تکیہ اوسیکے در پہ تو سب چہوڑ جہاڑ باندہ
ہر کیف یہان تلک ہے کہ اوسکی گلے کی بیچ — گلا ہے صدا سنی نہ بجز بار دہاڑ باندہ
حق مین صبا کی حکم یہ ہے پاسبان کو — جانے نپاوے ہان اسے لیکر پچہاڑ باندہ

انشا ہنسی کے واسطے کہہ اور ایک غزل
اور اوس غزل مین صرف تو اونکا بگاڑ باندہ

بولی وہ اپنے سرو خرامان کو تاڑ باندہ — گر قصد بوسہ ہووے تو گرد اوسکے باڑ باندہ
چولی کسی پری کی جو چپڑہ جاوے دہیان مین — مضمون شعر مین اوسی کا لا پہاڑ باندہ
لیلے و شوخی کی گر غمزہ یاد آوین تو اونہین — تو قیس نے جنکے خار مغیلان کا جہاڑ باندہ
ہے حلقہ ہای چشم کی زنجیر کر درست — پلکون مین کمول سوند ہے اونکی کیواڑ باندہ
تمثال سے جو آئینہ آباد ہے تو کیا — اوسکو فقط صفا کے سبب تو اوجاڑ باندہ

جو دانہاے انجم گردون کو ڈالے بہون
اوس آہ شعلہ خیز کو **انشا** تو بہاڑ باندہ

نیند مستونکو کہان اور کدہر کا تکیہ — تخت خمخانہ سے یہان لیے تو سر کا تکیہ
تخت دل آکے مسافر سے ٹہرتے ہین یہان — چشم ہے ہمسے گدا اونکی گذر کا تکیہ
جس طرف آنکہہ اوٹہا دیکھیے ہو جاے انشا — ہم تو رکھتے ہین فقط اپنی نظر کا تکیہ

چین ہرگز نہیں مخمل کے اوسی تکیہ پر / اوس پری کو ہے لئے حور کے پر کا تکیہ
ہاتھ اپنے کے سوا اور تو کیا ہو ہیہات / ڈالہ دو در بدر و خاک بسر کا تکیہ
ق
سر تو چاہے ہے مرا ہووے میسر تیرے / ہاتھ کا بانہو کا زانو کا کمر کا تکیہ
یہ تو حاصل ہے کہاں ہم سے لیکن تجھکو / جسمین بانو کی ہو بو تیرے ہو سر کا تکیہ
تکیے پن کے ترے قربان اگر کے صدقے / کیا ہی بیٹھا ہے لگا کر کے سپہر کا تکیہ
گرچہ ہم سخت گنہ گار ہیں لیکن واللہ / دلمیں جوڑ رہے ہیں ہے اوسی در کا تکیہ
گریۂ و آہ و فغان نالہ و یا رب فریاد / سب کہ ہے ہر شب و روز اپنی اثر کا تکیہ
رند و آزاد ہوے چھوڑ علاقہ سب کا / ڈھونڈتے کب ہیں پدر اور پسر کا تکیہ
گر بہروسا ہے ہمیں اب تو بہروسا تیرا / اور تکیہ ہے اگر تیری ہے در کا تکیہ
شوق سے سوئی سر رکھ کے مرے زانو پر / اسکو مت سمجھتی کچھ خوف و خطر کا تکیہ
جب تلک آپ نہ جاگیں گے رہیگا یون ہی / سرکیگا تب ہے کہ جب کہنی کا سر کا تکیہ

لطف ایزد ہی سے امید ہے انشا کی
کچھ نہیں رکھتے ہیں ہم فضل و ہنر کا تکیہ

پھر چہا ہیں اپنے چال کی ٹک مونہہ کو موڑ دیکھہ / گردن کی یہ لچک یہہ کمر کے مروڑ دیکھہ
پیکان تیر آہ سے آلودہ زہر سے / بازو نہ تو سمجھی تو مری دل کو توڑ دیکھہ
ہنسنے کہا کہ عشق کو اب چھوڑتا ہون خیر / بولا کسی سے شنا وہی ہے اچھا نہ چھوڑ دیکھہ
چوکھٹ پہ اوسکے سینے جو ٹپکا یہہ سر کہا / دروازہ کھولتا ہون سر اپنا نہ پھوڑ دیکھہ

جوڑی جو اون نے تجھسے تو توڑی رقیب سی
انشا تو اپنے یار سے یہہ توڑ جوڑ دیکھہ

تو مجھسے لگا کہنے کہ چل ہٹ کے پرے بیٹھ / یون مجھسے لگا شان جتانی نہ ارے بیٹھ
کب تک تو ڈراتا پھریگا ہاتھ مین لے تیغ / غصہ کہین جانے بھی دے بس خیر ارے بیٹھ
تو دوڑ کے آتا ہے ابھی چھیڑنے سب مین / ہے یہ بھی کوئی طور ظرافت کا نہ ری بیٹھ
کیسا ہی ملا کیون نہ وہ بیٹھا ہو میرے پاس / کہتا ہون یہی اوس سے کہ ٹک اور دری بیٹھ

انشا کہیں بیش بول برا جی تو لگ بات
منہ ہاتھ کو اس طرح سے تو مہر و تنزیہہ

ہے مجھکو ربط بسکہ غزالان رم کے ساتھ — چوکڑی بھروں دیکھ سایہ کو اپنی قدم کے ساتھ
ہے ذات حق جواہر و اعراض سے بری — تشبیہ کیا ہے اوسکو وجود و عدم کے ساتھ
کیا این و ملک وضع و اضافت کا دخل یاں — ہے انفعال و فعل متی کیف و کم کے ساتھ
دیکھا نہ ساتھ ڈھول کے سولی پہ ان نکاس — نخچیر وہ جو تیر سے متی بسمل و علم کے ساتھ
دیکھی یہ چاہ اونکی انہیں کو تیں سب کے بیچ — پیدا کیا ہے کشتہ کو اپنے کلیم کے ساتھ
کوئی تپانے سے طرف حرم کو چلے تو ہم — لیکن کمال حسرت و حرمان و غم کے ساتھ
تھیں اپنے آنکھیں حلقہ زنجیر کے نمط — پیوستہ دل رہیں در بیت الصنم کے ساتھ
کہتے ہو وون سے ہوئے اور ہرا دو دن چلے — کیا خوب سا کہیں نہ وہ بڑھیں ان اسپ دم کے ساتھ
تم اور بات مانو اچھا سب نظر میں ہے — دانتوں تلے زبان دبانی قسم کے ساتھ

اب چھیڑ چھاڑ کے غزل انشا ایک اور لکھ
ہیں لاکھ شوخیاں ترے نوک قلم کے ساتھ

کیا کام ہمکو شیخ سے دیر و حرم کے ساتھ — مستو نکا سر جھکا ہے صراحی کے خم کے ساتھ
او جانی وار اسکے تئیں ذرا دیکھیو ادھر — مانند سایہ ہم بھی ہیں تیری قدم کے ساتھ
ای رہروان ملک فنا مستعد رہو — تیار ہو رہے ہیں بہت سے عدم کی ساتھ
ایک روپ میں رہے کی مجسم ہوا وسکے پاس — اوڑتے پھرے ہے شب کو نسیم ارم کے ساتھ
وحشی تیری نگہ کا بیابان کعبہ دیکھ — پھرتے ہیں نگاہ شاد ناب غزال حرم کے ساتھ
گو بیگ شیخ تو ندہی ایسی ہے شیخ کی — نسبت نہ ہو اہیں کو جبکی ... کے ساتھ
ای شیخ ذرا کہ آنکھ چھوٹ گئے پھول ہیں — ہم مستی میں ہوں لٹکے پری اور صنم کے ساتھ
والا تمہیں سر ایک کوہ و صحرا ہی اور سمجھے — چپکے سے ایک کہیں تو لپیٹا رہیو شکم کی ساتھ
سو بار چھو رچو رحیکے کہتے بیلے بہ بیرا ساتھ — انی منہ سے منہ ملا ہیں لطف و کرم کی ساتھ
کم قوت ایسی ہم ہیں اوقات اپنے یار ہیں — پیچھے کرتے گذری ہی شمشیر اجم کے ساتھ

رقمہ احمد بیگ بشیر

نزدیک اپنے غیرت سے ہی بدتر وہ دسنکے ق سر خیرہ ہو تفرعن وجاہ و حشم کے ساتھہ
دونون دم مین نہ ہو باندہ اوسی چاندنیکو سونہ رکھی اپنے جو کہ امام امم کے ساتھہ +

تبدیل قافیہ سے دیوان دوبار ایک غزل +
انشا نشا وہی اور بھی سلفہ کے دم کی ساتھہ

موننہہ دیکھو جو نہ ہو وے جو ایسی پھبن کے ساتھہ — اوسکا کہان اکڑ تکڑ اس بانکپن کے ساتھہ
ہے قہراہی پری تیری اس رخ دشال مین + — کافر لگا ہوا یہہ مسلسل کرن کے ساتھہ
یاری جو منہ سے آپ تو بولی یہہ بول کر + — ق — چوٹی مین پانسی رکھہ دی اپانے تو رتن کے ساتھہ
ہٹ تیری راجہ نل کے تو اوڑ جای حق کرے — کنگا سا کوئی سو رہی رانی دمن کے ساتھہ
سایہ مین تیری زلف کی مین آگیا کہ تھے — وہان جا گرفتہ ایک پری ہر شکن کے ساتھہ
شوہر ہزار لولی گیتی نے جٹ کئے + — عقد نکاح باندہ نہ اس بیوہ زن کے ساتھہ
اسی تو بہار سوچ مین ہون کہ کیا کہون + — ق — کس گل کو دون مناسبت اوسکی بدنکی ساتھہ
کیا چیز ہے گلاب گلی اوس کی جو بہشت — کر بیٹھی تک مقابلہ اوسکی دہن کے ساتھہ
نرگس مین کیتکے مین نہ زابیل مین کہین + — جو باس ہے رچی ہوئی اوس پیرہن کے ساتھہ
چنپا مین موگرا مین نہ نخان مین کہان + — ہے نازکی کے تہ سے جو ایک اسکی تن کی ساتھہ
تو بدھسی پی کی روپ سے خالی ہے کون پہول — یہ نام بتی چلتی ہین سب یاسمن کے ساتھہ
ایسی تو سیکڑون ہین کنیزان ماہ رو + — آیا چنبیلے اور دوا گلچین کے ساتھہ
بن دیکھے ہین جو عاشق نور محمد سے — اونکو مناسبت ہے اویس قرنکی ساتھہ
من جانب الیمن کا سدا پڑہ تو کسطرح — ہمکو بہلا نہ انس ہو یادِ یمن کے ساتھہ

انشا حسین سے جو غلاموں مین ہو شخص +
پنجتن آدمی ہے ہم سی کہین نہ وہ خلق حسن کے ساتھہ

وانکو نسے ہی بوات یہ دل بیتاب شگفتہ
بتیابی دل اپنے کو کیا سمجھے قدسی
اس غنچہ دل کو مرے ابر بہار سے

پہول لیسی ہے جون گلشن سیراب شگفتہ
اس غنچہ مین ہم کرتے ہین سیماب شگفتہ
کرتے سے فقط ہوی ہے تاب شگفتہ

اسی وجہ تو ہی کشتۂ نظارہ جہان میں
کوسون تلک اوس دشت میں قدرت سے خدا کی
اون کی قسم آہ زمین پھوڑ کے نکلے

کیونکر نہ ہو یان خاطر احباب شگفتہ
ہے پیش نظر نرگس شاداب شگفتہ
ہر شاخ پہ ہے دیدۂ بیخواب شگفتہ

پھولوں سے مری آہ شرربار کی انشا
ہے باغچۂ چادر مہتاب شگفتہ

برق کو چھیڑ تو ہم معدن سیماب پہ رکھ
[illegible] جائے کہیں ابر بہار اسکے ساتھ
دین کا قتل ہے گر ڈال بلا سے تو کہا
قصہ خوان نیند جو تیری طلب ہی آجاتی تو [illegible]

ہاتھ لیکن نہ کسی کے دل بیتاب پہ رکھ
[illegible] بھی [illegible] پیچ و تاب پہ رکھ
ہاتھ تو [illegible] پہ رکھ
بڑی [illegible] مخمل خواب پہ رکھ

سب مطالب ترے حاصل ہوئی انشاء اللہ
ہر گھڑی اپنی نظر حضرت وہاب پہ رکھ

رکھتے ہیں جو فقرا اپنے یقین پر تکیہ
ہے گدایان فلک رتبہ سے اہل تمکین
بیخبر آپ پڑی ہوتی ہے ایسی ہے کہ رات
مست خواب ہی عشرت وہ پری بستر شوق

بارہ بیٹھے وہ [illegible] پر تکیہ
[illegible] روئے زمین پر تکیہ
آہ اٹھا وہ سر [illegible] جبین پر تکیہ
[illegible] ماری ہے رخ شیخ [illegible] پہ تکیہ

او جب اپنے [illegible] ہے انشا
تب وہ [illegible] آئین پہ تکیہ

کیوں نہ ہر شاہ پہ غالب ہو گدا کا سایہ
لگ گئے جان [illegible] ایک پری کے [illegible]
عشق [illegible] سدرہ کی [illegible]
سب پہ روشن ہے یقینا کہ [illegible] صورت ہے
یوں ہی [illegible] نکلے ہی [illegible]
کچھ تو یاروں ہی مراد ہو کہ [illegible] قیام

ہوا ان قدم بوس کو جھکتا ہے ہما کا سایہ
کیا عجب ہے جو غضب [illegible] بلا کا سایہ
[illegible] ہے مری اس آہ رسا کا سایہ
[illegible] آئینے سے اہل صفا کا سایہ
[illegible] پڑتا ہے گروہ فقرا کا سایہ
کیوں نہ [illegible] عرش رہے مجھ پہ خدا کا سایہ

یا الٰہی سر انشا پہ رہے حشر کی دن
اوسکے آقا ہے کی داماں قبا کا سایہ

اے عشق کیا عجیب ہے سرکار کے شبیہ
اللہ بے جیسے حضرت قہار کے شبیہ

آہ اپنے خامۂ پہ جبریل سے مدام
کھینچے ہی اونکے جعفر طیار کی شبیہ

لوحِ جبین وجد پہ مین دیکھتا ہون ایک
لکھی ہوے غضنفر خونخوار کی شبیہ

اے حضرتِ جنون ادہر آؤ کہ آپ مین
سوجھی ہے مجھکو داور دادار کے شبیہ

رتبہ کہلی جو تجہ پہ فنا فی الرسول کا
تو سب مین سوجھے احمدِ مختار کے شبیہ

اے نقشبندِ کن فیکون ایک کھینچ دے
بندے کی دل پہ حیدر کرار کے شبیہ

دانا ہماری کھینچتے ہین دودِ داغ سے
یہان لوحِ دل پہ ابر گہربار کے شبیہ

صدقے مین اس مصور قدرت کی اے خیال
کھینچی ہے جس نے گردشِ دوار کی شبیہ

ہوتا اگر اختیار تو نہان کھینچتا
آنکھون پر اپنے صورتِ جبار کی شبیہ

کہتے ہین قرص مہ جسے سو آفتاب نے
لکھی ہے چرخ پہ ترے رخسار کی شبیہ

ہر دم سیہ ہو جیسے آپ کی اے شیخ نکتہ رس
دکھلاتی ہے مجھے ذنب النار کی شبیہ

واہ اے میان محمدی عاشق شبیہ کش
کھینچی ہے تمنے کیون مری دلدار کے شبیہ

انشا تو آگے اور قوافی مین لکھ دیا
اب اور بھی معانی اشعار کے شبیہ

دکھلا نہ مجھکو یوسفِ یعقوب کے شبیہ
طالب ہون وہ ہے مجھے مرے مطلوب کی شبیہ

ساقی اس ابر شیشہ مین تصویر برق ہے
آتی نظر ہے بارشِ مقلوب کے شبیہ

مانی کا سو جہہ جہاں کے وہ کہتا ہی واچہڑی
تحریر میری آپ نے کیا خوب کے شبیہ

محبوب وہ نہین کہا تو مرقع سبھی ڈہونڈ ڈہانڈ
وہی آپ نے مجھے میان محبوب کی شبیہ

آئی ہین یاد حضرتِ یوسف کی قبلہ گاہ
اے صبر رکھ دی ہاتھ سے ایوب کی شبیہ

ہے چین اپنے دیجیے جا اونکے ہاتھ مین
کھینچ ایک ورقیہ راغب مرغوب کے شبیہ

یہ اور قافیون مین اب انشا تو وہ غزل

گویا ہو جس سے شاہد محبوب کی شبیہ

لکھی وہ میری اس دل بیتاب کی شبیہ
کھینچی ہو جیسے طائر سیماب کی شبیہ

عاشق کو گر غریق کیا چاہے تو اوسے
کھینچیے ادھی اپنے ناف کی گرداب کی شبیہ

ہو ہنگی تیری یاد میں آہیں جو کھینچیے
تو بوسہ دکھاویں وہ وجہ عتاب کی شبیہ

تاری نہیں یہ کھینچ یہ نقاش صنع نے
لکھی ہے تیرے مسند کمخواب کی شبیہ

گر آفریں نہ ہے تو کھڑی اسے خیال
اوس ہیت کی کھینچی نقرۂ مہتاب کی شبیہ

دیکھی جو جنگ عشق میں عاشق کو سولہی
رستم کی ہے یہ شکل یہ سہراب کے شبیہ

ہے زور طاق ابروی جاناں یہ جوں ہلال کا
اور اوسکی ہاتھ کعبہ کے محراب کے شبیہ

انشا بہار اور تو آفی کے اب دکھا
کھینچ یا سے جس سے گلشن سیراب کی شبیہ

رو دو ہو مشا مرقع ناسوت کے شبیہ
تا سو جیسے جا سے عالم لاہوت کی شبیہ

باریکی قلم پر اب اوسکے تو کر نگاہ
تار نظر سے کھینچی ہے جو سوت کی شبیہ

ق

گر اپنے لعل لب تو دکھاوے تو میں ابھی
چولی میں جھونک دوں میاں یاقوت کی شبیہ

میں کانپتا ہوں دیکھ کے تصویر عشق وا ہی
یہ دیو کی شبیہ تھی یا بھوت کے شبیہ

سر جھاڑ سو منہ بیار سے لیے اپنی ہاتھ میں
عاشق کے تماشیانہ تابوت کے شبیہ

انشا تجھا اب بدر قوا سے کہ جسکو شن
بول اوٹھی واہ عاشق مبہوت کی شبیہ

کھینچا ہے داغ سینہ ماتوس کی شبیہ
لکھتا ہوں لو بہشت کی طاؤس کی شبیہ

لی کھینچ لوح دل پہ مرے اپنی اجی صنم
بتخانہ و برہمن و ناقوس کے شبیہ

مست وہاں ابھی سحاب پہ کھینچی فلک نے ہے
اس دل کی اب حسرت و افسوس کی شبیہ

نقش ہو کے گر پڑے فقرا سب کہ پھر گئے
آنکھوں میں اونکی آپ کی محبوس کی شبیہ

لکھوں گا تجھ پر ابھی حجر الاسود آن کر
میں ایک صنم کے ہاتھ مایوس کی شبیہ

ہوں مشہد مقدس آقا کے درمیان میں
میں کیا کروں گا بادشہ طوس کے شبیہ

انشا لغات اور قوافی ہین اب وہ بول +
لا جمع ہو جس سے صاحب قاموس کی تشبیہ

پڑہ آئینہ مین شاعر مرتاض کے تشبیہ + / بولی کہ مین ہولنا سپیدۂ فیاض کی تشبیہ
ہے علم حق کہ صفحہ تنزیہ پہ رقم / سب جونکی تون عباد کی اغراض کی تشبیہ
کہینچے ہے لاہی یہ جو ہے لا الہ مین / یہان غیر حق کے واسطے مقراض کی تشبیہ
مین ہاتھ چوم لون تری گرامی شبیہ کش / وہی کھینچ مجھکو اونکی تو اغماض کی تشبیہ
آتی نظر ہے اسے مرض عشق کے طبیب / آنکہون مین تیرے ہیسے نباض کی تشبیہ

انشا جنہین کہ وید ہے یہان وہ بقید جسم
ہین دیکھتے جواہر و اعراض کی تشبیہ

کسی سے اوٹھ سکی کیا مجھ جلا وطن کا بوجھ / کہ عشق ہے میری کاندہی پہ لاکھ من کا بوجھ
نظر کر اپنی قوارع پہ اے جنون کی دیو / جو عوج ہون تو اوٹھا لون تری بدن کا بوجھ
ہلالکی قامت کو ہر چند ہون اوٹھا سکتا / پر اپنی سے نہین اوٹھا کڑی سخن کا بوجھ
سما و ارض سے اوٹھا نہ جب تب انسان پہ / پڑا امانت خلاق ذو المنن کا بوجھ
سحر صبا نہی سہی میری ہے دوش پہ ٹیکا / نہ تھم سکا جو تری بوی پیرہن کا بوجھ
اگرچہ بیاہ کی دن گود مین تو لے آیا / نہ راجہ نل سے سہار اوٹھا دمن کا بوجھ
سواے حضرت اورنگ زیب عالمگیر / سنبہال کون سکے لشکر دکہن کا بوجھ

بڑا غضب ہے کہ تجھسے جوان سہی انشا
جو اوٹھ سکے نہ خم بادۂ کہن کا بوجھ

دوشالہ کیا ہے ہمنے کس گل کا دستہ / کہ عشق کہا گیا فوج بلبل کا دستہ
کیا اون نی فیتون اوسی پیرہن کا / نہ ٹھیرا قبا مین جو کاکل کا دستہ
تکبر سے آقا کے دست متانت / ہوا پیش خیمہ تامل کا دستہ
لگی کاٹ چیکن مین ابریشم کی / انہین شیشہای پر انل کا دستہ
جو خالی کرو ترکش آہ حزین کا / تو بہاگی کماندار نہ اپل کا دستہ

اگر سر کبھی شیخ کا تو سنگھاوے — کہین سی بنالاکے ہلہل کا دستہ
ہرا ایک صوفی نے ایسا ہی نعرہ — کہ لٹ پٹ ہوا مجلس قل کا دستہ
یہ دل بادل اشکون کی ہین یا کہ نکلا — غلامانِ سلطانِ کابل کا دستہ
ثوابت سی الخالق چرخ پر ہے — یہ ٹانکا ہوا خالقِ کل کا دستہ
جو افیون گھر چینے کا پڑا ہوا دیسہ — لگا کہنے اب ایک سنبل کا دستہ

لگا لاہے اونکے لگا ہون فی انشا
غضب تیر ہاے تأمل کا دستہ

ہین آپ جیسے یوسف کنعان بعینہ — چھب آنکھ ناک موہنہ لب و دندان بعینہ
ہے جلوہ گر پری کی طرح تیری چال ڈھال — مکھڑا وہ گات سیب زنخدان بعینہ
کوچہ کو تیری کیون نہ کہون راہ کعبہ مین — ریگِ روان و دشتِ مغیلان بعینہ
کہا وہی تلاش اپنے سے جو لقمہ حلال — ہے وہ تو آج حضرتِ لقمان بعینہ
آزادگی سے کیون نہ سرو کار ہو ہمین — ہے قد یار سرو خرامان بعینہ
کچھ شکل ظاہری پہ نہین منحصر کہ ہے — پیر و جہی تو صورتِ انسان بعینہ
مجنون سیاہ خیمہ لیلیٰ کے درمیان مین — ہے تیری صبح شام غریبان بعینہ

ق

ہے حسن خلق ناظمِ ملک جہانیان — بی شبہ جیسے فصلِ بہاران بعینہ
محفوظ رنج قحط سے رکھے جو خلق کو — لاریب ہے وہ یوسفِ کنعان بعینہ
عالم مین جس کو ایسی سعادت علی نے دی — مانند ابر ہے وہ دُر افشان بعینہ

انشا ہے وہ تا صد و سی سال جس سے ہے
ہندوستان مقابل ایران بعینہ

جگر مین ہو گئی کھا کر تری سنان نگاہ — لبان پردہ بادام سب نشانِ نگاہ
نگاہِ لطف نہ کیجے مدام ہم پہ اگر — تو حذفِ نون سے سہی ہے جو درمیان نگاہ
ستم لبس اتنی بہی مت کیجئے کہ عاشق کے — لباس آہ ہین بیٹھے نیم جان نگاہ
زمانہ زیر و زبر ہو گیا برائے خدا — نہ قتل عام کرائے نادرِ جہان نگاہ

ملی آنکھہ جو تمنے تو لوگ سب بولے
کہ جان لینے کو پہونچی فرشتہ خان نگاہ

ستون صبر و تحمل کو لوٹ لیتے ہے
غضب ہے آپ کی یہہ چین قلیچ خان نگاہ

جہان کو فیض ہے عشاق کے نگاہون سے
بجا ہے اونکو اگر کہیئے خواجگان نگاہ

چلا جو وادی مجنون سے ناقہ لیلا
تو اوسکے ساتھہ ہوا ایک ساربان نگاہ

خیال نرگس ساقی مین کیا عجب کہ مجھے
پھپھیا جسم نظر آئین آبلوان نگاہ

گرین جو چاہ کے آنکھین تو یہہ ہوا معلوم
کہ نخل آہ بھی ہے سرو بوستان نگاہ

ہوا اشال زمانہ جناب عالے کا
برس پڑا وہ جو میرا ابر درفشان نگاہ

تل ایک حور بہشتی کے آنکھہ کا ملجاے
کرین تب اوسکو سپند او شیشہ دان نگاہ

بہار نرگس ساقی ہے اب زمانہ مین
گل سپید باغ و بستان نگاہ

شمیم نرگس شہلا یہہ بولی اے انشا
حضور آپ کے بہلہ ہی عظیم و شان نگاہ

گی جو شرما کے اوٹ تکیہ کے
ق لگ گئی اونکو چوٹ تکیہ کے

آنسو بھر لاکے سب نے ذرگی تو
پھر تو ڈالے کھسوٹ تکیہ کے

اوسکی زلفونکی لپٹ سے ہی اپنے
باس پہ جان لوٹ تکیہ کے

تکیے ہم پلنگ پر اوس کے
شکل شب لوٹ پوٹ تکیہ کے

شیخ بہولونگی یاد سے انشا
اور ظالم وہ گوٹ تکیہ کے

لگا کر گئی رنج وسکے طپش کے
پڑھی آپ نے آج یہہ پیروی کے

کہاتے ہین سید چمن کو چلو تاک
لگی کہنے بس بات کر اس روش کے

یہی بانو جاتی ہین اسے دشت غربت
کہ ان ساتھہ خار روان کی کیا سفر کے

طبیعت کو وحشت نے گہیر لیا ہی
جنون نے شعر ظہیر ہم سے خلش کے

اوسی وقت پھر راست کو کہینچ لایا
شرشتے نے انشا کے الٹے کشش کے

چوٹی وہ بلا تھی کہ جو ناگ کے جی لی
تس پر یہ غضب اور چھٹے پیچ بھی زہریلے

کر ہاتھہ لگاؤن خطر جان مجھے ہے
کھیلے وہ تری زلف سی جو کالی کوکیلے

شبنم شب یلدا پہ پڑی ٹوٹ یہہ جاتا
دیکھی جو نہانے مین ترے بال یہ گیلے

مینا ہی مے سرخ یہ ساقی سے کہی ہے
ایک قاشق خون کہتی ہے جو چاہے سو پی لے

کالی سے رنگا اوسکی جو شب مین تو یہہ بولا
معلوم ہوا آج کہ تم سخت ہو نشیلے

اللہ ری رنگت تری پہلہ رہی زرگت
بوسہ کی تو ہم نے کئے ہونٹھ یہہ نیلے

مقصود جو دولت ہو تجھی دونون جہان کے
انشا تو ابھی آ اونکے دامان علی سے

گل باد بہاری نے سونگھی گلابے کے
اس پردہ مین آ بیٹھے روح ایک شرابی کی

جون صبح ہوا اپنا تھا ہوش بھی اوڑ نے پر
اے نکہت گل تعنی کیون آتی شتابی کے

مطرب نے جیال اسکی تا پیچ مین لے دلکو
تا رگ رگ جان کھینچے ہی دہن یہہ ربابی کے

بجلی کی تڑپی دلسی کیون شعلی نکلتی ہین
چاہی کہ کناری ہو تجھہ جامہ آبی کے

انداز و ادا یکسو ہیں قتل ہے کرتے ہے
ایک نیچہ کی ہے بیچ تیری دستار گلابی کے

تقصیر نہ اس دلکی نے جرم محبت کچھہ
تیری ہے لگاوٹ نی سب خانہ خرابی کے

داڑھی کی منڈانی کو اندر سے جو فرمایا
زاہد نی کہا اچھا جو کچھہ ہو رضا بی کے

بو باس نکلتے ہے کچھہ شعر مین انشا کے
جامی کی نظامی کی سعدی کی سحابی کے

شب خانہ رقیب مین تا صبح سو چکے
اب فایدہ بگڑنے سے ہم دیکھہ تو چکے

ق

سرگرم اختلاط رقیبون سے ہو چکی
ناموس و ننگ و نام غرض آپ کھو چکے

کہتے ہو جنس دلکو ہماری بغل مین دیکھہ
بولو نہ سچتے ہو تو قیمت کہو چکے

قیمت نہیں ایک بوسہ دم نقد ایسی جو کہ
تم چاہتے ہو مفت مین کچھہ لو نہ دو چکے

رونا بھی تھا یہہ ہو جب انشا نی راز عشق
یہہ مردمان چشم مجھے تو ڈبو چکے

تاب و تحمل شب ہجران نہین مجھے
تم مشفق ایکبار بھلا دیکھہ تو چکے

پھر جان بوجھ کے کہتی ہو جاتا ہون جائی
تشریف لی سدہاریٔ ہم دلکو رو چکے

جب ہنسی تم سے آنکھہ لڑی اشک چشم ہی
ہاتہہ اپنی ہم تو دیدۂ دو آشتہ ہو چکے

واللہ مین بھی تنگ ہون ایسا کاش ای صنم
جو کچھہ نصیب مین ہو کہین جلد ہو چکے

مین جانتا ہون آپکو ہرگز نہ ہو قبول لین
قیمت جو دلکی ایک ہی بوسہ پہ کہہ چکے

غیر وشنے بات چیت جو میرے ہی سامنے
یہہ حال ہے تو خیر مجھی آپ کہو چکے

خواب عدم سے شور جنون نے جگا دیا
انشا بس اور نیند کہان خوب سو چکے

چیں بہ جبیں ہے کس سبب اے صنم دیر تو ہی
چلتی پہ کعبہ بھی ہوا دین وہ اسیر تو ہے

کس سبب کس لئے کیا فائدہ چھیڑ ہو مجھے
جرم و تقصیر و گنہ واسطے کیون خیر تو ہے

ہی ستاتا ہے بہت خوب بھلا سمجھون گا
تیری صحبت مین لگا بیٹھنے آ غیر تو ہے

تیر فی مین تری دریا کی عجب تہا کل لطف
پھر وہ ہی سیر ہمین آج جو پھر تیر تو ہے

دل نہ اوڑ جائی کہین دام سے تیری صیاد
گرچہ پژمردہ ہے یہ صید وسلے طیر تو ہی

دوستی کا جو گمان تم سے ہوا سکا کیا دخل
ہان یہہ سچ واسطے انشا ہی تمہین بیر تو ہی

غیر کے ایک اشارہ پر اوٹھہ گئے میری پاس سے
آپ نہ مجھسے پوچھنا بھی نہ کیون اداس ہے

خوب جو میان چڑہ گیا بوس و کنار کا خیال
اپنی تو اعتقاد مین کم وہ نہین مساس سے

بو ہی لگا رکی جھکو باد صبا جو لگ گئے
نکہت گل سے ای بہار اوڑ گئی کچھہ حواس سے

ساتھہ کی تینے ضعف سے اپنی تہی سب رو دیا
اگلا ہم سر و جو پھر آئین سے کمال یاس سے

کون کہی ہے روک کی آپ کی ساتھہ مین چلون
صدرشک تو ہو نہ نہین شانہ بھی سو پچاس سے

چھٹنے ہی حلق ساقیا جیالی زبانمین پڑ گئے
ہو گئی ہو نٹہ خشک دیکھہ حال ہوا یہ پیاس سے

رخت بہ رنگ غنچہ کیون چاک کرون نہ یہہ قبا
کھینچے ہی مجھکو بہ بین تنگ دیکہہ تو کس لباس سے

آپ کے اس حجاب کو مہر و وفا سے ربط کیا
بندہ نواز ہے بعید اپنے تو یہہ قیاس سے

اوٹھ گئے ہین خفتگان خاک خواب عدم سے چونک چونک
موج نسیم کوی یار آج تو تیری باس سے

آتے نام سے مرا بزم میں دیں جو گالیاں
تاڑ لیا سبھوں نے کچھ ہم بھی ہیں روشناس سے

سچ یہہ آفت تری یہہ سج یہ خوش اندامی ہے | کہ نظر بہر کے تجھے دیکھئے تو بدنامی ہے
روح تو اوڑ چلی تھی لیک تری دیکھنے کو | ایکدم اور بزور آنکھوں میں ٹک تھامی ہے
کام مطلب سے کسیکے نہیں رکھتے صاحب | ہمکو منظور فقط اپنے ہی خود کامے سے ہے
جام مے پینے کو دیتا ہے یہہ سبکو فتوے | اسکھڑی پیر مغان مولوی نامی سے ہے
جذبہ عشق ہے گر لاوے تو لاوے تجھکو | ورنہ یہاں اسکی سوا کون مرا حامی ہے
شیخ صاحب کی ذرا سج کی طرف کیجو نظر | گو بڑی داڑھی نہیں سو بھی گنگامی ہے

گر نہ کیجے جو ہوا زم ہیں جنوں کی انشا
پختہ مغزان محبت کو بڑی خامی ہے

غیر کے مونڈھے پہ تم ہاتھ جو دہر بیٹھ گئے | ساتھ والوں نے پہ چپکا کہ کدھر بیٹھ گئے
کچھ صف صدر و نعال اپنی نہیں خاطر میں | مست و مدہوش ہیں ہم جیسے جدہر بیٹھ گئے
آہ جوں شعلہ نہ بالیدہ ہوے اخگر دل | کچھ حباب اپنے دکھا مثل شرر بیٹھ گئے
ضعف اس حد سے یہیں ہے کہ کہیں گر آیا | سایہ و تکیہ دیوار لطف بیٹھ گئے
طاقت طے مسافت نہیں اب ہمتو یہاں | تھک کے ای قافلہ سالار سفر بیٹھ گئے
میں یہ تعظیم سمجھتا ہوں شناسندہ نواز | آپ اوٹھتے تھے مجھے دیکھ کے پر بیٹھ گئے
اپنی مجلس میں مجھے دیکھ کے پھیرو نسی کیا | ہو گا نہیں لیا دیکھ کے پر بیٹھ گئے
اوٹھ کے دل کو رخصت تو کیا | رکھ کے ہاتھ کو بیٹھ گئے

سنکے یہ تیری غزل بزم میں انشا سب لوگ
سر جھکا اوٹھتے تھے اہل ہنر بیٹھ گئے

گل میں جا گلشن سے تری ہم نہ کہیں بیٹھ گئے | بولی اوٹھ اوٹھ سبھی پیاس تاب نہ لگی بیٹھ گئے
رشک کرتے ہیں ہوا اوسنے ارم کے حوریں | تیری دیوار کے جو سایہ تلے بیٹھ گئے
روٹھ کر اوٹھی نگاہ سے تری لیکن سو بار | ہو کے ہم رو بقضا تاک جبے چلے بیٹھ گئے

ہے تو وہ شعلہ برق آہ کہ لاکھوں جس سے
خرمن صبر کے انبار جلے بیٹھ گئے

چال اپنی تو یہی ہے رات کو اوٹھ سو سو بار
ہونٹھ اپنے تری تلوون سے ملی بیٹھ گئے

کہہ دلا اور یہ تبدیل ردیف ایک غزل
قافیہ اسکے بہی دلچسپ ہین لے بیٹھ گئے

آج انشا کی بڑی خیر ہوئی غصہ مین آپ
لیکے تلوار تو اوٹھی تھی ولی بیٹھ گئے

طپش دل ہے سی ہم ملکی لگے بیٹھے ہین +
چہیڑ مت شعلۂ گل بسکہ جلے بیٹھے ہین

آہ کی جو ہوئی لگا در پہ میری خاک نشین +
راکھہ جوگی کی طرح منہ کو ملی بیٹھے ہین

سردی و گرمی و برسات جو ہو یا قسمت
تیری دیوار کے ہم سایہ تلے بیٹھے ہین

پاس بانون نے بہت آکے اوٹھایا ہم کو
اپنے ہم دلکی بہاسی سے ولی بیٹھے ہین

آپ جو چاہیے فرمائیے ہمتو سب چپکے +
کیا کرین خیر جو کچھہ بس نہ چلے بیٹھے ہین

در دولت سے تری بندہ درگاہ بہی آج
ٹالنی سے تو کیسیکے نہ ٹلے بیٹھے ہین +

سیر گلشن کے نہ تکلیف ہمین دی انشا
کنج غزلت ہی مین ہم اپنے بہلے بیٹھے ہین

غزل در بحر ہزج اشتر

برق شعلہ زن چمکے ابر بہی خروشان ہے
گرم اسکہڑی ساقی بزم درد نوشان ہے

استقدر شکر رنجے ہے ہم کہ کچھہ ہم تم
بولتے نہین مطلق محفل خموشان ہے

یہان کسیکی کوئی بہی بات ٹک نہین سنتا
غور کر جدہر دیکہو در خود فروشان ہے

نکہت بہار آئی اب جنون کی ہے شورش
عشق شیشۂ دلمین مثل بادہ جوشان ہے

نغمۂ رباب و چنگ ساز کر تو اے مطرب
عرش سے پری یہان اب فکر تیز ہوشان ہے

شیخ جی شغال آسا تم سو یا صحور و بادہ
شکل قاضی و واعظ چون دراز گوشان ہے

کم نہین خیانت سے بنگ سبزہ ہی انشا
بات سنکے بے جانا کار عیب پوشان ہے

سبزہ کیا خاک شہیدان سی تری خاک اوگی
ہائی گل چاہیے وہانسے دل صد چاک اوگے

جس جگہ پہونچی ہی زخم جگر کا انگور
سینکڑوں کوس تلک واں شجر تاک اوگے

کیا تعجب کہ جہاں منتظر اوسکے رو دین
جا بجا نرگس جو وہاں دیدۂ ادراک اوگے

دامن دشت پہ تری جیسے جہاں چھوٹ پڑے
سبزہ اوس بادیہ کا صورت فتراک اوگے

سایہ قامت لیلے نہ پڑی اور افسوس
تربت قیس کے تہ سے خس و خاشاک اوگے

آگے پینگ میں جہاں اوگہہ رہے افیونے
پھول اوس باغ کا جون کاسہ تریاک اوگے

آہ نکلی دل پہ داغ سے انشا جو یہاں
تختہ لالہ تہ گنبد افلاک اوگے

کب چاہوں ہوں میں صرف ملاقات کی ٹہیرے
تب خوش ہو میرا دل کہ جب اس بات کی ٹہیرے

دو باتیں کروں عرض میں خلوت میں تمہارے
صحبت مرے اور آپ کی گر رات کے ٹہیرے

یہ تو میری چڑھی ہے کہ کن انکھیوں سے دیکھوں
اور اور وہ ہیں یوں تم سے اشارات کی ٹہیرے

ہیں ہم بھی بھلے آدمی آتی ہیں ترے پاس
آنکھیں نہ چرا کچھ تو مدارات کی ٹہیرے

بوسہ ہے تری ذات کا مزہ کی کوئی گالی
پھر کے ہی تبسم ہی غرض گھات کی ٹہیرے

آتا ہے یہی جی میں کہ دستار گرو رکھ
پھر آج ذرا سیر خرابات کی ٹہیرے

جون شعلہ برق آہ نکلتے ہی جگت سے
ای ابر مژہ دیکھیں تو برسات کی ٹہیرے

سنتے ہیں ادھر ہی آنکھ سے کچھ اس رات تو انشا
اوس شوخ ستمگر سے حکایات کی ٹہیرے

پی اونے تیغ انشاب اس طرح آہ سرد اوٹھتی ہے
کہ جیسے قطرہ افشانی سے جو بوں گرد اوٹھتی ہے

گرہ حسرت کی ہر تار نفس میں پڑ گئی ہے یوں
ہوس جیسے ہو کہ ہر دم ایدل بے درد اوٹھتی ہے

سمجھ ٹکڑے کو ساتھ اپنے اوٹھایا داغ خود رو نے
لپٹ کر چہرے کا ہمارے جیسے زرد اوٹھتی ہے

ہوئی امید حاصل شکر جا ہی گر ہے لیکن
کہ رخصت کی ہے اب یاس ہم درد اوٹھتی ہے

شہید حیدری دین کا سنیں گے آج کل شہرہ
خدا کے فضل سے اب بیعت نامرد اوٹھتی ہے

نشی میں لیتے اوٹھے ہی رنگ پردہ سے ینا کر
عروس شام کو گرد غبت نیلی پرد اوٹھتی ہے

خموشی اے دل صد آہ خراش نغمہ بلبل
لگا یا ناکہ شگفت غنچہ ہای زرد اوٹھتی ہے

طپش خاکستر عشاق سے چون شعلۂ آتش / زمستان مین بہنگام شدید البرد اوٹھتی ہے
مسیحا کا مگر اعجاز ہے پاسو نہین جو پڑ کے / کہ مرجاتی ہے ہو پھر زندہ ہر یک نرد اوٹھتی ہے
ق
بھلا تک وادی مجنون مین جا بس آج تک تو بھی / صدا ای نعرہ ہوئی بیابان گرد اوٹھتی ہے
ہنوز اوس دشت غربت بیچ اوسکی خاک آہی ہو / بہ رنگ سرخ و سبز و نیلگون و زرد اوٹھتی ہے

ای ہائے اٹک کی لگی سانس رات سے / اب ہے امید صرف خدا ہی کی ذات سے
ساقی ہوا ہی سبزہ کو تو سر مری نخان / کیفیت اسکی پوچھ نبات نبات سے
اپنا صنم وہ قہر ہے ای برہمن کہ گر / دیکھی منات کو تو گرا دیوے لات ہی
کل سے تو اختلاط مین تازہ ہے اختراع / رکنی لگی ہین آپ مری بات بات سے
پیش آئی شفقت و لطف اس سے شیخ جی / تبت الغضب کو جاتی اپنے نبات سے
حاصل کیا جو ہے قدمبوس پیر دیر / آئی صدا سے عشق و سومنات سے
ہین واجب الوجود کے انوار عشق مین / اوسکی صفات ذات نہین ممکنات سے
اشعار شیخ زاد مرزا سے شوخ وہ + / کہنے لگا کہ فائدہ اس جہلات سے
مطلق ملا کے آنکھ اودھر دیکھتے نہین / آتے نظر ہو آج بھی کم التفات سے
انشا نے لگا ہے لیا تمکو بات مین / ظالم وہ جیب کتا ہے کوئی اپنے گھات سے

کتنا یہ اودھم ہے کا اس مری مجلس مین تمہی / ابھی سب تاڑ جاوینگی نہ ایسا تو ستم کیجے
تمہاری واسطے صحرا نشین ہون ایک مدت سے / بسان آہوی وحشی نہ مجھسے آپ رم کیجے
ہمارا جوگی راجہ جیون ڈنڈوت ہے تمکو / یہی اب دلمین آتا ہے کوئی پوتھی رقم کیجے
گلے مین ڈال کر زنار قشقہ کھینچ ماتھے پر / برہمن بنئے اور طوف دیر الصنم کیجے
کبھی سے لگاوٹ کو جیون سوجھی اڑنگ باکر / قدیمی یار سے اپنے یہی حیلہ کوئی وہ کیجے
ق
کیا اونگلی کاٹ والتے نہین تھا بات سے ساحری / تنک لگنے بس اب میری بٹاپی پر کرم کیجے
پھر کتا آج بھی ہمکو نہ پر سے کی طرح رکھئے / خدا کے واسطے کچھ یاد وہ اگلے قسم کیجے

ملنگ آپسمین کہتے تھے کہ زیادہ کچھ جو بولو تو — اشارا اوسکو جھٹ سوی زانگشت تکلم کیجے

کبھی خط بھی نہ لکھہ بھیجا پڑا پایا آپ کو کسنے
کہ الفت دوستی انشا سے ایسی یکقلم کیجے

فقیر دن ساتھہ یہہ تعظیم لینی خرچ کم کیجے — نہ اوٹھکے مرشد اللہ بھئے داتا کرم کیجے
جنون ای میری مرشد ہوا گر مرضی تو یا مولی — در بیت الصنم کے پاس وقفہ کوئی دم کیجے
زیارت کعبہ دل کے اگر منظور خاطر ہو — تو آنکھیں موند یا سوجھ ڈہک گردنکو خم کیجے
فنا فی اللہ کی رتبہ سے بابا ہو جو آگاہ ہے — تو کچھہ جینے سی خوش ہوجی نہ کچھہ مرنیکا غم کیجے
وجود وحدت باریمین ان افراد کثرت کو — قیاس موج و گرداب و حباب و آب یم کیجے
یہ وہ وادی ہے جسمین ڈھیر ہی مجنونسی مرشدکا — گذرگی بھانسی پاساہین تو سجدہ ہر قدم کیجے
گدایان خرابات مغان کا زور عالم ہے — جو سبزہ گھونٹنی الکا تو سیر جام جم کیجے
نہین اس شہر مین کوئی جو آزادونکا طالب ہو — اوداسا کسی اے وحشت بس اس تکیسی رم کیجے
ذرا اب تخت رب العلمین کو دیکھئے چلکر — پھر آگے بڑھئے وہان سے سیر گلزار ارم کیجے
کلیسا مین بہت کی بت پرستی بالکو اوٹھیو — چلو ٹک بستر اکا نہی یہ بس طوف حرم کیجے

غزل تو وہ لکھی انشا اب اپنی پیر و مرشد کی
دعا مین ایک مخمس منقبت کا بھی رقم کیجے

جہان مین شمل ہمورا اور باہر تشہم کیجے — مخمس مسخر جلد قبضہ مین عرب سے تا عجم کیجے
درود و سورہ انا فتحنا پڑھ کی دم کیجے — سلیمان کی مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب ای میری مولا کرم کیجے

کیا دو ٹکڑی جس قوت سی منبے چیر کر اژدر — ہوا مفتوح جس حملہ سے تنہا قلعۂ خیبر
اوسی ڈھب سی غرض ایک نعرۂ اللہ اکبر — سلیمان کے مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب ای میری مولا کرم کیجے

تمہارے کاسری جھٹ کچھہ نہین یہان سو جو ہی مطلق — نہین تشریف فرما ہو کہ تا جلدی سے ہو رونق
دلادو کا فرونسی چھین کر فی الحال اوسکا حق — سلیمانکی مدد کو ذوالفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین

امیر المومنین اب ای مری مولا کرم کیجے

رسول اللہ اور تم ہو بہم یک روح دو قالب — مطالب کیون نہون اوسکی جو ہو وی اوکا طالب
خدا کے واسطے تک آکے یا لیت بنی غالب — سلیمان کی مدد کو ذو الفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب ای میری مولا کرم کیجے

کہان تک وہ سہی بہان ہرس و ناکس کے اب طعنہ — الٰہ کو اس غلام اپنے کی اتنی دیر کیا معنے
تماشا تک ید اللّٰہی کا دکہلا دیجئے یعنے — سلیمانکی مدد کو ذو الفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب ای مری مولا کرم کیجے

شکوہ و چتر و تاج و تخت و فوج و ملک اور دولت — نشاط و جشن و عیش و طول عمر سر خوشی صحت
یہ سب اوسکو عطا فرمائی للہ یا حضرت — سلیمان کی مدد کو ذو الفقار اپنی علم کیجے

امیر المومنین اب ای مری مولا کرم کیجے

دعا گو ہے اب تو بہی حسب المراد اوس کا — کہ ہو وہ بادشاہ اور سیر بخشی خانہ زاد اوسکا
عنایت ایسی ہے کیجی کہ دل ہو شاد و شاد اوسکا — سلیمانکی مدد کو ذو الفقار اپنے علم کیجے

امیر المومنین اب ای مری مولا کرم کیجے

آئی تہی ایک حور سمجے جو کیہہ ہٹ گئے — دانتو نکی بیچے واب زبان جٹ پلٹ گئے
آہٹ کو میری تاڑ کے چوکہٹ سی جہٹ اوچکیا — جہٹ پٹ وہ ہٹ کو واڑ کے پٹ سی چمٹ گئی
آئی نسیم صبح جو گل کو سے یار سے — ہمراہ موج ہوش کی سے غٹ کی غٹ گئے
تہی سلسلا ہٹ ایسی ہے کچہہ نرم گات مین — جب وہان نکہہ کا وہیان پڑا جہٹ پٹا گئی
شب بیٹہے جو ہین ہاتہہ لگایا تو وہ پرے — بی اختیار شرم کے مارے سمٹ گئے
ہم دو گہڑی بہی ساتہہ تری سو رہی نہ ہای — باتو نمین یون ہی چار پہر رات کٹ گئے
مجہسے لپٹ کی آخر شب یار نے کہا — کیا جانین ان دونوکی یہ کیون رات گہٹ گئے
کم بخت آہوا نالل انداز خواب مین + — ہے ہے خروش صبح کے جہاتی نہ پہٹ گئے
دو چار گرم گرم جو تانو کی لے او پچ — بلبل کو ہم نے ایسا ہے چہیڑا کہ کٹ گئے

التقا کے گفتگو وہ دیوان گرم سے کہ اج

اگر بہار او سکے گلے سے لپٹ گئے

نکمہ ہے اوس پری کی سحر جیسے ون ایک آفت ہے
ماشاء اللہ دیکھی جو ادہر کسکی یہ طاقت ہے

چمن میں جام صہبا ہے گھٹا ہے جا بجا بلور ہے
اگر ایسے میں آجاو تو صاحب وقت فرصت ہے

رگڑ نے دو مجھے تلوے سے اپنے تک تو آنکھیں تم
تصدق میں تمہارے جاؤں مجھکو اسمیں راحت ہے

میاں واعظ اگر مجھ کو چمٹ جاوے کہیں وحشت
بڑی تیور نظر آتی ہیں مجھکو اس سے وحشت ہے

بھلا کیونکر نہ عشق ہوں ہم لڑکوں وضع کا انبوہ
لطافت ہے ملاحت ہے صباحت ہے نزاکت ہے

مجھے کیوں گالیاں دیتے ہو سب کے کرکے ناحق تو
ق ارے مکتب کے لڑکو ان بھلا یہ کیا شرارت ہے

ابھی سے مت لگا تو لام و کاف اپنی زبان سے تم
الف بے یاد تو کر لو بھلا یہ کون بابت ہے

بھلا انہوں نے بھی صاحب کو آئی دو کہنے لگا ہیں
کہ اے حضرت سلامت آپ سے نسبت عقیدت ہے

دیا ہے بانو شوخی میں یہ شاگردوں نے صاحب کے
یہاں جہنمی ملی ان کو تو یک بارگی قیامت ہے

کسی کا موبند چڑا جانا کسیکو پی سے کہنا
سدہاری آپ جب جا کے یہاں ہووے قیامت ہے

کتابوں پر پڑی دکڑ بھی ہے ساتھ پڑھن کے
اگر حبیب کر نظر کیجیے تو یہاں کچھ طرفہ صحبت ہے

مراتب غوث کا ملتا ہے اجزائے گلستان کو
بچارے شیخ سعدی کی یہاں ہووے فضیحت ہے

ابد آتی ہیں نیلا کہیں اڑ ہے سامنے سے وہ
غرض تم صاحبوں کی خوب اب ہووے ضیافت ہے

نہیں تو کچھ سمجھے دینی کہو سب لڑکی ایسی ہیں
مزے سے کھیلو کودو ولو لوٹو پھر فراغت ہے

بدل کر قافیہ انشاء غزل اب اور کوئی پڑھ
خدا کے فضل سے تجھکو فصاحت ہے بلاغت ہے

بھبو کا روپ سج دھج تہر آفت چلبلاہٹ ہے
جھمکڑا نور کا ٹھہرا غضب اوسکی سجاوٹ ہے

خبر بھیجو یہ کسکی پاؤں کی آنکھیں آہٹ ہے
کہ ہر شہو کرے جسکی وہیں اوٹھتے گدگداہٹ ہے

سنبھل کیونکر سکا وے دل بھلا ایسی پیا وداری
کہ وہاں ہر کا پڑی ہے جن ایسی گدگداہٹ ہے

ارے ظالم یہ کیوں آیا نہیں معلوم کچھ مجھکو
بلا ہیں جسکی دل لیتا پڑا سینے میں چٹ پٹ ہے

ابھی کہتا ہوں دروازے کی کنڈی کھول دو جلدی
نہیں تو میرا سر ہے آج اور صاحب کی چوکھٹ ہے

بلا ہیں ہیں جو ملتا ہوں تو یوں کہتا ہے وہ ظالم
سمجھے ہیں خوب سمجھا ہوں ارے لو ایک نٹ کھٹ ہے

کسل جاتا ہے جب محمل کا تکیہ اپنے پہلو سی
تو یاد آتی کسی کی وہ مزے کی جھکو کروٹ ہے

چلے آتی ہے بو نرگس کے ان لاہی کو پڑون سے
کسی کی یاد مین کچھہ کا کبلاتا سا چھپر کھٹ ہے

چکا چوندھی نہ لگجاوی بھلا کس طرح آنکھیون کو
بسان برق بتیا بانہ اوسکے اچپلا ہٹ ہے

کہا مینے ابھی تک ہو مونہہ سے بو تو بابی ہی تابکو
تو کیا کہتے ہین چل جھوٹی اری یہہ سب بناوٹ ہے

خفا سا دیکھہ کر مجھکو لگی لوگون سے فرمانے
خدا کے واسطے سو جاؤ انہین مجھسے رکاوٹ ہے

بچاوی کس طرح انشا سراپا سی ترے دلکو
کہ لاکھون وضع کی ہر ایک موقع پر لگاوٹ ہے

ہی اور کوئی ایسا جس مین یہہ نہین سے نکلے
سچ و بچ اسے کہتے ہین بیساختہ پن نکلے

ایسی ہین کہین اوڑ لاگ ای طائر دل تو بہی
ہین کب ہوا کو سب مرغان چمن نکلے

سوزش ہے مری دلکی وحشت کی جو بو آے
سب وادی مجنون سے ہو مست ہرن نکلے

ای عشق تجھی ہم تو آسان سمجھتے تھے
اظہار تری بہائی پر سخت کٹھن نکلے

یون تن وہ نمایان ہے پیراہن آبی سے
جون دہوپ کو آڑ و نسی آئینہ کے چھن نکلے

مجلس مین عمومولی کی کل شیخ جی آئے تھے
رندون نے اونہین چھیڑا ایسا ہی کہ بن نکلی

ہے یون در گوش اوسکا اوس لف کی حلقہ مین
مہتاب مین کا لیکا جس طرح سے من نکلے

شبنم مین چھڑک رکھہ دون مین اوسکی دوپٹہ کو
مہتاب کی چادر سے خوشبو سے سمن نکلے

انسو نہین گتھے شعلہ ہر داغ دل نل سے کے
ق کچھہ ایسی جھمکڑے سے سانگا کے بدن نکلے

دریا سی نہا دہو کر جون آخر شب کافر
ہاتھون مین لئے چھو مکہہ یو جا کو وہ من سے نکلے

انشا لکا وہ عالم ہے اوس چاندنی لکھڑی پر
جون وقت سحر انشا سورج کی کرن نکلے

نکلے ہی خون شہر شہر دلکی ہر ایک خراش سے
چھیڑ دو اسکو دو سفتہ تیز قلم تراش سے

کسکے نگاہ برق وش ٹوٹ پڑی کہ مثل ابر
نکلے ہے اب تلک دہوان تحت جگر کے لاش سے

کل جو رہی ہم اوسکو گھور گھنی نگاہ وہ خانہ جنگ
آتی سے بوی خون بھی تیری نگاہ فاش سے

ہم کو مصاحبون سے ہے آپ کے کیا برابری
ہم ہین کمینہ ایک غلام فرقہ خواجہ تاش سے

موسم گل ہے وہ مستو جاوہی وہ سیر باغ کو
اوٹھنے کی تاب جسکو ہو تکیہ گہہ فراش سے

ساقی شوخ چشم اگر ہو نہ گزک تو بہر شغل
لیجئے نقل اب شروع میری جگر کے قاش سے

بن لئے بوسہ پانچ سات ایسی جو کوئی چھیڑ ہون
چڑہ گئے ہو تم اپنی ہاتہہ آج بڑی تلاش سے

حضرت عشق دیر مین رہتی ہو یا حرم مین تم
مجھکو نہین کچھہ اطلاع آپ کے بود و باش سے

اندنون شاید اور بہی تجھکو مزا پڑا ہے کچھہ
آتی ہے کیتکی کے باس تیری گلاب پاش سے

ہی یہہ دو روزہ زندگی ہمکو وبال گردن آہ
ہی وہ خوشا جو چھٹ گئی دغدغۂ معاش سے

لرزہ فگن خروش یہ کب تلک ایدل آہ چپ
کانپی ہے تہر تہر آفتاب تیری اس ارتعاش سے

عید سے کھیل تاش چنگ کرتی ہین سیر دلکو سخت
بات بعید سے ہی یہ آپ کی اس قماش سے

قافیہ اب بدل کے انشا غزل اور پہیر اب
طبع کو تا سرور ہو قلب کے انتعاش سے

شہر سے دل اوچاٹ ہے انس نہین اجاڑ سے
سرکو ٹکیئی اہی جنون کونسی اب پہاڑ سے

بیٹھے باندہ ٹکٹکی کیون نہ بہلا کواڑ سے
نکلے ہے جہانکتے تاک کی باس تجہہ پس دراڑ سے

بی خبر آگیا جو مین چٹ سی شب اوسکی سامنے
موںہہ کو چھپا لیا تمام ہاتہہ کی اپنے آڑ سے

رایت آہ پیشرو فوج سرشک درجلو
حضرت عشق آئی تو زور ہی بہیڑ بہاڑ سے

صبح جو اوٹھہ کے آئے ہم دلمین یہی خیال تہا
رک نہ رہی ہون شاید آپ رات کی چھیڑ چھاڑ سے

پاون پر اوسکے گر پڑا مین تو لگا وہ کہنی شوخ
سرکو اوٹھا و جاو بہی لپٹی ہو تم تو جہاڑ سے

قد کی تری مشابہت سرو کے ساتھہ ایسی ہی
سرو کو جوزن مناسبت دیجئی لینے تاڑ سے

لپٹی جو ہم تو اونی شب سر نہ زمین لی اوٹھا
وہم سے غل ہے چیخ سے شور ہے تو بہ دہاڑ سے

آمد و شد رہی نہ انشا جو گلے مین اسکی اب
خوب ہوا کہ بچ گئے روز کے ہم لتاڑ سے

بستی تجہہ بن اوجاڑ سے ہے
کم بخت یہہ شب پہاڑ سے ہے

شاید کہ ہوئی سرایت عشق
کچھہ سینہ مین چیر پہاڑ سے ہے

ہر چند کہ دوست ہین وہ
باہم پر چھیڑ چھاڑ سے ہے

سو رہتے ہین ایک ساتھہ لیکن
تلوار کے بیچ آرہی ہے

انشاء اللہ شاید آیا
اوس کوچہ مین بھیڑ بہار سے ہی

دیکھہ کر کہنکارا مجھکو اور دیا دشنام بہی
جب مین جھنجھلایا تو بولا واہ تیرا نام بہی

مین کہا ٹک چلیئی میرے گھر کہا باعث سنون
کس سبب کس واسطے کا ہمکو کیون کچھہ کام بہی

ولولہ ہین تیری چھوڑا ہم نی سن او خود پسند
بتکدہ بہی صومعہ بہی کفر بہی اسلام بہی

وصل سے ہین تیری ہم سے چھٹ گیا تہا ننگ و شکیب
اب بدولت ہجر کی تو یہہ چیلا آرام بہی

بن تری ہم یہہ بہانک ہین کہ اپنی چھیٹ ہی یار
ساقی و مطرب بہی خمخانہ بہی خم بہی جام بہی

چھیل بہاتی تجھہ تلک تہی گر کسی سے اندنون
ہوگئی تو روکے کہنا چپ ہو موہنہ کو تہام بہی

مین کہا شب خوب آئی بولی تو گہر مین نہ تہا
ایک تو وعدہ خلافی تسپہ اور الزام بہی

بندگی ہے اپنی سب سے مہربان ہین اپنی سب
شیعہ و سنی و صوفی رند دردآشام بہی

کچھہ تہی دستی ہی تہا دشمن انشا کی نہین
عشق و ہجر و نوجوانی گردش ایام ہے

جنون کی رہ نوردو نکا کوئی لگتا کہین دل ہے
بسان گردباد اونکو سدا قطع منازل ہے

نگاہ ناز سے جسکے جہان سب نیم بسمل ہے
یہ وہ کافر یہ وہ ظالم یہ وہ خونخوار قاتل ہے

فقط بہر کر نظر وون دیکہنا بہی سخت مشکل ہے
معاذ اللہ دیکہو تو کدہر آیا میرا دل ہے

محیط عشق کے امواج طوفان خیز سے تسپہ
کبہی ہے ناخدا یہانسے ہزارون کوس ساحل ہے

فغان دل کو سن مجنون درای کاروان سمجہا
چلا کہتا ہوا روکی لیلے کا وہ محمل ہے

تمہاری ہاتہہ کیا آتا ہے بندہ کی گرانی سے
بہلا حضرت سلامت آپ کو کیا اس سے حاصل ہے

گلستان جہان مین جیسے ہم اردی بہشت آئی
برنگ بوی گل ہمکو سدا طی مراحل ہے

وہ آنکہین جادوی جنکا سحر سامری جیتون
خط نورستہ شہر سبز غبغب چاہ بابل ہے

مرکب چار عنصر سے نسمجہو عشق کو ہرگز
نہ اسمین ذرۂ آب و ہوای و آتش و گل ہے

یہی صانع یہی فعال عقل جزو کل اس سے
یہی موجد یہی مبدء یہی خود آپ فاعل ہے

خیال ہستی موہوم دل سے دور کر انشا
سفر درپیش ہے تجھکو تو اس سے آہ غافل ہے

قسم نہ کھائیو ظالم تو مے کے پینے سے وگرنہ ہونگی ہم آزردہ اپنے جینے سے
اگر میں پاؤں اکیلا تجھے کہیں ہے سے تو کس مزے سے لگا رکھوں اپنے سینے سے
چمکتے چاند کے ہیں گرد جس طرح تارے عجب مزا ہے تری مکھڑی پر پسینے سے

وہ سنکے عرض کو انشا کی اسطرح بولا
کسی غرض ہے عبث مونہہ لگی کمینی سے

دیکھکر وہ لبلبی گرد اوس کے ہیں رونگٹے اوٹھہ کھڑی ہوتی ہیں اپنی تو بدنکی رونگٹے
تک صفائی اوس شکم کے تو نظر پھیلا کے دیکھہ سبز مخمل پر نہونگی اس پھبن کے رونگٹے
بہگئے اپنی مسو سیر دمبدم پھیرے ہی ہاتھہ ہیں یہی دو چار موجب بانکپن کے رونگٹے
دیکھہ سبز ہیں جیک کانونکی اوسکی تو کہے یہ بنا ہی حق نے ہیں سورج کرن کے رونگٹے
کاش مستونکو نہ ملتی ڈاڑہی اوگتی اوسکی جا پنبہ مینای صہبای کہن کے رونگٹے
یوں ہیں ای پیر مغاں یہ آپکے موچھونکی بال جسطرح ہواں نافہ مشک ختن کے رونگٹے

غور کر تک نیک کی صافی پر انشا آنکی ہیں
جوں عذار یوسف گل پیرہن کے رونگٹے

کہب گئی آنکھوں میں کل جلوہ نمائی تیری مجھکو کیا جانے کہ کیا بات خوش آئی تیری
ای نسیم سحرے کہیو میرا عرض نیاز کاش یارب میں کہیں ہووے رسائی تیرے
شعلۂ برق شرربار کو بھی دیوے ہی پھونک ہو فلک سیر گر ای آہ رسائی تیرے
مونہہ لگاتی ہے مری سخت خفا ہوتا ہے شیخ کیوں دختر رز کو ان سے جدائی تیرے
ہای کیا قہر ہے اوٹہتے ہیں بھبوکی دل سے ماری ڈالے ہی یہ سینہ کی صفائی تیرے
اب خدا کے لیے پانی بھی دے ہی نیچہ تو نہ گر کہیں ایسا نہو مڑ جائے کلائی تیرے
ای دل زار پھنسا اوسکی سر زلف میں گر ممکن عقل نہیں پھر ہو رہائی تیرے
کیا ہوا غصہ نہو شدت سرما میں اگر آگئی ہم بھی جو ٹک کھول رضائی تیرے

طالب حسن نہو چھوڑ یہ باتین انشا
دیکھ کتنا ہو مین اسمین ہے بھلائی تیری

ہمی پیتے قشقہ دئی کعبہ مین ناقوس لیے — ایدل آئی ہین ہم اب فائدہ افسوس کیے
آئی ہے میکدۂ عشق مین پیلے چند قدح — پی دفع خرد و رخصت ناموس دیے
دل صد چاک کسو کا نہ رفو مجھسے ہوا — ناصحا گرچہ بہت خرقۂ سالوس سیے
واقعا نے دل عشاق کی جلوہ جو کبھے — دیکھنے پاوے تو حسرت سے نہ طاؤس جیے

محفل تن مین فسردہ زندہ ہے انشا وہ شمع
جسکے شعلہ نے جلا سینکڑون فانوس دیے

ہم نے ساقی کی کہین ہونٹھ جو ٹک چوس لیے — ہوش ہو سب اہل خرابات کی پابوس کیے
دل صد چاک کو فریاد سے وہ منع کرے — ای برہمن جو وہان دلب ناقوس سیے
طبع خام کو اپنے مین کرورون دشنام — جب ہوا تیری ملاقات سے مایوس دیے
گر بظاہر نہوا جاہ و حشم نہ ہوا — کیا قیامت ہوے گر بی دہل و کوس جیے
زخمہای نگہ ترک جفا کار اگر — ہون کسی طرح سے جراح کو محسوس سیے

ذوق نظارہ سے ہون مست ہزارون انسو
اپنے انکھون ہی مین انشائی تو افسوس پیے

دو چار شکلے تیری سخن ہم گری کڑی — اوٹھتے ہین کوئی در پہ ترے جب اڑی اڑی
مخصوص ہے یہ کعبہ نہین پر فتادگے — مخمور مین نشہ مین جہان گر پڑے پڑی
تک بولتے آپ دیکھیے سچ ہے یہ واقعے — کیا بولنے کے ہم سے نہین جب لڑی لڑی
کڑھتا ہون آج تو مین عرض مدعا — اسمین جو تیغ کھینچ وہ مجھکو جڑی جڑی
جور خزان سے آہ جوانان باغ دہر — اوراق منتشر کے طرح جو جھڑے جھڑی
تم نے غرور سے نہ اشارا کیا کہ بیٹھ — اور اپنے پاؤن دکھنی لگے یہان کھڑی کھڑی

انشا ورائی عرش کا رتبہ ہے اطرف
ہین اب خیال اور ہی سب کو بڑے بڑی

سودا زدہ دل ہی تو یہہ تدبیر کرینگے — اوس زلف گرہ گیر کے زنجیر کرینگے
غصہ مین تری ہم نے بڑا لطف اوٹھایا — اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرین گے
دیکھین گے جب تک تجھے آپ ایک ادا سے — ہم چین جبین تکیہ بہ شمشیر کرین گے
یہ نالۂ جانکاہ پر از حسرت و درد آہ — تا چند ترے دل مین نہ تاثیر کرین گے
چمکا ہے ترا رنگ جو نظارہ سے اپنے — پوچھو اہل لطف سے کہ وہ تقریر کرین گے
جنبہ ہی جو بسر یون ہوئی اوقات تو ہم یار — نقشہ تو تری عالم تصویر کرین گے

دل شاد رکھہ انشا تشکر شعر ہر گز
عقدے ہی ترے حل بحضرت شبیر کرین گے

آزردہ ہم سے تو ہی جواب اے میان رہے — جی ہی سے گئے جہان سے گئے ہم کہان رہے
اس دل جلی کو ہجر مین اے آتش فراق — ایسا ہی پھونکیو کہ نہ باقی نشان رہے
راہ جنون کی سطے کی نہین تاب ہمدمو — پھر جسکی جستجو مین چلے ہم تو یہان رہے
یک جرعہ شراب سے لب تشنہ ہم چلے — آباد ساقیا یہ ترا خانمان رہے
کہتا ہی یہہ تو مجھ کو کہ چاہے اور کو — حیف مجھ سے اور تجھے یہ گمان رہے

جو کردہ گا لیونکی جو ہین اونکو دیجیے
انشا سے ایسی بات نہ اے مہربان رہے

مجھ سے فرمانے لگی اب قدردانی آپ کی — بندہ کس قابل ہے صاحب مہربانی آپ کی
اینکو دیکھا بھی نہین اور اختلاط اور یہی تھا — ہو گئی معلوم ایسی قدردانی آپ کے
سنتے ہی احوال میرا اسکے یون بولا کہ بس — خوش نہین آتی ہے یہہ مجھکو کہانی آپ کی
اب جہان چاہو سدھارو کچھ نہین ہے کام یہان — داغ دل رکھتا ہون سینہ مین نشانی آپ کی

سید انشا صاحب اتنا رحم ہی مجھکو کہ ہای
کٹ گئی یون بیہودہ عمر مین نوجوانی آپ کی

شریعی ہے نبض کسقدر انگشت کے تلے — دیکھہ اے طبیب اپنی ذرا انگشت کے تلے
گاہی عظیم و شاہق و گاہی سریع سے — جنبش سے اسکے رکھہ خبر انگشت کے تلے

ہر تار چنگ ہے رگِ جان سماع و وجد
اے مطرب اپنے کر نظر انگشت کے تلے

دل جگر کو فلک نے یون خون کر دیا
جل جس طرح ہو آب زر انگشت کے تلے

قطعہ

ملا نے فال نامہ دکھا کر کہا مجھے
زمین سے ایک نقش دھر انگشت کے تلے

رکھتی ہے اوسکی حرف پہ یکبار ہوگیا
نقش مراد جلوہ گر انگشت کے تلے

ہر حرف سطر نامہ جانانہ اپنے ہین
سینہ پہ سر پہ آنکھ پر انگشت کی تلے

مہر لفافہ خانہ شطرنج کے طرح
پھرون رکھون ہو سوچ کر انگشت کے تلے

انشا گھمنڈ زور ید اللہ سے یہ ہے
دل والون کوہ قاف ہے انگشت کی تلے

ہم بغل بیچ نہان ہاتھ مین ہے جام لیے
ساقی آتا ہے چلا زور سر انجام لیے

پھر کے اونسی عجب جینے کہ آتی ہے چڑھا
میکدہ مین دو سہ قرطہ مے گلفام لیے

گالیان سیکڑون دین یا تو جو آبی ہمنے
تحفتین خوب سے کین خوب سے انعام لیے

ہم صفیران چمن دیکھیے کیا ہوتا ہے
آج صیاد پھر آیا قفس و دام لیے

بوسہ ہای رخ و زلفِ صنم مہر جبین
سیکڑون ہمنے تو کل صبح سے تا شام لیے

لی خبر جلد تک اے قافلہ سالار حرم
کہ حریفون نے وہ سب جامۂ احرام لیے

بجتگی آج بھی اوس بات کی انشا نہوئی
گھر کو پھر آئے چلے ہم طمع خام لیے

دیکھ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی

اے نسیم سحر گلے میرے
گل نیا بان مین لوٹ پوٹ لگی

مین پکارا تو پھوٹ کہہ بیٹھے
تجھکو کیا پیاری اونکی پھوٹ لگی

دیکھ انشا کہ ایک حور نژاد
ہے کھڑے وہ نکو چق کے اوٹ لگی

رہتی ہین برنگ بو کوچہ مین رگِ گل کے
لوٹی ہین بہار یہی ہم یون سامنے بلبل کے

کس کس سے ہین اب بجھون مین میری تو نالے
یون چھیڑے بلبل کے دون قہقہے قلقل کے

آئینہ عالم میں تمثال جمال حق — آدم ہو نظر آیا کہتے ہیں یہ ہم کھل کے
یہاں جام و صراحی سے اب دور و تسلسل ہے — منکر حکما سب ہیں گو دور و تسلسل کے
واللہ نہ فقط ہم ہیں صورت ہی کی لب تیرے — شوخی کی تغافل کے خال و خط و کاکل کے
جو تمنی کہا تھا شب سو صبح کو سب بھولی — لب اور تو کیا کہیے صدقہ میں تغافل کے

جمعیت اجزا کا کل نام ہے ای انشا
ہر چند کہ جز ہیں پر موجب ہیں ہمیں کل کے

کل وہ نگہہ اوچٹتی ہوئی یوں جو پڑ گئے — بی اختیار اوس سے مری آنکھہ لڑ گئے
کس کس ادا سے ناک چڑھاتا ہے دیکھیو — بیکل ہو نک جو غیظ میں گردن اکڑ گئے
اوس شعلہ خو کے برق نی دیکھی جو یہہ چمک — کھا کر پچھاڑ کر کے زمین بیچ گڑ گئے
اوبٹتے نہیں جو دے سے صدا آہ کیا ہوا — اس ساعت فرنگ کی کیا کل بگڑ گئے
تاب عتبہ فراق کسے صبر اوڑ گیا — بس لے ہجوم یاس کہ طاقت نچڑ گئے

کیا حرف ایکبات اگر انشا سچ کہو
کچھہ جھوٹ بولنے کی تمہیں خو ہی پڑ گئے

ایک چھوڑا نہ زندہ جان تونے — شکوہ رر کھا سبھوں کو ہاں تونے
کیا کیا آہ ناتوان تونے — آگ سی پھونک دی یہاں تونے
پھلا رہی یہہ داغ سمجھا ہے — آپ کو شاخ زعفران تونے
آہ ای برق عشق پھونک دیا — صبر کا میرے خانمان تونے
ای طپش ننگ و نام کو چھوڑا — نام کو بھی نہ کچھہ نشان تونے
آفرین تجھکو ای دل بے صبر — آ پھنسایا مجھے کہاں تونے
آہ ای سیل گریہ ڈہا دیا — صبر کا میرے خانمان تونے
ضعف پیری سجھے دیا کن سنے — ای جوان تونے اسے جوان تونے
مہربانی یہ کن سنے فرمائے — مہربان تونے مہربان تونے
بات کی پوچھتے ہی دین مجھکو — سینکڑوں آج گالیان تونے ١

قدر کن نے دیا یہہ انشا کو
اے مری یار قدردان تو نے

گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
یہہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی
مرنا مرا جو چاہے تو لگجا گلی سے ٹک
اب کا بھی دم یہہ میرا دم واپسین سہی
گر ناز نین کی کہنی سے مانا برا ہو کچھ
میری طرف کو دیکھیے مین نازنین سہی
آگی بڑہی جو جاتی ہو کیون کون ہی یہان
جو بات ہم کو کہنی ہو تم سی نہین سہی

سنتو دوستی جو تمہین ہی ہر ایک سے
اچھا تو کیا مضایقہ انشا سے کیون سے

بندگی ہم نے تو جی سے اپنی ٹھانی آپ کی
شاہد و پیر و خیر آگئے قدردانی آپ کی
تھی جو وہ لاہی کی ٹوپی زعفرانی آپ کی
سو ہماری پاس ہے اب تک نشانی آپ کی
دست ہم کچھ بیٹھنا بس جا و اپنی اون کی پاس
کیون نہین جاتی وہ اب تک بدگمانی آپ کی
کیا کہون ماری خوشی کے حال میرا کیا ہوا
آمد آمد جو ہوئی کل ناگہانے آپ کی
ہی کسی سے آج وعدہ کچھ ابھی جاتے نہین
یہہ وہی ہے مستی کی ہو ہو ہر جوانی آپ کی
ہم تھی سوراتین جگا یہین تب ہوا یہہ اتفاق
سو اسی ڈہکو دہری تھی پسندانی آپ کی
میری حق مین اب جو یہہ ارشاد فرمایا کہ ہے
ق جو سب بیان مشوش خاطر جانفشانی آپ کی
ایک مین ہی ہون بچھاون یا لپٹون کیا کرون
ق ہر کوئی بھیکی ایسی سو کبھی مہربانی آپ کی
کیون نہ عشق اللہ یون حضرت دل آپ کو
شیوون تی ہی اپنی آن بانی آپ کی
دیدہ گرد الابس اوسنے عالم لا ہوت سے
جیسے لگدہی نبک کی حسانی جانی آپ کی
اپنی آنکھون مین پہری پہرتی ہی اب تک وہ شبیہ
عرش پیدا تا ہی جو صورت دکھانی آپ کی
اے جنون اوستاد بس ہم ہو تک کر آپ سے
ہان خلیفہ ہم بھی کیون پہلو نہ آپ سے
صدقہ صدقے کیون نہ ہو یارو بھلا غش کیا کرین
دیکھ گدرائی ہوئی اوٹھتی جوانی آپ کی
سبزہ آغاز ہی سو یہہ کچھ قیامت سادگی
پھر سہرا اوس بات پر گردن ہلانی آپ کی
اپنی آنکھون مین تراوٹ آگئی یکبار گے
دیکھ کر یہہ نیلی پوشاک دھانی آپ کی

کیون نہ لڑکی سب کہین ہوا ہمین ای شیخ جیو ۔ ق ۔ ہے جھوجی کی سی صورت یہہ ڈرانی آپ کی
گول پگڑی نیلی لنگی موچھہ منڈی تنکہ ریش ۔ پیر وہ رومال اور وہ اخ تہو ناسدانی آپ کی

دو گلابی لا کی ساقی نے کہا انشا کو رات
زعفرانی سیر اچھہ ار غوانی آپ کے

زلف پیچان نی تری کہو دی یہہ رونق سانپ کی ۔ مرہٹون نی توڑ ڈالی اپنے بیرق سانپ کی
بال اوس زلف پہ یہ کی گری یون وقت قطع ۔ تیغ سے اوڑ جاوی جون گردن معلق سانپ کی
پیچ سنبچکی تری حقہ پہ بولی ہین سپہی ۔ گر سنے کوئی عجوبہ ہی یہہ حق حق سانپ کی
مار آتشبار اپنا وہ دل ہے جسکے ساتھہ ۔ لہرسے ایک جاوی ہے تا چرخ ازرق سانپ کی
جا چہ سیماب پر سنے بجاسے جو گیا ۔ نکلے جو صورت پکڑ کر موج زیبق سانپ کی
می کشون کو مار دوزخ سی ڈرامت واعظا ۔ خود تری شمامہ کی صورت سے جلتق سانپ کی
مدرسہ مین اہل صرف اس نحو سی کہتی تہی کل ۔ زہی و لام وفی سی ہی ترکیب مشتق سانپ کی
پیچ مین موذی سکے مت آ ایک فرا یچ کہیل ۔ ق ۔ آشنائی پر سمجا ای مرد احمق سانپ کی
دب گئی چوٹی جو اوسکے سیری بازو کی تلے ۔ چلبلاہٹ سی ہین یا کر زیر مرفق سانپ کی
اسقدر اوچہالا کہ وہ کافر بہی گھبرا کر وہین ۔ بول اوٹھا کنڈلی سی سمجہ یہان تہی تو الحق سانپ کی

اوسکی کاکل کے تصور نے مدد کے وقت فکر
ورنہ انشا یہ غزل تہی سخت مطلق سانپ کے

لب پہ آئی ہوتی یہہ جان پہرے ۔ یار گر اسطرف کو آن پہرے
چین کیا ہو ہمین جب اٹھہ پہر ۔ اپنے آنکھون مین وہ جوان پہرے
خون عاشق چٹا کہ ہے لازم ۔ تیرے تلوار پر یہہ سان پہرے
ساقیا آج جام صہبا پر ۔ کیون نہ لہراتی اپنی جان پہرے
ہچکیان لی ہے اسطرح بجسے ۔ ق ۔ جسطرح گنگ مین نان پہرے
یا تو وہ عہد ستی کہ ہم ہرگز ۔ نہ پہرین گے اگر جہان پہرے
لے اب روکے ہو معاذ اللہ ۔ آپ سے شخص کے زبان پہرے

روٹھہ کر اوٹھہ چلی تھے انشا سے
بارے پھر ہوکے مہربان پھرے

وہ گھڑی دلسی کہا مینے کہ کیا ارشاد ہی
سن کے بولی اب ہوا کہا بات تیری یاد ہی

آج تو گھڑی نہ بد تو تمکو میری ہے قسم
آپکا میاں کچیلا پن بہی کچھہ بیداد ہی

جام پر انگلی نچائی مین تو ساقی نے کہا
خود فراموشی سے اپنے یاد آ گئے یاد سے

مین جو ایک کمخواب کی لایا تہا ٹوپی بولی آپ
تجھسے کیا لیجے اری تیری بہی کچھہ بنیاد ہی

خاک پر مت پھینک اری ساقی یہ درد تہ نشین
چاٹ جاوینگے حریف اسکو یہہ مے کی گاد ہی

خال پشت چشم پر اپنے وہ طفل انگشت رکھہ
پوچھی ہے آخون جی یہ صاد ہے یا ضاد ہی

ہادی اہل مشرب و ملت سی کچھہ مت پوچھئے
قید سی دو نوجہان کے یہہ فقیر آزاد ہے

مغبچہ کو دیکھہ کر کہنے لگا ایک رند مست
الحذر اس سے کہ یہ شیطان کے اولاد ہی

قتل عالم کر چکا غمزہ تو فرمانے لگے
کیا کیا تو نے اری اہی خانمان برباد ہی

وہ نہتے رات کی دکھلا مجھی تو ہو کہان
صبح وہ بولے اری تو بہی بڑا جلاد ہی

سنکے یہ اشعار میری کہتے ہین یہ اہل رشک
کوئی اسکا کیا کرے یہہ تو خدا کے داد ہی

مین کہی دیتا ہون انشا سی ذرا بچ کھیلیو
وہ بلا ہے قہر ہے آفت ہی ایک استاد ہی

کیا چھیڑ ہے کہ پہلے دل صاف توڑ بیٹھی
پھر آپ ہو مودب ہاتھون کو جوڑ بیٹھے

آواز سن ہماری گھر سے جو تم نہ نکلے
دروازے سے تمہارے ہم سر کو پھوڑ بیٹھے

رہ جای آبرو کیا اے ابر بار تیرے
کوئی بھلا جو عاشق دامن نچوڑ بیٹھے

کی مینے شب جو سہوا تعریف چاندنی کے
میری طرف سی اپنی وہ موہنہ کو موڑ بیٹھے

آزادگی خوش آئی انشا کو جب سے یارو
وہ سبکو چھوڑ بیٹھا سب اوسکو چھوڑ بیٹھے

دن ہجر کے اب اپنی تو طاقت نہین بھرنے
کہتے ہے کہ مین یہہ تو مصیبت نہین بھرنے

درد کو فسا دن ہے کہ تری حسن کے آگے
اب آئینہ نور کے حیرت نہین بھرنے

وعدہ تو کیا تہے اجی مہر و وفا کا
پر وہ لگے طپش اسکے شہادت نہین بہرتے

ناخوش کوئی ہوتے ہین ہم اوس آئینہ رو سے
تا خوب ہے اس دلمین کدورت نہین بہرتی

ساقی نہو جب تک کہ فزائندۂ رونق
ای بادہ کشان مجلس عشرت نہین بہرتی

مجنون تو چلا نجد کو اور حیف کہ لیلے
ایک سانس بہی ٹہنڈی دم رخصت نہین بہرتی

جب تک نہ غلامان علی کا ہو گذارا
رضوان پکارتی ہے کہ جنت نہین بہرتے

دو بوسہ نہ راضی نہوا مین تو وہ بولی
تیری تو کسی طرح سے نیت نہین بہرتے

اس تازہ زمین مین دم استادی اب انشا
اللہ کسی شخص کے ہمت نہین بہرتے

تر و تازہ دیکھہ کی آپ کو یہ گلو نہ اوس سے بگڑ گئی
کہ نہ بجتی آج تو مجھسے بہی وہ چمن سی بلبل اوجڑ گئی

نظر اپنی اوس سے جو لڑ گئی تو وہ چتون آنکہون گڑ گئی
تری دلمین ایسی ہے اڑ گئی کہ جو بات تہی سو بگڑ گئی

دم صبح سیر چمن مین جا جو صبا نے نام لیا ترا
تو بہار بہیس مین گل کے آ وہین کان اپنی پکڑ گئی

چلی آہ اگلے دنون کی قافلے رہے اب جنون کے ہم ارکی
پڑی اپنے پاؤن مین آبلے تو بہلا ہوا کہ رگڑ گئی

جو کہا کہ مرتی ہین عشق مین ہم تو وہ بولی ایسی طرح صنم
کہ نہ جہوٹ بول نہ کہا قسم تری سانس کب یہ اوکہڑ گئی

گئی ہم جو اونکی گلی لپٹ تو جہٹ کی سینہ سے بولی جہٹ
کرون صدقے ایسی جہٹ کو ہٹ مری چہاتی جس سے اودہڑ گئی

سیہی رات تو پڑی ناک جو سو تو یہہ بولی جو ناک کے دو
کرون صدقے ایسی مین تکیہ کو مری گردن اس سے اکڑ گئی

یہ جو شب کو پہرتی ہو چور سی کوئی انشا تم بہی [illegible]
ابہی اوس گلی مین جو شور ہو تو یہ جانئے کہ پکڑ گئی

اگر یہہ تو سبب نہین ملتا کہ اوس رخسار کو ملتے
تو کیا کیجے کف افسوس ہی ناچار کو ملتے

بہانہ بندہ کا مت کیجی جناب بس چلا بندہ
جہما ہی سے نہ اپنی نرگس سرشار کو ملتے

گری افتادہ ای راز عشق تو جہپٹ پٹ لگا و اکر
ابہی تلون تلے اس دیدۂ خونبار کو ملتے

ہمین جب دیکھہ کچہہ وہ بڑ بڑ اتا ہی تو کہتی ہین
جو ہاتہ آوی تو کیا اوس لعل خوش گفتار کو ملتے

شب اوسکے جو گلی کا ہار تہا گر ہاتہ آجا وکر
تو کس حسرت سے چہاتی سے اجی اس ہار کو ملتے

اگر وہ سونپ دی اپنی دوپٹہ کا اوڑہنا تو
مزہ سی چپکے چپکے کیا کف دلدار کو ملتے

نہ میری سامنی خم ٹھوک وہ جس گھیر گر تو ہے | کہ یہاں ڈھی پڑ رہی تو جہاتی تلی وہ جار کو سٹے
چٹے گا وہ وہ منہ سے ایک چلو بھر نکل آتے | ابھی جو تک بھی تیری نعل شکر بار کو سٹے

بس اب اے حضرت عشق آپ دست ظلم سے ہی
نہ ساری رات انشا کی دل بیمار کو سٹے

غیر کے لی جو ران مین چٹکے | تمنے لی میری جان مین چٹکے
گالیان سنکے جیمین آتا ہے | لیجی تیرے زبان مین چٹکے
جس جگہہ لینے سے تو چونک پڑے | لیجئے ایسے مکان مین چٹکے
بات سن کہکے اوسکے اٹکہیلے | لیتے ہی گل کی کان مین چٹکے

لے نہ اسے عشق ہر دم انشا کے
اس دل ناتوان مین چٹکے +

گلی سے تیری جو ٹک ہو کے آدمی نکلے | تو اوسکی سایہ سے جھٹ بنکر ایک پری نکلے
خیال مین تری جیرکی مرگیا ہو جو شخص | تو اوسکے خاک سے شیشہ کی آرسی نکلے
بعید شان سے عاشق کی آہ بہر ذستہے | ولی وہ کیا کرے جب اوسکی جان بہر نکلے
کسیکے ہوش کو کہہ دو اگر چلا چاہے | تو اپنی گہر سے کمر باندہ کر ابھی نکلے
نشان آہ لئے جہانو جہانو تا رونکے | چلیگی فوج سرشک آج چاندنی نکلی
کبھی طبیعت کج فہم سے ہو تب منفک | کسی دو واسے دم سنگ کی کرنجی نکلے

ہزار شکر کہ انشا کسیکی محفل مین +
خفا سے آئی تھی پر یہہ ہنسی خوشی نکلے

اونکی دو جیسے کبوتر کے جو جوڑی ار گئے | تو یہہ بولے کیا کیا ہی ہے نگوڑے اوڑ گئے
نیلی ڈوری تو بہی ڈال اپنے دو نو پانو کے | کیا بلا موٹے کڑی سونیکی توڑ ہی اوڑ گئے
یہہ بگولا وادی مجنونسی آیا تھا مگر | جون خس و خاشاک جس سے جی کے روے اوڑ گئے
پاپیادہ کب سواروں ساتھ پہنچیگا دلا | باتین کرتے تھے ہوا سے اونکی گھوڑے اوڑ گئے
کوئی اتنا بھی نہین پہنچے کہی جو آپ پر | کیون مقطع شیخ جی کیا سب ہنسوڑے اوڑ گئے

موشہ بنا ہی آج کیوں جیبی ہو لڑکو صم و بکم
کیا اڑانے کو جو بہرے سے لعل چھوڑے اور گئے

اپنے ہاتھوں سے چہرا منہدی جو مل دی اون رات
تو میری سینہ کی انشا سب دوڑی اور گئے

ساقیا آہی ہیں بادل یہ بڑی پانے کے
جلا بجہر می سے جو خالے ہیں گھڑی پانیکے

نام اشکوں کا مرے لی جو کہیں سیل ہو بند
کہ تنہائی کو یہہ طوفان ہیں اڑے پانیکے

غور کر دیکھو تو شبنم کو بروے سبزہ
کسنے موتی یہ بنا او سیپہ جڑی پانیکے

شعلہ خو کوں نہایا کہ نظر آئے حباب
کہیں پھپولے سی وہ چہاتی پہ پڑی پانیکے

غش ہوا دیکھ کے میں تجھکو کل ایسا ہی کہ بس
چھینٹے لوگوں نے مری موہنہ پہ جڑی پانیکے

ہم کو لی کائی بہرے پانیے کرتے ہیں وضو
شیخ گاہک ہو تمہیں ایسے سڑی پانیکے

چھٹتے ہی بانو نے تیر سے نہ سے دریا میں
ایسے مشتاق ہیں گویا کہ کرے پانیکے

ہای کس ڈول سے اف اوسنے نہانی میں کیا
کہیں لنگر وہ جو بلوسے میں گرے پانیکے

صبح کس رو یہی لی اوسنی بہر یہ انشا
کچھ ور ختوں نہیں سے قطرہ جو جہڑے پانیکے

کب تک کری دو داد کا تاثیر کے بھرتے
ہی سب برابر میں جو کیسر کے بھرتے

روتی ترے دیوانے تو سن نعرہ ہو حق
ہر ایک کری خانۂ زنجیر کی بھرتے

چڑہ بیٹھے دل پر جو کسی سوختہ جان کے
تو راکھ میں دہار آپ کے شمشیر کی بھرتے

خاک قدم خضر نہوں رکھتے تو الفت
مشکیں وہ کئے آج تک اکسیر کے بھرتے

نقاش خیال اپنے مرقع میں سے جا
اوس شاہد اصلی کی تصاویر کے بھرتے

تو ہوں میں مری گو ترا پیکان تو دو با
پر کاشکے پر تیر سے ہی کچھ تیر کے بھرتے

وحشت جو ہوئی معتقد انشا کی تو ہرگز
چپکے نہیں مجنوں نے بڑی پیر کے بھرتے

کیوں دما اپنی ہو باب ظفر کے کنجی
[illegible]

عرش کے کیوں نہ ہوا اثر آہ سی [illegible]
[illegible]

قفل دریا ہی فلک کھولنے کو جھکو دے — عشق نے حضرت جبریل کے پر کی کنجی
قفل دروازہ پر اپنے تو نہ بھول ای عیار — ہی مری جیب مین زنبیل عمر کی کنجی
یہ بھی قسمت نہ کھلا قفل درا ور بہتر سے — اوس نے شب دیر تلک زیر و زبر کی کنجی
مونہہ لگاتی ہے کھلا قفل دربستۂ دل — تھی زبان تیری بھی کچھ زور ہنر کی کنجی
بند شلوار بھی ایک قہر تھا تیرا تسیر + — آپ ہی چہوٹی سے لٹکتی ہوئی زر کی کنجی
طول سے اشک کی کیون یہ نہ جلین لخت جگر — قصر یاقوت کو لازم ہے گہر کے کنجی +
قفل ابجد ہے تری شیش محل مین جو لگا + — اوسکو درکار ہے بس مد نظر کی کنجی
کیون نہ ہر مصرع پر درد و لادے کہ شرار — اوس سے گرتے ہین سو گویا کہ ہین زر کی کنجی
کج ددا کج جو بہم حرفون مین گندہ آتی ہین — بنتے ہین قفل در دیدۂ تر کے کنجی

کھول انشا کے لیئے قفل دربستہ طیش
یا علی ہاتھ مین لے تیغ دوسر کے کنجی

واقف جو ہم نہین ہین اس بزم مین کسی سے — ہین کیا غریب بیٹھی چپ چاپ اجنبی سے
کہتی ہو نیند آئی ہان کیون نہ سو تی دون گا — ہا گرم ایلو ایسی کیا خوب جی ابھی سے
مشکل کشا علی کے سوگند کھا نہ جھوٹے — واقف تو کیا ہے حضرت مشکل کشا علی سے
ق
کیا مونہہ بنا ہے ہو اللہ ری رکاوٹ — گویا کہ آشنائی کا ہے نہ تھی ہنسی سے
لو ہاتھ جوڑتا ہون بس کیجیے جرم بخشئے — تقصیر ہی تو یعنی ہوتی ہے آدمی سے
دلکی بھڑک نے مجھکو گھبرا دیا عزیزو — اسکو نکال ڈالو ایک تیز سے چھری سے
کیونکر جھڑین نہ موتی دامن سے بادلون کے — باندھا نہین ہے محکم بجلی کے ادھر ہنسی سے
بجھہ بن ہو کسکو داشد اس باغ او جڑ گئی ہین — ہین سب درخت لپٹے گوتاش اور زری سے
ق
یون آہ سے ہوئی بیان دلکی طپش کے حالت — جیسے کوئی اوڑا دے بارود جا لگی سے
ای اوسکی صدقہ جاؤن جسنے یہ مجھکو لکھا — جی لوٹتا ہے پر ہین مجبور بے بسی سے

تو زور کچھ ہے انشا اللہ تجھکو رکھے
مسرور شاد و خورم ہر دم ہنسی خوشی سے

کیا قہر آگیا گر اوسے دفا کہا تو   ڈر کتے ہین آپ احمق کیون حرف واہی سے
کیا قحط خوبرویان عالم مین پڑگیا ہے   گھٹہ جاوینگے ابہی جسم ایک اور ہی برسے
حالت ہی اور ہی کچہہ یار ہی مزہی کی ہمدم   ڈہکانا ہای اپنی موہنہ کے مجہی ڈولے سے
مہندی کی ٹٹیون کی ہے آڑ سخت بیلے   اور غنچون ٹپک رہا ہے لالہ کے ہر کلی سے
اوس بات کے لئے ہین چینپا کے جہاڑ خاصے   ستہری مزہی مزہی کی پاکیزہ اچہے جی سے
پہولونکی سیج پر تو وہان چاندنی مین سویا   اور رات بہنے کالی یہان سخت بکلی سے

کیا دخل اور ڈہب سے دیکھے جو تجہکو انشا
مت رکہہ گمان فاسد اوس مرد متقی سے

اف اس طپش سے بن منہہ تن کب تلک پسیجی   اے کاش ابر آوی یارب فلک پسیجے
توچشم گریہ اوس سے ای دود آہ مت رکہہ   کیا دخل ہے کہین جو اوسکے پلک پسیجے
ای چشم کر تصدق دریای اشک حسرت   تا دیکہہ کر دل اوسکا اونکی ڈلک پسیجی
جاڑہی مین ہم اکیلے کیا ہے سکڑ رہی تہے   پہر دیکہی اوس پری کی جہین جہلک پسیجی

پہر واز کرسکے کیا کوئی حضور انشا
گر اوس سے اوڑ بیٹہے تو بال تلک پسیجی

مجنون پہونچ شتاب کہ آفت مین قوم ہے   لیلے کو آج کہتے ہین جمعہ کا یوم ہے
صدقے تمہاری ای رمضان المبارک آہ   کہتے تہے وہ بہی کل کہ مجہے آج صوم ہے
ہمخوابہ کیون نہ شیخ جی کے اونگتے رہے   جو آج ہوت نوم ہے بیساخت نوم ہے
آئنا وہ ہین جو تازہ ولایت سورات کو   مطرب کو ڈوم کہتے ہین بولے کہ ددم ہے

انشا جو گا رہی ہین ملامت گران سو واہ
ہم لوم اوسکو سمجہی تہے سو وہ تو لوم ہے

لی تشہ مین تجہے جب یون قدح بنگ اوڑی   تو نہ کیون سبز پری بنکے مرا رنگ اوڑی
نامہ شوق کی پہونچانیکو چاہے ہے کہ یہہ   بن کے ایک شکل کبوتر نفس تنگ اوڑی ۱۰
اپنی کوٹہی پہ یہی شب کو کہون ہون الکاش   یون مری نیند اوڑی و نکو ترا جہنگ اوڑی

پینے کل نعرہ ہو باغ میں ایسا ہی کیا
کہ نہیب اوس کے سبھی مرغ خوش آہنگ اوڑے

ساقیا بنگ میں افیون ملا او سمین شراب
تا کہ نشہ کا میری نیلہ سر خنگ اوڑے

لیگئے مجھکو جہاں عرش نما ای جبریل
حضرت خضر کے وہان ہوش ہو جیسے پتنگ اوڑے

گرد کو میری نہ پہونچی کبھی حاسد ہر چند
چوکے جی پال جنہی سینکڑوں فرسنگ اوڑے

ٹھاٹھ اور دو ہیں نالہ میں بھیرون لین مطرب
ابھی گر شنکہ ہو قانون و نی و چنگ اوڑے

کیون باجی جو مخدوم جہان گشت نمط +
تو کبھی سنگ پہ بیٹھا ہون تو وہ سنگ اوڑے

گرچہ وہ پاری کا گنگا تو نہاتا جوگی جی رات
پہ ٹک ایک سادھ کے دم ہم بھی لب گنگا اوڑے

اوڑ گئی دور ہو چیل کہ سکے مجھے بول اوٹھی
نہ رہی تو تو نہ اوڑ جی پریزاد کو ہنگ اوڑے

طرز ناہید انشا جو اوڑائی تو وہیں
طائر سدرہ بہم کرتے ہوئی جنگ اوڑے

دل خون جگر میرا ہاتھوں سے حنا سمجھے
ہیں اور تو کیا کوسوں برہم سے خدا سمجھے

سمجھانیگے جو باتیں لین بیٹھے ولا جسے
ای عقل کی دشمن سو تیر سے بلا سمجھے

دلمیں مرے چھلکے ایسی ہی کہ وردا وٹھا
معقول جو خوش لے واہ آپ اسکو ادا سمجھے

ای بو لہب نخوت سیاہ ہے ہاں اگر سچ ہے
تو آج سے صاحب کو ہم اپنا چچا سمجھے

صاحب فی نہ کی باری وحشت سی پریکے سی تو
ای شیخ جنون تمکو ہم خواجہ سرا سمجھے

ہنگامہ محشر بھی گر سامنے آیا تو
اوسکو بھی تماشائی ایک سانگ بنا سمجھے

وہ وحشت محبت ہیں رکھی قدم ای انشا
سر اپنے کو آگے ہے جو تن سے جدا سمجھے

پردے وہ جو ٹک ہو خفا رک گئے
تو چلتے ہے شہزدے ہوا رک گئے

کسیکو جو یاد آئے جوری تو رات
وہ دیکھ اپنے دزد حنا رک گئے

بھرے سانس ٹھنڈی یہ کس شخص نے
کہ برق اوس سے کرنے کو تا رک گئے

تجلے جو وہ طور سینا پہ تھے +
سو موسی کا لیکر عصا رک گئے

نسیم سحر تھی جو پہلے ہوئے
سمٹ کر وہ سب جا بجا رک گئے

تری وصف کا کل مین انشا کی رات
وہ چہیڑے کہ باد صبا رک گئے

کیون نہ وہ پردہ نشین پہر تجہے سمرن مارے
مین نے تہی بہول لئی جانب چلون مارے

یہ غضب ہے نہ بہلا ہے کہی جب کچہہ بات
آنکہہ تب غیر سے تو اوسی بت پُرفن مارے

اسکو غمی کچہہ تو لگاوٹ کی ہی ٹہیری ای کاش
وہ مری موںہہ پہ اگر گوشۂ دامن مارے

آتش طور کے گل وہمن مین سے نعرۂ گرم
بیٹہکے کر موںہہ طرف وادیِ ایمن مارے

شیر کے کہال بچہا اور ملے تن سے بہبوت
ق گاہ جوگے کے طرح رہتے ہین آسن مارے

حبس دم کرکے کبہی ہوتی ہین اونچی تو بس
چرخ چارم پہ بیٹہے جاتے ہین آسن مارے

حال اونکا تری فرقت مین یہہ پہونچا ہے آہ
دست و پا جیسے کہ کوئی دم مردن مارے

چہیڑ تو دیکہو مسی مانگی اوس سے تو وہ شوخ
تاک کر شوخی شیوہ میرے گل سوسن مارے

فضل حیدر سے جہاں ہوئین وہ روئین تن
کہ کبہی کہینچ کے گر تیغ بہی دشمن مارے

تو مجہی کچہہ نہ ہو معلوم مگر اتنا ہو
چہڑی پہولونکی کوئی جیسے کہ سمدھین مارے

جسنے گل پہیری تسلی کو یہہ کہلا بہیجا
ق کیون نہ اوس شوخ کا پہر مجہکو لڑا کپن مارے

یعنی خط لکہون تو آپاکسے آتو سہی وہ وہ
چٹکے موںہہ پر مرے جہنجہٹے دو بد ظن ماری

اور جہانکو تو کہے دیدہ ہوائی ہو ترا
طعنہ اوس ڈول سے پہر دیدۂ روزن مارے

تیری گرونکی جو ڈوریکو اڑا جاے تو پہر
چشم خورشید مین جیسے وہین سوزن مارے

نہ فقط کعبہ مین زہاد کئے اوسنے قتل
سیکڑون ہی بہی تو لاکہون ہین برہمن مارے

یہ جو بوڑہا سا ہے دربان تمہارا اکاش
کوئی چور آوے اور اوسکی کوئی گردن مارے

کل لا یلاف قریش وہ لگا کرنے دم
پڑہ کئی بار جو مین جانب روزن مارے

رشک کی جا ہے خوشا حال رہ افتادۂ عشق
جسکو اوس شوخ کے توسن کے وہ روندن مارے

نیلے نیلے تری موںہونکو کوئی چہوڑی ہے
وہ جو دندان مسیح بر سر آہن ماری

کہو یہ تبدیل قوافی غزل انشا ایک اور
چہچہے سنکے جسے بلبل گلشن مارے

جیسے ایک لونگ وہ بیڑہ کرپت کا ہمن مارے
بہوت ہو رات سے لگے جن ہوا وسی چمن ماری

مین تو چھیڑا نہ چھوا ہاتھ لگایا بھی نہیں
تو بہ و ہاڑ آپ مچاتے ہین عبث بن ماری

پانزدہ سالگی ایک آفت جان ہے ظالم
جان عاشق سے بھلا کیون نہ تراسن ماری

اسقدر ہٹ نکر ای طفل سرشک او بد بخت
پاون شوخی مین نہ دہر ہٹ تجھی ڈاین ماری

مفلسا بیگ جو عاشق ہین کہان پاوین زر
زر ہو اوس پاس جو بیاری کے رسیاین ماری

اور بھی قافیون مین پڑہ غزل انشا وہ پرے
جسکے بس پڑھتے ہی چنگھاڑ بڑا جن ماری

کیون نہ پھر اوسکے لگاوٹ کی مجھی دہن مارے
بس پہ مین ایک ڈلی پھیکون وہ سو بن مارے

پھر آوی نہ بھلا ہووی جو پی پردہ وہ شوخ
جسکی چلون ہوسے پازیب کی چھن چھن مارے

پھول بکھرا دی گجرے کی جو شب بنی توڑ
تو وہ سب اوسنے میری سینہ پہ چن چن مارے

پھر کہا غصہ ہو گیا اور تو کو سون پہ تجھے
یہی اللہ کری ہے جو ترا گن مارے

سیر کیا خاک نظر آوے جب اوس بن اپنے
تیر سا آنکھون مین ہر غنچہ گلبن مارے

کاش اس تاش کے دمیان کی بدلی انشا
وہ پھر آکر مجھی ایک سنگ فلاخن مارے

دیکھ اوسکے پری خاتم یاقوت مین لب لگے
ہاروت فی سے دیدۂ ماروت مین آنکلے

علتی ہے مصلے کی تشہد مین سو اسحق
ہے وہ دہن عابد طاغوت مین آنکلے

گہستی ہے مری آہ فلک مین تو کہون ہون
یون ڈالتی ہین سینے مسکوت مین آنکلے

آتو وہ ہوتی نور سے جسوقت کہ ڈوبے
جراح کے خون دل مبہوت مین آنکلے

کشتۂ فی تری تہی جو شہادت کی اوٹھائی
سو وون ہی کھڑی رہ گئی تابوت مین آنکلے

ہے یون تری خنجر پہ جبلی جیسے کہ تر ہو
واودے کے خون سر جالوت مین آنکلے

ناسوت کے عالم مین پی سیر ہم انشا
کرتے ہین تنگاف در لاہوت مین آنکلے

تب سے عاشق ہیں ہم ای طفل پریوش تیرے
جب سے مکتب میں تو کہتا تھا الف بی تی سے

یاد آتا ہے وہ حرفوں کا اوٹھانا اب تک
جیم کے پیٹ میں ایک نکتہ ہے اور خالی سے

حی کی پر شکل جو اصل کے سی آتی ہے نظر
نکتہ اوسپر جو لگا تھی ہو ہا واہ بے سے

دال بھی چھوٹی بہن اوسکی ہے جوں آتو جے
ایک پر کالا سا بیٹا بھی ہے گھر میں اوسکے

ری بھی خالی ہے اور زی پہ ہے وہ نکتہ ایک
کہ مشابہ ہے جو تل سے مری رخساری کے

سین خالی ہے بڑی شین پہ ہیں نکتہ تین
صاد اور ضاد میں بس فرق ہے ایک نکتہ سے

طوی بن طرہ ہے اور ظوی پہ ایک نکتہ پھر
عین بے عیب ہے اور کانی میاں غین ہوے

فی پہ ایک نکتہ ہے اور قاف پہ ہیں نکتہ دو
کاف بھی خالی ہے اور لام بھی خالی یہ سے

میم بھی یوں ہی ہے اور نون کے اندر نکتہ
مفلسا بیگ ہی یہ واو بھی اور چھوٹی ہے

کیا غضب ہے یہ ہی ہے ہی نہیں سے نکلے
آگے چھٹی دو ایلو لام الف ہمزہ سے ہے

گالیاں تیری ہی سنتا ہی اب انشا ورنہ
کسکی طاقت ہے الف سے جو کہی اوسکو بے

پھبتی تری گھڑی پہ مجھے حور کی سوجھی
لا ہاتھ اودھر دی کہ بہت دور سے سوجھی

تک دیکھئے گا جبہ و عمامہ زرا ہا
ہی اسپہ مجھی بلغم یا عور سے سوجھے

کیوں میں دل پہ آبلہ پر تاک نہ باندھوں
ہے اسپہ مجھی خوشۂ انگور سے سوجھے

ہی شیخ سیہ چہرہ جو مجلس میں پھد کتا
یارو نکو یہاں روہی کی لنگور سے سوجھے

واعظ جو پڑھا جن سے منبر سے نہایت
اوس پر مجھی شیطان کی ہے پور سے سوجھے

ہاتھ اپنی سے جب چھٹ گئی اوس ٹنڈی چھلی
تب اوسکی تڑپنے پہ سقنقور سے سوجھے

ہاں اسے شفق صبح تری دیکھہ کی رنگت
شنجرف کی سوجھی مجھے کافور سے سوجھے

جب پھول جھڑی لور کے اس آہ سے میری
اوسپر مجھے انشا شجر طور سے سوجھے

غنچۂ گل کے صبا گود میں بھری جاتی ہے
ایک پری آتی ہے اور ایک پری جاتی ہے

کرنے دو چار قدم لالۂ خود رو کے بہار
ورنہ یہ کوہ سے ای کبک دری جاتی ہے

سونگھ تو دیکھو تری چوٹی کی جو بادِ صبا باس — نکہتِ گل پڑی کا سینہ ہی اُڑی جاتی ہے
پہونچی ہی پڑتی ہو اس گل تلک انشا کیا ظلم — تو بلبل اس رشکِ تمنا مین مری جاتی ہے

ہان مگر بھیس مین بالون کے محل تک اوسکے
کبھی جاتی ہے تو بادِ سحری جاتی ہے

زمین سی اوٹھی ہے یا چرخ پر سی اوتری ہے — یہہ آگ عشق کے یارب کدھر سے اوتری ہے
اوترتی نجد مین کب تھی سوار سے لیلے — تک آ قیس کے جذبِ اثر سے اوتری ہے
نہین نسیم بہاری یہ ہے پری کو سے — اوڑن کھٹولی کو ٹھیرا جو در سے اوتری ہے
نہ جان اسکو شبِ مہ یہہ چاند نے خاتم — کمندِ نور پہ اوجِ قمر سے اوتری ہے
چلو نہ دیکھین تو کہتے ہین دشتِ وحشت مین — جنون کی فوج بڑی کرّ و فر سے اوتری ہے
نہین یہ عشق تجلی ہے حق تعالے کے — جو راہ زینۂ بامِ نظر سے اوتری ہے

لباس آہ مین لکھنے کی واسطے انشا
قلم دوات جیسے عرش پر سے اوتری ہے

یون چلی مژگان سی اشکِ خونفشان کی مینہ سی — جیسے بھڑ اپچ چلے بادل بیابان سے کے مینہ سے
عاشقون کی باغِ دل مین شور شین نالونکی ہین — مجتمع اس جا یہ ہے آہ و فغان کی مینہ سے
تختِ دل مسعود عاری نیلے گھوڑے داغ ہی — جلوۂ انوار سے کروبیان سے کے مینہ سے
عاقبت ہر چیز کو ملنا ہے اپنے کل کے ساتھ — پھر وہین جاویگی آخر ہے جہان کے مینہ سے
دم بلا را پہونچی گگنا و ایہ ہو حضرت جنون — کانپ اوٹھی جھکے آتی ہے جہان کے مینہ سے
ای سکن پور کے تمنا زور ہے کچھ شان ہے — کھیلے ہے دھمال تیری عاشقون کی مینہ سے
ہان بدیع الدین الفت آتی ہین حضرت مسیح — دیکھنے کو آپ کے دیوانگان کی مینہ سے

رستمانہ دیکھہ انشا کو قشون شاہ مین
لوگ کہتے ہین کہ آئی سیستان کی مینہ سے

بکھری کسی سے جاوے نسیم اور صبا بند ہے — سو لاکر سے کچھہ اپنے ہی اٹھو ہوا بند ہے
عاشق کی بیغ بند مین باندھا ہے اوسنے یون — تہ ہو کے دستِ ثقلین جیسے قبا بند ہے

یون دود آہ کا مری گنبد بنا ہی یہان
چھت جیسے ابر تیرہ کی تحت السما بند ہے
تک عالم ای جنون تو دکھا وہ کہ جس سے صاف
لاہوت کا سمان مری آنکھون مین ابند ہے
سر ناگہلا کی آنکھون مین نکلا نہ کیجئے +
ایسا نہو کہ آپ ہی کچھ تو تیا بند ہے
قدرت خدا کے دیکھو کہ چوری تو ہم کرین
اور اوسے الٹے دستگیر ہو دزد حنا بند ہے
الجھیڑی مین پھنسی تھے تری زلف کی سو وہ
اولٹی ٹنگے اسیر ہوئی بار ہا بند ہے

انشا صد آفرین تری ذہن سلیم کو
مضمون زیادہ اس سے بھلا اور کیا بند ہے

کاش ابر کری چادر مہتاب کے چوری
تا مجھسے بھی ہو جام مے ناب کی چوری
تک تکیہ پہ سر دھرکے رہا سو تو لگائی
صاحب نی ہمین مسند کمخواب کے چوری
سیماب کے آنسو وہ سدا روے الٰہی
کی جسنے ہو میرے دل بیتاب کے چوری
وہ عشق کہ بیچ آنکھونسے کاجل کو چرالے
کسطرح نہ عاشق کے کری خواب کی چوری
مجھکو سر بازار گھسٹوا کے نکالا +
کے اسنے ہی کچھ خانہ نواب کے چوری
جسنے کہ مری چہرہ سے آب آہ اوڑالے
ثابت ہوئی اوس پہ دُرِ نایاب کی چوری

شب سینہ جو دی داغ کی ایک چوری انشا
تو ہو گئی سب صبر کے اسباب کی چوری

اوٹھتے ہی اپنے دلسے کچھ ایسی ہے ہوک سی
پڑجاتی جسنے دشت مین ہی ایک کوک سے
تصویرین دیکھ بولی بدیع الجمال یون +
صورت کوئی نہین مری سیف الملوک سے
تقصیر ہو معاف بھلا کیا غضب ہوا
گر آدمی سے ہو گئی ایک ادک چوک سے
کالی بلا ہے کوئی نہین ہے شب فراق
صورت حرام رکھتے ہے ایک مادہ خوک سے

انشائی جو شفق کو سراہا تو بولے آپ
کمبخت کیا بلا ہے لہو کے ہلوک سے

ای چرخ نہ لکھ قیصر و خاقان پہ چھٹی +
کردی ہی تو مری شاہ خراسان پہ سپ چھٹی
ملکیت صحرا تو مجھے بخشے ہے ای عشق
لکھدے نہ تو پھر قیس سے دیوان پہ چھٹی

یہ خط نہیں ہے خواہش بوسہ نے لگا دی ... خوش ہو کے تری سیب زنخدان پہ چھٹے
تنخواہ مری آپ پہ کچھ حسن نے کے ہے ... سبزہ نہیں ہے روی درخشان پہ چھٹے
چیچک کے نہیں داغ یہ مہرین ہین یقیناً ... ہی سبزہ پہ کی یہے انسان پہ چھٹے
پروانہ پہ پروانہ ہے اور رقعے پہ شقہ ... فرمان پہ فرمان ہے فرمان پہ چھٹے
دل باو یون نی مانگی جو تنخواہ تو پھر برق ... کرنے لگے تیری لب خندان پہ چھٹے
یون تہ مین مری دلگی ہے ایک داغ کسیکا ... قیمت کی لگے جون ہو کسی تہان پہ چھٹے
لالہ مری دشمن ہین ابھی او پہ نہ سیجے ... کرنہ بچی کسی مرد مسلمان پہ چھٹے
حورین مجھے کیونکر نہ ملین حکم علیؑ سے ... جبریل نے کر دی مری رضوان پہ چھٹے

انشا کو معافی ہوئی ہے باغ جنان کے
حاضر ہے یہ ... شہ مردان پہ چھٹے

کسیکی پری کی ہنسی دل پر اپنی کچھہ ہنس جائے ... تو پھر یہہ ہنسی کہ دیوار قہقہہ بن جاوے
یہہ پانو خاک نے پہیلائے ہین کہ دست جنون ... قریب ہے کہ گریبان تا بدامن جائے
گری ہے آج تو مہتاب چاند سے چھن کر ... ہماری اور تمہاری بہے بات کچھہ بن جاوی
لپٹ نسیم گئی بو جو گل کے چہاتے سے ... الٰہی اپنا بھی روٹھا ہوا کہین من جاوی
کسیکو چاہتی ہین اب تو دل دھڑکتا ہے ... خدانخواستہ سرکار کا یہہ جوبن جائے
ہزار حیف کہ باغ و نین جل کے ابکی سال ... ہم نہ جھول سکین ہم تم اور ساون جائے
لگائے ماتھے پہ ایک داغ تازہ کائی کا ... گلی مین آہ کے زنار اشک کا بن جائے
بڑھے ہے یہ راہ مین سکلا سیر دیر و حرم لپتک ... کہ ہند و و حرم پیر ایک وہان جھکا ہی گردن جائے

تو سوی میکدہ یون جاوی خواہش انشا
کہ جاپ تاب کو جیسے کوئی برہمن جائے

یہ کس سے چاند نہین جسم ہزیر آسمان سے لٹے ... کہ باہم عرش پہ ماری خوشی کے قدسیان لپٹے
حدی خوان وادی مجنون مین ناقہ کو نہ لیجانا ... مبادا ایک بگولا سا بیابان سار بان سے لپٹے
ادب گر حضرت جبریل کا مانع نہو مجھکو ... تو مشتاق سدرہ سے میرے یہ آہ ناتوان سے لپٹے

سکندر و دارا کیا کرو ٹر دن اور بھی اون کے
پڑی ہیں گور کے تختے سے زیر خاکدان لپٹے

کسی ڈھب سے طبیعت سیر ہوتی ہی نہیں اونسے
ابھی والان سے لاہی نہر پر سائبان لپٹے

ہنسے بولی رہی مشغول اپنی جسطرح چاہا
اودھر لپٹے اودھر سوہی یہان چمٹے وہان لپٹے

ولیکن پاس کہتی ہے کہ ہونگی خدا کی باتین
تمہین کچھ خبر ہے صاحب بتا دو تو جہان لپٹے

کدھر لوٹے کدھر لوٹے ہنسے بولی کدھر جا کر
کہان لپٹے کہان سوئے کہان چمٹے کہان لپٹے

غزل مستی مین لکھہ ایک اور بھی انشا کہ تا پھر
بلائین آ کے ساقی سے سبھی پیر مغان لپٹے

کہا لیلی نے کچھ شعلے سی جو اسکو نہان لپٹے
یہ خود بھی اونکی سادگی ہے جہان لپٹے وہان لپٹے

ہمیشہ ورغلاتی جو کہ میرے یار کو مجھسے
الٰہی اوسکو کالا بھوت ہو سارا جہان لپٹے

کناری سرخ جوڑے مین تمہاری اس پھبن پر ہے
کہ دامان شفق مین جسطرح برق تپان لپٹے

اگر راتونکو آؤن تو مجھے سرکار کا گر ہے
ادھر سے آنکہ چمکی اودھر سے پاسبان لپٹے

کہان ہے سغر مین طاقت بجھیر و شیخ جیو صاحب
عبث تم مہار کر بیٹھے مجھے ای مہربان لپٹے

کرونگا آپ رکہا باد پیر مجلس تمہاری مین
گلے سے میری گر آکر وہ طفل دلستان لپٹے

پڑی ہے اس روش سے اب وہ منت مرغان اپنا
نہ جیسے چہچہو سے عندلیب گلستان لپٹے

اوسی چھٹی ولادت کے تم اوستادی اگر
کہان تک جیت سے مکتب کی بھلا اسکی [illegible] لپٹے

کوئی صورت ہو ایسی بھی کہ بس جزدان اطلس مین
کہین ای شیخ سعدی جی تمہاری بوستان لپٹے

بدل کر بحر کو انشا غزل طرحی کی بھی اب پڑھ
کہ اہل ذوق باہم جس لئے ہین خوشہ مان لپٹے

گلی سے تیرے کدھر کوئی اہل دل لپٹے
یہان تو آٹھ پہر رہتے ہین محمل سے لپٹے

اگرچہ ہم سے وہ سو بار متصل لپٹے
پر ایسے ڈھب سے نہ لپٹے کہ دل سے دل لپٹے

یہ چاہی رشک ہے اونکے گلے سی تل لپٹے
اور اپنے آنکھ کی پتلی سے خون دل لپٹے

ہوا فرشتون ملایک سے غلغلہ برپا
بہم جب آتش و آب و ہوا و گل لپٹے

نہ خوف تیشہ فرہاد ہو تو شیرین کو
یہہ دیو بنکے ہر ایک بیستونکے سل لپٹے

سنا نقسم کا کیا قصہ سنئے تو ہو سے لیے
کبھی ہوا ہے کہ خورشید ساتھ ظل لپٹے

یہ گرد باد بھی ایک شے ہیں جسکے دامن سے
بہت سی ہیں خس و خاشاک مضمحل لپٹے

کچھ اوسکی تم تو گلے یوں لپٹ گئے کل رات
کہ جیسے آگ سے خس ہوکے مشتعل لپٹے

کچھ اور ڈھب کے اب اشعار ایسی لکھ انشا
کہ جس سے طبع سخن سنج مستقل لپٹے

جنونکی دیو سے کیا خوج مضمحل لپٹے
جو ایسی سے کوئی لپٹے تو اہل دل لپٹے

کچھ ہیں سنیں جو کہانی یہاں شرم کی کچھ بات
تو اپنے تکیہ سے بس ہوکے وہ خجل لپٹے

ادھر سے یہاں وہ کشتے ادھر سے ہم کودے
نصیب دیکھیو بسمل ہوکے بالکل لپٹے

نہ اوسکو لہر چڑھے کس طرح بھلا جسکو
یہ زلف مار سیہ ہوکے متصل لپٹے

کسی حسین کا ایک موہنہ تو تہا ہی کلیجا بھا
رچاوٹ اور ہوئی اب کہ اوسپہ تل لپٹے

یہ دق کی شکل جو دربان کہا انشا ہی ترا
الٰہی اوسکو ابھی جوت ہوکے سل لپٹے

کچھ اور طور سے انشا غزل وہ برجستہ
کہ برق جسکی گلے ہوکے مشتعل لپٹے

ضیا میں نور سا جا ہی ظل سی ظل لپٹے
ذو ہی التعقول ہیں کیونکہ یہ دل سے دل لپٹے

جو نعرہ کھینچوں تو اوراق آب دیدہ نمط
یہ بسم پہاڑ کے ہر ایک سل سے سل لپٹے

نسیم نجد میں لائی غبار شاہد سے
برس پڑی ابھی بادل تو گل سے گل لپٹے

کسی کی خال ذقن سے اوس آنکھ کے تل کو
ملوں تو زور وہ مزا ہو کہ تل سے تل لپٹے

ملے جو جیب سے انشا کبھی تو ہم اوسکے
اوسے جراحت نامندمل سے کل لپٹے

جو ہمیں اگر کچھڑی ہی چھوٹ ٹپک پڑے
دلبر جو ہر سے لگے ہاتھ تو لب خون ٹپک پڑے

ہیں بھر رہا ہوں آپ سمجھے بس نہ چھیڑیئے
ایسا نہ ہو کہ خاطر محزون ٹپک پڑے

جسم عرق فشاں وہ ہوئی زلف مشکفام
مار سیہ کی سینکڑوں آنسوں ٹپک پڑے

بر آوے لیئے خرچ کے تھہ و سنتے جب کوئی
گردوں سے جب خزانہ قارون ٹپک پڑے

مارا سیجات ہے کہ پسینہ یہ سینچ جیو
گہرے جو راہ ناقہ نے لیلے نے یون کہا

جس جا سے تم کو چہیڑے ایک جون ٹپک پڑے
تم یہان کہان سے حضرت مجنون ٹپک پڑے

انشا تو اس غزل کو غزل در غزل ہی لکہہ
ہین ابر و لیسے سینکڑون مضمون ٹپک پڑے

ہے مست کہ وہ لب ہیگون ٹپک پڑے
گر برگ گل پہ ڈالے شبنم سے مست آنسو
ہم گو کواڑ موند کے بیٹھے تو ہین و لے
گہر کے سوا ہی اور نہین بات چیت کچہہ
کوہ جنون کی سیر سی کہلتا نہین جو دل
بند اپنی سے یون تو نہ پہر زیر آسمان

تاک اونکو یون جو چہیڑے تو خون ٹپک پڑے
تو وہان سے دانہ گندم گون ٹپک پڑے
ایسا نہو کہین سے وہ معجون ٹپک پڑے
یارب کہان سے لطف ہمایون ٹپک پڑے
تو یہان کہان سے آنکی ہامون ٹپک پڑے
ایسا نہو کہ پہر کہ گردون ٹپک پڑے

انشا یہ سن غزل تری ریختہ کے مطلع
رکہتے تہی جو طبیعت موزون ٹپک پڑے

صاحب کے پہر ہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
چہود ہیہ خانوادہ ہین چار پیر تن ہین
پہر کچہ گئے ہیں تو ڈکی مطلق خبر نپائے
یار گزران او تہانا کس واسطے غریب ہے

مین جو بنا ہتا ہون میرا ہے حوصلہ ہے
چشتیہ سب سے اچہی یہہ زور سلسلہ ہے
کیا جانئے کدہر کو جاتا یہہ قافلہ ہے
ہستی سے کچہہ عدم تک تہوڑا ہی فاصلہ ہے

دی گالیان ہزاروں [illegible]
کہنے لگی کہ انشا اسکا یہہ صلہ ہے

اشک شرگان تری پہونچے ہے
آہ دوست حقیر جان سے ہے
یہہ گردش [illegible] ہین تری کٹ جاے
جلوہ [illegible] سخن بہت
جلد اچہا ہو یہہ تعالےٰ اللہ

یہہ تیر اس شجر کے پہونچے ہے
درد وان اثر کے پہونچے ہے
وہ ہی آنسو پہر کے پہونچے ہے
یہی اہل نظر کے پہونچے ہے
یہی انشا کے گہر کے پہونچے ہے

تیری بخشے ہوئے خدا وندا | میرے یہہ عمر بھر کے پلو بچے ہیں

ہیں تری صدقے بس یہی میرے
دل و جان و جگر کے پو بچے ہیں

سانولی پن پہ غضب ہی پھبن بسنتی شال کی
زندگی اس تار جنگ آہ سے جنجال کے
بن لگاوٹ رہ نہیں سکتا ہمارا دل کبھی
ہیں وہ جوگی نہہ گرا بد ہوت جنکی سامنے
ایسی گھوڑی پہ چڑھا کر یہہ نہیں پہنچی سمجھے
تو بھی ہے ایک شاہزادہ چاہیئے تیری لیے

جی میں ہے کچھ بیٹھے اب جے کنہیا لعل کی
اوڑھ رہی ہے ایک ہما پر دوپٹے سی لال کے
کیا تماشے ہی خو پڑ گئے کم بخت بیت المال کے
بالکا دیو جنون وحشت یہہ ہی بالکے
گرچہ جہالر وارے ہے پھر باگے سکے بالکی
مورچھل دو ہوں ہماکی اور مغرق نالکی

کیوں نہ انگاری اوچھالی پھر وہ اشارات کو
یہہ ہماری آہ شاگرد اگیا بیتال کے+

کب وہ آزاد ہوا سرو رنگین ہوئے
شیشہ خانہ میں جو ہم صحبت شیرین ہونگی
واقعی چھینٹ کا ایسی یہہ دو تہین ہونگی
صبحدم تجھسے لپٹ کر وہ تسکین ہوئے
بہر چکے بندہ تو دو گاہ وضو اور آب سر چشم
راہ رو چونک کہیے قافلہ میں تارے
قمری و بلبل نالان میں یہی جوڑ کے
ایسی انبیلہ کہ دونی یا نوبیان ہوئے جان
بیچ رتی زری جو لگا کہئے آن بابا اوسکی
ان کے انکھوں سے قدم رکہ نہیں سکتے باہر
چین بہ ابرو تمہیں ہوئی نہ دیا ہئے تو ہم
قصد بنگالہ مناسب ہے نہیں صاحب کو

بہول جو سب کو گئی دین سے بی دین ہوئے
سامنے اپنے کئے لٹ سنگین ہوئے
کہ ہے سامنے وہ دیکھے قرابین ہوئے
تم بہی باد صبا سے گل نسرین ہوئے
ہم الفت میں اگر ایسی ہے آئین ہوئے
گل انشو نہیں ہے فوج میں سب زین ہوئے
سودل ٹھہرے کے موجب تسکین ہوئے
ہیں کا ہمی جو دہری دوسری ردیف ہوئے
لٹیے زندان قفس کہول کے جنان ہیں ہوئے
دولت شہر سے ماننہ سلاطین ہوئے
مرد شاعر شعر کی باوصف چین ہوئے
گرچہ معلوم تجارت کے سبب آئین ہوئے

جی سے اچھا نہ رہا پھر تو عیاذاً باللہ — فائدہ کیا جو شناسائی اراکین ہوے
آئی دو تو بنی لکل فتق سے اور ٹھینگے سے — خیر پھر آپ تو باقی نہ رہے ہین ہوے

تحفگی یہ کہ ملے آپ نی انشا مہندی
اور کیٹری تہ میری مفت مین رنگین ہو

ان انگلیون مین قول سے چھلے نظر پڑے — واللہ تم بھی سخت چھبلے نظر پڑے
وحشت کے فوج کی جو دہرے نظر پڑے — فرہاد و قیس دونو چھبلے نظر پڑے
دیکھا پری وشون کو تو اونکی سرو نپر آج — کچھ طرفہ طرفہ رنگ کی شعلے نظر پڑے
بلی ولایتی تو اجی پاس لے آپ نے — پھر مجھکو کہیو تم تو بلائے نظر پڑے
جی ستمنا فسیم کا اہی تو سن بہار — ایسی جنون کے دشت کی بلی نظر پڑے

اوس دیو زاد فوج جنون کی جو سیر کی
انشا تو وہان بڑی بڑی گلی نظر پڑی

جو نسیم صبح لپٹ گئی کسی گلکی دامن پاک سے — تو شعاع مہرنی آ کے جھڑی جڑی اوسکو اکی شتاک سے
کرون کیون نہ ظرف گلی پہ غش کہ بدو پرنچ ہون جرعہ کش — مجھے ہے جو زمزمہ عطش تو اسی کھما سکی چاک سے
وہ جو مجھ دھوپ مین ہین کھڑی تری آفتاب جمال کے — نہ سوا ہو پھر گیا اوکی کبھی اونکی سبزہ خاک سے
پڑتی نرگس آنکھ نکالی جو گھڑی کان گل بھی ہلائین تو — ترا سامنا جو چمن کو ہو تو بھلا وہ کونسی ناک سے
گئی زخمی اونکی نگاہ کی ہوئی واردا کی جو راہ کی — تو اثر سی السیونکی آہ کی گئی پھول خنگلو نمن ڈانک سے
یہ جو آسمانکی تارے ہین انہین مست کیون نہ گنا کرین — کہ لطا سر اونکو مناسبت سی ہر ایک طارم تاک سے
مجھی دیکھ موسنہ کو نہ ڈہانک لے کبھی ٹک ادہر بھی تو جھانک لے — مری چاک دلکو بھی ٹانک لو اسی دامن اپنی کی چاک سے
بنا ہی تاک آنکی خوب ہی جو نفخت فیہ کی شان کے — تو ہزار تاک بھرا پڑا نکل آوے اپنی بھی خاک سے
پڑی اوبی عشق کے دیو دو تری آنکی نہین بیان سنے — تجھے کہدیا تھا بھلا پہیہ کر کہ تو بیٹھیہ جاپی بھساک سے
دم سرد پیانہ کوئی بھرے تجھی دیکھ دیکھ تو کیا کری — مجھے ڈر لگے ہی بہت ارے تری ایسی وضع کی تاک سے
یہ زوال نور بلا ہی یا ہی اسی تنگ ہون جلسی جلد — کرو یا علی ولی مدد اسی اپنی پانو کے خاک سے

تجھے آج انشا تو خوش کرون نہین چاہتا ہی کہ جیت مین

غزل اور قافیہ کی کہوں ابھی حکم ہو تو چھپاک سے

بھلی آدمی کہیں باز آ رہی اوس چڑیے کی سہاگ سے — کہ بنا ہوا ہو جو خاک سے اوسی کیا مناسبت آگ سے

بہت اپنی ناک بلند تھی کوئی بیس گز کی کمند تھی — پڑا اوچھال بہا ندہ وہ نہ بنتھی تہی جو کیدار و نکی جاگ سی

بہت آنی چھتری کڑی کڑی وہ جو منڈ چی تہی اڑ چڑی — دلی ایسی تو نہ نظر پڑی کہ جو صفا پاک ہوں لاگ سی

وہ سیاہ بخت جو ر آنکو تری دام زلف میں پھنس گیا — اوسی آگی وہم و خیال کے لگی ڈسنی سینکڑوں ناگ سی

پھر اپنی نیند ابن مین جو اری گلشن ہو پپ کا نعرہ تو — مہاراج ناچنی کو دتی چلی آئی لٹ پٹی پاگ سے

لگی کہنی کہیم کسل اسی جو علی کی دہیان کی بیچ ہے — تو ری وکہہ دلدر چھتی تہی گئے بھاگ آپ کی بھاگ سی

ہوئی عاشق اونکی ہین مرد و زن یہہ انوکھی آنکی ہوئی پھبن — کوئی تازہ آئی ہیں برہمن یہہ جو کاشی اور پراگ سی

تجھے چاہتی نہیں ہم ہی بس اونکو بھی تو تری ہوس — وہ جو بھاگ پھری ہیر سی سو برس کے پڑتی لو تہی ہاتھ جھاگ سی

ایلو آئی آئی سو اہی کچھ نہیں بات وہیان نہیں چھٹتی کچھ — کچھ ایک ان فقیروں کی مجلسیں تو ملتی جلتی ہیں بہاگ سی

مجھی کام اونکی چال سی نہ تو ٹپہ سے نہ خیال سے — نہ تو دو چار سی نہ تو حال سے نہ تو ناچ سی نہ تو راگ سی

یہ سعادت اوسکو علی نی دی جو وزیر اعظم ہند ہی — کہ یہ دولت اوسکی جہان میں نہیں خوف بکر کو باگ سی

مجھی رحم آتا ہے ایسو نپہ بسر اپنی کرتی ہیں تک جو — کسی پہل سے یا کسی پھول سے کسی پات سی کسی ساگ سی

گئی ان سروں ہی میں الجھی مجھ ایک عروس کے پاس سے
ابھی **انشا** اپنا ہو بس اگر تو لپٹ ہی جاؤں بہاگ سی

یہ جو مجھ سی اور جنون سی یہاں بکھیڑا ہو رہی ہی دیر سے — سو کچھ ایسی ڈھب سے لڑائی ہو رہی تیر جیسی کہ شیر سے

بنی شکل لیلی نو جوان مری دا تا کیا کہوں الاماں — وہ تجلی ایک جو ہوئی عیان کسی رات قیس کے ڈھیر سے

ابھی و مہینے سی ہوں جدا نہ تو خواب میں بھی نظر پڑا — بھلا اور زانہ سیر زیادہ کیا کہیں ہو گا ایسے اندھیر سے

مجھے شامیانہ تلے سے کیا مرا دل تو کہتا ہے مجھ سے آ — سر راہ کوٹھی پہ بیٹھ جا یہیں تکیہ دیکی منڈیر سے

تری یاد لیکی یہہ اوٹھنی ارے برق کوندی نظر میں تب — گری یہہ گھٹا جو مقابلہ کسی پیشواز کے گھیر سے

نہیں انتظار کے جو چلی مجھے سینکڑوں ار ستلے — قسم اون کی کھائی تو ہی و لی مرا جی ڈری ہی ادھیر سے

بھلا مجھ سے دیو کی سامنے کوئی ٹھونک سکتی ہیں خم بھلا — ارے یہ انگوٹھی سی آدمی تو بچارے خود ہیں ٹھیر سے

وہی ڈکسان ہی ہی کہاں بھی ایک رٹہ سی جو بہ سو ہو — مہاراج چوٹ سی لگتی ہے مجھی اس ٹیپی کی جیر سے

غزل انشا اور بہی ایک لکہہ اسی بحر اور ردیف کے
کہ زیر کی قافیہ جس مین ہون جہی نفرت اگئی زیر سے

نہ ہو کام کبھی سکا رہی نہ تو دل لگائی سیر سے | بس اب آگئی حضرت عشق جی چلی جاتی کہر بہی غیر سے
وہ جو لنگا پاریکا سو منہ مین لی ٹہری اوڑہی بہر تین جبکی حسو | سو تو بہرت پور کو اودہاس سے چلے آئی قلعہ دیر سے
نہیں ہوتی عام کے ردیرو ہمین قبلہ خاص ہے آرزو | کہ خدا کری پڑی گفتگو کسی پیر و مرشد دیر سے
کہو کس وسیلہ سے شیخ کی شک و شبہہ ہو کمال مین | کہ جو نعمت آپکو پہونچی ہے سو میان غلام فقیر سے
جو خفا ہوئی تو ہوئی اجی جو لڑی تھی بہری تو ڑہی بہی | لگا ہی سو یار عزیز سے نہ کہ شکوہ صبوحت کیر سے
مجھے ایک حیات دوبارہ دی اسی قدرت اپنی ہو ای خدا | کہ خطاب قصہ کم لغت کیا تھا جن نے عزیر سے
وہ جو ہی سے علی ولی وصی ہے محمد عربی اخی | سو تو عبد خاص کریم ہے او سی دشمنی ہے نصیر سے

یہی چال اپنی ہے انشا اب کبھی تو دہ ختو لسی طلی مین
کبھی ہے صبا سی خطاب کچہہ کبھی وحش سے کبھی طیر سے

تنک ایک ای نسیم سنبہال لے کہ بہار مست شراب ہے | وہ جو حسن عالم نشہ ہوا ہی جہاں کی نین شباب ہے
یہ گہٹا نہین چہا ہین حوکا لیان مری بہری بہو ڈالیان | اودہر آئین بہولو نکی لالیان تو جہابی آپ شہاب ہے
یہ دو وہ ذرہ نشو و نما کو تو نہ سمجہہ کہ نقش بر آب ہے | یہ سراب ہی یہ حباب ہے فقط ایک قصہ خواب ہے
عرق بہار شراب ہے وہ ہی آج جبکہ بنے گی آپ ہی | نہ تو بید مشک ہوا سکی نہ تو کیوڑا نہ گلاب ہے
اونہین کھو سنی سی بہیر ہے جو خود آئین سو تو بحر ہی | یہ غرض کہ زور ہی سیر ہے نہ سوال ہے نہ جواب ہے
کہ مراد دن جا فون کروں سو کیا مری ہی ناک مین آگیا | نہ تو عرض حال کے تاب ہے نہ تو صبر ہے نہ خواب ہے
مجھے وحش و طیر سے رشک ہے کہ کبھی انہونکو کسی سے | نہ سوال ہے نہ جواب ہے نہ عذاب ہے نہ عقاب ہے
مری بات مان سنا ولا نہ تو عرض و غرض یہ جی چلا | کہ اتی اونکو کوئی سو کیا بہلا کہ دو عالی اونکی جناب ہے

ارے انشا اب جو یہ دور ہے تری وضع انہوں کی رہی
یہ بہی کوئی زیست کا طور ہے نہ شراب ہو نہ کباب ہے

آج بجلے سے بنی ہفت طبق سونے کے | یون چمکتے ہین پڑے جیسے ورق سونے کے
اوس پری زاد کی گر یون ہی سواری نکلی | ابھی برسانے لگے پھول شفق سونے کے

زلزلہ اوس شور بار سے پیر پہ ہوا
کوہ لنکا میں ہوئی سینکڑوں شق ہونیکی

نقرہ دم کو نہ چپکا تو یہ سے ای جگنو
اور ٹے پیر تھے میں یہان بات کو بق ہونیکی

واہ کس لطف ہی رات اوسنی کہا گرمی میں
ہم نہین ساتھ تری کر کے عرق سونے کی

دوار کا کشن کو کردی تھی عجب کیا انشا
گرتجمل ہکو بسر کرے حق سونیکی

ہی جبیں میں قفل خانہ خمار توڑئے
یعنی در بہشت کو یکبار توڑئے

کیوں قید غم میں دختر رز ہے پڑی رہے
یہ مُہر ریسمان سبو کار توڑئے

ق
شاگرد اسیر حمزہ صاحب قران کے ہیں
کیونکر بھلا نہ قلعہ اشرار توڑئے

کیجے لقائے باختر بے لقا کو قید
تخت کے سر پہ گرز گران بار توڑئے

چوٹی پکڑ کے نرگس جادو کی کھینچئے
کلی کو اوسکے مار کے ملکار توڑئے

رستم سے چین لیجئے جو یوسفید کو
اور اوسکی وہ مروڑ کی تلوار توڑئے

سد سکندری ہے جو چڑہ جاہی دہیان تو
وہ ہیں طفیل حیدر کرار توڑئے

آجاوین ہفت خوان طلسمات سامنے
تو خیر ہے اونہیں بے تکرار توڑئے

حصن زمرد ین عدو کوہ قاف پر
ہووے تو اوسکو بیچ کے عیار توڑئے

زنبیل ہے عمرو کی دل فلک نیز یہ
اسکو کسی طرح سے نہ زنہار توڑئے

ہے عزم جزم یہ کہ زبردستی آج تو
بند قبا ہے سو سمن گلزار توڑئے

پاجیونکے کو […] سے ایک جھٹکا مار کر
شلوار نیفہ بیرق شہریار توڑئے

جی چاہتا ہے جیکے بلا تیر تھا رہی آج
پوروں ان انگلیوں کی سب ابھی یار توڑئے

انشا نکالئے اور بھی ایک جلوہ غزل
بند نقاب شاہد اسرار توڑئے

ہی یہ تو کیا کہ آپ کے دیوار توڑئے
ٹکرا کے تو سینکڑوں کہسار توڑئے

گر خشم کے بل سے کیجئے ایک حملہ تو دین
آثار گنبد دوار توڑئے

ہے وہ کہ جو بھی مولوی روم کو شراب
شہ کا نشہ کے لئے سر خمار توڑئے

صبا وہ یہ تو رسم نیا ہے کہ یعنی آپ / بازو ہی مرغ تازہ گرفتار توڑ دے
یوں چاہتے ہیں آج سبھی کیف میکشاں / یعنی کہ قفل خانۂ خمار توڑ دے
توڑی جو چند رشتۂ زنار کیا حصول / ایک بت سے لاکھ گردن کفار توڑ دے
عزا کو پیس واسطے ایک لات مار کر / اور قصر سومنات کو ایکبار توڑ دے
اسی دل طفیل سایۂ نعلین مصطفےٰ / خسرو کے سر کو مار کے پیزار توڑ دے
سایہ میں جس درخت کے آرام پائیے / کیا ظلم ہے کہ وہ اسکے ہی اثمار توڑ دے
تب بید بیچئے تو سپار حرص پر / طرفے کھلے شہرت دینار توڑ دے
اس تاک پر جو اپنی اچھل بیاندھی کہ پھر / دروازۂ مقفل گلزار توڑ دے

انشا یہ جی میں ہے کہ غزل اور پڑھ کے اب
بند قبائے نخوت دلدار توڑ دے

یہ کیا کہ اونکے دل کو نہ زنہار توڑ دے / سو بار جا کے چھیڑ کے سو بار توڑ دے
اوٹھ کے بیٹھے ہیں سب شغل ہم سو کیوں / کٹ ہیجے اونسے یاری اب ای یار توڑ دے
ہاتھ آوے کچھ اگر نہ سر رشتہ نگار کا / تو اوسکے اونکی پہنچیوں کا ہار توڑ دے
یا چھیڑ چھاڑ کے لئے ایک سنگ فرش سے / دس پانچ اوسکے شیشہ دیوار توڑ دے
یا لال چھڑی والیوں کی توڑ تاڑ کے / نسبت سے ایک غنچۂ گلنار توڑ دے
شوخی تو دیکھو آج یہی قصد ہے کہ خیر / جس ڈھب سے ہو وہیں خاطر دلدار توڑ دے
وہ کچھ کہیں برا بھی ہے لیس گا نہ جانی / او نادان او وہ ہر کو کوئی طرحدار توڑ دے
یا کوہ ہیاند چول بھی اونکے پلنگ کے / بس ہو کے ڈپٹ بھرنے کو تیار توڑ دے
پھول اونکی کیاری سے کسی او روپ کا / کچھ کر کے بات چیت کے تکرار توڑ دے
سہرا بکھیر رونڈ ڈالئی یا اونکی باغ کے / مار چمکیاں ہے چپکے سے دو چار توڑ دے

انشا یہ روٹھ ڈر اوٹھ ہی ایک تاو کھا کر
اس توڑ جوڑ کا نہ کہیں تار توڑ دے

جیسی کے چوٹ سے سر کہ طرف توڑ دے / یوں انجورۂ خنک برف توڑ دے

آماجگاہ کیجے اور مجھہ پہ آپ — صد تیر ناوک نگہ زرف توڑیے
شنجرفی اوس ڈوپٹہ کے او صاف کنٹی تو — لیکر دوات و خامہ شنجرف توڑیے
دم پڑھ کے کیجے صیغۂ الفت تو ایکبار — صد قفل علت کتب صرف توڑیے

بولا وہ بانغ نامہ انشا کو دیکھہ کر
بس ہو تو اسکے پہول سے یہ حرف توڑیے

پہلے خدا کے واسطے ایک تار توڑیے — پہر جتنے ہین پہار کے سب جہار توڑیے
کیا کو وہ تاف گنبد گردونکی بیقت کو — ہین چاہتا ہون مار کے جنگہار توڑیے
ہوتے حقیقتاً جو یہہ شور جنون ایسے — کہہ بیٹھتا کہ چرخ کے اڑوار توڑیے
کہہ مونہہ سے پہوٹتی تو سہی پہر نہین کہ ہان — آپس مین ہے حجاب کے جو آڑ توڑیے

باول کے ایک پارسی ہی گرد بام چرخ
انشا یہ دہن ہے آج کہ وہ یار توڑیے

جتنی اڑیان تہی بڑہی اونسی اڑی مینہ کی سے لگے — یون جہڑی آنسو ونکی وہ ونکو جہڑی مینہ سے لگے
بیطرح جہت سی بند ہی تو مجہی مشکل کچھہ آج — جہڑی چپکی بہت اور لنبی بڑے مینہ کے سے لگے
جیبلتے تہی جو کڑی آپ کی دیوانہ لوگ — اونکی اون بیڑیون مین اور کڑی مینہ کی لگی
ماویان سحری بہرنے لگے کہ چہپا لین — اوسکی بہونیہ جو ایک آکے جہڑی مینہ کی سے لگے
موقعی ان بوندونکی گنہہ گنہہ کے لگی چہلنی تو — اونکی وہ وہ لڑی سے تنی اور لڑی مینہ سے لگے
پہانسی گذرا تہا کوئی کبر ٹرا سا شاید — ورنہ کیون پاس بہلا مجہکو جہڑی مینہ کی لگے
تہا شجر کون کہ جسنے نہ طمانچہ کہا یا — کونسا پہول تہا جسکو نہ جہڑی مینہ کے سے لگے
بہی بہی جو لگا لیجئے چہاتے سے ہمین — اتنو بجلی بہی گلے ملو کے کہڑی مینہ کے سے لگے
کل تو سناٹی سے برسا ہی کیا ساری رات — آنکہہ کم بخت نہین کوئی گہڑی مینہ کے سے لگے

اب وہ کس دل سے آوینگی بہلا ای انشا
ساری فکرو نہین مجہی فکر بڑی مینہ کی لگے

بوسہ جو دیتے نہین مجہکو تو جہڑ کہ ہی سہی — نہین دروازہ جو کہل سکتا تو گہر کے ہی سہی

کچھ مرے چڑنے نہیں پر آپ کی خاطر کئے سے
باتیں جو یہ کہہ کے ہیں خیر وہ چڑ کے ہی سہی

مٹری سودائی نہیں سٹر کی جو مجھ پر پھبتی
بیٹھے سب لوگ کہیں سٹر کے تو سٹر کے ہی سہی

پینے تو چڑ کے نہیں شیخ جی صاحب یہ شراب
پابہ تم کہتے ہو یہ بات چڑ کے تو چڑ کے ہی سہی

زٹل تو بکتا نہیں پڑھتا ہوں غزل میں انشا
پنچ مل زٹل کے جو ٹھہرا دیں تو زٹل ہی سہی

وہ پری ہی نہیں کچھ ہو کے کڑی مجھ سے لڑی
آنکھ نرگس سے بھی دو چار گھڑی مجھ سے لڑی

واسطے تیری مرا رنگ محل ہے دشمن
تیری خاطر تو ہر ایک چھوٹی بڑی مجھ سے لڑی

جھڑ لگا دی مری آنکھوں نے تو بادل سنو
ٹکٹکی باندھ کے کیوں مینہ کی جھڑی مجھ سے لڑی

رات لڑ بھڑ وہ جو چپ ہو رہی تو ان کی عوض
بولتی تھی وہ جو سونے کی گھڑی مجھ سے لڑی

بیٹھی ہی کہیں بلبل کو جو چھیڑا میں نے
تو نسیم اس کی بلبل ہو کے کھڑی مجھ سے لڑی

کونسی حور یہاں کھیلنے جو تھی آئے
بوہی گل لیکے جو پھولوں کی چھڑی مجھ سے لڑی

رو بیٹھ کر ان کی گلی میں جو لگا تو انشا
ہر ایک اوس دو لڑی کی موتیوں کی لڑی مجھ سے دل لڑی

زنہار ہمت اپنی سے ہرگز نہ ہارئے
شیشے میں اوس پری کو نہ جب تک اوتارئے

او ضائع ڈھونڈ ڈھانڈ کے یار و فنے سیکھئے
ہوتے نہیں جہاں میں قسم سے نیارئے

اے اشک گرم کر مرے دل کا علاج کچھ
مشہور ہے کہ جوٹ کو پانی سے دھارئے

جو اہل فقر شاہ کھمارے کے ہیں مرید
پالے ہیں اون سبھوں نے کبوتر کھمارئے

گلنی کے دال یہاں نہیں بس خشکہ کھائیے
اے شیخ صاحب آپ نہ شیخی بگھارئے

کل جنکو گھیرے لگڑی کیا کوس کاٹ کر
آج اوس پری نے اونکو دئے زرم آرئے

ہو آب میں کدر تو ٹھہر جائیے تک ایک
دل میں کدورت آوی تو کیونکر نتھارئے

ہی کونسی یہ وضع بھلا سوچئے تو آپ
باتیں ادھر کو کیجئے اودھر آنکھ مارئے

پوچھی حقیقت ایک نے جو ماں باپ کے
تو بولے سر جھکا کے بیچارے مدارئے

خطرہ نہ آپ کیجئے بس اب خیر شوق سے
سونا اوچھالتے ہوئی گھر کو سدھارئے

ہے جو بلند حوصلہ اونکے یہ چال ہے
کیا پھر اونہین بگاڑتی جنکو سنوارئے
پنڈت جیو ہم مین اونین بہلا کیسی ہونیکے
پوتھی کو اپنے کھولئے کچھہ تو بچارئے

انشا کو کوئی جواب بہی دیتا نہین ہمین
بانگ جرس کے طرح کہا تک پکارئے

اپنے کوٹہے مین اگر رات کو بہر لیتا ہی
تان بہیرون کی جو یہہ مرغ سحر لیتا ہے
خیر خواہی سے چمن کے عوض ای ابر بہار
باغبان آکے پکڑ پھر ہی کمر لیتا ہے
کبھی اوس نخل پہ از میوہ پیدا آتا ہے رحم
پیاس کے مارے جو بہ آب ثمر لیتا ہے
کن سے اب یاد کیا اوسکو نہین کچھہ معلوم
ہچکیان آج جو وہ رشک قمر لیتا ہے
پیاس بادل کے سمندر سے نہین بجھتی جو
تو نچوڑا کے مرا دامن تر لیتا ہے
چونہ بند آپ کے اس عالم عیاری کا
گوہر عقل فلاطون کے خبر لیتا ہے
ایک کوڑی کو نہ لیجے جو فروشندہ کہے
ہی لگا کو کوئی زنبیل عمر لیتا ہے
سجدہ کرتا ہے یہان آکے وہ مقراض بکف
موچہہ جو شیر نیستان کی کتر لیتا ہے
اوڑ چلے ہے جو کوئی ہم سے وہ کیا اب کوئی
کاسۂ چشم اپنے مین خوناب کا بہر لیتا ہے
اشتر و ناقہ رہ عشق سے گذری کیا وہ محمل
ٹھوکرین وان تو پڑا پاہی نظر لیتا ہے
وہ بہی اس حجج وگل ولالہ کے پاتا ہے تہاہ
ہاتھہ کو سر سے بلند اپنے جو کر لیتا ہے
کیا فقط اونکے پہنا ورسے لئے ای انشا
قا
اپنی مٹھی مین ہر ایک غنچہ زر لیتا ہے

تاکہ چہڑکاو کری سامنے ایک حوض کی ہاتہہ
کھینچ سب خواجہ خضر آب گہر لیتا ہے

ایک پہریری جو ترا خاک بسر لیتا ہے
تہام جبریل امین اپنا جگر لیتا ہے
ساتھہ اپنے کوئی اسباب سفر لیتا ہی
تو فقیر اوس گھڑی سر زانو پہ دہر لیتا ہی
جھڑ جہاڑ اپنے اوڑا کون سکے ای قبلہ
برق سے دام کوئی مشت شرر لیتا ہے
دیکھئے کیا ہو چلے جاو میان اپنے راہ
کون یہان ہم سے غریبون کی خبر لیتا ہے
باغبان لکایہ نہین جسم نصیب اپنی کہ وہ
چہانٹ کر سب مین گل تر ہی گہر لیتا ہے

کوئی سرکار جنونکی نہیں لازم نائب — کام جتنے ہین وہ سب آپ ہی کرلیتا ہی
لہہ لئے کیون نہو سبزی کہ نخچیر اسکیہ — واہ واہ جو بہار سے کے ہنر لیتا ہے
سینہ نخل سے آتی ہے اوبل دودہ کی دہار — کہینچ اوسکا جو کوئی طفل تبر لیتا ہے
ہو وہی پیر لوک اوسی بہان تو لا لہ گنشام — اوسکی تہپکنے کے لئے مول اگر لیتا ہے
تو بہالا لائی چمن کو ہو بہلا کیونکر چیین — توڑ گل اونکی کوئی کوئی ثمر لیتا ہے
اونکی قازین بہی ترانہ یہہ سناجاتی ہین — کہ تبر لیتا تبر لیتا تبر لیتا ہے

اس زمین مین وہ ہی ایک باغ لگائی انشا
جو کہ طوبے کے بہی جیہ ٹیکو کتر لیتا ہی

یعنی اور ایسی غزل لکھہ کہ بس ایک مطلع ہی فقط — جسمیں ہر سطر کی یہی اوسی تبر لیتا ہے

پھر شاخونکو جو گل جسم تبر لیتا ہے — چمن تب قاطع اقسام شجر لیتا ہے
دیکھہ جب پہل کے جگہہ رشتہ تبر لیتا ہی — تب تو سکھہ نینہ یہہ نجار پسر لیتا ہے
باغبان خون جوانان چمن کے و ولت — بوسہ دست نگارین تبر لیتا ہے
مین تو انصاف پر اوس شخص کی غش کرتا ہون — جو رگ گلکے ڈرانے کو تبر لیتا ہے
پھر یہ باغ یہ آیا کہ گل و بر کے طرف — جو کوئی ہاتھہ اوٹہاوے تو تبر لیتا ہے
پہول یہہ دیکھہ ستم کے کہ درختون کی بجن — بر لیا چاہیے تو توڑ ایک تبر لیتا ہے
کیا غضب ہے کہ بر و برگ کی جا اہل نظر — دیکھہ ہر شاخ مین مقراض و تبر لیتا ہے
جتنے شاخین کہ جنکی بارسے ہین انکی سال — ایک شخص اوتنی بہی مول آج تبر لیتا ہے
انکی ہی شاخ و بر و برگ وہ کافر نجار — مول صد تیشہ و منشار و تبر لیتا ہے
ہی بر و مند یہہ بیداد کہ ہر شاخ سے توڑ — باغبان بر کے عوض ایک تبر لیتا ہے
باس یہ باغ مین چہائی کہ درختونسے کوئی — بر تو خاستہ چاہے تو تبر لیتا ہے
عوض برگ و بر اس دہر مین سر بر ہر نخل — ہای کیون صدمہ منشار و تبر لیتا ہے
قصہ مختصر یہہ ہوا ہے کہ وہ نجار پسر — بوسہ دستہ چوبین تبر لیتا ہے
حق تعالی نے جو چاہا تو بس انشاء اللہ — ایکدن جبین ہے تیرا یہہ تبر لیتا ہے

کچھ کہانی سے کسی کی غزل ایک انشاء دو
کہ بلائیں تری یہ پچھلا پہر لیتا ہے

اے پری تیری مژہ ایک بشر لیتا ہی
اور غزالی پڑا دیو سحر لیتا ہے

کچھ جو فضل خدا ساز پہ کر لیتا ہے
وہ شباب رو کوئی گز نکہہ کی پر لیتا ہے

اژدہا ہی شب یلدا کو کڑی سے ٹکڑے
اور اون ٹکڑون کو وہ مہر زیر سپر لیتا ہے

اوسکو خواہش نہین ہوتی ہے انوپ انجن کے
باندھ کر سوت رہ تار نظر لیتا ہے

موہنہ پہ جوگی کے کھڑا وین وہ چیپ باندھی ہے
بس توکل پہ فقط باندھ کمر لیتا ہے

ہنکلاتی جوگیی اوسی اور وہ سبکو دیکھے
ٹوپی اس روپ کے کب کوئی نذر لیتا ہے

ہند سے ہر شاخ کی وہ بھٹنے کی صورت نجار
ہاتھ مین ایک کوئی نومن کا تبر لیتا ہے

فکر کے چیز تو ہر کہتا ہے نہین کچھ انشا
خضر ہمت کو فقط سامنے وہ ہر لیتا ہی

ہین جو مروج مہر و وفا کی سب رشتہ بھول گئے
پھر گئے تم تو قول و قسم سے اپنی نوشتہ بھول گئے

جب وہ نکلتے ہیں لاٹھی ٹیکتے گی کٹ کھنکاتی پھرتے ہین
اوڑتی ہین کوئی شیخ جی جب اونکو فرشتہ بھول گئے

انکی گلی پھرتے ہو صبا سیر چمن مین اور کہین
اپنی تربتی زخمی سب خون مین آغشتہ بھول گئے

قاضی جیو کو دو نوبتی ہمسے کہین سگے ہیں وہ مثل
گھر مین فرشتے کی خارشتی سو خارشتی بھول گئے

نسل تیری آدم کی انشا کون کسیکو پہچانے
باعث کثرت ہمسایگی کے ناتی رشتہ بھول گئے

یہان تیری وصل مین بھی وہم سرد ہی سو ہے
چپکے کے توڑنے چہرہ وہی زرد ہی سو ہے

خالی نہین یہ علم رمل بھی مزے سے واہ
وہان بھی تو زوج اور وہی فرد ہی سو ہے

کچھ اور بھی دوا ہے تری پاس اے مسیح
یا آفتاب ہے کی طلا ورد ہے سو ہے

شاکر نہین ہے آدمی یون ہی اسی مدام
اندوہ حسرت و غم و غصہ بردہے سو ہے

یون کہنے سننے کو تو میان مرد ہین سبھی
پسچ کہون تو ایک جوانمرد ہے سو ہے

دلوار کیونکہ بہانہ کی ناصح کہ ایک سے
آوارہ یاسمانی شبگرد ہے سو ہے

انشا کمند پھینکنے والونکی توہ مین
نرسنگے والا کافر بھی بدر دہی سو ہے

ولیکن بدولت آپ کے ایک دردہی سو ہے — وہ آہ سوزناک وہ دم سرد ہے سو ہے
مخدوم پیر مرد جہان گشت کے نمط — اپنا خیال بھی یہہ جہان گرد ہے سو ہے
مجنون تو سوکھ کے سا کہہ کے ایک خار بن گیا — لیلے کا چہرہ مثل گل زرد ہے سو ہے
کھینچا کشش نے گرچہ ادھین مثل کہربا — پر عاشقون کا رنگ وہی زرد ہی سو ہے
ہین وہ کہلاڑی ایک کہ جنکی بساط مین — ہر ستی ایک دہل کے کھسی نرد ہی سو ہے
ق
چھوٹا یہ عہد نامہ پڑا کس دلیل سے — صاحب کی مہر اور وہی فرد ہے سو ہے
تسپر نشانی آپ کی سنہ ہجری بھی دست — اس سے نہ پھر کی قول پر [illegible] سو ہے
درد اپنا ہر گھڑی ترے ہاتھوں ہی اے عزیز — دردی کہ دل العشق تو [illegible] درد ہے سو ہے

انشا نشان قافلہ کے کچھہ خبر نہ پوچھہ
بانگ جرس ہے اور وہی گرد ہے سو ہے

یہہ پیاس اپنے سیکھے بروقت نہ شوربے سے — سبجے تو نرگس ساقے کی آبخوری سے
نشہ مین کیون نہ کرین غش دکھار ہی متینے — وہ دو دو فو دیدی سے ناب کی کٹوری سے
بالطے بام نہ دو ہی شو کہ یہان ہم لوگ — چڑہ گئی ہین گھٹرونکی گھٹرے سکوری سے
لگا کی عوامین بیجھا نہ بیجے کچھہ خبر ہین — خدا کے واسطے ہم گذری ایسی توری سے
نہین جو رات کو جاگے تو کیون ادھر آئی — یہ لال لال کچہہ آنکھہ اونہین ڈوری ڈوری سے
بہری جو سینے دم سرد تو لگے کہنے — نری ہی آپ دکھائی دی چھچھورے سے
کل اونکی پاؤن لگا دابنے تو یون بولے — ہٹایئے سر کی قسم اور زوری زوری سے
ق
یہی تو شغل ہے انشا کی خط کے پردی مین — قلم چھپائی کاغذ کے بند کورے سے

گھسیٹ ڈالتی جو مہر وار تا دسّے
کہ ہاتھہ پاؤن ہین اونکی بھی گوری گوری سے

ہی آنکھو پہ پیسالی کے می ناب کی پہچی — پہب جاتی نہ کیون گھٹر پہ جہتا بہ کی پہچی

ہی

نوک مژہ سے اشک لگی ڈہلنے تب در پیچ
تو نعرہ دل سنے کہی جو گلاب کی پہبتی

مل غوطہ شعاعی سے جو مہو نو نکلا پڑا عکس
پانی مین تو ہنسنے کہی کمخواب کے پہبتی

ہی جانی اس لطف کی ساتہہ آج کہ مے نوش
سب کہنے لگے لجۂ مہتاب کے پہبتی

شگفتا تو ہی سبب وذقن اب کیونکہ نہ ناگون
ہی لب پہ تری دانۂ عناب کے پہبتی

جس پاس کہ سو لاکہہ روپیہ کا بہی نہین ملک
اوس شخص پہ اصلا نہین نواب کے پہبتی

ایک گڑگڑی اور روپی کی نیکہی پہ تو ہرگز
پہبتی نہین اسکنہ روداراب کے پہبتی

ہرچند تکلف سے مخضب ہوا زاہد
پر اسپہ نہین کہنے کی ہم شاب کے پہبتی

نعلیان دم اوس لب کی تصور سنے مٹایا
مین کیون نہ کہون شربت عناب کی پہبتی

پیمان جسکی سبب سو نہ پہ ہوا ہی لگی اوڑنے
اوس نے ہی کہی آن کے مہتاب کی پہبتی

کیا لعے جبین پر مری نواب سے انشا
پہب جاتی ہے خورشید جہانتاب کی پہبتی

یارب ترا ہے ذکر یہان جب نہ تب رہے
ہر دم کے ساتہہ ایک حرکت زیر لب رہے

بی چین میری چہیڑی چہوئی سے نہین ہوئی
سوتی ہے آپ رات نہایت غضب ہوئی

لکہا گیا یہہ قیس کو ہے مغتنم یہہ سب
جون شمع لیلے آج اگر شب کی شب رہے

تم تو نہ آئے اور یہان انتظار مین
پہیری جام بادہ نمط جان بلب رہے

ناشکر لوگ ہین سو یہہ ہی اونکی گفتگو
ہر دم کی ساتہہ سینکڑون رنج و تعب رہے

پروردگار اپنے ازل سے ہی جشنہ اشت
جسکو مدام درد اسیر عرب رہے

ق

تبت یدا ابی لہب پڑہ کے ایک عزیز
کچہہ نہ بہاگ کر کسی کونی مین دب رہے

لوگون نی ڈہونڈہ کر اونہین پوچہا تو بولے آپ
واللہ سو رہی بہاگنی کا سہو سبب رہے

ہی مالہ و ماکسب آیا قران مین
ان مال ہووے یعنے سو وہ ماکسب رہے

اہل وعیال کہاوین بیٹین بہر کہانے کچہہ
مہنگا آہی فکر مین سہو روز و شب رہے

انشا بہا وہ زاہد دیرینہ کیا کرے
خود جسکی جہانتک تاک مین بند لعب رہے

این مطلع تبرکاً نوشتہ شد زیرا کہ مصرع اول گفتۂ حضور است

پگڑی تو نہین ہے یہ فرانسیس کے ٹوپی
یہان وقت سلام اوتری ہے ابلیس کے ٹوپی

ہے شیخ کی سر ایسی ہے تلبیس کے ٹوپنے
جس سے کہ پڑی کانپنی ہی ابلیس کے ٹوپی

دیتی ہین کلہ اپنے مریدونکو جو صوفے
(ق) کہتے ہین یہی تہی سر جبرجیس کے ٹوپی

سوچکی ہوئی ہے یہ مشفق کہ جہان مین
ایسی تو نہوگی کسی سائیس کے ٹوپی

ہدہد کو خوشی تب ہوئی جس دم نظر آئی
ہاتھون مین سلیمان کے بلقیس کے ٹوپی

کل سوزن عیسی ہین پر و خط شعاعے
خورشید کی سے حضرت ادریس کے ٹوپی

کیون واسطے عنبر آب کے میری نہو حاضر
غلمان کی اور حور فرادیس کی ٹوپی

پریون کی گہرونین وہی جو ریکی مزمین
جن پاس ہو جنبونکی جو اسپیس کے ٹوپی

ممکن ہو تو دہر و تجہے بناکر تری میرے
زر بفت و سمور ہرہ و برجیس کے ٹوپی

انگریز کی اقبال کی ہے ایسی ہے رہتی
اونچیتہ ہے جیسین فرانسیس کے ٹوپی

انشا مری آقا کی سلامی کو جھکی ہے
سکان سراپردۂ تقدیس کے ٹوپی

بجھا بیٹھا ہے شیخ کے پگڑی اوتارنے
اور تانک جہانگ سے ایک دہول مارنے

سو تو نکو تیجیلے پہری بہلا کیون لگارنے
دروازہ کہلنے کا نہین گھر کو سدہارنے

کیا سرو اکڑ رہا ہے کہڑا جو تبار پر
ٹک آپ بہی تو اسکھڑی سینہ اوبہارنے

یہ کارخانہ دیکھیئے ٹک آپ دہیان سے
بس سون کھینچ جاتے یہان دم نہ مارنے

ناصح نے میری حق مین کہا اہل بزم سے
بگڑی ہوئی کو آہ کہانتک سنوارنے

انشا خدا کے فضل پہ کہتی نگاہ اور
دن ہنس کے کاٹ ڈالیئے ہمت نہ ہارئے

غزل در لہجہ مغل کہ خود را اردو دان ہشیارد

تمہارے ہاتھ سے ساقی جو شیشہ ٹوٹ گئی
بلا بلا اگر تم بلاسے چہوت گئے

چہ جوت جوت دردی کہ ناک مین دم ہی — مغل جو تم سے ملا سمت اوسکا پوت گئی
بسان بلبل شوریدہ اندرین باغ ہم — نجاست ہمچو عرب گر کہون اموت گئی
مثال ماہی بے آب ہین تڑپتی ہوان — نکل گئے دہن سے آن سہہ بہ برنج ہوت گئی
چہ چیز جالہ مکڑی ہست زال محتالہ — جو پیکلے تار سخن را چو عنکبوت سے گئے
غلط مہ نخرہ چون ف است نخرہ او — اور اوسکی پیٹ کی جون آنکھ چیت ہی ٹوٹ گئی

جو اوس پریکو مین دیکھا یہی کہا انشا
کہ فوج عزیلہ آئی مغل کو لوٹ گئی

کیا چیز بہلا قصر فریدون مرے آگے — کانپے ہے پڑا گنبد گردون مری آگے
مرغان اولے اجنحہ مانند کبوتر — کرتے ہین سدا عجز سے غون غون مری آگے
مطلق متوجہ نہون ہرجیت گذر جائین — صد قافلہ لیلے و مجنون مرے آگے
لعنت بہی نہ کرون لاوے کی گر گاؤ زمین پر — لاوے کوئی گنجینہ قارون مری آگے
سو منہ دیکھو جو نقارچے بیل فلک ہے — نقارہ بجا کر کہے دون دون مری آگے
ہون دہ جبروت کہ گروہ حکما سب — چڑیونکی طرح کرتے ہین چون چون مری آگے
بولی ہے یہی خامہ کہ کس کس کو مین باندہون — بادل سے چلی آتے ہین مضمون مری آگے
ہی دورہ گیتے جو بنا ہے گردسے شکل — بی شبہ و شک وہلی کے پیون جون مری آگے
مجری کو میری خسرو پرویز ہو حاضر — شیرین بہی کہی آکے بابا یون مری آگے
بیتابی دل دیکھ کے سیماب سے پھر جائے — کف لاوے اگر موج جیحون مری آگے
کیا آگے ڈراوے سبھے زلف شب یلدا — ہے دیو سفید سحری جون مرے آگے
وہ مار فلک کاہکشان نام ہے جسکا — کیا دخل جو بل کھاکے کرے فون مرے آگے
ہی مرحلہ خم غدیر آنکھون مین چھپایا — کیون چھپ نہ رہے خم مین فلاطون مرے آگے

مین شاہ خراسان کی غلامو نمین ہون انشا
مصروف رہے موسے و ہارون مری آگے

نشہ مین آکے جو شب مرشد مغان سے لڑی — تو بس یہہ سمجھو کہ ہم ساری ہی جہان سے لڑی

بسان چرخ زبان بیر چرخ تو کیا مال
جو حکم ہووے تو نبارہ فرشتہ خان ہی لڑی

دعا یہ مانگتے ہین اب کہ جس طرح سے رات
ق
خفا ہوا نہ ہم اوس یار رہبر بانسی لڑی

اوسی طرح سے آلہی بہسم ماہ بین بہے
وہان وہانسے لڑی اور زبان بانسی لڑی

یہہ رات آگئی غصہ مین حضرت انشا
کہ آگ بنگئے اور جماسے کنشان سے لڑی

کر ڈالونگا دیوار ابہی بہانسے ٹکڑے
ور بان گئے تیری لئی اور چاند کی ٹکڑے

اوس طفل عرق کش نے گلاب آکی جو کہینچا
تو میری لئی بہیجدئے نارنگے ٹکڑے

اونین سے گئے ہین جو بنارس کی ڈوپٹے
چٹکیلے تو رکہہ چہوڑ و کرو ناند کی ٹکڑے

ای بادہ گلفام تری بہلہ رہی تیز سے
جس ناند بین تہی کردی اوسی ناند کی ٹکڑے

ہی چال تو کیا چیز ہے یہہ سست تو انشا
کر ڈالتی ہین ہاتہیو نکی پہاند کے ٹکڑے

ہوتی نہ تہی سوا ے دل پر درد ہوگئے
پوشیدہ بات چاہ کے بی پردہ ہوگئے

وادہ جو ہوتیاکی تہی شیشہ مین سا قیا
ٹہنڈک سے ماہتاب کی سب سرد ہوگئی

فرہاد آفرین تجہے کوہ جو دیا دے
مشہور تیری بات جوانمرد ہوگئے

ظاہر ہے گرمیون سے رہا کیا حصول پہر
جب جانبین کے تہ دل سرد ہوگئے

جہکی جو برق وادی مجنون کی ایک سمت
لیلے سیاہ خیمہ مین تہی زرد ہوگئے

مانع کمند پہینکنے کو آج رات سے
آواز پاسبانی شب گرد ہوگئے

ڈوبی ہوئی عرق مین تم آئی تو بزم عیش
سب غرق بوی عطر گل ورد ہوگئے

جاری ہہوئی دفتر عالم مین دخل کیا
یہان دستخط حضور سے جو فرد ہوگئے

عاشق نے تیری ایک دم سرد جو بہرا
غنچے نسیم صبح کے سب گرد ہوگئے

انشا غزل ایک اور بہی لکہہ یہہ غزل تو خوب
ضرب المثل میان زن و مرد ہوگئے

۱۷ گرمی کے جو شکوہ تہے سب گرد ہوگئے
دو چار بوند یون مین ہوا سرد ہوگئے

آگے تو اہل درد سے ربط درست تھا
پر اب طبیعت آپکے بیدرد ہو گئے

شاہ جنون نہین بس جوش ایک سال
تھی اوسکے جتنے فوج سو نامرد ہو گئے

اس داغ دل کے شکل مین سوز فراق مین
مانند آفتاب جہان گرد ہو گئے

ای نادر جہان تری مین قدوم سے
وضع چمن نسان اب بے ورد ہو گئے

کر آب پاشی آن کے ای ابر نوبہار
اوراق گل پہ جمع بہت گرد ہو گئے

کچھ ای نگوڑی تجھکو خدا کا بھی خوف ہی
ایک پردہ دار جاتی تھی بے پرد ہو گئے

ق
پریونکی چوپڑ آکے جو انشا نی کھیلی آج
پوشاک بازیونکی وہ ہین زرد ہو گئے

او ہین وہ سبز رنگ بلین جنکے روپ پر
غش عندلیب گلکدہ پر درد ہو گئے

جوڑی گلابی ایسی پہن بعضے آ گیان
شرمندہ جن سے بوی گل ورد ہو گئے

کالی گھٹا کی جھشین ایسے ہی جہا گیان
بجلی کے گرمی دیکھ جنہین سرد ہو گئے

جیتونکی ساتھ ساتھ لگے ہونے کو دہانار
ہر ایک چوڑ آپ سے وہان نرد ہو گئے

پھری وہ آتش عشق اس دل فگار مین ہے
کہ لاکھ برق نہان جسکی ہر شرار مین ہے

مزا جو آپکی سینہ کے کچھ ابھار مین ہے
نہ سیب مین نہ بہی مین نہ وہ انار مین ہے

خدا کے واسطے ای صاحبو کہو تو سہی
کہ رسم مہر و وفا بھی کچھ اس دیار مین ہے

کسی نے اوسکی شکایت جو کی تو مین بولا
وہ کیون نہ جبر کرے کسکی اختیار مین ہے

ملی شراب جوانان باغ کو کیونکر
کہ آپ پیر مغان رنجش خمار مین ہے

ہمین جو دستہ نرگس اونھون نی کل بھیجا
تو اوسکے معنے یہ ہین جان انتظار مین ہے

لگی ہے منہہ کی جھڑی باغ مین چلو جھولین
کہ جھولنے کا مزا بھی اسی بہار مین ہے

سوائے آپکے یہان کون پوچھے عاشق کو
وہ کس شمار مین ہے کونسی قطار مین ہے

جو ہم سے پوچھین تیری جان ہی کہان تو کہین
ہماری جان تیری موتیا کے ہار مین ہے

یہ کون پھوٹ کی رویا کہ درد کی آواز
رچی ہوئی جو پہاڑونکی آبشار مین ہے

پیالہ دور کرا سے ساقی ابتو ندون کی
روانہ کشتی مے موج لالہ زار مین ہے

خرام ناز سے ٹک آپ آگے کو ہو بیٹھے
اگر سماع بھی ہے سرو جویبار میں ہے

بگولے وادیٔ مجنون میں اٹھ رہے ہیں آج
مگر غبار بھی بیٹھا اسی قطار میں ہے

کدھر سے آتی ہے آواز دوست اے مطرب
نہ نطق انگلیوں میں ہی نہ چوب و تار میں ہے

یہ چاہتی کہ تجسس میں ہووے سو معلوم
جو آدمی کو مزا عجز و انکسار میں ہے

مجھے یہ آج پری پیکروں نے لکھ بھیجا
کہ آئی چمن نرگس انتظار میں ہے

پھوہار مینہ کے خوش آیند ہے بہت اس وقت
شراب پینے کا موقع اسے بہار میں ہے

تجھی یہ آٹھ پہر سوچ ہے کہ کیا ہوگا
یہ ایک گل سو پھنسا سو کروڑ خار میں ہے

بہم نہ ملنے کے شکوہ عبث ہیں آپس میں
ہر ایک شخص لگا اپنے کاروبار میں ہے

بدل کے قافیہ انشا لکھ اور تازہ غزل
کہ یہ غزل جو سنائی سو کس شمار میں ہے

عجیب لطف کچھ آپس کے چھیڑ چھاڑ میں ہے
کہاں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے

کھڑی جو یوں ہی کواڑوں کی اپنی آڑ میں ہے
تو کیا نمود جھاڑی اسی دراڑ میں ہے

صبا پہ جا کے تو کہہ دیجو یہ مجنون سے
کہ ناقہ شاہد حی کا کھڑا اوجاڑ میں ہے

یہ کاش دیدہ دریا کی بھوں بیچ پھرے
کھلی جو ل لگی تیری جو کواڑ میں ہے

سکونت اپنی کدھر ہو سکے کہ مجنون تو
پڑا اوجاڑ میں ہے کوہکن پہاڑ میں ہے

یہ مجھ سے کہنے لگی ایک شخص سے جو الول
مزا جو بوجھیے سچ پوچھ تو چولی بھاڑ میں ہے

ہزار طرح کی فکریں خراب کرتے ہیں
غرض نہ پوچھ کہ انسان کس لتاڑ میں ہے

گھرائی شور سے دل بادل آج دیکھ انشا
کہ بےطرح سے پھنسے برق بھیڑ بھاڑ میں ہے

مت ہاتھ اوٹھا اپنے تو سنبل کے گلو سے
تا آب دم تیغ لب زخم لہو سے

کیا انکو سروکار بھلا جام و سبو سے
وہ مست کہ ہو نشہ جنہیں نعرۂ ہو سے

تار رگ گل بھی نہ میسر ہو تو جراح
باز آئی چاک دل بلبل کے رفو سے

اے شوخ پری چہرہ عجب لطف ہو جس دم
میں ہونٹ تری چوسوں مرے ہونٹ تو چوسے

تو سایہ فگن ہووے تو جون سرو چراغان
ظاہر یہ پھینا ہو مرے ہر سر مو سے

آہ و ولی عاشق بھی وہ ہم گریہ کسی طرح
کچھ کم نہیں اسے فاختہ سرو لب جو سے

تم پیچ ترانہ کے سی کیا بول بیان
نفرت تجھے ہم سے ہی سو وہ نہیں تو سے

ہنسے بھی جا ناکہ کیا کو پیچ کیسے سے
ایک ابر سیہ اوسکے جو اٹھا سر کو سے

مین جھوٹ نہ بولونگا مجھی تم سے سو الفت
بیٹھا طرف کعبہ ہون اسوقت وضو سے

کر قتل شہید سے الفت کو یہ بوسے
ہر بوند کے شراب آتی ہے مجھے اسکے لہو سے

انشا جو یہ ہے ریختہ گوئی کے عمارت
تو اونچی لگا او فصاحت کے مجو سے

معلوم نہیں رہ گئی ہیں [illegible] رو سے
پانی جو اوترتا نہیں غنچون کی گلو سے

کیونکہ نہ لپٹ جاون صراحی کی گلو سے
بیعت مجھی پھر تا نہ ہوئی دست سبو سے

اے حضرت خضر انکو بھلا روز سکے کون
سبزے جو اورگین آپ کی اس آب وضو سے

ناصح بھی مت چھیڑ کہ رکتا نہیں ہرگز
کچھ چاک گریبان سحر کام رفو سے

اب کوئی بہا ہو تو اوسی ذبح کرین ہم
تقریب نہ کچھ تھی ہمیں [illegible] لہو سے

ہوا ایک [illegible]
الحق کہ وہ کافر ہیں احادیث کی رو سے

عقبی کے بھی کچھ فکر ہے انسان کو لازم
مرغی کی طرح پیٹ کے انڈے ہی ہے نہ تو سے

شغل سے کوئی غول [illegible]
تو بھی نہ ہین شیخ جی صاحب سے مہو سے

ہی عشق کے وہ راہ کہ اس [illegible] دولت
ہین پیڑ چلی چیلی سنتے ایک اپنے گرو سے

کیا غم ہے اگر [illegible]
یہ نرگس شہلا تو فقیرونکی کدو سے

دولت سی تری [illegible]
تھی دوست بیری جتنے وہ ہین [illegible]

اب قافیہ باندہ اور سے اترا کے انشا
ہی مجھکو گزند شعرا کے سر کو سے

چین آوے نہ کیوں ایسی پریزاد کی بو سے
ہین بانکی دتی جن فی جبھی آنکی بو سے

اے بیچ کے لوگونکی تو کیا چاہیے منت
دل ہنسے دیا تھا سو او نہیں کے تو بہو سے

معقول ہے جو شیخ و اچھی انصاف کی خو ہی
جو شخص دعائیں تجھی دی تو اوسی کو سے

کیوں کیسلئے کسواسطے آزردگی اتنی
یا اللہ کہ تنگ آئی ہیں ہم آپ کی خو سے

کیا کبھی بن بولی رہا تو نہیں جاتا
اللہ کہا تک کوئی اس عذل کو سوسے

ششتی شہوں بس ہیں تو ستو کی تسلی
ساقی کوئی ہوتی ہی بہلا ایک سبو دو سی

ہی ایک قناعت کو فقط نان جوین بس
درکار نہیں اونکو تکلف کے سموسے

امرد نہ کبھی کہئے مہ و مہر کو ہرگز
ہیں یہہ بہی اوسی زمرہ میں جو ہوتی ہیں کہیچ کر

کچہہ فائدہ بہی بحث سی ای ناصح مشفق
آتی ہو نظر تم مجھی کچہہ بیہودہ گو سے

انشا غزل ایک اور قوافی میں بہی کہہ ڈال
داد اوسکی بہی مانگ اگر ہر ایک ریختہ گو سے

ہو تو یہ شگون آج دلا تو سحر تو سے
گیٹر و یہ جہڑک دی کو او ڈرا شمع کے لو سے

ہی عاشق صادق یہ ترا ایک بہادر
دم بہی تو کیا خیر وہ ڈرتا نہیں سو سے

ایک بوسہ پہ دل تجھکو لگا دیتی ہیں ہم یوں
جیسے ستمتع ہو کوئی تال گرو سے

کر بیٹھے وہیں فضل خدا سایہ پہ تکیہ
جب بن نہ پڑے بات کچھہ اپنی تگ و دو سی

جان از توکل اونہیں اشخاص کو جو ہیں
محظوظ بہانہ و نمک و گرد و جو سے

کیوں مغز پھرا آتے ہو میرا ناصح مشفق
گر بخشی جا کر تو کسی حرف شنو سے

یاد آتی ہیں ایک پیر مغان کے مجھی ابرو
ہی اس سبب افراط محبت مہ نو سے

اپل وہ خوشا گشت بر و سبزہ کہ جسکو
خطرہ ہے نہیں تہلکہ وقت درو سے

افواج گل و لالہ میں ہے زلزلہ انشا
اس باد بہاری کی سواری کے جلو سے

یہ نہیں برق ایک فرنگی سے
رعد و باران فشون جنگی ہے

کوئی دنیا سے کیا بہلا مانگے
وہ تو بیچاری آپ ننگی ہے

واہ دلی کے مسجد جامع
جسمیں براق فرش سنگی ہے

حوصلہ ہے فراخ رندوں کا
خرچ کی پر بہت سی تنگی ہے

لگ گئے عیب ساری اسکی ساتھ / یون کہا جسکو مرد ننگے ہے
ڈر و وحشت کے دہوم دہام سے تم / وہ تو ایک دیو نے ڈہنگی ہے
جوگی جے صاحب آپ کی بہی واہ / دہرم صورت عجب کو ڈہنگے ہے
آپ ہی آپ ہے پکارا و مہتا / دل بہی جیسے گہڑی فرنگی ہے
چشم بد دور شیخ جی صاحب / کیا ازار آپ کے اوٹنگی ہے

شیخ سعدی وقت ہی انشا / تو ابوبکر سعد زنگی ہے

شب خواب مین دیکہا تہا مجنون کو کہین لینے / دلسی جو کراہ اوٹہی لیلی کو لیا تپ نے
دیکہی تری جلوہ کو یاسمن کے جو بوٹی سے / سو ہنہ سے وہین کلمہ کو یکبار لگے جپنے
ہی جلنس پری سا کچہہ آدم تو نہین اصلا / ایک آگ لگا دی ہی اوس امرد خوش گپ نے
اسطرح کی سٹنے مین کیا لطف رہا باقی / ہم اوس سے لگی رکنے وہ ہم سے لگا جہپنے
ہنگام سخن سمجہے آتش کے زبانیکو / شرمندہ کیا اہی دل اوس شوخ کے گپ شپ نے
مرا مین دنیا کے موجود جدہر دیکہو / آدم کو کیا حیران شیطان کی لپ جہپ نے
گرمی سی مری دلکی اس موسم سرما مین / گنبد گردون بہی یکبار لگا تپنے
رہ وادی ایمن کے لیتا ہون کہ گہبرایا / اس دلکی بدولت یہان مجہکو طرف جپنے
ہی ہم سے بہی ہو سکتا جو کچہہ نہ کیا ہوگا / مجنون سے جفاکش نے فرہاد سے سرکپنے
چل ہٹ بہی پری بجلی دل بادلونکو لیکے / دہلا ہے دیا تیری تلوارونکی شپ شپ نے

کب تاب کراہت مین نالہ نہ بہرون کیونکر / مین کیا کرون اہی انشا اب جی ہی لگا کہپنے

مل گئے پر حجاب باقی ہے / فکر ناز و عتاب باقی ہے
بات سب ٹہیک ٹہاک ہے پہ ابہی / کچہہ سوال و جواب باقی ہے
ق گرچہ معجون کہا چکے لیکن / دورِ جام شراب باقی ہے
جہوٹی وعدہ سہی اونکی یہان اتبک / شکوہِ بے حساب باقی ہے

گاہ کہتے ہین شام ہوتی ابھی
نور آفتاب باقی ہے

پہر کہے یہ کہ ابر مین کچھ کچھ
پرتو ماہتاب باقی ہے

ہے کہے یہ کہ بجھہ پہ چمکین گے
[illegible] شہاب باقی ہے

اور پہر کہے ہی اشتیاق سے اگر
اب کسی صبر و تاب باقی ہے

اوڑ گئی نیند آنکھہ سے کس کی
لذت خورد و خواب باقی ہے

ہی خوشی سب طرح کی عاشق کا
[illegible] اضطراب باقی ہے

ہی وہ دل کی دھڑک سے بجھ گئی تو بن
[illegible] اسکا [illegible] باقی ہے

جو بھرا شیشہ تھا ہوا خالی
[illegible] باقی ہے

اپنی امید سے تھی سو ہو آ سے
پاس شکل سراب باقی ہے

ہی یہی و دل جب تک آنکھ ہی
[illegible] باقی ہے

مثل فرمودۂ حضور انشا
پہر وہی اضطراب باقی ہے

یہان زخمی نگاہ کے جینے پہ حرف ہے
ہی دل اپنا زخم کہ سینے پہ حرف ہے

نور خرچیان کہا تلک اپنی بیان کرین
تا وہ نگہی ہی یہان تو خزینہ پہ حرف ہے

ملتی تھی چوتھی پانچوین وہ وقت تو گیا
اب یہ کہ چار پانچ مہینے پہ حرف ہے

کیا دخل وہ جو ہاتھہ سی پیرسے پہین شراب
وہان گفتگو تو بات بہی پینے پہ حرف ہے

طوفان اشک نوح علیہ السلام سے
پولا کہ آپ کے بہی سفینہ پہ حرف ہے

نا چیز آپ جانتے ہین اسقدر سے مجھے
لغت تو جاوی بہار مین کینہ پہ حرف ہے

ناصح جگر کے زخم کو جب داغ کیا ہے
یہان سوزن مسیح کے سینے پہ حرف ہے

یہان ہر بن مسام مین خون تکا بہ ہے یہان
نکلی تو خون ہی نکلی پسینے پہ حرف ہے

انشا کی مہر شرمہ ہے بہلا آشنا ہو ا
کندہ یہ کوئی اسکے نگینہ پہ حرف ہے

اب وہ بیان کرکے دیکھئے کیا ہی گٹھا ہوا
اسکا سر ایک اپنی قرینے پہ حرف ہے

دیوان ریختی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب سے کہ سامنا ہے اوس چاہ کی سگلے کا — ہے ورد مجھکو حضرت مشکل کشا علی کا
مرجھا گیا دل اپنا تو نقشہ یاد آیا — بے اختیار مجھکو اک پھول سے کلی کا
نزاہٹ اونگلیونکی اونکی پنوچہ مجھسے — ہے صاف وان تو عالم اک مونگ کے پھلی کا
مجھسی نہ اوڑ زناخی تو رات کو کہیں تھے — ہے رنگ کوئی چھپتا ایسی سہیلے دلی کا
ہاتھوں سے تیری میں تو کمبخت عاجز آئی — جو کام ہے نگوڑا تیرا سو سب ہابلے کا
میں کیا کہوں دوگانا اوس کل کے دوڑنے سے — جو حال ہوگیا ہے اس پاؤں کی نلے کا
کیونکر قدم رسولوں جاکر بہروں نہ چوکی — رکھتی جو آسرا تو ایسی مہابلے کا
دل گدگدا رہا ہے جس شخص پر کل اوسکی — زانو کی نیچے گھوڑا تھا بھیرا تھلے کا
جوڑی بغیر گذری کسطرح مردوزن سے — یہ چال ہے ولی ہے یا کام ہے للی کا

انشا سوا ہے اپنے اللہ کی جہان میں
ہے کون کھونے والا اس دکلی بکلی کا

وصف بیان کیا کرون رات کی مہمان کا
آدمی زادہ نہ جانا جان بنے جان کا

رات جو بیٹھے سنا قصہ پرستان کا
خواب میں آیا نظر تخت سلیمان کا

مجھ سے پری بھی کوئی ہو وہی تو شاید کہو
ہم نے تو دیکھا نہیں آدمی اس شان کا

پس وہ گیا مر وہ اٹھو تو رہا غش ہوا
بھاپ لگا گدگدا جبکو تری ران کا

یہ بھی تو ایک ہی میں دھوپ کے ہو جون کرن
بیچ لہنگا میں بادلے کے تھان کا

بات جو کہنے نہ تھی سو وہ دو اسی سے
موہنہ نہ دکھا وہی خدا آپ ہی نادان کا

مل تو مری پاؤنکی انکے تک انگلیان
پھینک دی زنبیل تو ہار دہن پان کا

تیری تو انشا کچھ بات نہ باور کری
جامہ میں کرا اگر آدمی تو شیطان کا

اللہ کرے سلامت ہم جسم یہ پری پیڑا
ہی جسکی دم قدم سے دنیا کا سب بکھیڑا

کیون کھیلی انگلیون سے تو مجھکو سب سے ابیٹے
ہے ہی تیری گٹھری کیا مانگتے ہی بیڑا

شبہ ہی کی دشمنی میں ناحق جو ہون الہی
لکھا وہی اونکی موہنہ پرا غیب کا تھپیڑا

باجی سے اپنے ہنس کر کل وہ پری یہ بولی
کیون تمنے میری انشا اللہ خان کو چھیڑا

کرون بستا کیا اپنی دوگانہ کے دکھانیکا
دماغ اگر انہین میں عشق تا ساری خدائیکا

بنا یہ سو بلا سے نے لگا ہے ٹوہ میں سے
ہوا دربان کا لڑکا کمینہ بڑ منہ جلی بھائیکا

دوہی جانے کہ کیونکر بات چیت ان سے ٹھہری ہے
دوا کا آسرا ہے پان بھروسا کچھ نہ دائی کا

بھلا حاصل جو دیکھے دم موی دنیا کی بات یانی سے
کہ دیان گھر گھاٹ سب معلوم ہے اونکی صفائی کا

تجھے کہنا نہ تھا انشا سے ہیئت بات کرنے کل
مگر ناکام سے تیری ہی یان تو جیہائی کا

چوٹی یہ تری سانپ کی ہے لہر دوگانا
کھاتی ہون تری واسطے مین زہر دوگانا

چتون تری بس دیکھتے ہی یاد پڑی ہے
دلی کی وہی چہل وہی نہر دوگانا

نوچ ایسی کہیں اور ہون گھر گھونچ متی لوگ
سب تا لگی ہے یہ بڑا شہر دوگانا

بن بیٹھی ہیں وہ ابھ دولھن اسوقت جو ہم تم ‖ تو لاکھ روپیہ کا تو بند سے مہر دوگانا

مین تجھ سے سمجھ لونگی بھلا کون ہی انشا
السداری تو سے بڑھی مہر دوگانا

تم نے پربتے کہانی تو بنیٹر سے انا ‖ آپ بیتے تو کوئی بات نہ چھیڑی انا
بیلی شیکری ایک ڈھونڈ کے لا دی جس سے ‖ اپنے رگڑا کر وہیں پاؤں کی ایڑی انا
کٹ زناخی سے ہوئی دوستی اچھا تو ہوا ‖ کٹ گئی یعنے مری پاؤں کی بیڑی انا

نہیں سنگار کیا تو نے تو پھر انشا نے
میری دروازہ کی کیوں چول اوکھیڑی انا

تہام تہام اپنی کو رکھتی ہوں بہت سا لیکن ‖ کیا کہوں ہم نہیں سکتا مرا اندر ڈالا
اپنے کوٹھی پہ کچھ اس ڈھب سے زنبیلا کہ مری ‖ لیگیا جان اوڑا ایک کبوتر والا
سیدی عنبر کے جو آئیگا یہ ڈر ہے کہ کہیں ‖ وہ ہی قصہ نہ ہو درپیش صنوبر والا

آدمی زادہ وہ انشا کی ان پریوں سے
اوڑ گیا ہو وہی گھوڑا جو کہ سنے پر ڈالا

آگ لینی کو جو آئیں تو کہیں لاگ لگا ‖ بی بی ہمسائی سنے دی جہیں مری آگ لگا
نہ ہوا مانی تو یوں نوچ کو لی سیٹھی بھر ‖ بیگما تیری کیاری میں نیا ساگ لگا
بیٹھی سیر اگن اگر اپنے درختوں میں تو پھر ‖ پھول اور پھل کے جگہ دیکھیو پیراگ لگا
اوڑ گئی فاختہ کیوں سرد یہ دم دیتی ہی ‖ اجی اسکا نہ کچھ اچھا سبھی کو ڈر اگ لگا

شوق سے سو نگہ سے انشا مری بھانونگی
دیکھیا جنگل خور کے ہونٹھوں میں تو ایک ناگ لگا

ہای پیچپل آنسو کے بدلی نکلی نکلوا اس سے ‖ جونی علی کا یہ محل میرے آنکھ کے تل میں بیٹھ گیا
جھوٹ ناک لیا حاق آنکھ میں سے ایک بگولا جو اٹھا ‖ بند توڑا کر پردہ اوڑا کر اس محل میں بیٹھ گیا

ہی یہ نہ سمجھتی کو سے منزل انشا اسکا نام تھا
ڈر ساد لگی میری اندر اس منزل میں بیٹھ گیا

اپنا جو جیتا ہو تو ہین زور نگوڑا
صدقہ اوسی کر ڈالیے در گور نگوڑا

سوتی تھی مزے مین کہ لگی نیند اوچٹ ہائے
کیا جانیئے کیسا یہ ہوا شور نگوڑا

مین چیخ پڑون کیون نہ جو لی چٹکی مین اینچے
ڈالی مسل اونگلی کے مری پور نگوڑا

ہمسائے مین کو ہلچل ہوئی کل رات کو انشا
گہس اوسکے زنانے مین گیا چور نگوڑا

تری مہر گر پڑی تو اری سر نہ تھام اپنا
بیٹھنے سے اچھی اسپر تو کہدا سے نام اپنا

کمبخت ہی وہ کام دوگانا بہت بڑا
صدقہ گئی تھی ہے یہہ زمانہ بہت بڑا

تو شمع کی نکلتی ہے ان آنسوؤنکی ساتھہ
پانی مین ہے یہہ آگ لگانا بہت بڑا

کیون آٹھہ آٹھہ آنسو رلاتا ہے مجھکو تو
ہیگا کسیکے جیکا ستانا بہت بڑا

دلسوز ہے دوا میری پر اوسکا ہر گھڑی
لگتا ہے اونگلیون کا نچانا بہت بڑا

بہر آئی میری آنکھہ تو انشا نی یون کہا
لگتا ہے مجھکو ٹسوے گہلانا بہت بڑا

پکھا مین جو بیٹھی ہوں تو بہلا تجھکو کیا
پہنتے تو شاک زری ہون تو بہلا تجھکو کیا

تو تو اوٹھی نہین جائیگی مری عیبون مین
اری مین عیب بہری ہون تو بہلا تجھکو کیا

اپنی بجلی کے سی تو چھپ کی خبر سے باجی
گرم مین گو کہ ذری ہون تو بہلا تجھکو کیا

کسی کا باغ تو تو نہین ہے مین اپنے
گود پہولون سے بہری ہون تو بہلا تجھکو کیا

ہنسی وہا نونکی سی لیتی کی طرح ہے انشا
ڈہ ڈہی اور ہری ہون تو بہلا تجھکو کیا

رنگ ہی آنکھہ کی پتلی مین آپ پکا جھلکا
چھوڑ دینا مین دیا جس نے یہ پتلا کل کا

مشک کی طرح سے گال اپنے پہلاتا کیون ہے
اری اوسقہ کے لونڈے تو نہ پانی چھلکا

پک رہی ہی یہہ جو کھچڑی سے سبھو نہین جس سے
اوسکی ابتک نہ گلی دال نہ چانول ٹسکا

ہاتھہ آیا سو پتیلے سے ہتیلے ملنا

چوسے اور بہاڑ مین جاوی یہ نگوڑا جسکا

جیتے ہے یہہ تو نگوڑی ہمجہی بہاری انگیا
گو کہر و لہر نبت ڈاک ستاری کیا جپ
گنیدا اک بنی جو پہنکے تو جہپاک کراون نے
بی بی مغلانی جو سیلا تہین نہین آے نہ پسند
جس مین بو باس ہو تیری وہ نشانی دہی ڈال
اوڑہنی مجہ سے جو بدلی تو اجی باجی جان
تہی عجب کوئی سگہڑ جسنے یہہ کاڑہے بوٹے
تو جو پہنے کوئی شبنم کی کٹورے صاحب
اشرفی تنے جو دہرے تو اجی یہ ٹہہرے

کوئی سادی سی میری واسطے لاری انگیا
اس سے ہو جاتی ہے کم بخت گنواری انگیا
کچہہ عجب ڈول سے کل اپنے سنواری انگیا
بیگما جی نے وہ سر اونکے سی ماری انگیا
چہالا مین کیا کرونگا اسے تری واری انگیا
وہ بہی ایک دیجی جو ہو بہاری ہی بہاری انگیا
واچہڑی بن گئی ایک بہولونکی کیارے انگیا
تاری یون ڈوب گئی دون کو سدہاری انگیا
نازو اوراآن کے گویا کہ ٹپارے انگیا

ہاتہہ انشا کا کہین چہو جو گیا تو بولین
تیرا مقدور کہ تو چہیڑے ہماری انگیا

تو قیامت ہی سُری ہے حد بڑا تیرا گلا
روپ آتو کا پکڑ بیٹہے کوئی کالے بلا
کیون پڑا تہلکی نہ جی میرے کلیجے مین بہلا
سیل کے کونڈہی اوسکی آج ہین کیا ای دوا
جان صدقی اوس پرے یون کہا جن نی مجہے

خوش نہین آتا ہمین سب فاختہ یہ چوچلا
تب تو بی سٹے پڑ ہین کا تو بابا کا تو بلا
ہی تمہارا روپ ایسا جیسے سونیکا ڈلا
ہی چہوٹا سا جو لڑکا تیرے گودی کا پلا
آپ بیتی کہہ کہانی کچہہ کسیکی مت چلا

دلمین ایک انشا کی جبکی ہے پریکو ہٹ کہین
واچہڑے معقول یہہ کیا تہا بہلا صاحب بہلا

تہی جو میرا اوڑہا دوپٹہ ہی یہ دوگانا بات کدہب
ایسی چالین چل تو ہی ہی جا و بہر کے جو لوگ کہین
رو کہی بہلی کڑوی کسیلی ہوتی ہو جو ہم سے تم
ہاتہا پائی خوب نہین کچہہ جانی دو ایسی باتون کو

لگتا ہی ہمین دونو کو ٹہہ ہے یہ دوگانا بات کدہب
آپسمین ہی انکی سٹا ہی یہ دوگانا بات کدہب
چاہی ہی جی میٹہا کہٹا ہی یہ دوگانا بات کدہب
لگ گیا میری موہنہ کو نہٹا ہی یہ دوگانا بات کدہب

خط ٹیڑھا کیوں ڈولا ہے کہ جیسے اوپر چاٹے کوئی ٹوڑہا سا
انشا تو بھی بیٹا کتنا ہے یہ دوگانا بات کڈھب

بہن چوٹی کی تیری ڈر کے ماری کانپ کانپ
نوج تم کوٹھی پر آتیں امی بڑی دائی الو
کوئی اونگل خیر سے اونچی ہوئی تو کیا ہوا
تو جو کہتی ہے کہ تجھکو بھانپتا ہے ایک جنا

چونک چونک اوٹھتے ہیں پلنگ پر تو نکو کہکر سانپ سانپ
لوگ سب سوتی ہوئی تمنے جگائی ہانپ ہانپ
تھر تھرایا بیگمانی میرے قدسی ناپ ناپ
کیا اڑانی تجھکو لگتی ہے یہ تیری بھانپ بھانپ

رہی بڑا جگرا تیرا انشا ارے تو قہر ہے +
کب تلک میں تیری گردن کو رکھوں ہانپ ہانپ

کوٹھی پہ پیپر ٹلیونیں یا کہ منڈیروں سے ادھر
سر بلا ہی سے نہ رو سا نہیں پڑتا کسو وقت

صحن میں ڈہیر رہی ہیں یا اور کہیں موہنہ سے کہو بہوٹے
کس جگہ کب ٹھدکے مریان کہ وہیں بیچ نہ سی بہوٹے

لوگوں کی چیرچی کا ہوتا ہے چیچے ڈر انشا +
تیری کیوں آنکھیں بہلا پہوٹ نہیں نہیں سی بہوٹ

بس بابا میں نہ لے سیری چٹ چٹ
سیج پر تو ہی جو سو تو یہاں +
جیسے لوٹکے جو رات کو او سکا
دم دلاسا عبث نہ دے انشا

ای دوگانا تو ایک ہی نٹ کھٹ
چین مجھکو نہیں کسی کروٹ
سینہ یوں کے طرح سی جاوے پہٹ
بکل جھی دو دہ ہو سیری بہی ہٹ

چوٹ ایک دل کو لگ گئی انشا
جب سے اوس کے پاؤں کی آہٹ

مردوں سی پیچ تو ست حسن ہر پری کے کم بخت
مٹ او جبر کنگہی سے پڑا ورنکش نہ کہا کہا گر
چاہ کیا بری دائی صورت اوسکی کیسی ہے

اب بہی آلو جائی دے ور لنڈار ہی کم بخت
بیکلی نہ کر آخر چین سے نہ رہی کم بخت
میں نہیں سمجھتی یہ تیری ندرگی کم بخت

ہاتھ میں ستایا ہی کر ہو وکلا انشا سے
بات مان سی بیٹھ کر سے بہتری کم بخت

تجھے کچھ بہت مرچی ہے بیٹھ پری اوکم بخت — تا شہجادی کی بیری لوگ ارے او کم بخت

غزل ذو بحرین

سانس یہہ ٹھنڈی ٹھنڈی کیا لیتا تو لگو پہر ہی ہو عبث — آنکی گس بہت ہوا جی ہم سے مکرتے ہو عبث

میری دو گانا او رہین یو نہین ہین جیسی ریختہ — دو نو کی جا نہین ایک ہین لطفے جو کرتے ہو عبث

کو ٹھی یہ پیاری مت پہرو کا ٹی پہری ہین سٹر میان — خطرہ لگی پہر کیون بہلا جیتے اور تی ہو عبث

چاہی نہ وہ جو آپ کو کیون پہر او سکو چاہیئے — ایسی یہ مرتے ہو عبث جیسے گذرتے ہو عبث

انشا سے ملتی کیون نہین خوش ہو بہلا تو دیہہ کیا
جی ہی یہ کہیلے ہو تو پہر لوگو نسے ڈرتے ہو عبث

ساری جہو تو تمہی پری ہے یہہ موا خوجا خبیث — مجہکو کہہ راہی گری ہی یہہ موا خوجا خبیث

رات بہر کما نسا کرہے نیند آتی ہے نہین — موت کی اب دن بہری ہی یہہ موا خوجا خبیث

بوٹ کی جوڑا لیان آئین تہین پائین یا نم سی — سوگند ہاین کر چری ہے یہ موا خوجا خبیث

تو ہی کیا جوڑتا ہے اوسکو مجہہ تک کہنچ لا — دیکہیو کو کا ری ہے یہ موا خوجا خبیث

بیکیا انشا سے چپکیے نہ کہیلو بس کر
رشک کے ماری مری ہے یہہ موا خوجا خبیث

کوئی چاہت مین کسی شخص کے بدنام ہو نوج — ای دوا جان وہ کمبخت برا کام ہو نوج

مردوا مجہہ سے کہی ہے چلو آرام کرین — جسکو آرام وہ سمجھے ہے وہ آرام ہو نوج

آگیا تیری رضائی مین پسینا مجہکو — گرم ایسا بہی نگوڑا کوئے حمام ہو نوج

دن دہاڑا ہی رہے جی تو بچے ای انشا
کلموہے کالی بلا ہاے وہ پہر شام ہو نوج

صدقے اپنے ہو اوسکی کوئی قربان ہو نوج — ایسی لوگو نگا کسی شخص کو ارمان ہو نوج

یون اشارہ سی کہا مجہہ سے خفا سی کیون ہو — جان او ربوجہہ کی ایسی کوئی انجان ہو نوج

پڑہیون لاحول نہ کیون ہی تجھے شیطان لگا — لاگو ایسی کی کوئی اسے موئی شیطان ہو نوج

باجی کہتی ہین کہ ایک مردوی یہ غش ہے تو — صفت ایسا بہی کسی شخص پہ بہتان ہو نوج

مل کے انشا سے پشیمان ہوئے ہین تو بہت / دل لگا کر کوئی ایسی سے پشیمان ہو نوج

بیکھا چاہ سے دریا کے بڑی بات کو سوچ / نہ دھڑک پاؤن نہ دھر پہلے تو گھر گھاٹ کو سوچ
بہی جاتی ہین پہاڑ اسمین کہان تجھ سا بیڑا / دہار تلوار سے بہی تیز ہے اس کاٹ کو سوچ
اری دوا پان سے چلی جا تو دبی پاؤن اب ہے / دیکھ کمبخت کہٹولی کو نہ کچھ گھاٹ کو سوچ
ٹاٹ کے ٹکڑے پہ کھنچیا جو اونہین تو بولین / میری کپڑونکی طرف دیکھ اور اس ٹاٹ کو سوچ

سو تیوریان وہین آنکھونکی ترازو سے تول / اری انشا تو بنیونکے طرح باٹ کو سوچ

کیا کسی باغ مین ہے آج پڑی سوتی صبح / کیون میرے سامنے کمبخت نہین ہوتی صبح
کالی بادل نہ گھر آتے تو ارے اے لوگو / ابر واج مری منفعت مین کیون کہوتی صبح
ہین جو بکھری ہوئی سبزہ پہ تو کیا مہر گود سے / لائی تھی تیری نچہاور کے لیے موتی صبح
پیالیان گل کی جو ہو وین تو بلا سے باجی / کاش دہبی کو میرے دل کی بہی کچھ ہوتی صبح
ہر کسی شخص کے امید کی کھیتی ہو ہری / بیج ایسا کوئی مالن نہین کیون بوتی صبح
میری آنکھوں جی یہہ بوڑہی ہین کہ اونکے گویا / رات پائی ہوئی جاکشن ہے یہہ اور بیوتی صبح

اوس پہولو نپہ پڑے تو نہ سمجھیو انشا / یہہ کسی کی لئے ہے آنسوؤن سے روتی صبح

کیا بلا ہوتی ہے کچھ ایسی ہے دلی کی طرح / کہ پڑی پہرتی جلی پاؤنکی بلی کی طرح

ایضاً

کہلکہلاتا ہی مرے آگے جو ہو کر گستاخ / کیا بلا گل نے نکالی ہے کوئی تازہ شاخ
کان کی لو مین گھسی موتی سی بالی کیونکر / جسکا ہو سوئی کی ناکی سے بہی ننہا سوراخ
اری ہنس مکھ تو اسی پہول کلی کہلے پکار / کہلے پڑتے ہی یہ کرتی ہوئی لوگونسی مذاخ

کرتی ہی تنگ مجھی کہوسے ہی کیون انشا / کیون رہی لونڈی اری نرگس اری وو دیدہ فراخ

بلا بتن میں نے جو لین اونکی کل چٹاخ چٹاخ
تو کس مزے سے کہا بیگمانی چل گستاخ

شب برات جو آئی تو دیکھیو انشا
کہ مچ رہی ہے پٹاخوں کی کیا چٹاخ پٹاخ

میں تیری صدقے گئی امی مری پیاری مت چیخ
مت جگا نیند بھری لوگوں کو واری مت چیخ

لگتی ہے چوٹ تو لگنی دی مسوس اور رہی
ایکدم کے لیے خاطر سے ہماری مت چیخ

اپنا چہرا نہ ہلا دم نہ پھیلا اے بلبل
کہہ دیا میں نے نہیں تجھکو کہ ہاں ری مت چیخ

کیوں مرا مغز پھراتی ہے ارے مینا چپ
اور گئی دور بھی ہو جیسے گنواری مت چیخ

چیخ چنگھاڑ مچاتے ہوئی انشا سے نہ مل
بیبواب میں نہیں کرکے تری ناری مت چیخ

مینے جو حوض میں ایک موم کی چھوڑی بطخ
تو لگی دھوم مچانے یہ کہ لو ڈوبی بطخ

ایضاً

جاڑا لگے ہے کھینچ لے مجھکو لحاف میں
پاجامہ یخ ہے برف ہوا اولا ازار بند

تقصیر کیا ہوئی ہے کہ انشا یہ رات کو
وہ گبہہ دار آپ نے تو لا ازار بند

تیری ازار بند کی کیا بات ہے پرے
ہی سب ازار بندوں میں چھیلا ازار بند

بجلی سے ایک کوند گئی اپنے آنکھ میں
کالی گھٹا میں تیرا یہ چھیلا ازار بند

کیا بھر گیا ہے آج کہ جس کی سبب ترا
ہی سخت جیسے لکڑی کا چھیلا ازار بند

انشا او اپنی نشانی نہ دستیجے
دیجئے تو اپنا میلا کچیلا ازار بند

ہی تو سہی ابھی یہ نکیلا ازار بند +
لیکن کسیکا نوچ ہو ڈھیلا ازار بند

ہی ظالم اے دوگانا تری ڈھیلے پائنچے
نیفہ گلابی اور وہ نیلا ازار بند

ہے زہر اسمین تو وہ موہی سانپ سی بہی قہر — نیفہ مین تیرے ہی جو سجیلا ازار بند

انشا کو اور اپنے تماشائی ندے ارے
ست بیٹھی نکالدی نہ یہی لا ازار بند

ابی دوگانا مجہسے کشتی کہیلنے کا ہی کہمنڈ — تو کیا کر آج سے تو بہی ایک ایکیس ڈنڈ
جو پری مہندی لگاوی اوسکی باندہی ہاتہہ پاون — تو تیتی کیا کیا مزے ہی بہیہ موئی شفتل ارنڈ
ابی بڑہی دائی گئی گذری ہوئی باتین نہ چہیڑ — تو جیتی کیون ہی بہلا اس وقت کی زخمونکی کہرنڈ
آپکی گاین کی تعریف کیجے واہ واہ — کوئی دہوبی گہاٹ پر جیسے وہ گاتا ہو وہی کہنڈ

پہر رہی ہیں پہنچے ان آنکہون مین انشارات دن
وہ ہورے دہورے نور تن اور گوری گوری وانکی ڈنڈ

جیلی ایک جوگی دیکھی ہمنے ایسی لنڈمنڈ — لوٹ جاوین دیکھہ جنکو سینکڑون پریونکی جہنڈ
تم تو کیا ہو بیگما ڈنڈوت کرتی ہین یہان — سب مہاراجونکی راجہ جی بڑی ہی ہین جو منڈ
ایک محلی پر خفا ہو کر دوگانا نے کہا — کیا کرے تجہکو بہلا کوئی ارے ای سوکہی ڈنڈ

سینکڑون آنکہین لیمپا تیکے غوطہ کہا گئین
کیونکر انشا ناف کو تیرے نہ سمجہی بس یہ کنڈ

ابی کس ڈول سی بن جائی ہے گہوڑا کاغذ — ہم بہی دوڑانے لگین لاؤ نہ تہوڑا کاغذ
اوہ موا تو نے تو کر ڈالا بہت سا نوچا — پر کبوتر نے نہ وہ چونچ سی چہوڑا کاغذ
اوس سے کہدو کہ نہ بہیجا کرے لکہہ لکہہ کے ہمیشہ — مجہے بدنام کرے گا یہ نگوڑا کاغذ

چہیڑ تو دیکہہ بیاخی کی طرح انشا نے
یون دکہا کر مجہے پٹ دینے سے پہوڑا کاغذ

جا کی کیلون مین چہپو سب سے کیلے ہو کر — تاڑنے کوئی تو تن جائیو کیلے ہو کر

یون سے وون جاکے دوا مڑکے اودہر سے بہیکے
اونہین حمام مین بیجا تو طیسے ہو کر

کیا بڑہی پہرتی ہے اوسکی ہر طرف رفتار نظر — ہی پری براق سا چہرہ کسیکی صف نظر

مدہوستی کی دوگانا جان بھی پس پس گئین
اوسکی ہاتھونسے دولہنڈی اپنی دلنین ہو گئے
ہین پری سی ایک جوگی جی بڑے صاحب کمال

آگیا جو گوشی کے مونہہ پر اونکو کف نظر
جنکے ہاتھونمین وہ آتا ہے سنہرے دف نظر
دور سے آتا نظر ہے جنکا وہ سندف نظر

وہ جھمکڑا اور ادا مین دیکھہ اس اٹھاہیل سے
جھکو انشا آگئی پریون کی صف کی صف نظر

خانمی چاہ ہے وہ جھاڑ پہاڑ +
جو مجھے ٹوکے سو آلہی کرے
تیرے کوٹھے پہ رات مار کمند
لوٹ جاوے کہین یہ تیرے چول
کسلئے اپنے ساتھہ لاتے ہین +
کیا کرون چاہتے ہون چاہت مین
جب تلک ہوسکے دوگانا جان +
آگے پھر یا نصیب یا قسمت +

سینکڑون گھر گئے ہین جن نے اوجاڑ
ہوتی سوتے کو اپنے کہاوے پہاڑ
چھپ رہے تھے ہم ایک منڈیر کے آڑ
ارے او بے شرے لنگوڑے کواڑ
آپ ان لونڈیونکی دہاڑ کے دھاڑ
لاکھہ طرحونکی ہے اوکھاڑ پچھاڑ
قاکیجے اپنے طرف سے دوڑ دباڑ
جو جدا ہو سنوار یا کہ بگاڑ

لے چل انشا مجھے کہو رستے
یہ تو ہے مرد نام اس کا تاڑ +

جون مین سو بار بچھا بیٹھے گر جاسے نماز
بیگما نے جو کیا جھک کے سلام آتو کو
یون تو پہلنا تجھے اور دودھون نہانا ہو نصیب

اپنے گھر تو تون سے پرہم کوئی آتی ہین باز
آغا مینا نے سنائی اوسی یون ہی آواز
بیاہ ہوسونکی سہرے سے تری عمر دراز

بیگما جان بڑی شرم کی ہے یہ تو بات
گنہہ کہتین لگنے سے انشا کی تمہارے قاز

کوئی کمبخت ہمارا نہین ایسا دل سوز
گور ہو دولہہ کو لگی ہاتھہ دولہن جو گوری
میری طوطی کو پڑھا یا کرو آتو جے تم

کہ ملادیوی کسی ساتھہ ہمین اچھے روز
لقری گھوڑیکی نصیب نسی ملی گھوڑی لوز
خوب بولیگی اجی ہے یہ ابھی نو آموز

پٹھہری گی خوب ہی سر اور پٹکات کی لڑ کو
بیچ بدی اون پنچے انگوٹھی تجھے فیروزہ کی
گل چمن پہ جیسا پات ساتھہ پڑی پھرتی ہی

اونکی انڈی لڑانیکو گل آغا نوروز
اسکی یہ معنی کہ مین لوٹہ مین خواجہ فیروز
شاید اب اسکا کوئی یار ہوا ہی زردوز

جون ہی کھینچا تمہین انشا نے تو بس گرہی پڑین
اجی لاحول ڈلا تمنے کڑی یہ نیا بوز

باجی کی باس ہین جو رچی ایک جنبی کی باس
ہین یہان دہری جو پہول پہولونکی انکو سونگھہ
بتا انکو ذرا کہنا بھی کچھہ لفظ ہے بھلا
چاہت کی آگ ہے یہہ بجھنا دل کہ اے دوا
اوس پہ منی پہ آنکھونکی بہونرونکی بہیڑ ہے

تو ٹھیک ٹھاک ہوگئی دولہن ہنی کی پاس
صدقہ گئی تھی یہ تدہی سونگھنے کے باس
ہم تو یہی کہین گے اجی ابٹنے کی باس
گو دیکھین اپنی بہر گئی بہونی جنبی کے پاس
ہوگی کسی پری مین نہ اس طنطنے کی باس

پہولونکی بو بھی ہوئی اب انشا جو تو مت
اوہین سمارہے تھی تری روٹھنے کی باس

گود پہولون سے بہری میری دوگانا شاباش
اوٹ مین اپنے دکھاؤ مجھے اس شخص کو آج
میری خاطر سے جو دیکھہ ہو تو پڑا بوسہ لی

تیری کہتے ہو ہری میری دوگانا شاباش
مین ترے صدقے اری میری دوگانا شاباش
اور بھی ایک ذری میری دوگانا شاباش

بہتی انشا کے دکہانیکو جو ہانی پشواز
نبکتی سنہری میری دوگانا شاباش

نہین زیور کے کچھہ پہبن پر غش
آتی راہیل ہو گئے ہین آج
یون ہی مین غش ہوتے دوگانا پہ
کیا ہی سناٹے کے ہوا آتے

مین تو ہون تیری سادہ پن پر غش
گوری گوری تری بدن پر غش
راجہ نل جیسے تہا دمن پر غش
ہوگئی جان اسکے سن پر غش

باغ کی سیر مین ہوا انشا
تیرے پیجامہ کے چمن پر غش

باجی تم چاہتے ہو بندی سے جیسا اخلاص ۔ اجی وہ کوار یونہین نوچ ہو ایسا اخلاص
نہ تبوے مجھے دو یہان سے اوڑنچھو ہو جاؤ ۔ کسکو کہتے ہین محبت اجی کیسا اخلاص
اوپری دل سے نہ مل اونسے جو کہیلین حرفت ۔ جیسے موہنہ ویسی تپھیڑ ایسے کو ویسا اخلاص
پاس کچھ ہووی تو چاہت بہی پڑے کچھ معلوم ۔ سچ کہ آندہی ہے پڑ ہا دینے کو پیسا اخلاص

ہین یہہ دولہہ دولہن اخلاص و محبت انشا
جیسے جل بخت یہ کمبخت وہ تیسا اخلاص

کام کسی پہول سے یہان نہ کلی سے غرض ۔ ہے مجھے اجی ہیگا تیری گلے سے غرض
چڑیا کے پہندی چہڑا دی وہی داتا سنئے ۔ صدقہ گئی ہے یہی بندہ سے علے سے غرض
اور ونکی سر جا چڑہو مجہسے نہ بولو دوا ۔ رکھو نہ اوجڑی ہوئی بختون جلی سی غرض
خوش نہین آتا یہان پان الایچی بشنو ۔ رکھتے ہین ہم تو تری موہنہ کی ڈلی سی غرض

آئی ہون انشا فقط ہین تو یہان سیر کو
پہل سے نہ مطلب مجھے کچھ نہ پہلی سی غرض

ست دیا کرنت نئی ہر روز یونہین دم غلط ۔ چال وہ چل ہیگیا ہو جسمین اپنا غم غلط
چار دنکی چاندنی ہے پہر اندہیرا پاکھ ہے ۔ سچ تو یہ ہے سب یہ سارا حسن کا عالم غلط
آئی وہ جم جم سے پوچھی مجہسے ست کہیو ذرا ۔ جانتا دلکی خدا ہے ہے یہ سب جم جم غلط
دیکھیو یونکو ذرا قربان ایسی وہم سے ۔ یہ بہی ہے کیا بات جو تم سی کہین کچھ ہم غلط

اجی نہ صاحب وہل یہ کیا ہے کہ انشا کے سوا
بہید سی اپنے جو کوئی اور ہو محرم غلط

کب زنانی مری پاس آئی ہی کل رات غلط ۔ مجھسے اوس سے ہوئی کس طرح ملاقات غلط
چارپائی وہ لگا پہاندکے آئی کس راہ ۔ ایسی دیوار بڑی ہے اجی یہ بات غلط
وہ نگوڑی کوئی چڑیا تہی کہ اوڑ پہنچی یہان ۔ ہاتھہ کیونکر لگی کہلی کے اوسی گہات غلط
چٹکیون ہی اوڑادیونگی یہہ نشا گرد ین ۔ آتو جی کی کوئی یہان لگتی ہے اوقات غلط

فکر کر اپنے تو کس فکر مین ہے اے انشا

ہے لگاوٹ کے سوا سارا طلسمات غلط

ٹھیرا ہی رکھنا لحاظ اتنی بھی مت ہووی لحاظ — سانس مت بھر او دوگانا چپ ہی او بی لحاظ
سمدھنین آوینگی تیری دیکھنے کو بیگما — اونکو تو یہان سی اوٹھا دی ہووین جو جو بی لحاظ
ہوتی ہو تو نسی کہو اپنے چہ خوش ای واچھڑی — ڈال دی ہو یہان بھلا کہتی ہو کسکو بے لحاظ
نین ہتنی اسقدر رنجائیے کیا فائدہ — تار سب جاوینگی بے اتنی بھی مت رو بی لحاظ

صبر کا انشا سے مت رکھیو کہیں ہرگز لحاظ
کچھ لحاظ اوسکو نہیں ہے سے وہ اتبو بی لحاظ

نہیں یہان کسی آشنا کی توقع — ہمیں ہے بس اپنے خدا کے توقع
اوڑ پچھو ہوئین ذائی جی تو کیہے کے — یہی اتبو بڑ ہیا دوا کے توقع
اجی بی بی سیدانی صدقہ گئے تھے — مجھی ہے تمہاری دعا کے توقع
جنہیں برف و شورہ میسر نہو وسے — او نہیں ہو تو پچھوا ہوا کی توقع
نہ کوٹھی پر آئے کبوتر اوڑا سے — گئی ٹوٹ کل بیگما کے توقع
نہ صاحب یہ جوٹونکے سردار نکلے — نہ رکھی کوئی ان بچا کے توقع

پٹھی ہے جو مشکل تو کیا ڈر ہے انشا
کہ رکھتے ہون مشکل کشا کے توقع

ہمنے یہ دیکھا ہی ایک بیلے چنبیلی کا داغ — ایڑیان رگڑ ہی جہان چھنبیلی لیلے کا داغ

ہی درختون سے زیادہ اوسکی تنا خونکا داغ
بڑھ گیا یعنی انارون سے پیا خونکا داغ

بیگما جی ہے یہ جوتی دارا ہون کا داغ — ہاتھ جوڑے سے خنلے آگے بادشاہون کا داغ
سینکڑون ہاتھی کوئی لادی نہ تو بھی لد سکین — کم نہیں بادل سے کچھ ہیرے گنا ہونکا داغ
سن صنوبر کہانی ای ودا بھی بڑھ گیا — ان انگوٹھی شیشون بھتنون سیا ہونکا داغ

اوس پری کی آنکھ مین کوئی سماتا ہی نہیں
تھہرا انشا وہان تنکے لگا ہونکا داغ

بلی تو چھوٹی ہی کھائی نہ ارے بی انصاف
کل بھی وعدہ سے نہ آئی نہ ارے بے انصاف

شمع کی لو تو مرے دیدون سی نکلی ہو دیکھ
تو نے یہ جان جلائی نہ ارے بے انصاف

دم دلاسی ہی رہی تو نے برائی کے سوا
کچھ نہ کی ہم سی بھلائی نہ ارے بے انصاف

اپنے کھٹ چالیو نسے باز نہ آئی آخر
دم میرا ناک مین لائی نہ ارے بے انصاف

سب سے کہدی وہ جو انشا سے سنی تھی تجھین
منھ تئی اتنی سمائی نہ ارے بے انصاف

نہین جاتی کہین جھمان مرے دلکا شوق
تھا کیا اس سے ددا جان مرے دلکا شوق

ہار گوٹو نکی یہ مل ڈالو نگی مین پاؤن تلے
چھیر چھیکو نگی یہ دلیان مرے دلکا شوق

بات چیت ایسی طرحکی مجھے آتی ہی نہین
نہین اسکا مجھے ارمان مرے دلکا شوق

طعنے مت دو مجھی ہان ہان اجی ہوجاتی ہون
جان اور بوجھ کی انجان مرے دلکا شوق

نہین مت کرو انشا کے طرف سے اوپر
ہین نہین کرنیکے احسان مرے دلکا شوق

بیگما چاہ بہی پہاڑ ہے ایک
اسمین ایک سہنساڑ ہی سا

اپنی آنکھون مین اوس پری کو بغیر
شہر آباد اور اوجاڑ ہے ایک

ہمسے کیا اوڑ سکے کوئی پیارے
لاکھ تاڑو نہین اپنی تاڑ ہے ایک

ہے جو دروازہ وہ دوگانا کا
اوسمین بن چول کا کواڑ ہے ایک

اوسکی زنجیر بہی نہین لگتے
آگے پھر شرم ہی کی آڑ ہے ایک

لاکھ طرحون سے ہین سنوار انشا
اور یہ نام کو بگاڑ ہے ایک

مینے دیکھی ہے اوسکی کانین لونگ
کیون خوش آوے نہ مجھکو یا نہین لونگ

ہے جگائی ہوئی دوالی کے
پھر ایک اوسکی پاندان مین لونگ

مین جھجک اوٹھی یہ لگے انشا نے
کل چبھو دی جو میری ران مین لونگ

چڑھ کے کوٹھی دھوپ مین تم تو اوڑاتی ہو پتنگ ۔۔۔ ای دوگانا چاندنی مین یہان اوڑ جاتا ہی رنگ
پگھلی چاندی کی طرح سے ہی تھلکتے چاندنے ۔۔۔ آج کوٹھی پر لگادو میرے سونیکا پلنگ
بات آتو جی کی ہے ہرگز نہین تجھہ مانتی ۔۔۔ سچ تو یہہ ہی بیگما تو نے بری سیکھی ہین ڈھنگ
کیا بھلی لگتی ہے اٹکھیلے سیکے واہ وا ۔۔۔ اور وہ نام خدا اوٹھتے جوانیکی امنگ

جان صدقے اوس پری کے جن نے انشا سی کہا
اب تری ہاتھون سے یہہ بندہ ہی بہت آئی تنگ

بیگما جس طرح ہوتی ہے جوانیکی امنگ ۔۔۔ تو اوسی ڈھب سے سمجھہ ڈلی کی پانیکی امنگ

ایضاً

سینہ پہ میری اپنے کھلی سر کے بال ڈال ۔۔۔ بی ریشہ ہین یہ انب اری انکی پال ڈال
کیا چیز ہے جو میان مین اپنی نہین اری ۔۔۔ ہون بات بات مین بھی اگر تو بھی ڈال ڈال
جس دم چڑہا مین دائی کی سر پھول پان لوگ ۔۔۔ اوسوقت میری ہاتھہ پہ اپنا او گال ڈال
تکیو نکو دھر کے اپنی بغل اوٹھہ پلنگ سے ۔۔۔ اپنا لحاف اونپہ اوڑہا اونپہ شال ڈال
زربفت کی قبا نہ فضیحت کرے دوا ۔۔۔ تھوڑا سا اونپہ لیکے کہین سے پیال ڈال
یارب لگائی آگ ہو جسنے یہ بیر کے ۔۔۔ پانیکی دیگ مین اوسی لیکر ابال ڈال
ہولی مین جوگن ایسی بنی وہ کہ جسکو دیکھہ ۔۔۔ آزاد لوگ بھول گئے اپنی چال ڈال
مین پھنس گئی ہون چاہ مین ایک مردوی کے اف ۔۔۔ اس میلی سر کو میری دوگانا کھنگال ڈال
مین صدقے تیری تو مری نالونکی راہ سے ۔۔۔ جتنا بھرا ہوا ہے دھوان سب نکال ڈال +

ہرگز غبار دل مین کچھہ انشا سے تو نہ رکھہ
سینہ کے آرسے کو زناخی اوجال ڈال

اتنے بی ایک ہی عیار ہو تم ۔۔۔ ناک چوٹے مین گرفتار ہو تم
چھیڑ کے بات سوا اور نہین ۔۔۔ یعنی لڑنے ہی پہ تیار ہو تم
کس سے اقرار ہوا جو ہم سے ۔۔۔ کرتے ہر بات پہ انکار ہو تم
بیٹھتے پاس نہین جو آکر + ۔۔۔ کیا مری شکل سے بیزار ہو تم

سچ نہ بولے کبھو انشا سے چیلو
اجی سب جھوٹونکے سردار ہو تم

ہے اندنون مین اونکی جو آواز ڈھوک مین
تو گھر دہرا ہٹا او رہی ہے نوک جوک تیز
باجی لگائے ہاتھ دوشالی ہے کون اب
پانی پلا دے تو ہی مجھے اپنے اوک مین
تیزی کھٹلے آنکھ مین ہے بیگما کے جو
سو دیار مین چھری کی نہ چاکو کے نوک مین
ہی مست باس کے جو دوگانا مین ایک بھنک
سو دخل کیا کہ ہو جو کسی مست لوک مین
دربان ہے وہ ایک نگوڑا سو عجب
میری اصیل ہی کی رہا روک ٹوک مین
باجھن سکے لڑکے کھول کے پوتھی بچار تو
مجھسے پری بھی ہوگی کوئی اندر لوک مین

انشا کی بات جیت مین جو چہچہا رہے
سو لذت انشا مین کہین ہے نہ کوک مین

مین تو کچھ کھیلی نہین ہون ایسی کچی گولیان
جو نہ سمجھون کی زنانخی جان تمہاری بولیان
موںہہ بنا ہی بیگما ہے تو پڑی پھرتے ہین آج
ٹھنڈی سانسین بھرتیان اسکی کئی ہمجولیان
اہتما مین تری کل باغ سے جو رنڈیان
لائیان تو پھول نرگس کے بھر بھر جھولیان
بس کہین چپکے ہی ہو ایسی کوئی نوج کرور
جیب مین میری بھری ہین تولیان اور ٹھولیان
کیا کسیکے ورد مجھین رنڈیان یہان کی اجی
ٹھوس ہین اوپر سے اور اندر کے ولسی پولیان
پانچے و ہیلے قبائین سب نے کین اب ٹھیک ٹھاک
اوڑگئی وہ لیٹے دامن اور اونچی چولیان
کچھ نہین معلوم پوچھو کونسا میلا ہے آج
جاتیان ہین جو کھچا کھچ ڈولیون پر ڈولیان

مطلب انشا کا سمجھتے ہی نہین ای واچھڑی
بیگمین اور خانمین ہین ایسی ہی تو بھولیان

پہولونکی اندنون جو کہین سی جھڑ رہی ہین +
شاید کہ اوس پری کے دامن سے جھڑ رہی ہین

ایضا

نہین تو پردہ والیان جھک جھک کے ہٹ لوٹتین +
اونگلیان تھی پر سہونکی ولسی چٹ چٹ بولتین
تھی کھلی کنڈھی تو کیا تھا سہارا ہاتھ کا +
کچھ نہ کچھ چولین کو اڑونکی تو چٹ پٹ بولتین

یا نہین تم سچ کہو ای یہہ بھی ہوتا پھر بھلا | لٹھین سوتین تمہاری کیون مجھہ سے ہٹ لوٹین
بیگمان نی نے لیا شیشہ تو ساری گا نٹھین | کیا صراحی بنکی ہین او سے غٹاغٹ بولتین

تاک کے سایہ مین اگر بیٹھیہ یا مین باغ مین
بلبلین ہین جنکے انشا تیری آہٹ بولتین

کل دوگانا بن جو پریان باغ مین آ گھیر گئین | تاک پر سب اونکی چوٹی دار اہین چہا گئین

ایضاً

کیا تری سرا جڑی چار پونکی چارون الامان | شاہ دریا شیخ سدو زین خان تھی میان

ایضاً

سوتین کمبخت وہ جو پھر وڑانی رہین | اونسے آخر کیا ہوا اپنا کیا پاسے رہین

ایضاً

اری دل کچھہ اوسین تیری خبر نہین | تری چاہت مین نگوڑی اثر نہین
نکرون شکوہ شکایت سو کیون بہلا | میری حالت پہ کبہی کچھہ نظر نہین
جو کبھے ایک گہڑی ہان بہی ہو گئے | تو رہی پھر وہی دو دو پہر نہین
جو کہا سننے کہ عشق ہون تو وہ پری | یہہ لگی کہنے کہ کچھہ اسکا ڈر نہین

ابھی اوڑ لاسکتے قارون کی طرح
یہی افسوس ہی انشا کہ پر نہین

کیا یہہ چہڑ کہانیکی باتین اگی ہم سے چہڑیان | سنیکڑون تم سی یہان گر الگئی ہین اڑیان
قید سی چاہت کی لگہ کہا سکی تو کچھہ ہو گئے | پائو نہین ہون جسکی کوئی لاکہہ من کی بیڑیان

ایضاً

مدہ مین جوبن کی بہرین ہین یہ جو لونڈون گھیر گان | لیتیان ہین صحن اور کوٹھو نپہ سو چاپ پہیریان
سب کے سب گھر گنجیان ساری کی ساری ڈھیر گان | دیکھہ لے بس ہنسے رانی جی تمہاری پہیریان

ایضاً

نظر اوبن ہین اوسمین پہ بیٹھیلے گن | جیسے کہیل ہین بہی لگے ہو یہہ دہن

الف دو زبر اور دو زیر اور دو پیش اً — سو نام خدا سیکھا ہی اری سن
سنی تھی کسی سے جو بحر تقارب — اوسی کر لیا گھنگرونکا نقش تن
کہ تولی سے اپنے سبق یہہ کہکر — فعولن فعولن فعولن فعولن

کرم آم ایسے یہ تینو کہ انشا
تصدق ہوا جیسے طنبورہ کے تن تن

بلا ہے اکڑائی ہوسے کہارو — نہ مجھسے کرو بوسے ٹھولی کہارو
کہا مینے ہنسکر بھلا کیا کرون مین — تو ہنسکے اون نے ٹھٹولی کہارو
شتاب چال چلنے پہ مت مان کچھ — کہ حاضر ہے اپنے مجھولے کہارو
کناری لگی کیسے کیا لال ہوتے — یہ کس گانو کے ہینگے بوسے کہارو
کے پیسے جد تے گئے کیا بلا ہین — روپیہ دو ٹکی مین بھر کے جھولی کہارو

مجھے جیکے پہونچا دو انشا کے گھر تک
نہ وہ پیر چھوکر گئے پیسے ڈولے کہارو

نگوڑی جو چاہت گو [illegible] جہت کی جہاڑ جہور ری [illegible] — دو گانا پڑیا ہی ہنگی ایسی تمہاری اٹکھیل کھیلنے کو
ہزار [illegible] پہین کہین گے ہم تو نہ مروا و نگی — اری تو جگر اسراہ اونکا کہ جاوین پیرلونگی ریلنی کو
دھکیل دیو [illegible] سے انکی گہر مین آ گئے — بلا سیمٹے اور آگ لگا ہی ایسی تیری ڈھکیلنے کو
سہیل [illegible] — لگی تھی مین مہرکے خوب پیاسی گھڑی پانی [illegible]

[illegible] چاکین سے ہیاجی تومین بھی یار نجانہ کروگی
ابھی تو انشا کی ساتھ سو یہان پڑی ہین یا پہ پسی ہلنی کو

بات وہ لائی ہمکو نحت جو چیت چاہی ہو — اجی بس جاو بھی کچھ تم تو بڑی ہی واہی ہو
پہر جو بول اوسکو کچھ مین تو یہہ سنے وہ گی — پھر ایسا نکرو تم ابھی بن بیاہے ہو
آیا تحفہ وہ جو بڑ پیچھے سے اوسکی اگیا — تب سیون ساری کی ساری ہی جو اٹکی لاہی ہو
بوٹہا چھوندانہ ہلا ہوم کے مرہم اہی شمع — چل پری چل تیع ہوئی اب تو کہین راہی ہو

دیکھہ لینا تو مجھے آج سے انشا اللہ

ضد سے آتو کے وہاں بیٹھوں جہاں نائی ہو

ہم بری فہر ہو اسے باجی جان — لوج تم سے کوئی چتپتے ہو
ٹانگ بجلی ہے اگر میرے لئے — تو نے انگیا کوئی چھوٹی سی ہو
یعنی چٹ پٹ کی اوسی سے بکھری — کھیلنے والے جو چپچپے ہو
اہی دوگانا ترے مشغولے کو — چیز ایک موم کی بتی سے ہو

وہی انشا سے ملا وے مجھکو
سیر چاہت میں جو باجی سے ہو

جی ہی کچھ رکھتی نہیں وہ تو میں تری پولی ہی تو — اہی وہ دافرنا وکش سپیا کی بھجولے ہی تو
ہی تری موہنہ کا او گال اس پیٹ کا میرا دہار — میری خاطر کیوں منگاتی پان کی ڈھولی ہی تو
بات دنیا کی سمجھتے ہے نہیں نام خدا — دیکھیو میری طرف کیا خوب بھولی ہی تو
سنسنا جاتا ہی جی اپنا دوگانا او سگھڑی — گھر کے جانیکو منگاتی جس گھڑی ڈولی ہی تو

دہر بکٹ انشا کی سر کہہ جی کہنیا لعل کے
بن گھڑی ہورا دہکا جو کھیلتے ہولی ہی تو

ارے ہولی ادھر آ تو — کہ سکھائے ہنر آ تو
رہ گئی دیکھ اونہیں کل — پکڑ اپنا جگر آ تو
ماریئے کیا ہی کودکے — جاوے اپنے جو گھر آ تو
کیجئے کیا ہے انشا میں — دیوے چھیڑ آ کر آ تو
مری دل کے ہے خبر ہے — تجھے اے بے خبر آ تو
کوئی کم بخت نہو گے — کہیں تجھ سے نکھر آ تو

کیا ہو گر انشا تجھے ہاں
دیکھ لے بھر نظر آ تو

اودھر آؤ نہ ستاؤ — پاس اپنے نہ بلاؤ
ہو جہاں خوش وہیں جاؤ — چٹکیوں میں نہ اڑاؤ

آگ دل میں نہ لگاؤ
بس نہ انشا کو کڑھاؤ

کوئی نہیں آس پاس خوف نہیں کچھ
یہ نہیں فتنہ کا عطر جس سے کہ ڈر ہو
کچھ یہ نہیں چوکیدار جس سے جھجک ہو
اٹھ چلی میری ساتھ سانڈنی ہوئی دم

ہوتی ہو کیوں ہجو اس خوف نہیں کچھ
آتی ہے بھو بونکی باس خوف نہیں کچھ
پیلہ ہے اور اوسپہ گھاس خوف نہیں کچھ
کچھ نہ کرو تم ہراس خوف نہیں کچھ

باندھیو انشا نہ دھیان آگ و ہوین کا
بھولی ہوئی ہین پلاس خوف نہیں کچھ

نہ کہیو تجھ سے نہ کے اللہ اللہ
ابلو تمنے میری کیا چٹکالی
تمہارے دولت اتنو ہو گئی ہے

اجی اوستاد جی اللہ اللہ
یہ کیا ہے ہر گھڑی اللہ اللہ
نہ سمجھے جنسے سب کہیے اللہ اللہ

اجی انشا کو جب تمنے ستایا
یہی تھی منصفی اللہ اللہ

یہ گھٹا رات کو چھائی کہ الٰہی توبہ
بیگیان راہ میں آج ایک پری نے مجھ سی
پھول کی ایک کلی جو پنج مین اپنے لیکر
کیوں نہ جی وجد کرے آکے دوگانا جی نے
تیری فریاد کرون کس سے زناخی تونے
خوب اب جاگ چکین رات کو جو آئی ہے

منہ نے وہ آنکھ دکھائی کہ الٰہی توبہ
آنکھ ایسی ہے لڑائی کہ الٰہی توبہ
دم یہ بلبل نے پہلائی کہ الٰہی توبہ
کنکلی ایسی ہے گائی کہ الٰہی توبہ
بیہ مری جان جلائی کہ الٰہی توبہ
تمنے لے ایسی جتائی کہ الٰہی توبہ

میری موہنہ سے جو لین نام سنا انشا کا
تونی یہ دھوم مچائی کہ الٰہی توبہ

مین تیری صدقہ نہ کہہ امی میری پیاری روزہ
نقش او برف کی گوزونکی ہوئی تیاری

بندی رکھ لیگی تیرے بدلے ہزاروں روزہ
آج کس شخص کے رکھی گی دولاری روزہ

بولی نرگس کے جو کیاریوں میں نہ دیکھا پانی — ہے ہماری سی طرح تجھکو بھی کیا ری روزہ

دن دہاڑے ابھی رات کو انشاء اللہ
تیری قربان گئی ہے مجھے وارے روزہ

نگلی دلی بھلا کیوں چٹکیو نہیں وہ مسل ڈالے — یہ دو نو پھول جیسے ہونٹھ تیری کوئی مل ڈالے
گلوری پان کی جو کھا رہی ہے اوس سے کہتا ہوں — نہ رکھو بات کچھ جیبوں بھرے ہو سو اوگل ڈالے
فضیحت کا نگوڑا ہر گھڑی کیوں نا پسند ہے — بڑا ادا نا جو ہوچکی میں کیا جیو تو نکو دل ڈالے
بڑائی میری سنگی یہ خدائی رات میں میں نے — بڑی ایسی بہت ساری کڑہائی بیچ تل ڈالے
مجھے ڈر ہی بچپیر ایک جو ہی نا کند سا پھرتا — مبادا ای دو واجی وہ کہیں تمکو کہندل ڈالے
نقلیہ پھر اوسی گھڑیال کا کیونکہ یہ ٹھہرا دیں — نگوڑی باولی چڑیا مری میں جو خلل ڈالے
دوگانا دہ میں جس میں کی بہری وہ وقت آ پہونچا — کہ کوئی پھول اوسکی گود میں کوئی لا کے پھل ڈالے
ارے تو آوے بھی بڑی ہی باری جہل کے ای رنڈی — خدا ایسی بھی دید دمین کسیکے نوج جہل ڈالے
بھلا ہوتا ہندی بیاہ میں سمو کی پالنے سے — جو اپنی خیر چاہے سو تری نیت بدل ڈالے
گھڑی جیسے فرنگی بولتی ہے دل بھی یوں ہی — یہ خطرہ ہے کہ تو کوئی بگاڑ اسکے نہ کل ڈالے

کسی کوٹھی کی لگی پیروہ ہے جو ایک درخت انشاء
اگلے تین چار اوسمیں سے آئی ہیں نکل ڈالے

کل ایک گھر میں نہ جانے جو پہلی بڑی لڑے — ہاتھوں نسے ہاتھ اور گڑوں سے گڑی لڑی
چوٹی سے چوٹی جیسے چوٹی اولجھ گئی — مٹکوں نسے مٹکے ٹوٹے گھڑوں نسے گھڑے لڑی
انگلیوں سے لڑکے چھٹے جو اون میں سب عیان — باڑیوں سی باڑھی کڑے دن سے کڑے لڑی
جھونٹوں نسے جھونٹی کنگھے پٹے اونسے چوٹیاں — بھوؤں نسے بھوئے کٹوروں سے کٹوری لڑی
تھوڑیوں سے چھٹے چھلوں نسے چھلیں بھی لوٹیاں — نیچوں سی نیچے گڑگڑیوں سے گڑگڑی لڑی
جب تل گئی لڑائی ترازو کے تول میں — باٹوں نسے باٹ ٹوٹے دھڑوں سے دھڑی لڑی

انشاء یہ دیکھیے بھی انس و موم و ناسمیں
دیدوں سے ایک شخص کے ہو کر کڑے لڑی

جو ہمکو چاہے اوسکا خدا انت بھلا کرے — دو دو پہروں نہائے اور وہ پوتوں پھلا کری
روٹھی ہوئی کو کیئے جا کر منا سپئے — منت کسی نگوڑی سکے اپنے بلا کرے
جھلسا ہی اوسکے موںہہ کو جو چاہت کا نام لے — اس دل کے آنچ میں کوئی کب تک جلا کری
کچھہ زور تجسے بھی نہوئی چل سپچنے دو دام — دہ اوڑ گئے جو کوئی ترا ارتلا کرے
افسوس اوس خیال میں جو جی میں رچ گیا — دو نوں ہیہ ہاتھہ کوئی کہا تباب ملا کرے
واری کے دشمنوں نکالے موسئے افضیل — کچھہ چاہکے بدعا نہ کہیں کلکلا کرے

آواز سچہہ رہی جو دوگانا کے آج ہے
انشا سے کوئی کہدے اب اسکا گلا کری

جو دل کی آرسی کو ہمارے جلا کرے — اوسکا کنول خدا کے طرف سے کھلا کرے
کیا نیند آوی اوسکو یہہ موہنی بنکھیا — جبتک نہ موری زوری سے موںہہ پہ ملا کری
ہیں اولٹی ناگنیں اوسکی اسکے گلی میں جھٹے — جو کوئی اوسی جاکی ہمارا گلا کرے
بندی کی وہ جو لٹوہ ہیں ہوں ابی خدا — ایک مست ہاتھی جیسے اونپر پلا کرے

کچھہ بندہ بارہ ایسی طرح کا کہا ہی ووا
انشا اب اوکی جی کو تو ہم سے ملا کرے

چلو سیر باغ کو بگیا ہوئی ہیں درخت ہری بھری — وہ جو پات ہیں سو تنشہ ہیں ہیں ہنس کہی ور و بہ پر
اری بونڈوں گھیر چاچیو کہیں جیتیو نکو نہ جانو — کہ یہ چھوٹی چھوٹی سے بچی ہیں یہ تو چھو کر یاں ہیں
یہ جوگا بیتیں ہیں اپنیں وہ دا تو خدا کیوا سطی وی سنا — کہ نگوڑی دو ان سکے سر پہ جا کوئی سناں اینٹھ بہاں ٹھہری
جو گناہ کرکے پھر آوی تو اوسی ایسی آنکھہ دکھا ئی — کہ رہے جہانئیں جب تلک قصور پھر نکری ڈری

نہ بیچال لال پر سے سی کہہ نہ تو زرین بچا ولی سی کہہ
اری انشا اپنی جی سی کہہ کہ کسی دل نہ وہ سہیلی کہہ

ہاروں پورو کو بہاکی پر یوں نے پچھاڑا ہے — نہیں یہ لکھنو ایک ہی جہ اندر کا اکھاڑا ہے
چھوا ہے کچھہ نہ چھیڑا ہے کسیسے اب تلک انکو — ابھی سے بیگماجی نے بھلا کیوں موںہہ بگاڑا ہے
خدا انکو اوجاڑیں ہاتھہ سی ان باغبانوں کو — جنہوں نے اس مینہ میں اپنی ہیکے گھونسلوں کو اجاڑا ہے

رضائی شال کی اوڑھ سو جاؤ ہم تم چھپ کھٹ میں
ہوائیں ٹھنڈی ٹھنڈی آرہی ہیں بہت جاڑا ہے

گرایا کل وہ گانا کو جو سنے کھیل کرتے تھے
تو کوکا یوں پکارا اوٹھی پچھاڑا ہے پچھاڑا ہے

بھلا باتیں کرے کوئی کہاں تم سی جہاں دیکھو
تمہاری ساتھ ایک لپٹا ہوا دہاڑ پکا دہاڑا ہے

نہیں بہاتا لنگوٹی باد لیکا یہاں یہ تنکیرہ
ابھی بس جانے نکلی سیر اور بس نواڑا ہے

اوسینہ پی لیا ہے عاشقوں کی جان کا لوہو
وہ جوگی دان کی ڈوری ساتھ لپٹا سچ تاڑا ہے

لگاڑو گی وہی تم بھی دو داجی جھٹکا دہمکا کر
جو سب لوگوں نے ان سے غلاموں کا اوکھاڑا ہے

جو سوچا خوب سا پنی تو اونکی دوستی کا ڈھب ہے
نہ سیدھا ہے نہ ترچھا ہے نہ ٹیڑھا ہے نہ آڑا ہے

بہنیا اگر کم خلطی کا نہ دیکھی اب انشا کو
تکلف برطرف جب کو اوسنی خوب تاڑا ہے

اس گھڑی ایک میاں ہیں بیٹھے آپکے ہیں تو تھے
ڈر لگے ہے پر بہت ہے رات سن کسین بولتے

ایضاً

گوشت ایک گاڑھی سہرالیکہ جو چکنیا سی ہے
اک ہی کوڑا سی اوسکی جان سونیا سی ہے

ایضاً

کیا چڑھے وہ میاں کسی شخص کے کنگھی چوٹی
ہے میرے پاوں تلے لال پری کی چوٹی

ایضاً

یہ کیا تجھے ہے خواہی نخواہی
مجھ سے بکنا وا ہے تبا ہے

اٹکیا دوا کے تب تو نے ایک
ساری کی ساری جھوٹ ہووے گا ہے

طوفان تم نے مجھ پر جو باندھا
کوئی بھی دیگا اسکی گواہے

سہری باندھی ہیں جو کوئی ہووے
اوس سے سمجھ لے تو ہی الٰہی

دشمن جو میری تھے ایک جنی وہ
از غیبی آئی اوسپر تباہے

ہنسے بنا ہے تم سے تو پیارے
لیکن نہ تم نے مطلق تباہے

انشا نے ہنسکے اپنی تلوار باندھی
کیا خوب آہی واہ الٰہی سپاہی

بس مرا سمند نکھارے
سیر کا ہے مزا ابھی
کوئی نادان ہو وہی تو
تو ہی بتلا ہے اے صنم

دور ہو چل پچھے پرے
کھیت ہین سب ہری بھرے
تیری باتو نہیں دل دھرے
کوئی اب تجھسے کیا کرے

دیکھ انشا تجھے بھلا
سانس ٹھنڈی نکیون بھری

وہ تو کسی مین نہین آپ مین جو بات ہی
پڑتی ہے پینہ کے پہوار نسیان مین سب لوگو نیز
تم بھی کوئی ہو اجی کن نے کہا آدمی
سیماب سی پارا بھرا پیٹ مین کوٹ رہی او

جھوٹ جو بولون تو یہ تار دن بھری آٹ
ایسی مین آجاتی زور سی کچھ گھات سے
واچڑی کیا پوچھنا آپ کی بھی ذات سے
پہنچے سو ہو اوسنے کہا یہ بھی تو اک بات ہے

دل کی جو تھی کی لی سینے کو انشا سی اب
بات مین اوسکی بھری ایک کرامات ہے

یہنی جو سچ کہا کر کل اونکی زبان کاٹی
لیلی کی آگے کیا وہ مجنون کی آہ شغل

تو اون کی کس مزی سی سیری زبان کاٹے
سر مونڈی ایک لونڈی سو ناک کان کاٹے

ایضا

اونکی تو کبھی جونک کی بھی سیر رہے
اپنو نکی جتنی اجی ہمنے تو اپنا پت کی
طہر نا چاہ کی ندی مین ترا کام نہین

اور کیا وہ لہو بہا در دمونکی خیر رہے
پھر یہ قسمت کہ وہی نچیر کے تم غیر رہے
جنکی قسمت مین کہ لکھا تھا وہی طیر رہے

ایضا

یون جھکا مجھ پہ کوئی رات کا جاگا جیسے
کیون نگل پڑتے نہ ہی دیتہ کچھ اونکا تو
یون ہی ہر بات مین بولا کرو [illegible]
کوئی اللہ کری چھینک پڑی جلدی سے

تم تو وہ چاہتے ہو سوتے مین ناگا جیسے
سونی روٹی کو گلا دیوے ہی [illegible] لاگا جیسے
ابھی آغا کو [illegible] کر کہا آگا [illegible]
[illegible]

مین تو دو کہا نہین گانیکو تری پر یہہ کہا
گائینگا وین اسیرونکی گہرونمین نہ کہ وہ
تال سم سی جو گاوی تو بہلا گا جیسے
قاین قان آکی کرین صبح کو نگا گا جیسے

ڈہال تلوار لیے لانگ چڑہائی انشا
مجہسے یون رات ملا ہو کوئی ناگا جیسے

یہہ اتفاق ہے نہ بنی یا بنی رہے
روٹھی ہوئی ہے وہ تو گئی پر یہہ سوچ ہے
مانگونگی آدہی رات کو سر کہولکر دعا
نواب دولہہ شیر بہادر وزیر کے
دولت بنی ہے اور سعادت علی بنا
قائم رہی وہ چاند سا مکہڑا جہان مین
جم جم وہ آنکہہ اوسکی جو سرجہی سی سر ہے
پر آدمی کو چاہیے دل تو غنی رہے
یہ کیونکہ ہو کہ یون ہی منی تو منی رہے
آمین کے کہنے کے لیے اور ایک جنی رہے
جم جم سی بلکون بلکونمین نت روشنی رہے
یا رب بنی بنے مین ہمیشہ بنی رہے
اوسکا برا جو چیتے اوسی جان کنی رہے
دشمن کے دلمین جہنتی اوسیکی انی رہے

ہمت کبہی نہ ہاریے انشا یہ چاہیے
جو بات دلمین ٹہن گئے بس وہ ٹہنی رہے

دنیا ادہر کے کو اودہر کو جاہی
وہ ہے اب تجہہ سے کہیلے کہیلی
موہنہ سے ٹک بہوٹ تو انارکلی
ہی جسکو تجہی تلے کہڑا اوسکو
یار ٹہے خوب جسکے کس طرح خو جاہی
جان ٹیا سی اپنی جو کہو جائے
اری کس طرح تیری تو تو جائے
ٹہنڈی ٹہنڈی کہو کہ گہر کو جائے

یہہ کہانی تو ایسی ہے انشا
جسمین آتو نگوڑے یہ سو جائے

آج وہ بات سہی جسمین تری کل کل جائے
یون لگی کوسنے چوپڑیین جبہ ہاری وہ پری
ڈہلتی بہرتی ہوئی ای جیانو جو وہ اترا و پڑ
آہ کی لو جو مری جہوڑی ہے نکلے باجی
کیا کرون لیکن اگر کوئی مہینا ٹل جائے
ستی ہو جاہی دمن مر ترا راجہ نل جاسے
حق کری تیری طرح اونکا بہی جوبن ڈہل جائے
شمع یہ بختون جلی کیون نہ بہلا جل جل جائے

اوسی قربان کروں جو مجھی چھیڑے انشا
میری چھاتی جو چھوئی اوسکی ہتیلی جل جائے

سیدھی لوگوں سی بہی کہتی ہو کچی بی سیتی
کیا بری خو ہی تمہاری بہی اجی بی سیتی

آئی اتنا تھ مری دوست یہ کیا قہر ہوا
ای لو اب صبح کی نوبت بہی بجی بی سیتی

کوئی بیچا ہو تو اسوقت تصدق ہو جائے
اوڑہنے زرد عجب تمپہ سجی سبے سیتی

چشم بد دور قصابہ یہ تمہارا ای واہ
گرم گتنی ہوا اجی اوچھی بجے بی سیتی

اجی انشا کو نہیں رہیان ہمارا اسطرح
آبرو ہمنے عبث اپنے تجی بی سیتی

پڑ گیا نیل میری گال میں کیا قہر ہوا
اری کم بخت نگوڑے پڑی تجھہ پیر پھٹکی

ڈبلی پتلی ہوں مری تو نہ بہنبوکیڑی
اری او جان اری خیلا اری اوچنکی

سینے لی اپنی ہی سنہری کہیں پیچھے جاکر
پیلے باجی ہی نے معجون کی کہالی گھنکی

ہوگئی ران تو سب لہولہان ای انشا
دیکھہ میں چیخ پڑونگی نہ مری لی چٹکی

کوئی کچی ہے گنی ہر بات کا پکا تجھے
گر پڑے تو اونہہ ہی موہنہ شیطان کا دیکا تجھی

کوئی جمگا ڈرسا جاجی ہو نگوڑا اوڑ گیا
ای دوا جواب دے کہادی کاٹ کا مکا تجھی

کون جیتا کون ہارا سہہ تو یہ چپسی تجھے
ای زناخی یو پڑی میری تئیں جھکا تجھے

اوٹھتے کوپل اور چاہت بیگما کیا قہر ہے
چاند جیسا لگ گیا بیاڈول یہ لگہ تجھے

چپکے دینی کھول کنڈی لینا انشا کو بلا
ڈر بھلا کیا چاہیے دربان لو پاس کا تجھی

سچ کہوں بات جو بری ہی نہ لگی
کیا وہ ڈھکتے کہ جون چہری نہ لگی

کیا وہ پنجری سیلی بیلے اجی
جو کہ ہونٹوں میں بھربھری نہ لگے

آنا مینا اوجٹ گئی تجھہ کو
چاہیئے کوئی بے سُری نہ لگے

چودہری جی چلے وہ کیا گاڑی
کہیے ہیتوں میں جو دہری نہ لگے

تو رہی ہے کہ میرے بچھی دوا — یہ نگوڑے اکل کھرے نہ لگے

میر انشا وہ ہے کہ رستم سے
جس سے ہرگز بہادری نہ لگے

رات بھر اپنا ترستا ہی رہا جی باجی
صدقہ آواز کے تیرے جو پکارا میں نے
ہی سلیقہ تجھے اتنا کہ نظر آتی ہے
ابھی تو اس کو شہر میں میری ڈر انیکے لیئے

اب تو نوبت بجی اٹھو اجی باجی باجی
تو عجب آن سے کچھ تو نے کہا جی باجی
پادشاہزادی تری سامنے پا جی باجی
ایک عبا اوڑھ کے بن بیٹھے ہیں حاجی باجی

کر دیا تو نے خفا مجھ سے مری انشا کو
تیری یہ راج کری شوخ مزاجی باجی

چبھتی ہے یہ نگوڑی مسلسل کے اوڑھنی
بن سر ڈھپی ہو گئے تجھے کیا چاہیے بھلا
تو کاجی دیکھو میرے دوگانا یہ کیا بھی
اوس اوڑھی اوڑھنی کی توگاتی نہ باندھیو

لا دی وہی دو دانچھے ململ کے اوڑھنی
بوٹی سی قد یہ اس پہ بڑے آنچل کے اوڑھنی
پشواز اودی اور جھلا جھل کے اوڑھنی
پنجائیگی یہ کوٹھری کا جل کے اوڑھنی

انشا کی سینے لگنے کے لیئے اون نے بھیج دی
ہمالیکی کرتے اور وہی ہلکی اوڑھنی

جو مخالف تھی چمن کی وہ ہوا ساری گئی — لے نہ ای نرگس خوشی کر تیری بیماری گئی

ایضاً

جو نپٹ کیا ہو جو کسی سے کوئی ہمدرد سے
کیوں نہ تجھ سے پھر اوڑھ کی سردو کے دل
سہی ہیں لوزنہ انگور کے صورت آیا
کہ کیا تو وہیاں ہی آٹھ پہر ہے کہ جو
ری شکل وہ کہ ہرا ناچ سے ملے سو ہرو نو

جلتے ہیں سفید ہیں دل پر جے دل سوز سے
وہ بند آج کہ کھتا بچے زرد رو سے
اور میں گھوڑا بھی کوئی لوز قدا گوز سے
نت نیا اور ہر ایک ماہ شب افروز سے
اور دو کہ نیا ہو سے سو نوروز سے

ہونٹ اندر سے اگر شور ملا تو انشا

موہنہ بنائی ہوئی پھر کیوں میاں فیروز بیٹھے

کیا غضب ہے تری چتون میں پڑی آگ بھرے — تو بھی کیا قہر ہے انشا ری بھاگ بھری

رباعیات

ای بی بی جیسی شاندار بھائی تیرے — صدقہ قربان جائیے دانی تیرے
وہ چال نہ چل کہ نام رکھے کوئی — بی ڈول میں یہ ہیں ویدہ ہوائی تیرے

ایضاً

ناحق ناحق مجھے جلاتی کیوں ہے — گھر میں میرے آگ لینے آتی کیوں ہے
آئی تو نہیں ٹھہرنے یہ رنجش ہے — بیفائدہ یہاں تو آتی جاتی کیوں ہے

ایضاً

جھانکا تو نکر عبث فضیحت ہوگے — آ تو یہ سنیں گے تو قباحت ہوگے
چالیں یہ چھوڑ دی نہیں تو ناحق — ایک روز بڑی بڑی فضیحت ہوگے

مقطعات طلسم

دو دو میں خوب گھول لو سادر — اوس سے لکھیو جو ایک کاغذ پر
حرف جب سوکھیں تو سمجھیے ایسا — کہ نہ معلوم ہووی ستے وہ کدہر
سادہ کاغذ دکھائی دیوی گا — ای دوگانا یہ مجھ سے سیکھ ہنر
آگ پر سینکنے کے ساتھ اوس میں — آئیں گے کالے کالے حرف ادہر
یہ کرامات دیکھ کر جانے — تو کہ ادھی لگے حسنکی نظر

جتنے بھیجے ہیں اپنے انشا پاس
لکھ کے ایسی طرح کے خط اکثر

رگا دی شمع کے پیندے پہ شیشہ کا چھپا — ستھرا کہتا ہوا اور اوسکو حوض میں چھوڑ
بجلی سی لگے وہ موتی جوں جوں اوبھرتی آوی گی — نہ ڈوبے گے نہ بجھے گے ہنسیں گے سارے خسرو

ایضاً

کھینچ کو دا دیا سلانے کا — سینک مضبوط سی کوئی لیکر

کرکے ٹہالے چیونٹے مہروں کو — اوسکی گودی کو اس سلیقہ سی بہر
کہ نہ معلوم ہو بناوٹ کچھہ — بدلے اور وہین ہی شرط کچھہ آپسہر
کہ ابہی اوسکے ہین چپنے دیجیو — رکہدیجو ایک تہ مین خاک کے اندر
اور پانی چہڑک دیجو تہوڑا سا — پڑھ کے کچہہ چہوٹ موٹ چہو منتر
اون چیونٹوں سے دیمین سرک دیجیو — پہوٹ نکلین گے کونپلین باہر

ایضاً

لکہے جو خط عرق سی لیموں کے — سادہ معلوم ہوئیگا بس خیر
آگ پر وہ دہرتے زعفرانی حرف — نکل آوینگے ہے عجایب سیر

خط موزون

مشفقا مخلصا العاسلے + — بعد اظہار اشتیاق و نیاز
ملتمس یہہ کہ خط جو لکہتے ہین — تو اوسے چاہیئے کوئی ہمراز
سو تو کم بخت ٹہنڈی سانس ہوا — اور اپنا نہین کوئی دمساز +
دل یہ جو ہے سو جاتا ہی اوسکے — پاک پروردگار بندہ نواز
جن نگوڑا اثر بس گیا ہے — اتنے سنتے کو آپ کی آواز +
اور گئی شمع نے کہان پایا — وہ جو ہے ہم مین ایک سوز و گداز
کرتے ہیں پوچہو نہ تم سفر مین کہین — اور پڑہا کیجیو پانچ وقت نماز
عمر کو تہ سفر کے ہے مشہور — چلنے والے کے عمر ہے سودراز

واقعی سچ کہا ہے انشا نے
بیچ دنیا کے ہے نشیب و فراز

ایضاً قطعہ

دستارم جہوٹ کے پہیٹ بہاڑ دیہہ — کیون کلیجے مین میرے آگ لگاتی ہو تم
نیب ہے انگلی جہلسا گئی اس چاہت کو — کس لیے آکے بہلا اور جلاتی ہو تم
پہیر جو ہی نہ یہ پہیرن نہ الہیا نہ پلٹ — پہیر جب دیکہو تو کچہ اپنی ہی گاتی ہو تم

یعنی معقول جو خوش واچہری کیا خوب اللہ
پشتیا ہون جو بہی اب تو ارائی بیگم
کہکے سمجھو گی بہلا جیسے ہین انشا اللہ
کیا کیا ہین ذ جو مسرور دسرائی ہو قلم

قطعہ بطور خط

خان سمو المکان سلمہ ربہ
آپ کو معلوم ہو بعد نیاز و سلام
بفضل الہی سے یہان اور تو سب خیر ہو
گھٹتے ہے اچھی طرح شکر ہے اوسکا مدام
لیکن ابھی کیا کہی کہنے کی قابل نہین
اسبو جدائی کی ہاتھنہ لیست ہوئی ہے حرام
ولمین ہٹو کے سے کچہ لگتی ہین آٹھون پہر
کوئی اوسی کس طرح رکھی بہلا تمام تمام
روز جو وعدہ کی تھی گنتے ہی گنتی اونہین
اونگلیونکے پورو ہی سو جہہ گئی ہین تمام
پردہ دوری کہین بیچ سے اوٹھ جا ہی جلد
پردہ نشینونکی ہے اب یہ دعا صبح و شام
کرتے ہین ہمچولیان باغ تماشے کی سیر
اونمین مجہی رہتی ہے اپنی وہی دھوم دھام
اسمین جو روتے ہوئی دیکھ کھینچے لیا
تو یہ بہانا کہ ہے رات سے ہمکو زکام
ہیئین ہین انشا کی اور اپنے سمجھے وہی
اسکے سوا اندنون کچہ نہین بندہی کا کام

ایضاً

میرزا صاحب الطاف نشان سلمہ
بعد اظہار تمنا یہہ ابہی ہو معلوم
اتنے مدت سی سدہارکے نہ کبہی خط لکھا
ہمکو ایک پیسہ کی کاغذ سے بھی رکھا محروم

قطعہ در بیان طلسمات

کہرسے لکی جو ایک وصلی پہ
اور سکھلاوی لڑکی پیاری
کوئلی سے لکھی یہہ وصلی کو
کہ وہ کالے ہون حرف ہی سارے
دہرکے وہ وصلی ایک تختی پہ
ہیٹھے پانی کی خوب سے مارے
حرف انشا کہ ہین سفید سفید

چمک اوٹھین سے جسطرح تارے

لکھیے جو چونے سے کچھ ایک کیسی فرد سیہ — اور سکہا کر اوسے خوب مٹا دیجیے
فرد تو سادی ہی پہر سکو نظر آوینگے — ڈال کر پانی مین پہر سیر دکہا دیجیے
صاف اوبھر آوین گے حرف چمکتی سفید — ایسی کرامات سے دہوم مچا دیجیے

ایضاً

عرق لیمو آوسے شیشہ مین — کہدے ایک آدمی سے بہر لا رہی
اوسمین ایک چٹکی بہر کت دریا — پیس کر چہوڑ دی تو اہی پیاری
اوبل آویگا وہ عرق موہنہ تک — سانپ کے طرح مار پہنکارے

یہہ عجائب طلسم ہے انشا
دیکہہ جسکو پہڑک رہین ساری

مستزاد و پہیلیان نسبت از زبان ریختی

نسبت وہ جو آرام سی ہے ہاتہہ کو سوکہا — کچہہ سوچکے بتلا — ہی اسمین کلائی

ایضاً

نسبت کو تری نام سے ہے پتیل پیسا — مت کر تو اچنبہا — کہدی ری ارہی باجی

ایضاً

وہ کونسی ہے چیز کہ ان جانوروں سے — ایک ہی اوسی نسبت — اور بہی نہین اوسمین
کپڑونکی پہ دن سے جو بنی سونکی چڑیا — یعنی ترہی انگیا — ای جان زنانخی

ایضاً

کونکا جی جلا یہ کو بتی کونسی نسبت — کسواسطے کل کیون — آنکہون پہ تمہارے
جو لوٹ گیا دیکہہ کے کل تتلیون والا — کرنے مین تماشا — اوسمین سے پیلے

ایضاً

کل کرکے شتونسے وہ پہری مجہسے یہ بولے — دن رات سو نسبت — کیونکر نہ سمجہے ہو

تو لا سچھے ان آنکھوں کی کاشتے میں تو ٹھہرا	تو لا کہ ہے یا شنا	دیکھا یہ تماشا

ایضاً

جھنڈی سے بہلا دہان کو ہی کو نسبت	فرمائی صاحب	اسکو بھی نہ سمجھو
تو بوجھ چکے اور بس اب کہائی خشکا	ہو جب کہ پہیرا	تو اب بھی نہ سمجھو

ایضاً

ہی مردون کی ناموشین خط سی کسی نسبت	پیار و سن ہے کہ جب بن	کچھ کام نہو تو
پہلی وہ کلہا جای سے جبکہ نفافہ	ہے یہ تری انشا	اللہ کی خوبی

پہیلی

تالاب مین طیسرا کری دنرات جو چڑیا	کیا ہے وہ بہلا ہے	بوجھو تو پہیلی
ہر شخص اوسے دیکھ کے نہوڑا دے سرانپا	یہ چال انوکی ہے	قبلہ نما کی

ایضاً

جا بہیگو نکے سو سنہ لگے ایک کالی سی جیتن	وہ ناگر سے جوبن	وہ کیا اری سوہن
لوہی کی جنی ہو وے اوسی سب کہیں تا بنا	صورت مین پری سی	وہ یعنی کہ سسی

ایضاً

تارون کی نبائی ہوئی ایک ناگنی ایسی	سر جسکا سنہرا	ایک آن مین ظالم
پیجا وہی جو تالاب سی ایک سارہی کا ستا	یعنی کہ جلائی	ہی تو جو وہ بیجی

ایضاً

اندھیاری مین جو بیٹھی ہو کون بہلا وہ	جھٹ جن پری دوہی	سب باولی چالا
لڑکا جو نگوڑا جنی سو صورت سے کالا	ای دائی جتائی	یہ چیانی ناری بی

مستزاد

مین پہاند کل رات جو دیوار رنجاتی کنڈی نہ ہلاتی جاگ کر نہ جگاتی نیند اسکو نہ آتی جو بن کی وہ ماتی تیوری نہ ہلاتی
اور چٹکیوں مین سیر تلین صبح اوڑاتی ہاتھو نہ بچاتی گالی نہ بچاتی کہانی کو نہ کہاتی پہر تو نہ لاتی سو سو نہ بلی گاتی

پہیلی

وہ کون ہے یوں سوا دہر دیکھو تو تو	دھیڑ نہ وہ الّو آگی ہی سے اگر
گھر والی کے آنکھی خبر ہے وہ سنانا	ست بھول دوانی کو ا رسے جانی

ایضاً

ہے کون درخت ایک کہ پاون تو پھل اوپھی	اور پھول سو اسکے پہ چار ہیں سے
ماتھے پہ لگا چاند ہے اور ٹھوڑی پہ تارا	دنیا میں اسلیے قائم ہے دو

ایضاً

وہ کیا ہے سقنقور کو لگہ تھوا اوس سے	دکھلائی نہ دیوی پردہ ہو ہم بچا
کہتے ہوں سبھی لوگ جسے جان چٹا خا	سو کیا کہ وہ بچھے واللہ کر اپنے

ایضاً

وہ چیز بھلا کیا کہ جس سے جتنے بنائے	اللہ میاں نے سو سب ہیں اوسی کے
پھوٹے نہ کبھی آپ رہی جیسے کا تیسا	اور کار روائی کر جاتی وہ سبھا کی

تمام شد دیوان ریختی



آغاز دیوان غزلیات و قصاید ہندی در حمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ای خداوند مہ و مہر و ثریا و شفق / لمعہ نور سے ہی تیرے جہان کو رونق
پڑھکر مکتب ابداع مین تو نی کہولے / دفعتاً نسخہ افلاک کے جون سات ورق
تذکرہ پھر تو ہوا مسئلہ وحدت کا / عقل اول نے پڑھا تجھسے باادب سبق
ذات کو کنہ کو کیا فہم کرینگے اوہام / سیکڑون نوع کی ہین جسمین دقایق مغلق
کیجئے گر نظر غور بانواع صفات / خیرہ ہو ذہن کہ ہے یہ مسائل مین ادق
روح کو حکم تعلق بجسد فرمایا / تاکہ اشکال ہیولا و صور ہو مشتق
قرب سے چار عناصر کو بہم دی کیفیت / قبا ہستی نی کیا پردہ اطلاق کو شق
خلق انسان کو کیا نامیہ اوسکو بخشی / ہیئت جسم کو کرکے متشکل ز علق
جا بجا دی جسم کی تصویر کو تا غاذیہ ہو / ایک پردہ مین قوا اخذ کرین اپنا حق
ہین سب اعصاب و شرایین و رباط اسلئے / روح کی آمد و شد کو نہ ہی رنج و دق
واسطے فائدہ کے سب یہ بنائی اعضا / عاتق و کتف و ید و ساعد و رسغ و مرفق
سمع و ذوق و بصر و لمس و شم و وہم و خیال / بن کہی تو نے دیئے ہمکو کریم مطلق
صدقہ اس بندہ نوازی کی تری ہم جاوین / باپ مان ہوتی ہین کب ایسی شفیق و اشفق

عبر ہر صنع سے ہین تیری مقولات عشر
سب اموات ہین ہران رتیق و ارق

فعل ملک این و متی بالکم و کیف و ہم وضع
انفعال اور اضافت سے ہے ہرشے ملحق

تیری سطوت کے جو ادیکھو نظر بھر دیکھو
توسن وہم کو یکبارگی آجاہی عرق

بحر مواج حقائق سے گذر کون سکے
ہان مگر فضل ہے تیرا ہے بجا ہی زورق

داور اسیح کہ سزاوار پرستش تو ہے
بیشک و شبہ سمعنا و اطعنا الحق

روز و شب حضرت خلاق تری حکم مین ہین
عرش و لوح و قلم و شش جہت و ہفت طبق

جبلہ ری قطعہ اقطار سموات تمام
قاف لپیٹنہ ہو جیسکا نہ سمند رخندق

ہے سوالید ثلاثہ کو سے علے قدر الحال
تیری ہے فضل سے محصول سدا سد رمق

لطف فرما جو ترا ظل ہمایون ہو تنک
چشم تحقیر سے عنقا کی طرف دیکھی لق

فی المثل توسن ایام و لیالی پر بیٹھ
چرخ گو گرمتہ ہم ہو کہ ہے سیر ابلق

جلد ہی کیجئے بتفا رحقیقت کی سیر
غیرت آہو دوان ہین مجسم ہو کہی اہی ارق

سعی بیفائدہ سے گیا تجھے حاصل ہو گا
راہ لگ اپنے یہ صحرا ہے پر از لق و دق

سیکڑون طرح کی خلقت کو تو اہی ازلی
بھیجا نعمت الوان ہے پر از نشت و طبق

توہم فیض نہ جھڑکے تو سیاہ الابحار
اوجہ علیین انجبرہ ارض ہے مثل زیبق

حمد کے بعد یہ شکر ادا کرتا ہون
شکر صد شکر ہے اہی حمد و ثنا کے الیق

کہ مجھے دین محمد مین کیا تو نے خلق
ورنہ متھی اور بھی انواع کا دیان بحق

قابل امر و اب روح قدس ایک گروہ
یہ جسے عیسی مریم سبھی سکے ہے احمق

راہب فاقہ کش اسلام کے گر ہو پاوے
تو ہو اپناوہ کلیسا مین ہے مثل علق

زہد و استاکی و رق کھولکی سب گھر جو پہر
ذکر زر گشت ثنا کرتے ہین با فرط شفق

شہر و دشت اس شیاطین سے بچالے مجھکو
تیری سایہ مین چھپا آکے ہون اہی بفلق

بہ تکلیف بہ ضرورت سے بہرہ مجھے دنیا سے
سن لے اس بندۂ انشا کی ہی اہی بیرزق

وسعت رزق با فضل ہو مجھے نعمت سا
جلد ایسی کہ نکرنے پڑین جھکو رزق رتق

رزق کی تو نے تکفل کی قسم کھائی ہے
ہو قسم تیری تو او فی و ابر و اوفق

عمر تا یکصد و بیس سال عنایت ہو مجہی — لیک یہ شرط ہی اوس ساتھہ نہو کچھہ بق بق
تا کہ مشغول عبادت رہے انشاء اللہ — ضایع اوقات کو کہو یا نہ کرے حق ناحق
اپنی اطفال و عیال و پدر و مادر ساتھ — روز و شب ورد وظایف مین رہے مستغرق
مان اس عرض و تمنا کو تجہے لائق ہے — خاطر اقدس مختار و وصی برحق
قلم عفو میری لوح جرایم پر کہینچ — از پے حیدر کرار امام اصدق
کلمہ منہہ سے دم نزع مری جاری ہو — جب تلک آنکہون مین رہے جانکی ذرہ بہی رمق
ہاتہہ سے ساقی کوثر کے پلا دینا جام — عطش روز قیامت سے نہو مجہکو قلق
اہلبیت نبوی کی واسطے اسے بار الہ — کچہہ نہ پہنچی مجہے آسیب جہنم مطلق

قصیدہ در منقبت حضرات امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام

گرچہ افلاک کے سب پہونکدی اطباق آتش — سو نہہ تو دیکہو کہ کری آ مجہے احراق آتش
نفس گرم وہ رکہتا ہون کہ جس سے ہو جائین — نسخہ گل کے یہہ مجموعہ اوراق آتش
آنکہہ اگر مجہسے ملا بیٹہے تو تقید کو چہوڑ — بہاگ جاوی طرف عالم اطلاق آتش
چشمہ نور ہو مرا ایک شرر سے جاری — آگ دینی کو میری جہاڑی جو چقماق آتش
ہین وہ دل سوختہ ہون گرم خروش اپنی — کہ میری سامنی مطلق نہو حراق آتش
حیدری نعرہ اگر سینہ مین کہینچون بہت — ہو گر نیزہ سوی وادی قبچاق آتش
گرچہ ہین نوع بشر مین ہون و لیکن حاشا — کر سکی میری عناصر مین نہ انصاف آتش
ق سابقہ جیسے میری آہ سے رکہتی ہی گرم — تب سے ہے برق شرربار سی سباق آتش
بی ادب ہو کی اگر مجہسے کہی ای صاحب — ہی یہہ مدت سی جلا دینی کو مشتاق آتش
خواجہ خورشید کہ ہے باپ کی جا کہ اوسکی — صاف لکہہ پہات یہہ کہہ بیٹہی ہوے عاق آتش
میری سینہ کی اگر آگ سے واقف ہوتی — پوجہتی رہتے سدا حضرت اسحاق آتش
برق وش میری گنا ہو نہ جو ماری چشمک — ہو وہی گردن زدنی لائق شلاق آتش
آنسو دو چار وہ رو ڈالون ابہی گر ماگرم — جسکی امواج مین مشرق ہو یا غراق آتش

خالق ارض و سما کا ہی وہ نوبت خانہ
کہ دل سننے کی جسکے ہی مشتاق آتش

ساتھہ بجلی کے تڑپتی ہے کڑک اوٹھتی ہی رعد
زور نقارہ ہے یہ جسکی ہے مطراق آتش

غوطہ زن لجۂ حیرت مین ہو فی الحال اگر
ہو مشرف بہ قدم بوسی عشاق آتش

اپنی مولی کی محبت مین ہو ٹہین مثل خلیل
کوئی ممکن ہی کہ دیوی مجھی شلتاق آتش

یا علی جبکہ زبان سے کہے انشاء اللہ
کرۂ نارین سب بجھہ کی ہو بیباق آتش

طائر سدرہ ہی مین گرم سخن ہوں جسجا
کب کرہی مثل کلاغ آگے وہان غاق آتش

آتش و خاک کی نہ پہنچے مری دامن کے گرد
گرچہ ہی وہانکی غضب شہرۂ آفاق آتش

کیونکہ مین اوسکی غلامونمین ہون جسکا حسن نام
سو کہہ گر خار منط ضعف سی ہو فاق آتش

یعنی وہ شبیر خدا حیدر صفدر جسکے
جملہ خدام سے پیش آئی با خلاق آتش

روز و شب صفحۂ آفاق پہ جسکے ڈر سے
مادرانہ کہے خاشاک پہ اشفاق آتش

اوسکے اعدا کا جلانا جو نہوتا منظور
خلق کرتا نہ کبھی حضرت خلاق آتش

اوسکی ذمہ جو شفاعت نہوئی ہوتی تو
دیتی عالم مین لگا معشر فساق آتش

کیون تپ محرقہ دشمن کو نہووی اوسکی
پہونک دینی مین ہے از زمرۂ احراق آتش

اوسکی صمصام کے اوصاف مین مطلع وہ پڑہون
چھوڑ دی سننکے جسے نار کا مصداق آتش

مطلع ثانی

ذوالفقار اوس شہ دین کی ہی باتفاق آتش
یہ وہ ہے آب کہ ایسی نہو براق آتش

فرق اعدا کو وہ جب کاٹی تو بریش کے ساتھہ
دوڑتی آوی وہ لپٹی ہوئی تا ساق آتش

نکلی اوسکی لب ہر زخم سے آوازۂ حزین
کسوت آب مین ہی آئی یہ حراق آتش

اژدہا شکل جہان زہر وہ اپنا اوگلے
رکہی اوس دشت مین خاصیت تریاق آتش

اوسکی دلدل کے تصدق ہوں کہ جسکا ہر نعل
ضو مین خورشید صفت ہو تو باشراق آتش

اب دعائیہ پہ کر ختم قصیدہ انشا
کہ اٹھائی تھی مضامین مین بہت شاق آتش

پاسبانی کرو تم میرے متاع دین کی
کہین ایسا نہو دی جنکی سے سراق آتش

اپنے دروازہ کا مجھکو بھی مجاور کیجئے
دلمین ٹھہر کا تی ہی یہاں شدت اشواق آتش

دیکھتے دیکھتے راہ آنکھین پڑے جلتی ہین
دوستونکی ہوئی عینین کے احداق آتش

لو بابا بھیجو ہمین سوی نجف بہر خدا
کہ جدائی کی تمہاری ہے بہت شاق آتش

روز محشر مین بھروسا ہو تمہارا جسکو
روز ہی اوسکی نکرے حضرت خلاق آتش

جسکو سرکار سے الفت نہو پہونچی اوسکو
رہی اس امر مین یہہ صاحب اشراق آتش

بطن جسکا و سرا نار جہنم سے بھرے
وہی اونہین رزق کی جا قاسم ارزاق آتش

تا ابد طعمہ ثعبان ہمین ہو وہ لعین
مطلقا اوسپہ نہ ہرگز کرے اشفاق آتش

فی المثل آپ کے حاسد کو ہو گر میل غذا
نان اوسی شعلہ شرر شیر ہو فیاق آتش

یا شہنشاہ حسین ابن علی کا صدقہ
نہ کرے عنصر خاکی میرا احراق آتش

نزع کے وقت دکھانا مجھے اپنی صورت
تا نہ دوزخ مین میری تن کی ہو مشتاق آتش

دیکھ جانا مجھے جنت مین کہین ہو نا جیا ر
بیدریغانہ مزاج اپنی کو ناچاق آتش

آپکے ساتھ ہو فردوس مین انشاء اللہ
نکرے اوسکی عناصر مین کچھ احراق آتش

شعرا سنکے یہ بول اٹھین کہ ماشاء اللہ
لمعہ نور سے رکھتی ہے یہ اشراق آتش

آجتک ایسی بنا ہی ہے نہ بنا ہی گی کاہے
جب سے وارد ہوی از کشور اشتیاق آتش

آتش آتش کے ردیف اوسمین یہ گر باگر ہی
بٹھے یون جسکے قوافی مین باغلاق آتش

صاحب علم لدنی کا فقط ہے یہ فیض
ورنہ کب رکھتی ہے گنجایش اوراق آتش

فارسی مین وہ دیوان و تا قصیدہ سفواق
ساتون دوزخکو جلا جو کرے بیباق آتش

قافیہ اس سے بھی صد چند ہون مشکل جسکے
چھوڑ کر بہاگے جسے صفحہ آفاق آتش

قصیدہ در منقبت حضرت امیرؑ

دارم آہی کہ بود جامہ صفا تش آتش
بادرش برق بسر شعلہ ودانش آتش

تخم تبخالہ فرو ریخت بدل دانۂ اشک
بارور گشت بجاے ثمر آتش آتش

شرر سے ریخت مرا سوی جگر عشق نگاہ
رو نہ آورد بہ نادر [illegible] آتش

نفسے سوختہ ام صاعقہ دریوزہ کند
[illegible] کا آتش

یارب این بادیهٔ عشق چه صحرا باشد
شعلهٔ طور تجلی بود م سینه گرم
لن ترانی بجواب ارنی شنا یا گفت
خر موسی صعقا عالم بیهوشی خواند
برحذر باش ازین صاعقهٔ نعرهٔ گرم
گبر آتش کده فرتوت بجدی شده است
هست هر مصرعهٔ برجستهٔ من برق وشی
نقطهایش همه چون خال لب غلمان است
گر بایران برسد شعر تر من افتد
در شیراز ببر نارش طرف رکنا باد
سید انشا نفس از مهر علی باید زد
حیدری نعره کنون در کشش مردانه بزن
آن شه قلعه کشا ساقی کوثر که گهی
حاجی کوثر ندوم ز رو لای حیدر
گردم از فرط وداد بش نه زند باد بهار
گر ز احکام تو فرمان نه برد ابر مطیر
خادم در گهت از مهر نبودی می برد
با ادب خم نشدی چرخ اگر پیش درت
صرصر قهر تو دروازهٔ او را میشکست
هر لئیمی که ندارد سر مهرت باد ا
همه حسرت ببر و بغض از عالم کون
بنبرد چرخ شرف گر بقدم بوسی تو
بجهنم برود مرد اگر حاسد تو

که بود موجب تنبیت نالش آتش
که کنون سر کشد از جملهٔ جهاتش آتش
چیست در کسوت نور از کلماتش آتش
عشق سوزاند دل و زد به ثباتش آتش
که امان می طلبد از حرکاتش آتش
هست گویا یکی از خیل نباتش آتش
که زند لفظ و معانیش و لغاتش آتش
گر رسد چون شرر جملهٔ نکاتش آتش
در دل طوس و صفاهان و کلاتش آتش
شعلهٔ حافظ شود و شاخ نباتش آتش
سوختی تا بکجا اینهمه آتش آتش
بر سر بتکده و لات و مناتش آتش
شعله برهمن نکشد از برکاتش آتش
بارد از چرخ بکوه عرفاتش آتش
در وزد تا به ابد از لفحاتش آتش
بچکد همچو شرر از قطراتش آتش
اژدها وار بقعر ظلماتش آتش
عرش بیزد بجمیع طبقاتش آتش
غلط سخورد تبهوی شبکاتش آتش
مرشد و راه بر معتقداتش آتش
نقمت حق نکند در عرصاتش آتش
جمله زاید بجهان از حرکاتش آتش
در دل انگاشته از سیئاتش آتش

شیوهٔ هیچ ترا شاعری از فوت کند | خامه‌اش سوزد و افتد به دواتش آتش
هست انشا ز غلامان تو یا شاه نجف | دید از لطف تولا ریب نجاتش آتش
گوشهٔ دامن عصیانش نگیرد حاشا | حیف باشد که چو دهقل نباتش آتش
بهره از تشنگی روز قیامت نبرد | نکند طعمهٔ خود بعد وفاتش آتش
نور باران شود این کالبد خاکی او | نگذرد هیچ گهی در خطراتش آتش
ای خوشا وقت که خاتون قیامت گوید | داورا مس نکند در عرصاتش آتش
عوض جرم به هر شعلهٔ آه او را | سوی دوزخ که بلیزد ز صفاتش آتش
نفس سوختهٔ داشت که اخگر زده بود | فتنه انگیختن شطّ فراتش آتش
طرفة العین به انسانش به سوی بهشت | کاطلاهی نبرد از عتباتش آتش
رحمت آن لحظه مجسم شود و فرماید | نرسد از حرکات و سکناتش آتش
اشک از بهر حسین ابن علی ریخته بود | سرد گردیده کنون زان قطراتش آتش
در فردوس گشودند بیاریش همراه | که رجوعی نبرد هیچ بذاتش آتش
دخل وارد که از او داشته باشد سروکار | گشت خاموش بهنگام مماتش آتش
اهل بیت اند شفیعان معاصیش بلی | میکند خوف و خطر از خطراتش آتش
دارد امید شفاعت بتو انشاء الله | بگریزد ز شکوه درجاتش آتش

قصیده بی نقط در منقبت حضرت امیر المومنین ع المسمی به طور الکلام

هلا و مروحهٔ آه سرد کو هر گام | که دل کو اگ نگا کر هوا هوا آرام
در وصال دل آرام دوره مسدود | مراد مرده گرد وساوس و اوهام
الم مولد سودا و درد گردا گرد | سواد دوره صحرا اسمور دد و دام
وه گرد سوده الماس کل هلاهل وار | هوا کالطمه کل هلاک و در طمع سام
هوا مسوده سرد آه بر سر مو | محل صدا الم دو ده دل اصول مسام
وه آمد آمد گل عهد لاله حمرا | سواد حاوه دل مسوده احلام

کرامعاد وصلاح وسداد کو اعمال ‌‌ ‌‌ ہمہ سحر رہ ولدار و مار کو ملام

اشعار ترکی

کوار کوار کولا راول کور وکلکوارہ ‌‌ ‌‌ سوکار سوکار وکولر کو لسام او کلسام
کورار اولار سحر اول اولکہ کاسر سوم ‌‌ ‌‌ سور ولسہ حال عمر آہ سوارہ ہولسام
ارادہ کرد وہم سرد آہ ودو آلود ‌‌ ‌‌ کہ رسم موسم سرما ہو گرم ہو حمام
احاطہ آگ کا وہ لال لال گرما گرم ‌‌ ‌‌ وہ لو وہ دود وہ اسکا علو وہ اسکا کام
علو حوصلہ صاعد ہو کس طرح اسکا ‌‌ ‌‌ حمام روح کو طول امل کا ہر سودا م
ملال وسوسہ مرگ و روح سرد رہم ‌‌ ‌‌ مآل وحال وکلال وحواس اور آلا م
ہوا وحرص ہواس عدکو اور سوء عمل ‌‌ ‌‌ حصول ہمکو وہ کسطرح ہوا ہمہ مرا م
مگر محمد و مدد گار داد رس ہو وہ ‌‌ ‌‌ مہ سماء کرم مہر سا طع اجسام
ہوا ارادہ وداح اسطرح اسکا ‌‌ ‌‌ کہ وا ہو سلسلہ کا کل عروس کلا م
کلام وہ کہ ہو وہ روح محمل سلما ‌‌ ‌‌ کلام وہ کہ وہ حاسد کو ہو رماح وسہام
کلام وہ کہ وہ ہو ماہ مصر اہل ولا ‌‌ ‌‌ کلام وہ کہ مصور ہو حور سا سر تمام
کلام وہ کہ وہ ہو مورد سماع ملک ‌‌ ‌‌ کلام وہ کہ وہ ہو شکر گردہ کرام
کلام وہ کہ وہ ہو موسم گل احرار ‌‌ ‌‌ کلام وہ کہ سکار اکو ہو وہ کاس مدام
کلام وہ کہ ہو طور انکلام اوسکا اسم ‌‌ ‌‌ کلام وہ کہ کل اسکا ہو صادر دگا کا م
کلام وہ کہ ملوک الکلام کا ہو ورد ‌‌ ‌‌ کلام وہ کہ وہ کل ہو کلام عاج امام
مدا ومر و ماہ حور وکلک سدرہ کو ‌‌ ‌‌ کرا وسکو مسطر الواح وا ور ا علام
درِ محوطہ لا الہ الا اللہ ‌‌ ‌‌ رسول کا ولد عم وحاکم احکام
اساس ومہر کا ملاک ارحم الرحما ‌‌ ‌‌ امام کل وہ ولا سا وہ کرام وعوام
وہ سلک گوہر اسرار داور داد ار ‌‌ ‌‌ وہ ادراک اعلا وہ رد ہدا کا ہمام
ہو الامام وعم الرسول والدہ ‌‌ ‌‌ امام عسکر وکرار حامل اعلام

مطلع ثانی

ادھر کو اودھر سے ہوا گروہ امام — ادھر ہوا مورد سر سلام کا شہ سلام
رہا مدام مددگار آدم و حوا — رہا وہ مالک مولد و عالم احکام
وہ مطہر کہ وہ ہمہ کا علوم کا داما (بمعنے دریا) — دم ہلاک ہوا آہ حسد و والد سہم اوہام
ہوا سہل آمال اہل عمر در رہا — سرور والدۂ والدہ و دل اہمام
معلم ملک سادہ سرور مسعود — کمال صدر مصلا مکمل اعوام
ہوا مطہر و گل مسک در دارم سنا — دراو سکا گلکدہ روح حور و روح مدام
سلم او سکو وسادہ رسول اکرم کا — عماد علم و در حلم احکم الحکام
گل کلاہ علا اور سراسر عدل — وداد او ہمہ دام آمد و مراد حسام
وہ مرد معرکہ آرا ہی دور کوہ احد — دلا در ہمہ عالم محرک اعلام
امام حور و ملک ماہر علوم رسل — سرور روح محمد موسس اسلام

اشعار عربی بکمال درستی ترکیب نحوی

ہو الامام و اہل العلا عسکرہ — ہو المطاع ولاہ لکل اہل کلام
ہو الامام لکل الورا ہو الاعلا — مکرم اسد صائل مع الصمصام

یک مصرعہ در عربی و مصرعہ دویم در فارسی

مطہر حرم اللہ اصل مولدہ — گدای درگہ او لا محالہ ذو احرام
در اصل مالک دار السلام اصل اصول — سوار دلدل و سردار کل مدار مہام

مقطع در صنعت بی نقطہ بدین تاویل از نہانخانہ فکر بعالم ظہور ثبت شد یعنی انشاء اللہ معنی انیکہ اگر بخواہد خدا و معنی لو اراد اللہ انیکہ ارادہ کند خدا پس ہر دو در معنی متحد دانستہ لو اراد اللہ آوردہ شد و معنی معلوم لو اراد اللہ یعنی چیزیکہ دانستہ شد

ولو اراد اللہ مراد از انشاء اللہ است

مقطع

محمد و مالک معلوم لوارادہ اللہ ملال اوسکا کرو دور دلکو دو آرام

اشعار دعائیہ

سطاع دہر ہو حلال ہر معاملہ ہو گرہ لو کھولو کرو دلکو وا امام ہمام
عطا کرو اسد اللہ سرور اوسکو صلہ اور آہوی حرم ما حاکو کرو رام
مراد اوسکو دو اور رکھو سالم الاولاد دوار و ساار کرو دور صدمۂ آلام
و داد آل محمد مدام ہو ہمراہ دوام ورد سحرگاہ ہو درود و سلام
طلاء احمر و الماس و لعل و دُرّ کا دو گہر اوسکو اور مدام طہور و حور و طعام
امام ہر دو سرا ہو عطا کر و مولا سر در ہر دو سرا او السلام و الاکرام

این شعری است کہ بصدق ممدوح علیہ السلام ملایکہ ملاء اعلی از استماع این دعا برای ممدوح دو صد ہزار آفرین کردہ باشند. در ترکیب نحوی درست و تمام در دو درین بحر مجہت موزون شدہ است

ہو الامام و روح الرسول صلی علی محمد و علی آلہ ہدا الاعوام
ہر داج اور ہمہ ہے وہ ہو آشنا انشا کہ ہو رہا ہو وہ آگاہ رسم اہل کلام

ازینجا صنائع دیگر کہ ہم داخل قصیدہ ہو اندشد و ہم خارج از قصیدہ مقلوب کل لفظین باید دانست کہ مشکل ترین صنعتہا مقلوب مستوی است کہ امیر خسرو دران گفتہ شکر بترازوی وزارت برکش و این شعر در مدح امام علیہ السلام در دو صنعت جمع شدہ یکی ہمان مقلوب مستوی است و دوم ہمہ بے نقط و الحمد للہ علی ذلک

اول فقط این شعر دعائیہ است

ہوا ارادہ دل رو کرو ادہر للہ کہ ہو معطل و معکوس کا سراسر کام

ہر دو مصرعہ مقلوب مستوی است

مراد روح در داد روح ورد ارم مآل کل امور سرور مآل کلام

صنعت محتمل اللغات کہ امیر خسرو دران گفتہ اند ۔ من کہ خفتین جوہری یا کی[له] کہ در عالم مشہور است در نثر بود لفضل الٰہی بتصدق ممدوح علیہ السلام تمام مصرع موزون با معنی بہم رسیدہ کہ در ہر سہ زبان یعنے فارسی و عربی و ہندی معنی خیز است این قطعہ

ولاد و مصرعہ لکھکر ملک کو کرسامع	اور اوسکا مصرعہ اول ہو مصداق سر کلام
بیا بیا جب من جالیا بہ پا کی باش	بیا بیا جب من جالیا بیا کی باس
بیا ننا جب من جالنا بیا کی ناس	کہ بیچ سر ورو الا سرو و دام سرعام

در صنعت منقوط کل

زیش شفقت ذی زینت بنی ستے	ہمہ مراد دلم داد و احد علام

این شعر در دو صنعت واقع شدہ مصرعہ اول در صنعت رقطا یعنی یک حرف با نقط و حرف دوم بے نقط و مصرعہ دوم در صنعت خیفا یعنی یک لفظ با نقط و دیگر لفظ بے نقط این است رقطا و اینست خیفا بنظر انصاف باید دید کہ چہ طور این ہر دو صنعت گفتہ شد

شہ بلند نسب اب مجھے سبھی دیوی	جبین لامع زینت حصول جشن مرام

قصیدہ در منقبت حضرت دوازدہ امام علیہ السلام (۳)

اوس بشر میں تھی نہاں آتش و باد و آب و خاک	عشق نے کردی عیاں آتش و باد و آب و خاک
آہ و نفس اور اشک کا معدن نشو تھی جسد	دیکھیے یہاں تو توایاں آتش و باد و آب و خاک
تن میں ہماری جلوہ گر جب نہ تھی تب او ہر او دہر	پھرتی تھی شکل یکساں آتش و باد و آب و خاک
جوش و خروش عشق سے کچھ نہیں تہا نہ ہوش و گوش	کرتے تھی نالہ و فغاں آتش و باد و آب و خاک
نور نفخت فیہ کا انمین جو آسما گیا	ہو گئے عرش آشیاں آتش و باد و آب و خاک
سہل ہے جہکڑ تھی نور کے بل اوڑھی سر دے	قدرت حق کی تھی نشاں آتش و باد و آب و خاک
جیسے شدہ باغ بوستان لایق سیر دوستان	ایسی تھی کے درمیاں آتش و باد و آب و خاک

[له] عربی من کہ خفتین جوہری یا کی ۔ فارسی من کہ خفتین جوہری یا کی ۔ ہندی من کہ خفتین جوہری یا کی

تحمیدہ و تشکر انبدہ و تسبیدہ
زور ملا دی یہان آتش و باد و آب و خاک

کھیل کھلاڑی کی یہ دیکھ کیا ہی ہم یہ ہوگئے
ایک پہ ایک مہربان آتش و باد و آب و خاک

چار ہی آٹھ ہوگئے کون ہی تو کہو سنو
نور و ظہور و جسم و جان آتش و باد و آب و خاک

بخششین لاتعد ہوئین چار و حساب سے فزون
اپنی لسق یہ اب کہان آتش و باد و آب و خاک

ہوش و ذکا و فکر و وہم شوق وجود سی آ گئی
واسطے اپنے ارمغان آتش و باد و آب و خاک

پھر خدا تک آن مل ہوگئے اگئے ورنہ مضمحل
جاتی ہین سوی لامکان آتش و باد و آب و خاک

جب نہ رہی گا امتزاج روح کریگی ابتہاج
دیکھین گے سوئے آسمان آتش و باد و آب و خاک

بہاگ گئی اور گئی بی وقوف ہوئی جو اہل وجد
الفت اونہین ہو کے میان آتش و باد و آب و خاک

مطلع ثانی

ہین یہ بسان طائران آتش و باد و آب و خاک
ڈہونڈتے ہین اپنے آشیان آتش و باد و آب و خاک

جاہتے ہین نفس کو توڑ سارے ہی نسبت کو چھوڑ
پھرتے ہوں اسیطرف روان آتش و باد و آب و خاک

جان پڑی مشتی ہین ہے ایسی کشاکشی ہین بنے
کیا کرین ہا ہے بے زبان آتش و باد و آب و خاک

ہوا ہنس چکے ہین ہر گھڑی سانس اڑی ہے سر گہڑی
کہتے ہین اور چلو وہان آتش و باد و آب و خاک

انشا بس آگے کچہ تو لکھ صیف دوازدہ امام
خاصہ جنہونکی چاکران آتش و باد و آب و خاک

وہ حضرت اہل بیت ہین جو علیہم السلام
چاروں ہین اونکی مدح خوان آتش و باد و آب و خاک

ہین جو وہ بارہوان برج چرخ کو جنسے ہی عروج
حکم ہین جنکی ہمزبان آتش و باد و آب و خاک

دیکھ مراتب اونکی تو صل علے محمد
تابع اونہون کے انس و جان آتش و باد و آب و خاک

اونکی ولا کی واسطے دہر ہین اسطرح ہوئے
موجب رونق جہان آتش و باد و آب و خاک

جنکے سبب سی پائینگے جن و بشر ہین کر ظہور
حور و بہشت جاودان آتش و باد و آب و خاک

کرتے انکو نہ تہا غرض خالق کل کہ اونکا خلق
ہوتی وگرنہ رائگان آتش و باد و آب و خاک

اونکی تفضلات سی رہ گئی زیر آسمان
شوکت و عز و عظم و شان آتش و باد و آب و خاک

ق

اونکی عدو کی واسطے حق نے جحیم کے ہی خلق
دشمنونکی ہین عدو بیان آتش و باد و آب و خاک

ہین جو گروہ اشقیا اونکی سب اہل بغض و کینہ
جسکے نہ دین کہین امان آتش و باد و آب و خاک

ایک جلا ہی ایک اوڑا ہی ایک ڈوبی ایک گر آئے / لیوین لپٹ لپٹ کی جان آتش و باد و آب و خاک

ق

میری عناصر وجود جیسی کہ ہیں یہ سب نمود / یعنے کہ ہیں جو دوستیان آتش و باد و آب و خاک

یکصد و بست سال تک ہمیں نہ آوی کچھ خلل / چھوڑیں نہ آشنائیاں آتش و باد و آب و خاک

جادۂ اعتدال سے انکو نہ ہووی انحراف / کچھ نہ کریں خرابیاں آتش و باد و آب و خاک

اور نہیں کہ ورتیں نہ آئیں ایسا نہو کہ روٹھ جائیں / دیں نہ ہم رکھائیاں آتش و باد و آب و خاک

جملہ قوا رہیں بحال انہیں نہ آوی اختلال / روح کے ہوویں پاسباں آتش و باد و آب و خاک

اور یہ عرض ہے کہ جب چھوڑے ہوویت بدن / اپنے طرق کو ہوں رواں آتش و باد و آب و خاک

میری سواد جسم کے انمیں ہیں جسقدر رہیں وہ / پہنیں لباس عرشیاں آتش و باد و آب و خاک

بتکدۂ وجود میں گرچہ صنم پرستیاں / کرتے ہیں جوں برہمناں آتش و باد و آب و خاک

واقعی انمیں شک نہیں رکھتی ہیں یہ زمانہ میں / ذوق پرستش بتاں آتش و باد و آب و خاک

یوں ارکان جاویں مل مہر بکل کے ساتھ مل / کوئی نہ جانی تھے کہاں آتش و باد و آب و خاک

دامن شعلۂ فغاں تر ہے گنہ کے گرد سے / کیوں نہو انسے اودھر دھواں آتش و باد و آب و خاک

پر جو لطف احمدی سایہ فگن ہوتا نہوں / شامل خیل کافراں آتش و باد و آب و خاک

مجھکو جلا اوڑا بہا گاڑ نہ دیں گناہ میں / ای شفعای عاشقاں آتش و باد و آب و خاک

انشا اب آگے ختم کر تجھ میں ملی ہیں جسقدر / دینگے وہ عرش پر اذاں آتش و باد و آب و خاک

دیکھ میری قصیدہ کا تو جرأت آتش نفس / ہیں ارکان امتحان آتش و باد و آب و خاک

قصیدہ در منقبت حضرت امام المتقین ثامن آل عبا جناب امام علی موسیٰ رضا

بازوقت است کہ چوں کیکاؤس / اخگر لالہ کند جشن جلوس

داغ دل با شرر و داغ جگر / جلوہ افروز شود چوں طاؤس

کج گذارد کلہ از فرط غرور / ہمچو دیہیم شہاں تاج خروس

در چمن باد صبا اندازد / دفعتہ غلغلۂ دقیانوس

در رہ خسرو پرویز بہار / علم افراشتہ با نعرۂ کوس

سبز و شاداب شود کشت امید … نکهت آرا بچمن بوی عروس
رصد از علم کواکب بدو … طارم تاک شود بطلیموس
بر همه خوشهٔ انگور مراد … داد فرعون نماز سعلوس
چادر آب که ریزد از کوه … بهر ها و کند کار عطوس
باز وقت است که بر فرق الم … رستم رعد بکوبد دبوس
موج گل جوش زنان ست رسد … کف برآرد چو لب قیاقوس
پیکر حور در آید بنظر … روح بر سبزه چو اقنه عکوس
عندلیبان همه با زمزمه شوند … مترنم بلغات قاموس
موج گل همچو فریدون ریزد … خون ضحاک خزان منحوس
عیش مانند سکندر تازد … گاه بر روم و گهی بر سر روس
دشمن آل نبی را بکند … در شناخانهٔ دوزخ محبوس
عمر که از صلب بنی عباس است … شود از منبر خلافت مایوس
باز وقت است که رحمت بیند … خارجی از مرض ایلاوس
باز وقت است که هارون خزان … ننشیند بسر عباسه عبوس
باز وقت است که مامون گردد … دود آتشکدهٔ گبر و مجوس
بعد در بتکدهٔ کشور هند … بانگ لبیک برآرد ناقوس
اندرین بقعه ملقب گردد … کبر و بیرنیه به عبد القدوس
تا کجا هرزه درائی انشا + … بگذر از خرقهٔ مکر و سالوس
حرف سنجیده بیاور ز دهن … جمله هستند بلایاب خاموس
در عمل کوشش ازین علم چه سود … چه شوی خاک درفیلاقوس
دست از فن طبابت بردار … فرض کردم که شدی جالینوس
مرض سرفهٔ عصیان شد و د + … زین بسی دانه وزین اصل السوس
مدح سلطان خراسان میگو + … تا شود روح جنابت محسوس

تا برای تو درین ظلمت قید — لمعهٔ نور فروز د فانوس
نور مغنی علی ابن موسی — نور حق بادشه کشور طوس
بوالحسن کنیت آن امام رضا — ضامن آل عبا راس رئوس
ضامن صحت این نامه سیاه — نیر برج شرف شمس شموس
حالیا مطلع دیگر خوانم — در حضورت بامید ملبوس

مطلع ثانی

ای بفرمان تو ارواح و نفوس — جمله اجسام ز لطفت مانوس
شد ز حکم تو در اشکال و صور — این هیولای مجرد محبوس
اسطقسات موالید و جهات — همه مشتاق تو بهر پابوس
بر سر خوشه اگر قهر آری — مغز چون برگ شود برگ سبوس
بی رضای تو حماری گردد — گر جهند بس بکشند شکل عروس
آنچه دارند گدایان درت — داشت این رتبه شان کیکاوس
داد بیداد شما زان حبشی — که بود اسم معلاش فلوس
خوف ز امراض و باغی ست ازان — خواهم از ابروت اسطوخودوس
تیرگی های گناهم نشود — متمثل به وصال کابوس
گیرد از لطف تو انشاالله — هر چه خواهد ز ود و قدوس
عمر و اقبال تعالی یابد — باشند از جمله بلاها محروس
زن و فرزند سلامت باشند — از مرض هیچ نگردد محسوس
تا بود یکه سوار گردون — زینت زین مرصع قربوس
ناظم ملک جهان افزاید — شوکت و حشمت تخت طاوس
بر زر و سیم زند سکه چو مهر — همچو تیمور کند جشن جلوس
حکم نواب امین الدوله — قیصر روم رساند تا روس

اشعار ترکی

یاشلاریم فرخ دین از نوع پولدی   یارچہ یازدق بیلہ افسوس افسوس
رحم قیل تینگری ایچون یا شیغہ   از در خویش مگردان مایوس

قصیدہ در مدح الماس علیخان بہادر

ساقی کوثر نمی خواہد کہ باشم تشنہ کام   میزنم رطل گران چند پس تا ہم مدام
چون شہان طرف کلہ گر کج گذارم می سزد   از ولای شاہ مردانم بود عالی مقام
سایہ ام را پایۂ کمتر نباشد از ہما   طائر اوج تحشم باشدم در زیر گام
داستان امرء القیس و لبید از یاد رفت   ای صبا از من بسحبان وائل را پیام
کی بگرد توسن چالاک نطقم در رسد   اشہب ذہن فرزدق گرچہ باشد خوش خرام
فاضلم علامۂ دہرم وحید عصر خود   دیگرے چون من نباشد شاعر شیرین کلام
دارم آن تیغ زبان آب دار بی نیام   کز نہیبش خون خود را میخورد این حسام
گر فرس تقریر من را تا زمیدان علوم   مثل جا و شان نماید ابن حاجب اہتمام
جملگی جذر اصم را گوش سازم رنگ گل   از دلائل جذر و برامی آورم در انتقام
تا ازین دود جگر یک گنبدی برپا کنم   در فلک ثابت نمایم وضع خرق و التیام
مرغ روح قاضی بیضا پرد زین ناطقہ   تا نماید گوش از من مبحث علم کلام
از برای آنکہ دارم سایۂ شاہے بسر   آنکہ دارد بہ ز دارا و سکندر صد غلام
نور ذات کبریا یعنی علی موسی رضا   ثامن آل عبا و ثانی خیر الانام
آن شفیع ابن شفیع ابن شفیع ابن شفیع   وان امام ابن امام ابن امام ابن امام
مثل رضوان مے شود آدم ز طوف روضہ اقدس   میرسد از درگہ او نکہت دار السلام
زین چاپ و چانہ نمے آید ثنای ذات او   منکہ ام پابند اعصاب و شرائین و عظام
ہر بن موی تنم گر صد زبان پیدا کند   در سخن ہم شوم چون خضر تا روز قیام
ساعتی ساکت نباشد از بیان معجزات   دفتر کلیہ انشا تا ہم بماند ناتمام

خبر لعیش و عشرت و شادی ندانم فکر چیست
فکر و غم آخر چه چیز آقا الم یعنی کدام

هیچ ازین اسمای لاطائل ندارم اطلاع
این بلوری اند تنها یا که از سنگ رخام

هست ازادی غلامان ورش شخصی کرو
بهره ور میگردد اینجا عالمی از خاص و عام

بلش دست ابر رحمت لجهٔ علم و سخا
یعنی الماس علی خان بهادر نیک نام

حشمت جنگش اگر رستم به بنیاد سپهر
از مخافه میرهد بر باد نام زال و سام

با همه ریش دو شاخ و جامهٔ چرم پلنگ
گاو سر را افگند به خاک آن مرد تمام

هرچ غائب تا کجا حاضر شدم تا در حضور
بادهٔ نورانی و صلت بریزم یعنی جام

مطلع ثانی

اینکه امارت نباشد در میان روم و شام
الله الله این چه شان است و شکوه و احتشام

خسرو پرویز بری جست از جای خودش
گر بدیدی این نشانهای طرز ابتسام

چون تو شخصی را اگر بر روی کار آرد فلک
میشود باری امور سلطنت را انتظام

ابلق ایام را در لویه آرای چیره دست
تا کجا او هرزه گرد بی عنان و بی لجام

مطلع ثالث

ای شبیهت آفتاب و چهره ات ماه تمام
ابروانت چون هلال و زلف و مویت صبح و شام

من فضیلت را چه گویم ای مه ذو الاحترام
بهره از هر جنس برمیگیرد اینجا هر کدام

از قدوم یوسف شرف روزی که حاصل ساختم
سوی خانه سر نمود و مرکب خود را زمام

پس همان روز و همان ساعت همان لحظه به فور
جائیکه نا گرم کرده بی قعود و بی قیام

تا اگر را و الکنم خوش مژده آید بگوشش
شد مبارکباد هر سو گشت شائع این کلام

منجلی آئینهٔ امید من شد و ان مثال
صورت آدم گرفت و ور پذیرفت ارتسام

عمر باشد دو دمانم بی چراغ افتاده بود
زین تاسف دود برمیخواست از راه مشام

بود انشاء الله اینک حق تعالی از کرم
داد فرزندی بمن او را تعالی کرد نام

شکر خالق میکنم الحمد لله العظیم
کو مرتب ساخت از کل شکل اعضا و عظام

اینهم از فیضان اسم قائم آل عباست
آنکه هست او مهدی دین دافع کفر و ظلام

آنچه گفتم واقعی بود است بی اغراق و شک ... اندرین گنجایشی ریبی نباشد والسلام
بنده انشا زین سبب معروض میدارد بلی ... در جناب تشنوای مرد سعادت التزام
راستی انیست گر حال و ریستی داشتم ... میفرستادم بخدمت چیزکی آش و طعام
چون چنین ها هیچ نهجی لائق و موقع نبود ... کردم انشا این قصیده آمدم بهر سلام
در قصائد رتبهٔ آقائیش ظاهر بود ... آنکه دارد با شهنشاه خراسان التزام
من لهذا اسم او آغا قصیده کرده ام ... از دل و جان چون جناب شاه راستم غلام
از امور دین و دنیا هرچه پیش آید ترا ... بار الها از تو یابد زود طرح انصرام
تا بود لیل و نهار و آسمان و ماه و مهر ... باشدت طول بقا و جاه و حشمت را قیام
تا نیاید صاحب الامر آن امام جن و انس ... دولتت باشد کنیز و خواجه اقبالت غلام

دیگر

اندرین عصر اگر حضرت لقمان باشد ... بهر یک لقمهٔ نان تابع دونان باشد
ثمن بخس بقیمت ندهند و نخرند ... سر بازار اگر یوسف کنعان باشد
رستم زال چه باشد پسر رودابه ... می نپرسند اگر سام نریمان باشد
قصه کوتاه که از چشم حقارت نگرند ... فاریابی هم اگر شامل ایشان باشد
فهم ناکرده سخن خورده بیجا گیرند ... آنکه در شعر و سخن همسر سحبان باشد
کمتر از مور ضعیفی به پی دانه رود ... خود درین عرصه اگر شاه سلیمان باشد
بدل ما تحلل چو رسد قرص جوین ... آه ازان شخص که از اهل صفاهان باشد
وقت آنست که از گرسنگی جان بدهد ... با و شهزاده که از اولاد تمرخان باشد
شکر لله که درین معرکهٔ بعث و نشور ... کاندران بوعلی وقت هراسان باشد
دست همچون من ناکاره بگیرد شخصی ... که مجسم همه چون ابر بهاران باشد
عزت و حرمت انواع تفضل بکند ... وز پی پرورشم بر زده دامان باشد
حرفها ی که ازان صورت الماس بیافت ... جمع در نام همان مرد مسلمان باشد
یعنی الماس علیخان بها در که مدام ... در جهان دست سخایش گهرافشان باشد

آیۂ رحمتِ حق است بلے در حکمش ... قوت نامیہ موسم باران باشد
ہمت او پے ارباب غرض ای انشا ... ہست خضرے کہ بسر چشمۂ حیوان باشد
ذاکر اللیل و سحر خیز انیس الغربا ... اینچنین کے بجہان قاری قرآن باشد
سبزوارست از وکشت امید عالم ... چون بہ خاک قدمش کحل صفاہان باشد
تیغش موجب تثبیت نباتات بود ... کہ ہمہ مائدۂ نعمت الوان باشد
چہل سال ست کہ اوقات شریفش بگذشت ... کس ندیدم بعبادت کہ بامیسان باشد
باہمہ کر و فر حشمت و جاہے کہ ور است ... زندگانی بکبار شخص چہ امکان باشد
رکن دین ست ہمان عابد و رکن الدولہ ... ایزدش در ہمہ احوال نگہبان باشد
فتح جنگ ست زدستش کہ نصیر الملک است ... حامی و ناصر او شاہ خراسان باشد
محسن عالم و بذال سخاوت پیشہ ... آنکہ شرمندہ از و حاتم دوران باشد
خالقش تا صد و شصت سال رساند اورا ... صحتش تا بہ لقا تابع فرمان باشد
مدح غائب چہ تسلی دہدم بہ کہ دگر ... رو برو عرض کنم ہر چہ کہ شایان باشد
چند اشعار دعائیہ کنون می خوانم ... یا رب این ذات تو رونق دہ ایمان باشد
تا جہانست و مہ و مہر و عطارد و افلاک ... ناصرِ جملہ امورت شہ مردان باشد
عشرت ہر دو جہان و طرب انشا اللہ ... ہمہ در حصر الماس علیخان باشد

قصیدہ در مدح پادشاہ عالی گہر (۴)

جشن و نشاط و خوشی سے وعشرت انتم ... عیش و خوشی مین جلین ہے خوش وقت ہو ہم
فرخندگی بخت پہ نازان تھی اپنے سب ... ہر ایک نغمہ سنج تھا یا طوطے ارم
فیض سحاب فرح سے تھی مزرع امید ... گل گل شگفتہ تازہ و شاداب سبز و نم
بلبل کو یہ طرب تہو ہر گز بفصل گل ... غنچون کو یہ شگفت نہین ہوتے صبحدم
قمری کو وصل سرو کی اتنی تہو خوشی ... آہو کو یہ سرور نہو وی بوقت رم
جو کچھ کہ جوش عیش تھین عرض ان سبہونکی تھا ... ممکن نہین کہ کیجیے بیان اوسنے بیش و کم
خدمتیں اون سبہونکی کیا سینے التماس ... شادی کی وجہ کیا ہے خبر پاوین کچھ تو ہم

باری یہہ کیا نشاط ہی ہم بہی تو کچہ نہین
شامل مجہہ بہی کیجیو اس عیش مین کہ میز
سلک گہر و صدف لب سے یون کہا
دینے چلے ہین اوسکو مبارک کہ آج وہ
وہ واجب الاطاعت و مسجود خلق ہے
معنی آیۂ و اولی الامر منکم آ
یعنے وہ شاہ عالم و فخر جہانیان
خورشید آسمان تہور فلک جناب
شاہ نجف نے قبضہ مین جسکی ذوالفقار
ہے لا دی تہی و نفی مخالف کے واسطے
جو حسن خلق اوسمین ہے وہ کہ خلق ہین کہان
جسکے رکاب مین ہین سلاطین روزگار

خوشبو سے فرح کی ہو ہمارا بہی تازہ دم
حضار بزم خاص سے ہون مورد کرم
اون سب نے کیا تجہی نہین معلوم یہہ کہ ہم
شاہنشہ زمانہ ہے بر مسند حشم
دوران کے بیچ مین وہ جو ہی شاہ محترم
تفسیر بیچ دیکہہ تو قرآن کے قسم
عالی گہر خجستہ سیر معدن ہمم
عالم ہے جسکی ذات سے جون ذرہ منتظم
دو ٹکڑے ہے جس سے ہو وہی عاشق بہ نیم
ایجاب کرکے گر نہ وہ بولین کہین نعم
ذات ستودہ الغرض اوسکی ہے مغتنم
گردن کشان دہر مین جسکی کہ سب خدم

مطلع ثانی

منبع المکارم و محسن الشیم
میری زبان سے بیچ کہان اوسکی ہو سکے
طالع ہین جسکے ایسی کہ تاج سکندری
ہی فوج فوج راحت و آرام جسکے ساتہہ
خنکار روم و ملک فرنگ اور شاہ مصر
مجری کو باریاب اگر ہون رہی شرف
خاقان چین کو چین جبین اسکے کہنچ لاسکے
دولت سرا کے جسکے غلام غلام سے
ناگہا وہ ہون نہ مجہکو کہا تو بہی چل وہان
حسب الاشارہ اوسکی یہہ مطلع پڑہون ہان

ینبوع فضل و جود و سخا معدن کرم
توصیف مین ہے جسکے زبان قلم قلم
کہا وہی ہے اوسکے طالع بیدار کے قسم
ہے روح روح گنج تنعم سے ملتزم
حاضر ہین جسکے خدمت عالی مین دمبدم
ضحاک و کیقباد و کیومرث و کی و جم
ضیغم کے جیسے پنجہ مین ایک پشہ پشم
ہوشنگ و سام و نریمان و اسفندیار کم
حاضر ہو صمت چہوڑ تکلم کرا ایک دم
ای معدن سخاوت و اے لجہ کرم

مطلع ثانی

ہے تجھ مین وہ کمال کہ ہم لوح و ہم قلم — تیری رضا کو سب یہ مقدم کرین رقم
منطق مین تیری حکم کے حیران ہو رہ گئی — چارون مقولے این و متی کیف اور کم
کیا عرض عام و خاصہ و کیا جنس و نوع و فصل — یا ضبط و ربط کل و تقاریر منقسم
تفصیل وصف کو تری مجمل نہ کر سکین — گو صرف دل کے وہ کرین اس نحو سب حکم
دریا تمام صرف کے ہو وین اگر مداد — اشجار سب جہان کے ہو جائین گو قلم
مشرق سی دل کی مہر معانی کرین طلوع — تا ہم نہ تیری وصف مین ایک ذرہ ہو رقم
ہو جاتی سینہ دشمنون کا چاک دیکھکر — طمطراق و کر و فر فوج کی حشم
ہمت کے تیری صیت سی اپنی معدن سخا — کہا کر کے شرم حاتم طائی ہوا اصم
ایکدم تو دیکھنے کو نکالے تھے اپنی تیغ — اندام خور پہ لرزہ ہے تا حال ملتزم
ایک طرح اوسکی آب ہی چشمہ ہی فیض کا — دشمن کے دل سے دہو نہ کیوا اندوہ درد و غم
جلدی یکیت خامہ مین اتنی کہان کہ اب — گلگونے طرح مدح سے کچھ ہو سکے رقم
مثل شرار نعل کے ہنگام ترکتاز — اوسکے تڑپ سے برق رہی پیچھے سو قدم
شبنم عرق ہے باد صبا کا کہ ایک گام — ساتھ اوسکی یہ چلی تھی جو کرنے لگی ہے دم
وہ نعل مہر و مہ یہ فلک پر جو ہین نمود — یونہی سی اُسکے اوڑ گئے ہین وارہی قدم
ساحت مین جسکے تند روی کی بسان سنگ — کچھ تو سن شعور ہے اب رہ گیا ہی تھم
گردون شکوہ کے تری ہوتی ہے سامنی — پیل فلک نے ایک ہی ٹکر مین کردی رم
اوسکو کجک سی مار کے ہر چند کہہ رہے — چی چی یہ و پیرو لگی کہل دیکھ میل سم
بھاگا سنبھل سکا نہ مہاوت کے کہنے سے — چنگھاڑ مثل رعد بفریاد زیر و بم
گردن گلو کبود ہے تا حال دیکھ لو — مستک پہ اوسکے خون شفق رہ گیا ہی جم
یہ بات کچھ چھپی نہین ہی خلق پر عیان — سچ ہے کہ اوسکی پشت سی اتبک گیا نہ خم
ہے عدل تیری عصر مین اتنا کہ بر فلک — بارہ بروج نظم و نسق سے ہین منتظم

میزان و قوس و سنبلہ سرطان و دلو و حوت / عقرب اسد حمل سے لی ثور و جدی بہم
جوزا سمیت رہ گئی ہین تیری خوف سی / ورنہ زیادتی کرین ایک ایک پر ستم
باوصف ایک ایک کے خوراک ہے ولی / کیا دخل دیکھے کوئی کسیکو بچشم کم
اقرب سمجھ کے اپنے سے وہ جای ہون لیس / عقرب کے نیش پر بھی جو رکھا ہی حمل قدم
ہرگز جدی نہ دیکھہ سکے سوی سنبلہ / کیا دخل پہونچے حوت کو سرطان سے کچہ الم
حملہ کرے حمل کبھی ثور کے طرف / آواز جدی سنکے اسد بھی کرے نعم
اللہ ری یہہ نظم ترا سبلہ ری نسق / اضداد جس سے جمع ہین آپس مین لاجرم
اسلام تیری عہد مین ازبسکہ ہے قوی / خوار و ذلیل کفر ہے آوارہ و دژم
غم سے ہے تونے مغ کو مسلمان کیا انقلب / باقی جو بو ہی کفر کے کچھ ادمین منکتم
تھا نقطۂ قشقہ عین کا سو دور ہوگیا / اب عین فیض ہو کے بھی ہے بلسان یم
میم اوسکی ہے مراد برآری ہر ایک کی / ہی آخر المرام پرستندۂ حرم
یزدان پرست فضل نے تیری کیا اوسے / تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت صنم
قدرت خدا کے دیکھو تو اسلام کا شرف / دم مارنیکی جا ہی نہین مار سکے نہ دم
درحال کفر جس سے کہ سبکو ملال تھا / اسلام لاکے اب وہ ہوا معدن ہمم
حاصل کلام یہہ کہ غرض ترے عدل نے / آزار دینے والے کو چھوڑا نہ ایکدم
انشا تری دعا مین ہی مشغول روز و شب / ہر وقت و ہر گھڑی و ہر ایک آن دمبدم
سب خوبیان جہان کے تیری نصیب ہون / یارب طفیل شافع دین سرور امم
شاہ نجف امیر عرب مرتضے علے / قبضے مین تیری کردے عرب سی لگا عجم
حامی تری جمیع امورات کے رہین / اثنا عشر ائمہ جو ہین مظہر اتم
بھیرون بہیاس کنکلے ٹوڑے اساوری / سارنگ و پوربے و ایمن و کانہرا بہم
تیری ہے مجری مین رہین سازندی روز و شب / نوبت قیام دہر کو جب تک ہے ملتزم

شادی کی شادیانہ تیری دربزم تجین
کرنا و طبل و بوق و دہل جہا بجہ فزیر و بم

قصیدہ فارسی در مدح شاہزادہ سلیمان شکوہ

اردی بهشت زد بخیابان دگر کمند
آمد زمان مستی و دردی کشی نژند

مختل دماغ دی شده از جنبش نسیم
سوزانده شعلهٔ گل حمراش چون سپند

در برگها شقایق نعمان کشیده سر
باد بهار پرتو خود در چمن فگند

افروخت شعله لاله خود رو بکوه و دشت
از باغ در گذشت خزان مختل و ردمند

گسترده فرش سبزهٔ زمرد بهر طرف
وضع شگوفه زار چمن گشت دلپسند

زردشت وش عنادل بستان بزمزمه
مشغول در مسائل پاژند و درس زند

بیدار گشت طالع خوابیده ام زخواب
با من خطاب کرد که ای مرد هوشمند

افسردگی بخاطر خاطر برای چیست
داریم مژده که بود میرزا پسند

اورنگ و چتر و تاج سلیمان شکوه را
اثنا عشر ائمه ز الطاف میدهند

امسال در ممالک محروسه ای عزیز
هر جا بنام نامی او سکه می زنند

یکبارگی جلوس نماید بفر و زیب
ارکان سلطنت همه شادان نذر آورند

گیرد بضبط و حکم اقالیم سبعه را
الیاس و خضر بهر کمک هر دو حاضر اند

برنا و پیر و رند و وضیع و شریف و هر
از جود و بخشش همه آسوده می شوند

هر هر قشون صاحب رایت ز فوج او
کوس تهور لمن الملک می زنند

عفریت وش عدوش اگر فی المثل بود
از زور اسم اعظمش از جای می کنند

القصه چون زبخت شنیدم من این خبر
گفتم بذهن و جودت طبعی کمر ببند

ابیات چند بهر شگون ارمغان ببر
در حضرتی که جمله غلامان این در اند

زان جمله مطلعیست که ارباب فهم و هوش
هر گاه بشنوند و صد آفرین کنند

مطلع ثانی

ای رفعتت ز رتبهٔ گردون هزار چند
شاها پایهٔ سریر تو از آسمان بلند

معنی آیهٔ و اولی الامر منکم
گویا بر آفتاب جبینت نوشته اند

خور و زاسمان اوج سعادت بنام تو
دانسته فخر خویش به یکبارگی فگند

باشند نازش روح مرا از زر و نیاز
خاک در تو خویش مزه تر از نبات و قند

جمشید جمعلتا جسلیمان شکوه تست
پیشت ز بیم نام سکندر زمی بزند

انجم که فی زند حشمتان تمام را
ادنی غلام خاص تو را اندا گر سمند

هر خانه زاد خویش اشارت اگر کنی
سهراب را او بیچ کند مثل گوسفند

ور افگند بمعرکه اسفندیار را
یکبار قاف را بپرد او کسا و کند

ریش دو شاخ رستم دستان برزم گه
بگرفته گویدش که خبردار ای لوند

بالله شغال خانه خصم پلنگ را
از هم جدا نماید از اعضاش بند بند

در بزمگاه تو کج و وا کج بر دیتان
بر ریش سام و زال نمایند ریشخند

اند مرد و دست تیغ کشند از نیا حمائل
گویا بزرم از پی شمشیر می پرند

انند و الفقار ز شاه ولایت حمایت است
تیغ ترا که از خطر اعدات می بند

بی شبهه است تیغ قضا را امیر نه
حسنا ذرخم او لعو انیق می خورند

نی نی غلط که چشمه فیض است بر ششش
اعدای تشنه کام از و آب میچشند

آنها که خیره خیره نگاه تو دیده اند
یک یک تنه مقابل افواج میشوند

خاقان چین و قیصر روم و شه فرنگ
فرمان حکم تو بسر و چشم می برند

کاوس و کیقباد و کیومرث یزدجرد
پیوسته در رکاب تو فخریه می روند

هر کس که سر ز حکم تو پیچید میرسد
از گلستان زندگیش دفعة گزند

گویند گر خدیو جهان می سزد ترا
گردو بیان بگوش من ارشاد میکنند

لرزد ز بیم سطوت تو یزد و کاشغر
جبر با دغان و مرو و صفاهان و هم خجند

تا هست آفتاب و مه و خط استوا
تا طایران سدره بر افلاک می پرند

باشی تو شاه نادر کشورستان بدهر
مزرا دکی بخدمتت انشاے ارجمند

ایضاً قصیده مسمی به نیر اعظم در مدح شاهزاده سلیمان شکوه +

چنان بجفل دروسے گلستان شدم ملحوق
که باده میچکدم از مسام جای عرق

چسان قرار بگیرم ز سوز بیتابی ‌ تپوی سینه دلم معدنیست از زیبق

شرار ریخت از آذر نخست برق وشی ‌ بدست جاذبه ام قدر دانه خربق

شروع کرد با حراق و شعله زو بالید ‌ دو یار سر زده سوزان نشانه و مرفق

دو چشم ساقی مهوشش ربیمیانه ربود ‌ بخلوت دگرم برد دگر مستغرق

کتاب اهل سموات را نمودم سیر ‌ قلم بلوح همین رفت از ورق بورق

بگوش خویش شنیدم ز عالم علیا ‌ معاملات و مقولات مبدء مطلق

چنانکه ز السنه شان وقوف می بردم ‌ ز فیض حضرت الفت که باشد ارفق

مطلع ثانی

بگفت نیر اعظم بابر و برق و شفق ‌ که ای بهار خیابان گنبد ازرق

کنون مدار معاشر جهان دگر شخصی است ‌ لسان آیه رحمت برای جمله فرق

میان دهر کسی را به وی کار آرد ‌ بدیع فطرت و خلاق صبح و رب فلق

که هست معدن الطاف منبع اخلاق ‌ شفیق کافه خلق و مقبل و اشفق

خدیو عصر سلیمان شکوه کافضالش ‌ بلند مرتبه باشد ز کاخ هفت طبق

سمای اوج سعادت مدام او آید ‌ بهیچ وجه نگردد رهائیش مطلق

عطارد آنکه دبیر فلک بگویندش ‌ رسد بخدمت والاش بهر اخذ سبق

از آفتاب چو بشنید این سخن انشا ‌ به بحر مدح در افگند فکر را زورق

بجای نذر به پیش تو سلک نظم آورد ‌ نثار ذهن نمودش ز نور چشم طبق

قصیده گفت مسمی به نیر اعظم ‌ که اوج چرخ نشد با حضیض او ملصق

طلوع مطلع ثالث چنین ضیا گسترد ‌ قبول خاطرش از حق بوده به الیق

مطلع ثالث

بعزم و جاه و جلال و شکوه و ضبط و نسق ‌ فزوده ای تو اقالیم سبع را رونق

بطوف وادی توحید گرم جولانی ‌ مدام میشود دست کشف عقدهای ادق

صریر خامه عنبر شمامه است گره ‌ بفور شرح ده صد دقایق مغلق

اگر حذاقت علم و رشادتت بیند　　حکیم عصر فلاطون نخواندت احذق
هزار دُرّ می که بریزد ز لعل خندانت　　الهیات ریاضی ازو شود مشتق
سیاست مدنی را اگر کنی توضیح　　ابوعلی شود از انفعال غرق عرق
به انشراح حقیقت اگر دلیل آری　　ز فیض نطق تو چندراهم شود منطق
چمن چمن شگفاند ز گلشن تقریر　　نسیم عطرفشانت بیاسمن وارمی حق
نسیم باد بهاری وزد ز الفاظت　　هزار غنچه سربسته را نماید شق
ملک نژاد تو هستی به هیکل بشری　　و زین مقدمه گویند صوفیان الحق
رجوع همت عالیت دائما باشد　　بیاد مبدء فیاض خویش مستغرق
چو حیث بذل و سخای ترا شود سامع　　ز شرم حاتم طائی شود بآب عرق
به جیش کالبد پیل کوه پیکر تو　　شکوه قاف نماید بقدر قامت بق
ستاره باف جل او که از سقرلاتست　　لبان انجم افلاک باشدش ولق
هزار لئیم که تخم عداوتت کارد　　ز برق نقمت حق خرمنش شود محرق
اگر بچشم جلالت نگه کند دشمن　　ز سر بغلطد و افتد بحفرهٔ خندق
بود نمونه قهر آله شمشیرت　　به برق برش آتش مشابه داد فق
عنان جنبش گل و مهر را بدست تو داد　　کریم قادر بیچون ز قدرت مطلق
سپهر از اطاعت فرمان تو نمی تابد　　بود بحکم تو لیل و نهار را ابلق
کنون گلو او بمیشار ده گوید　　خموش و هرزه سیمای دق وبق وبق
هزار اهل دانش و بینش بلی نهفته نماند　　قوارهٔ جبروتی توافق معلق
ترانه سنج دعائیه میشود ناچار　　که سینه های عنادل نمود ناطقه شق
نگاهدار تو بادا خدای عزوجل　　بفرق سایه فشان باشدت عنایت حق
بقای ماه و خور و انجم است تا بفلک　　دهی تو موسم اردی بهشت را رونق
سرور دولت و اقبال و عیش و صحت باد　　علی الدوام بذات مقدست ملحق
هموم لطشه غیبی نصیب اعدایت　　برای خیل احبا رسد ز غیب طبق

مدام پوششِ خدامِ بارگاهت باد
حریر و سندس و زربفت و اطلس و استبرق

بمر جمعیت تو جمله بهره ور بودند
چه چیز کامل و فاضل چه عاقل و احمق

جمیع نوع بشر تا سباع و وحش و طیور
ذباب و نمل و جراد و فراش و قمل و بق

وظیفه خوار همه هستند در ته دریا
نهنگ و ضفدع و حیتان و سنگ پشت و علق

نگاه لطف کریمانه بر احوالش
تفقدی که دگر وا رهانیش ز قلق

ایضاً قصیده در مدح شاهزاده سلیمان شکوه

جرعه‌ی بیاور از اشفاق
ساقیا تا شود دماغم چاق

واشود خاطرم اگر طلبی
نم فیضی رسانیم بمذاق

تا بیایم بسان خم در جوش
روح را این قیود باشد شاق

از حقیقت دری بمن بکشای
یا ببر سوی منزل عشاق

با دف و نی کنون همی خواهم
همدم مطربان شوم بوثاق

اعتقادی بجا نقاسم نیست
دمبدم از ریاض استغراق

رحم فرما بیا برای خدا
بیش ازینم دگر مبر در فراق

دست من گیر و مقتدایم شو
ظلّ لطفی فکن باستحقاق

لوح سینه ام مصفا کن
هم بشوئیش ز لوث بی اغراق

آوخ آوخ که قدر دانی نیست
لمحه تا بدون بغض و نفاق

عیب جوئی گذارد و گوید
آنچه باشد میان این اوراق

لیکن الحال هست طالع
یاوری کرد و گشت از اشفاق

قابلیت نما و ظاهر
که چه خود به نکته سنجی طاق

یعنی آن پور شاه کشور هند
مظهر لطف و معدن اخلاق

آن سلیمان شکوه ظل الله
صاحب هند و روم و شام و عراق

الغرض قصه مختصر گفتم
پیش آن شاه صاحب اشراق

چند ابیات به زبان آمد | ناطقه را از شدت اشتیاق

مطلع ثانی

ای سراسر ز لطف و اخلاق | کرم تست شهره آفاق
بار احسان تو گشته بر دوش | گنبد لاجورد کهنه رواق
لطف تو میکند بچشم زدن | آب را شیر و شیر را قیماق
قرص خورشید نونی مطبخ تو | هست بقیه تنور نان رقاق
جوش صفرای عالم افلاک | سیخچه از پرتو آتش سماق
بذل کردی چنان که شد منفک | طمع از اشعب و ابو اسحاق
نرسد از حفاظت احدا | خرمن علم و فضل را احراق
شل و زرد خاش خون ریزد | دست بردی نماید استبراق
در گلوی صراحی از عدلت | می نیافت به بزم رنج فواق
مزرعه را اگر برد سیلاب | کنی ابر بهار را اشلاق
بنگر یزد ز بیم موج نسیم | لغزد از پای شیشه ارحاق
سید اقتبا کنون عنان درکش | مرکب تست خانزاد براق
بر دعائیه ختم کن الحال | ور قوافی نماند جز اغراق
یاورت باد حضرت داور | هست تا جرم شمس را اشراق
چادر ماهتاب تا باشد | صاف و شفاف شسته و براق
دایما در کنار تو بادا | دولت نوعروس سیمین ساق
آنچنان دستگاه حق و بدت | که قمر را برآورد ز محاق
بر جمیع وفا تر عالم | دشمنی سازی و کنی الحاق
بر فنی که دشمنت باشد | اجل او را کشد بضرب چماق

الیضاً قصیده در مدح شاهزاده سلیمان شکوه (۳)

صبحدم سینه جوی بستر گل پر گرد شد | جنبش باد بهار لیسی گستی الکمه او حیث

دیکھتا کیا ہون سرہانے ہے کھڑے ایک پری
عطر مین ڈوبی ہوئی زور ہی بوباس اوسکے
آفتاب اوسکی جبین سے جو مقابل ہووے
سو تہہ نسی جو بہرے مانگ وہ دیکھی اوسکے
چاند تھین نہو معلوم کہ بہرے وہ پری
اوس در گوش پہ تھی زلف جو کنڈلی ماری
جٹی وہ دونو بہوین ہو کے پہ ظالم پیدا د
ڈوری آنکھونین جھپے ایسی ہے کافر خونخوار
پانی ختم جیسے سیہ مست پڑا ہو کوئی
حرکت اوسکی تہی یون غمزہ چالاک کے ساتھ
جیسون اٹکھیل بلا نرگس جادو انکھین
شوخی اس روپ سے اوس تار نظر مین کھیلے
صف مژگان رسا مین یہ ستم تیز سے کچھ
سو نہ مین لیوی ہے جو چوٹیکو وہ اٹکھیلے سے
کیون نہو غرق تحیر مرج البحرین آ
ناک اوس شوخ کی برزخ کی طرح بیچ مین ہے
تہا وہان نام خدا عالم خود سے گرم
لام جی جون بسم الحمد لین روپ ایسا ہی
گرچہ تشبیہ نہ تہہ تجیب نبا ہی ہے لیکن
خوشنویس ازلے نے خط قرآن سے
گال گدرائی ہوئے جو سنی کے لائق ہو نہٹ
وہ دہوان دہار دہڑی دانت سو بتیسی کے
گردن اس بیچ سی صراحی ہو جی سرخ کی جون

جسکے جوبن سے ٹپکتے ہے نری گدرا ہٹ
بل بے دیج بل بے اکڑ بل بے تری نرما ہٹ
صدقی صدقی ہو کہی آف بہی تری چکاہٹ
سیر سے تارون بہری رات کی جی جاے ہٹ
سر کے سونا ہی کے جہانکے اگر آجاے لپٹ
سہانے کے منکے اگر کہتے تو پہتی سے ہے نیٹ
انکھڑیان سحر نگہہ قہر غضب گرماہٹ
کہ رگ گل کے نزاکت کو لگا دیوین جیٹ
گوشہ چشم مین یون خال کا تہا وہ لپٹ
رند جون اینٹہ کے میخانہ مین لیوین کروٹ
نگہہ ایسی ہے کہ وہی بہت کے چشمک کو الٹ
آتا جاتا ہو رسن پر کوئی جسطرح نٹ
دست اندیشہ عشاق جہان جاوے کٹ
عقدہ رأس و ذنب چاند کو لگجاوی جہٹ
سہم امواج مین انکہونکی بہے ہے او بہاوٹ
تاکہ دو چشمی نہ ایک ایک سے ملجاوین جہٹ
اوسکے نتہنون سے پہڑکتی ہین غضب گرما ہٹ
کشش ایسی ہے سدہ ہوٹ ایسی ہی پاکیزہ پلٹ
ایک مضمون سنو تم اور بہی پاکیزہ نپٹ
وہ کو اللہ کی یہان نور سے دی چمکاہٹ
غبغب اور سیب ذقن بوسونکی قابل جہٹ پٹ
تہ مین انداز تبسم کی رچی مشرباہٹ
خون عشاق چڑہا کے اینکو حاضر غٹ غٹ

تھی بر و دوش مین بالیدگی ایسی ہی کہ صاف
آستین کو جو مہتاب نظر آتی ہے
سینہ جون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف
شہر سبز اوسکے وہ سب رونگٹی یا وادی گل
قمقمہ نور کے تھین اوسکی کچین وہ دونو
گرزک یا وہ کشان زنگتر لیسے دو نو
نیم شگفتہ کنول چشمہ خوبی کے دو
نت انگیا مین ٹکی زور تڑاقی سے کہ بہین
گدگداہٹ یہ اگر ناف سے پڑ جای نظر
ہو یقین دلکو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور
نقش پا اوسکی ذقن کا بہسل آیا ہوگا
بند شلوار سے چیدہ سواس وپ کی ساتھہ
سیل خون ہوگی ہر اک جو نیفہ مین خیال
تھی رگ جان تمنا کہ وہ کہانی نہ پڑے
بیچ مین تونکھون تھی یکسان کچھہ تو شئے
کیا کرون اوسکی بیان خوش کفلی کا عالم
گات زانو کے وہ پاکیزہ طرحدار کہ ہای
قامت ایسی کہ قیامت بھی کرے جسکو سلام
مشو مخشر کو یہ کہہ بیٹھے خرام اوسکا صاف
تیلے ہر انگلیونکی پور وہ نین مہدیکی وہ شوخ
سرخی اون ایڑیونکی ہوتیونکو جو سیلے
نشہ مین قلقل صہبا سے بھرے با اوسی
مرد و شمشاد وصنوبر سے کرے چلتی ہو

جیسے کہتی ہو کسی ساتھہ گلے سی لولپٹ
اونکے ساعد کے ڈلاک مین تھی یہ کچھہ پھیلاو
جسمین مخمل کے شکن کی سے پڑی ستھری بٹ
سیلے ایسی ہے دہوان جیسی کہ سنبل کے لٹ
ہوا ومنہین دیکھتے ہی اور بھی کچھہ للچاہٹ
دل یہ چاہے کہ انہین دوڑکے لی بہاگی جیٹ
گول گول اوبھری ہوی سہوتری رہی جنسے لپٹ
دیکھہ کر مار ہی مری کے جنہین جے جا ہی اولٹ
جیٹ کف دست خیال اوس سے وہین جا لپٹ
کمر کے ساری ہی نزاکت یہین آئی ہے سمٹ
دہیان نین بوسۂ عاشق کے تڑاقی سی رپٹ
موم پر مہر کوئی گول سی جون اوبھی ادجیٹ
کھوچ مین اوسکی کمر کے یہہ ہوئی اولتاہٹ
لیکن آفت تھی وہ سیلام کے جنت کی سمٹ
جس کے باعث تھی خوش آئندہ یہ سیب بہرکاہٹ
حسن خوبی نی وہین آکے کیا تھا جگمگاہٹ
دہیان کی ساتھہ جہان پاہی نظر جا ہی رپٹ
اوسکی اٹھلاتی ہوئی چلنی کی سنکر آہٹ
دل ف عین لپے دونا ہی مری ہو چل ہٹ
کہ نہ عباسی کی جنت مین بھی ایسی ہو سمٹ
گھونگھیان کرکے وکہاوی مجھی ایک آمین چھٹ
گیا خوش آتی ہے صدا مجھکو یہ تیری غٹ غٹ
کھیلنے جاتی ہین ہم آج چمن مین جھرمٹ

ندو ہڑکیا ایسی وہ بیباک کہ گرمی نہ پہنچے
کچھ نہ گہنا نہ جواہر نہ تکلف نہ بناو
کسٹھیان دیکھ جواہر کے یہی کہہ اوٹھنا
پہلے لگی چھیناوٹ سے بھلا کیا حاصل
بادلہ پوشی و آراستگی اور سنگار
سانگ ہو سلے ہین حضور اپنی جلاوین ہیرا
کو بیٹھین ہو کے پڑھی ڈھونڈین کدم کی چھایان
سکھا ذون گوکل کا ہی پیٹا ہی نرالا ہے کہین
گاگرین لیوین اوٹھا او بہہ گئی جا دین
سہ فی بیوی بین چلا جائین گنوارنکی طرح
باہمین پیشموں چمبہ و نینکا لیلو الٹہین یون
الغرض تھی جو اس انصاف سی موصوف او سنے
تجویز سے مکھ ہوکہا دولت بیدار ہون مین
مجلس آراستہ ہی سالگرہ تھے اوس کے
یعنی بادشاہ سلیمان کہ شکوہ اوسکے سے
جشن شاہانہ سے ہین سب امرا حاضر وقت
ہی بیہ دہڑکا دل و کہوس کے آوازوں سے
چیرہی صاحب بھی یہ کہتا ہی در دولت پر
ہین سلامی کو کہڑی باندہ کے صف سب انگریز
بزم ایسی ہے مرتب ہی کہ سبحان اللہ
قد آدم ہین کروڑوں سے لگے آئینہ
ارغنونکی کہین آواز کہین ناچ کی ہے
واسطے نذر کی کرتا بھی قصیدہ کوئی عرض

ریشں قاضی ہین وہ صہبا کی لگاوی لپٹ
سادگی اپنے سے مسرور خوشی ہی عجب ہٹ
کسکو ہے ایسی غرض مفت کری جو کہٹ کہٹ
فائدہ فرق سی لے پاون تلک جا ہی پٹ
چاہیے گا تتو کو اپنی کہ ہو چمکاہٹ
کہ کنہیا نہین اور سر یہ وہ ہر لیوین مکٹ
بانسری وہین ہین دکھاوین وہ ہی جمناہٹ
گوالنین انکی کہین ہنسکے دو ہی ہنسی ہیٹ
دیکھت وہ ہو ندر ہی جو دزم اوقی ہی نکہٹ
وہام گھر کو کہین نزدیک کو لولین دونکٹ
یعنے نزدیک ۱۲
جہا ہی بزمین ہین آنسو رہے جیسی کہ رہٹ
اپنی مکھڑی سی ڈوپٹہ کی مسلسل کو اولٹ
خواب غفلت سی لبس اب جونک گئی سیری پیٹ
جسکی ہر لحظہ دعا دینے مین ہی سبکو رٹ
نیر حشمت و اقبال کو ہے چمکاہٹ
اوسکی مجرہکو کہڑے فوجونکی ہین غٹ کی غٹ
سینہ گاؤ زمین آج کہین جا ہی نہ پہٹ
روح بخشندہ ہے عیسی کے قسم نیو پلٹ
بارڈین اور بیرن رائل وائل اب نٹ
جسمین اقسام تماشا کا ہوا ہے جمگھٹ
طرفہ گسترہ وہ جواہر کی جہمین گہٹ
خفقان جس سی کہ جاتا رہے او گہبراہٹ
اوٹھہ کر باندہ ابھی جلد چلا چل جھٹ پٹ

سنتی ہی سینے پہ دولت سی خوشی کا مژدہ ... شرف اندوز ہوا خدمت اقدس مین جھٹ
باریا محفل شاہانہ مین مطلع وہ پڑھا ... جسکی سطوت سے ہوئی جان عدو کی تلپٹ

مطلع ثانی

عازم جنگ ہو جس لحظہ تو گلگونکو ڈپٹ ... گاوسر پھینک کی جٹ سام سا بھاگی چھوٹ
مار چنگھاڑ عرق زال کری دہشت سی ... پاون رستم کا گل ولا پہ پھسل جای رپٹ
جامہ چرم پلنگ اپنی بدن سی پھینکے ... ہاتھہ سی لشکر و شاخ اپنی کو دی او بھاوٹ
حیدری نعرہ تو جب روز وغا مین کھینچے ... لشکر شام تری آگی سے کہا وی گھونگٹ
بر سر قاف ہو گر قلعہ عدو کا تیر سے ... منہدم کر دی اوسی گاذ زمین سے کرپٹ
گر پڑین ٹوٹ کی سو ٹکڑی ہوا ایک آنکی بیچ ... تیری للکارتے ہی اوسکی کیواڑونکی پٹ
قہر خالق کا نمونہ ہے تری ہیبت شمشیر ... لاکھون سر ہی عدو جس سے کہ کاٹین چٹپٹ
گر کوہ پہ لاگے تو کرے دو ٹکڑے ... نہ جھڑی کچھہ نہ مڑی رگ نہ رہی ایسی اکٹ
صاعقہ جسکے دم آب ہی تھر تھر کانپے ... صولت برق کو کہہ بیٹھے چپاک جسکی ہٹ
الامان بول اوٹھین قیصر روم وخاقان ... گر کہین ہاتھہ مین تو لیکے اوسی جا کو دپٹ
دیکھکر تخت ہوا دار کے تیری خوبی ... کہکشان ابر کے دامن کا بنالی گھونگھٹ
گر نظر چرخ کری چتر کو تیری تو شہا ... پنجہ مہر سے لے اوسکے بلائین چٹ چٹ
بادپا کا تری کیا وصف کرون خوبی کا ... سہلہ رہی اوسکی وہ جلدی وہ اولٹا او پلٹ
شرق سی غرب تلک ایسی کہان ہو وسعت ... کہ کبھی کھولکے دل تو اوسی پھینکے سرپٹ
پوہنچون جای تو معلوم کری یون خلقت ... کہ ابھی باد بہاری سے گیا جا کے چمٹ
ہوش کھودیوی غزالان جہانکی یکبار ... چار دن پاؤن کی جماوٹ وہ اوچک اور سمٹ
صاف آنکھون مین چھلاوا سا دکھائی دی جا کے ... بات کہنی مین اگر باگ کہین جای پلٹ
یہ سبک دوکہ جسی وہم نپاوی ہرگز ... اسقدر جلد کہ جون نکہت گلشن کے لپٹ
گو بحجنی کو تری ہاتھی سکے اگر رعد سنے ... رفعت و منزلت اپنی سی وہین جا کے گھٹ

ہفت اقلیم کے باشندے ہی قدمبوس کرین — دیکھ اجلال وہین سارے جہاں کے نٹ کھٹ

ایک ہی لقمۂ خرطوم ہین وہ قاف شکوہ — گنبت آمال کو کفار کے کر جاوے چٹ

اوسکی دانتونکی بلندی کو اگر پیل سحاب — کبھی دیکھی تو یہی گذری خیال اوسکا چٹ

ہاتھ عیسی نے اوٹھائی ہین دعا کو دونون — لیلۃ القدر فرح بخش کے پاکر آہنٹ

ختم کرتا ہے دعائیہ یہ انشا اللہ — یارب اس در پہ ہو عالم کے خوشی کی آہٹ

صحت و جشن و نشاط و طرب و دولت کا — حسب دلخواہ رہے ذات سے تیری جمگھٹ

خوبی و خورمی و راحت و آرام و سرور — تیری دروازہ کے تاحشر سنجھوڑین چوکھٹ

وہ سہانی رہی بجتی تری نوبت شب و روز — کہ جگر دشمنونکا دیوین ٹکورین ہی اولٹ

نوبتی گاوین سب الغوزہ شہنا مین سہا — دہریت اور قول و خیال اور ترانہ تروٹ

دلیں جسوقت کہ وہ بولین سیہ لہرا اوٹھی — لیگیولی گتو متوار و جی مہارے انوٹ

تیری ہی مجری ہین ہو نغمہ سرا صبح کی وقت — بھیرو ہی کنکلے ٹوڑی و الہیا اور کھٹ

کرنا و دہل و بوق کے آوازون مین — ہمکو سوجھا کرے آرام و خوشی کی کروٹ

کھا کلا زنگ کرین تیری سبھی اعدایون — راگ مالا مین کھینچی جیسے کہ ہو صورت نٹ

بس سلیمان جہان تو ہی ہوا ور دنیا ہو — جب تلک گنبد مینانہ مین ہے جھمکا ہٹ

قصیدہ فی المدح جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ

ہمای اوج سعادت بہ کنگرۂ اقبال — فشاند سایۂ خود با شکوہ و جاہ و جلال

نوید داد بہ بستان کہ داور داور — کشودہ است بروی جہان در افضال

بروی کار در آورد آن وزیری را — کہ فتح چند قدیم آمدش باستقبال

ہوای تازہ وزید و دمید سبزۂ گل — رسید صبح طرب با ہزار غنج و دلال

زہی بہار ریاض وزارت آنکہ نمود — فشون بہمن و دی را بفور استیصال

سعادتے کہ علیؑ داد نام پاکش را — حصول این ہمہ باشد بشہریار محال

یمین دوله بهادر که ناظم ملک است
جناب عالی فرخ شیم باستقلال

شجاع و عادل و برهان ملک صفدر جنگ
وزیر اعظم هندوستان بجود و کمال

نسیم تازه دماغی ز باغ رعنائی
نموده سبزهٔ کشت امانی و آمال +

لوای شوکت و شان مدظله العالی
سحاب لطف و کرم در اقارب و امثال

غرض شنیده چو این نغمه سید انشا
قصیده کرد رقم بر سبیل استعجال

مطلع ثانی

توان دلاوری ای شیر بیشهٔ اجلال
که می رسد ز تو فوج عدو بسان شغال

در اوج فوج ظفر موج همچو خس گشته
سفید دیو و نریمان و سام و رستم و زال

چه وصف همت تو سر کنم که بیرون است
ز عقل و فهم و قیاس و گمان و وهم و خیال

فرا نشاند به مسند لطیفهٔ غیبی
بخاطرت چه نشیند غبار رنج و ملال

بلی اعانت و امداد کس نمی خواهد
که خود معونت خالق تراست شامل حال

هر آنکه شد دو غا باخته ز شومی بخت
نماند هیچ برایش ز جنس مال و منال +

سه خال بهر خود انداخت آن کدام کدام
نهاب حرامی و تفریق خلق و فرض محال

بروی تختهٔ عالم که چه زنهر ناک است
دو شش دو بار ترا اعدای حجت انفصال

مطلع ثالث

چو بس کرده امسال و سال حال الحال
فزون دوازده است از دوازده مه سال

بر دوائر اثنا عشر نمود ندرت ✢
خوشا سعادت طالع زهی همایون فال

بلی برای همین اختیار تاریخ است
که اختیار ترا داد فال در متعال

نقوش هستی بد خواهت ان لئیم ورم
که حک شده است کنون از خیانت عمال

چو صورتیست که طفلان برای لعب کشند
بروی تختهٔ کاغذ ز زرد چوب و ز غال

وجود خارجیش بود مثل شکل حماره
چو جزو لایتجزاش کرده شد ابطال

ز چاه بعد مجدد چه سان برون آید
که خود اعادهٔ معدوم محض هست محال

خلاف او نبود از طبایع مردم | پذیرد ارچه هیولا تجدد و انتقال +
اگرچه هست ترا لطف واجد اول | که هست مبدء فیاض و فعل و افعال +
چه فعل اینکه شود ز حکم تو پیدا | کراست زهره و یارا که نیست تاب و مجال
قبول خاطر و لطف سخن ترا و اوست | دعای جمله خلائق برای ثبت اسجال
همه بلندی جاه است ز حق همی طلبند | چه کهنه پیر و جوان و چه خورد سال اطفال
نه زور مهر تو برداشتند چرخ زبان | بصدق نیت خود با زجلیس بال هلال
به عیسیم نبود احتیاج چون و چرا | درین مقدمه در کار نیست استدلال
کسی که هیچ تعلق نباشدش از هم | موظف است بدینسان نشسته در اشغال
خداش جمله مرادات زود بر آرد | هر آنکه هست بداندیش او شود پامال
نگاه دار بحفظ امانش تو داور | ز جمله صدمات و تخالف اقوال
غنیمت است که شخصی سفید توسا نیند | بخانه های خود افتاده اندرین احوال
بهر طریق و بهر کیف میکنند بسر | شکسته حال غریبان چندی بی اموال
بود ز ذات شریف همین و زیر نشین | ظهور پاره ایمان و این همه اشکال
بشهر لکهنؤ آباد اهل اسلام انار | بفرق شان نرسان صدمه خرد جبال +
چنان تسلطش امداد کن بشرق و بغرب | که در احاطه حکم آیدش جنوب و شمال
طفیل حضرت خاتم محمد عربی | مساجد او کند آباد بر بحار و جبال
کنون برای دعا جبهه بر زمین سایم | که نیست ناطقه ام را بحرمت تو مجال
بحق رتبه صوم و صلوة و حج و زکوة | بحق نور محمد که هست بی امثال
بحق اشهد ان لا اله الا الله | بحق مرتبه عالی اذان بلال
امام ضامن ثامن ترا نگهدارد | بعیش و صحت و آرام تا صد و سی سال
بنور حضرت مشکل کشا درخشان باد | همه جمال تو در آفتاب جاه و جلال
امیدوار سعید است سید انشا هم | حضور تو دستور صاحب اقبال
امید او تو برآور که تا امید تو هم | برآورد ز کرم ایزد متعال

ایضاً قصیدۂ جلوس میمنت مانوس جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علیخان بہادر مبارز جنگ

نظر آئی مجھی کل باظفر وطوع وعلم
صورت فتح مجسم ہو بشکل آدم

سر پہ ایک خود دہری جیسے ہرے سی کلغی
ڈھال کاندہی پہ پڑی ہاتھہ مین شمشیر دودم

زرہ حضرت داود گلے مین اوسکے
جبروت اوسکا فریدون فر وجمشید حشم

خضر والیاس جلو اوسکی مین جون چاؤشان
ہمرہی سطوت وفیروزی واجلال وحشم

لمعۂ نور جبین اوسکے سے طالع جون مہر
سب رکاب اوسکی مین موجود صنادید عجم

اوسکی افواج کی گھوڑونپہ کیا خوب جو دہیان
تو وہ فنکاری پہ پڑے پہرتی تہی مثل ضیغم

دیکھہ القصہ اوسی چونک گئین یون آنکہین
دفعتہ چونک پڑین جیسے غزالان حرم

باادب مینے یہ معروض کیا اسم شریف
بارے فرمایئی ای مخزن الطاف وہمم

تو یہہ ارشاد ہوا تجھکو نہین کیا معلوم
نیر طالع فیروز ہین اوس شخص کے ہم

وہ سعادت علی عالی اعلیٰ جو ہے
معدن جود وسخا لجۂ احسان وکرم

آج صد شکر خدا اوسنے کیا جشن جلوس
جسکی توصیف کی انشا مین قلم ہے ابکم

یعنی نواب فلک رتبہ یمین الدولہ
ناظم الملک بہادر وہ وزیر اعظم

ہزرد ورستم وسہراب سے سو جسکی غلام
بیژن وسام ونریمان سی کئی جسکے خدم

جسکے اشفاق سے ہی مزرع عالم شاداب
جسکے الطاف سے آسودہ ہی اصناف امم

شیر مردان وغار ستم دوران جسکے
بخشش فیض سے شرمندہ ہے بذل حاتم

الغرض تہنیت جشن جلوس اوسکا سن
سید انشا نے کیا تازہ قصیدہ وہ رقم

کہ بس اوس طرز فصاحت کو سمجھہ کر اوسکی
روح خاقانی وعرفی نے لیے چوم قدم

ہووی ارشاد تو اب مطلع ثانی وہ سنیئے
تہرتہرا اوٹھی جسے سنتے ہی کاؤس وجم

مطلع ثانی

کیون نہ بخشے تجھے پہر شاہ ولایت پرچم
تو من اللہ موید ہے خدا ہی کی قسم

انس و جن ابر و ہوا کیون نہون فرمان بردار
ہی تری نام کو خاصیت اسم اعظم

کیون نہو زیر نگین تیری سبھی ہفت اقلیم
سایۂ مہر نبوت مین ہے تیری خاتم

ای وزیر ابن وزیر ابن وزیر ابن وزیر
کانپتے تیری شجاعت سی ہین ضرغام اجم

جو غلامان غلامان غلامان ہین ترے
سب مہیا او نہین انواع کے ہین ناز و نعم

عدل ہیہ عصر مین تیری ہے کہ جسکے ڈر سے
شیر و بزغالہ مین ہے ربط محبت باہم

ہمہ گر الفت و شفقت ہی کچھ ایسی ہی کہ اب
بچۂ شیر کو آ دودہ پلاوی ہے غنم

نہم مشوق سے کہتے ہین گروہ عشاق
عوض اوسکی کہ دیا کوئی گھڑی دلکو الم

آپکے مسہ کو ہم لوح جبین سی لینگی
ہم جپا کرکے تمہین چھوڑینگے یا حضرت غم

تیری رتبہ کا بیان کس سے ہو یا انشاء اللہ
نہ فقط ہند ہی کے لوگ ہین کچھ تیری خدم

اختلاف السنہ

شاہ ایران بھی لکھتا ہی تجھی عرضی مین +
بو کہ من ہم ز عنایات تو حظی ببرم

بخداوندی آنکس کہ مرا شاہی داد
بندۂ حلقہ بگوش تو و چاکر ہستم

عرض کرتا ہی یہی والی ترکستان بھی
شاہ سن ایلہ گدا دستنہ الشاہ کرم

سنہ موقوف و کل دیرسے تنگری خلق
اولکی خلق جہان ایچرہ سندک آدم

مدح مین تیری زبان عربی مین اشعار
شعرا پڑہتے ہین مسرور ہو آپس مین ہم

مثلہ لیس شجاع و امیر فی الدہر
خصہ اللہ مغیثا بجمیع العالم

اور اطراف خراسان کے جو باشندی ہین
تیری خدمت مین اسی طور سی لکھتے ہین ہم

سو کہ در عشق تو دو با در مجہسم
بزمین در میلیم ہوا و رجہسم

دلبر سو منشاپور و حواسے بشد
تو ہین موز کجا تا بکجا او رسجہسم

حلتہ عہد مرا یوسف او شاہ بلاغ
مو نمک خوردہ رلار مطبخہ منظر مدرم

رام بتجش بہر یام اکہات پرتاب
کہکے آشیر سچن دیوی ہے ناقوس صنم

اور جنی جنگ سپاہی کے یہی کہتی ہے
کہولی کہوسے ٹنڈہی جاوان ہنیا ہی نہر نالم

حق مین دشمن کے تری یہ نہین کہتی ہین جیوے
کا ٹین بانڈھا جہری بیری جو نہ ہو جاسے بسم

ٹھاکر ان انہیں بڑا ہی سو کہتیں چاہیے
اور زبان شاہ بھی کشمیری کی کابل ہے
اور بھی لاڈ پیو تو اور ستے یو رسلیے
داداری اکڑی الہ کچھ [illegible] ہوا
اور کشمیر کا عالم بھی یہی بوسے ہے
زری بل محلہ یوں سکوشٹ و زیرہ
تیری انکھوں کو کہنا سمجھ اور اوسکا عکس
ڈھونڈھ رہی ورم سے شکست [illegible]
اور دولت جو وہ کچھ ہے سو کہتی ہی ہے
[illegible]
[illegible] ساتھ
[illegible]
[illegible] فشان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کائیں تیری تصویر سے یہ کہتی ہیں ہم
زر زیاران زیادہ وار تھا صدقے کرم
کنک انگریز یہ بوسے ہی ترا دیکھ چشم
پیشوا [illegible] یہ کرتا ہے رقم
یہ شنا بھی فدوی تجھکو ہے سلام و درم
پانسو مجھکو دیا ہے کا ارسال کرم
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
صاف ایک یہ الماس ہے اور [illegible]
تیغ ہیں اوسکی کہوں یا کہ گلستان ارم
شکل برق و شفق و صاعقہ و صبح [illegible]
سو وہ ایسی ہیں کہ جیسے خط یاقوت رقم
گر کوہ یہ لاگے تو کسے صاف قلم
رشک ابرو ہی یہ ہوا اوسکی ہے موج کا خم
ایسی دیکھی ہے کسی شاہ نے انسان کی قسم
[illegible]
[illegible] چشم [illegible]
آجتک ناک میں ہے باد بہار کا دم
سب جوانان چمن کہتی ہیں اوسکو شبنم
گلدستہ گل ہے جو سر چشمہ سو اوسکا ہی قدم
دیکھو آدمی ہے ہر ماہ جسے ایک عالم

جھمین ہے اور بھی ایک مطلع ثالث پڑہکر | چھنین یون کالب چرخ سے تارونکی جھلم

مطلع ثالث

سامنے تیری جو ستم بہی کبہی ٹہونکی جم | تو وہ ہاتھ اوسکا اوسی طور سی رہجاوی جم

مدد غیب سے ایسا ہے ہوا اوٹہا بہنا | کہ مسل ڈالے اوسی تاب مین تیرا ادہم

یان تلک تو ہی ترا عالم تیرا اندازے | کہ سبھی کہتے ہین اوستاد عرب اور عجم

طایر قبلہ نما پر بہی اگر کیجیے خیال | تو وہ بہی تڑپے ہو گہرا نبی مین اور تو ٹہیرے دم

تیری بندوق لگانیکا بیان ہو کس سے | جانور اوڑتے گر آتا ہے تو لاکھون پیہم

حلقہ انداز تو ایسا ہے کہ جسکے آگے | بہول پرواز گئے طیر سب اور آہو رم

توپخانہ کے تری سنتی ہے آواز ایکبار | رعد اور برق شرربار ہوی دونو بہم

ہو سکے فوج ظفر موج کا اب کس سے شمار | اوسکے اعدا وسی ہے ذات خدا ہی محرم

تیری دشمن سے نہ زایل ہو کبہی روسیہی | سینکڑون غوطہ وہ گر کہا ہی آب زمزم

وصف تحریر کرون کیا تری ہاتھی کا ہنر | بہلہ رے اوسکی شکوہ اور وہ اوسکا خم و چم

کہکشان اوسکی ہے مستک کے بلندیسی جہول | آنکھین یون اوسکے ہین جون ناف غزالان حرم

دونو کان اوسکی جو پاکیزہ ہین الی الی | سو وہ ہین طعنہ زن طیر مسیح مریم

فی المثل صور سرافیل ہے اوسکی خرطوم | وہ اوسے ٹیکے زمین پر تو زمان ہو برہم

اژدہا کی سے سمیٹے اور لپیٹے اوسکی دیکہہ | بعضے موسی کا عصا کہتی ہین بعضے ارقم

چیر اور پہاڑ ہی ڈالے ہی معانہ کو ترے | اسمین گو آہی وہ با عوز کا بیٹا بلعم

شب یلدا مین کہلے جو رسگے جون چوٹی ہو | دم پر سے زادہ جو ہی اوسکا یہ کچہ ہے عالم

دیکہکر پاؤنکو اوسکے یہی کہتا ہے خیال | ق | سقف رفعت کی جہان مین یہی چارون ہین تھم

سونڈہ مین برق کے زنجیر طلائی لیکر | اوسکی ٹکر سکے اگر سامنے آوی ایکدم

تو کچہ اس روپ سی پہر بہاگ چلی بیل سحاب | کہ زمین نیچی سے آواز ایک اوٹہی گہم گہم

نہ رسکے اپنے معاودت سے وہ پہچہ اسکے | دہشت برو فیل آکد پہر لگی یون جو کہل ہم

اب دعا مانگی ہے تیرے لیے انشا اللہ | یارب آمین کہین سن اسکو ملایک باہم

ناظم الملک بہادر بھی ہوا ور دنیا ہم
بہرتی پہرتی رہین جبتک لہ یہ چارون موسم

صحت و طول بقا و طرب و دولت و حشم
ذات سی تیری رہین تا بہ قیامت توام

تیری ہے مجری مین گایا کرین سب اہل نشاط
قول و آہنگ دو ہوا تہا ترانہ سرگم

بہیرون کنگلے اور بالسری اور سارنگ
پوربی گوری مین پیچ ہین اور جتنے نغم

سامنی تیرے ہی ہر وقت رہی انکی صدا
تانین لہراتی رہین ایسی ہے جون موج یم

راجہ اندر کے اکہاڑی مین ہو جون پریونکا باجا
در دولت پہ ہمیشہ رہے یون جہم جہم جہم

ایضاً قصیدہ در مدح جناب عالی متعالی نواب یمین الدولہ ناظم الملک وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر مبارز جنگ

کیا چیز ہو وہ مرد سخندان کے سامنے
پر جلتے ہین فرشتوں کے انسان کے سامنے

صدمہ ہے ہو بجی رعد کے گردہنہ اکیا
آدمی کہہ جو نعرۂ مردان کے سامنے

جاری میری زبان سے ہو سو زندہ رود شہد
گویا اگر ہون اہل صفاہان کے سامنے

دلچسپ تر ہے آب صہبا سے جام مین
میرا درو و زمزمہ مستان کے سامنے

ہے سنگ رنگ ڈہنگ یہ اپنے کلام کا
ہو جاوے جہٹ جو لعل بدخشان کے سامنے

لیلے کا ہاتھ پکڑے ہوئے قیس ہو نمود
گر اٹکہڑا ہون خار مغیلان کے سامنے

میری بلا مین لیتے ہین جنات عدن مین
حورین ہمیشہ مجمع غلمان کے سامنے

ہو جاوین مست وحش و طیور و سباع سب
ہون گر ادہون جو دشت و بیابان کی سامنے

قانون بو علی سے نہین کم کسیطرح
میرا کلام مرد شفادان کے سامنے

ہے وحشت آدمی کی جو سر جہاڑ منہ پہاڑ
چاہے تو ہووے شاہ نبی جان کے سامنے

کیونکر نہ یہ گہمنڈ ہو بیٹہا ہون آج مین
کیسے وزیر اعظم ذیشان کے سامنے

یعنے یمین دولہ بہادر کہ جس کا حسن
ہو جاوے آفتاب درخشان کے سامنے

کیونکر نہ کہئے ناظم ملک جہان اوسی
ہین خجلہ جسکے دست زرافشان کی سامنے

وہی جسکے نام کو یہ سعادت علی نے ہو
لیوین جیسے نسیم بہاران کے سامنے

برہان ملک وصفدر ومنصور وبیہ شجاع
ٹھاکر ہون جسکے سام ونریمان کے سامنے

ایسا ہی شیر ببر کہ جسکے جلال کا
مذکور ہووے قیصر وخاقان کے سامنے

جو معرکہ مین رزم کے دیسے کھڑا ہوا
سو جھونپہ تا و شیر نیستان کے سامنے

ہمت ہی اوسمین ایسی کہ یہ چرخ گوژہ پشت
خم ہے اوسیکے رتبۂ احسان کے سامنے

انت تو باریاب ہوا بزم خاص سے
خم ٹھوک سے نہ رستم دستان کے سامنے

بارہی سپیدہ دم صبح وطن ہوسے
مدت کے بعد شام غریبان کے سامنے

اسوقت ایک قصیدہ کوئی دہوم دہام کا
پڑھ اس وزیر حاتم دوران کے سامنے

جسکے ہرایک شعر پہ دلچسپ شوخیان
ہین قوت فصاحت سحبان کے سامنے

مطلع ثانی

حاضر ہوا ہون یوسف کنعان کے سامنے
یا آگیا ہون مین مہ تابان کے سامنے

یاد آوی تیری چشم کے شوخی تو پھر وہ ہین
ساقی کرے مراقبہ فنجان کے سامنے

گو بو فراش شہرہ آفاق ہے وسے
کیا داخل ہو جو تیری ثنا خوان کے سامنے

اگر حضور اقدس عالی مین ہون کھڑے
جو لوگ بیٹھ جاتے ہین تمرخان کے سامنے

یون خلق تیری حکم مین جون خیل گوسفند
ہون گلہ گلہ موسے عمران کے سامنے

ق

کم رتبگی مین آتے ہین اسطرح سے نظر
حساد تیری نطق فلاطان کے سامنے

جیسے خسی مسیلمہ کے مہملات کا
ہو مرتبہ بلاغت قرآن کے سامنے

مسرور ہووی تیری جو ذہن سلیم کا
آجاہی ذکر حضرت لقمان کے سامنے

قمری کی طرح طوق غلامی ہین پہنے
جو آوے تجھسے سرو خرامان کے سامنے

حب علی ہے تجھکو یہانتک کہ تیرا ذکر
جنت مین ہے اباذر وسلمان کے سامنے

ہی قوت مقررہ کا تیرے تذکرہ
مشہور فخر خطۂ یونان کے سامنے

شادابی اوسمین ایسی کہ جون خضر سبزپوش
بیٹھا ہوا ہو چشمۂ حیوان کے سامنے

اوڑجاتین ہوش توسن باد بہار کے
گردوین ہو کبھی تیری یکران کے سامنے

اوسکے دوش کو دیکھی تو غش کھا کی لوٹ جاے
موج نسیم خیل غزالان کے سامنے

سب چھپیان ہری ہون اگر تیری فیل کا
لیں نام فیل ابر بہاران کے سامنے

اوسکا سواد لوح شب قدر کے نمط
ہووی نمود نزہہ بستان کے سامنے

وہ ہو وہ دانت اوسکی مسیحائی ہاتھہ سے
ہوویں بلند صاحب عرفان کے سامنے

یہی مرتبہ ہی عدل کا تیرے کہ ہو بہو
اس عصر مین جنبو و سلیمان کے سامنے

گر برق تیغ کے تیری دیکھے چیات عدو
تو سمجھے یہہ کہ ہے دم ثعبان کے سامنے

تمکو ضمان ضامن ثامن مدام ہے
مقبول ہے تو شاہ خراسان کے سامنے

انشا تری دعا مین ہے مشغول رات دن
اپنی کریم و قادر سبحان کے سامنے

جب تک نہو کمال و درخشندگی نصیب
جرم سہا کو مہر کے لمعان کے سامنے

آسان رہین یہہ عقدہ کی غنچہ کشائیان
تا ناخن نسیم بہاران کے سامنے

حاضر رہی بہار و سرود و نشاط جشن
یارب ہمیشہ تیرے گلستان کے سامنے

افواج روم و شام و ولایت نہو سکی
ہرگز کبھی ترے صف مژگان کے سامنے

شایان ہے یہی کہ تری دست جود کا
مذکور کیجے موسم باران کے سامنے

ہرچند ہو نہین بے سر و سامان لیک آج
آیا ہون تجھسے با سر و سامان کے سامنے

کلغی مجھے بھی ہو تعجب نہین کہ تھا
ہدہد کے سر پہ تاج سلیمان کے سامنے

قصیدہ در مدح دولہن جان

سحر بہار کی خوشبو مین آگئی یہہ لپٹ
کہ صاف چاندسی مکھڑون کی کھل گئے گھونگٹ

ہوا او باغ مین باد بہار کے یہہ بھرے
کہ گھوڑیان عربی جائین جسطرح سرپٹ

ہنسا کے جھوکو نسے کچھہ ڈالیان جو لہرائین
تو خوب پھولونکی چڑیان چلین بہم سٹ سٹ

لگا یک ایسا ہی عالم ہوا کہ عقل گئے
اکھاڑے پریونکے گویا اوتر پڑے جھٹ پٹ

چمن مین ایسی ہی ایک چاندنی پھیل گئے
کہ ویسی تارون بھری رات بھی ہوئی گرد ٹے

مزہ مین آگئے جوانان باغ جتنے تھے
صراحی می عشرت چڑھا گئے غٹ غٹ

نصیب سوئی ہوئی تھی جنھونکی چونک پڑے
گئی او نہونکی بھی اس ولولہ سے نیند اچٹ

صبا یہہ آئی یقیناً ہے اوسکے کوچہ سی
وہ کون یعنے پریزاد عرف دولہن جان
گند چھپانے کیا ہے جو اوسکے کوچہ سی
نظر پڑا مجھے بلور کا احاطہ ایک
ستون صورت غلمان و رشک بر شمیم
ہزاروں رنگ کی فوارے اور چادر آب
چھٹے ہیں سو تیونکی جھالرین لٹکتی ہوئین
کسی مین پارۂ الماس کے لگے کند ہے
لگی ہوئی گہر شب چراغ اکثر جا ہی
کہین تو شیشہ کے فانوسونکی چمن بندے
کھڑے ہوئے جنشے وہ غلام باششیر
سو کالے ٹیکلے تھے گویا رخ نزاکت کے
ہر ایک طعن یہہ کرتا تھا شاہزادۂ گل
کہین شہانیکے آواز اور کہین کا سود
سہاگ تھا کہین توڑی کہین تھی آلسرے
کہین تو پر بلو کا باج تھا کہین سنگیت
بنی ہوئے کہین رادھا کہین کہنیا جی
وہی کریل کے کنجین تجین اور بندرا بن
سنائی دیتی وہی ٹھیک ٹھاک سب باتین
وہی وہ گوپین سولہ سو اور اونکا روپ
وہی سراسری چنپا کلی وہی کہنین
اوسی طرحکے کنول توڑنے کول ویسے
وہ سراپنی چھپاتیو نہ بن کر دکہاتی ہین

کہ جسکے نام ہین ہے چاندنی کی سی چمکاہٹ
بلائین لیتے ہین جسکے جہانیان جٹ پٹ
سہاگ لہرکے تاثیر سے کیجے غور کہ جھٹ
مکان سارے مرصع عجیب ایک جمگھٹ
انوکھی ڈول کے ہر جا چھپر کھٹ اور سہر کہٹ
ہر ایک سمت پری پیکر و نخجی عٹ کے غٹ
سب ایکڈال زمرد ہر ایک کو اڑکے بیٹ
جڑی ہوئی کہین یاقوت سرخ کی جوگٹ
دلک سی جنکے بہت دور تک ہو پھیلاوٹ
اور اونکے بیچ سے چھٹتا پیا خونکا چھٹ پٹ
کہ جنکے ڈہال کے رنگت سی ہو مخمل سلوٹ
کہین نظر نہ لگے اسلیئے رہی تھی لپٹ
کہ رے نہ لو تجے صنوبر کو پنجہ جھاڑ جھپٹ
کہین تو رام کلی سیروین کہین جھانجھٹ
کہین کدارا کہین کنگلے کہین تہا کھٹ
قیامت اوٹھی اوسکے تھے اور قہر بلٹ
تھمبر اوڑہے ہوئے سر پہ رکھی مور مکٹ
سہانے دہن وہی مرلی کی دہی سی سٹ
وہ گوکل اور وہ متھرا اگر وہ جمنا تٹ
سبھونکی ڈول وہی اور وہی گھبراہٹ
وہ ٹیکہ بینیے وہی جھکلی اور وہی انوٹ
اوسی طرحکی پھسل پہ سٹنے اور وہی پٹ
جو اونکی بانسری لیتی تھی کوئی چھین جھپٹ

دھری تھے کشن نے جتنے کہ روپ نکی تون
برہ دو ہی وہی وہو سی کل نکے یہہ بھیے
سکھی رہین رہین آنند سون رہین اوسمین
کہین جو دیکھو تو سب باڑ واڑ کا عالم
او بار وپشی وہے اور وہی کا ہین چھہ
بھدا بلند اوسی ڈھب سے دیس گانو مین
کہین تو بھر تری کا سانگ سج کبیر کہین
کہین تو سادہی ہوسے جوگ وہ پریزادین
وہ چھیڑ چہار دہم اسطر حکی گریا گرم
غرض کہ ہے وہ پریزاد ایسی ہے دلچسپ
شراب حسن نزاکت جو پاس ہے اوسکے
نگہہ مین اوسکی یہہ کچھہ نوک جھوک جو دیکھے
مقابل اوسکے جو آجاسے رستم دستان
وہ آہوان ختن مشک نافہ سے جسمین
کبھی جو انگلیو نکی فندق اوسکی دیکھی تو
مسی کی رنگ مین خنکار کو بھی دی غوطے
بھی وہ تین ہین ہین جہان مین مشہور
ہزار کول و لند رہ وہین کھسک جاوسے
لبان سیب خبان ہے جو اوسکا سیب ذقن
وہ گاث ایسے حسر حدار کچھہ یہہ پاکیزہ
نہ کچھہ بھی خسرو پرویز کو خیال مین لاسے
لطیفہ ین کہے جو چین سے سو کیا امکان
جو قی الشل اوسی شیرین سہیلی کوئی چیکیے

وہ جیر گھاٹ وہی سیون گنج اور نیلکھٹ
یہہ آنسو اچھار ہے برہن ہاتھہ جیسے رٹ
بھو بچار ہین کینہون کہ کیسی اہی بکٹ
وہی کنار وہی بکریان وہی کھٹ کھٹ
وہی پہاڑ وہی ریت اور وہی اوبٹ
کہ مہارہی سانور استوار وہ گیتو ساوٹ
کہین ہاتے ہوسے سرکو اپنی باندہی بھرٹ
کہ راجہ اندر کے بھرہ کو جوگرین چوپٹ
کہ جنکے شوخیو نسے جی کو ہو سرو رنیٹ
رہا یہہ باغ مین نگہت سے روپ چیکا جھٹ
اوسی شراب کی حورون نے پائی ہے تلچھٹ
تو دو ہین برق شرربار کو کرے تلپٹ
تو اوسکی حق مین یہہ کہہ بیٹھی چل پرے بھی ہٹ
بادام سو نگتے ہین اوسکی سرکے بالو نکی لٹ
بہار بیر بہٹی کے طرح جا ہی سمٹ
اداو ناز سے سب روم و شام والی اولٹ
وہ کون راج ہٹ اور بال ہٹ کہ تریا ہٹ
کبھی جو اوسکے دبے پاؤن کی سنے آہٹ
زیادہ ہے ذقن جو سے بھی گدراہٹ
کہ سیوتی مین نہو دیکی ایسی نرماہٹ
غرور حسن پہ ہے اپنے ایسی ہے جیوٹ
کبھی دبی نہ وہ شہزادیونسے یہ مونہہ پھٹ
تو ساری ذات و صفات اوسکی وہین الٹ اوکٹ

اگر خلاف مزاج اوسکی ہو کوئی حرکت
تو جاوین شاہد جی کے بھی سر کے بال گھٹ

یہ تیزی آنکھونمین اور اوسکی تیغ ابرو مین
کہ جیسے مردم جنگلی کسی سے جاوین ڈٹ

جو اوسکی توسنِ انداز کا کہون کچھ وصف
کہان عینال کے گھوڑے مین ایسی دوڑ دھپٹ

مناسبت اوسی مہتاب سی چاک مین ہے
مگر یہہ فرق اودہر چیٹ نہین اودہر ہے چیٹ

وہ اپنی مانگ سواری جو دیکھے آئینہ
تو کہکشان کی وہین قدر ساری جاوے گھٹ

بس اب دعا یہ کر انشا تو اس قصیدہ کو ختم
الہی اوس سے نزاکت سدا رہی غٹ پٹ

مدام عقدہ کشا رکھہ اوسی زمانہ مین
اوسیکی ہاتھہ رہی میری دلکی سلجھاوٹ

دعای خیر مین دن رات اوسکی رہتا ہون
علی الصباح سے بس شام تک یہی ہی رٹ

دعا یہی ہے کہ دینا ہوا اور وہ دولہن جان
نشاط و جشن و طرب کا وہین رہی جہرمٹ

رہی مدام سر و کار عیش سے اوسکو
نہو سنے یادہی کسی طور کا اوسی اٹ سٹ

قصیدہ در سالگرہ بادشاہ ولایت انگریز بہادر مشتمل بر تعریف گورنر بہادر

نکلیان نور کے طیار کرا ہی لو ہی سمن
کہ ہوا کہانیکو نکلین گے جو انان چمن

عالم اطفال نباتات پہ ہوگا کچہ اور
گو رہی کالی سبہی بہیٹن گے نئی کپڑی پہن

کوئی شبنم سے چہڑک باتونپہ اپنے پوڈر
بنجہہ کر جلوہ کرے سے یہ دکھاویگا پہبن

شاخ نازک سی کوئی ہاتھہ مین لیکر ایک کیت
ہو الگ سب سے نکالے گا نرالا جہین

نسترن بھی نئی صورت کا دکھاویگا رنگ
کوچ پر ناز سے جب پاون رکھیگا بن ٹہن

اپنی گیلاس شگوفہ بہی کرینگے حاضر
غنچہ گل سے بہی وہان کہولین گی بوتل کے دہن

اہل نظارہ کے آنکھونمین نظر آوینگے
باغ مین نرگس شہلا سے ہوا سے چہتون

اور ہی جلوہی لگا ہونکو نگین سے دینے
اودہی بانات کی کرتے سی شکوہ سوسن

تبہی پل پل کے بجاوینگے فرشتے طنبور
لالا لا وینگا سلامی کو بنا کر پلٹن

کھینچ کر تار رگ ابر بہار سے ستے
خود نسیم سحر آوینگے بجانے ارگن

اپنے سنگینین چمکتین ہوئین دکھلاوینگی
آپڑے گی جو کہین نہر پہ سورج کی کرن

نے نوا ہنسی لیے کھول کر اپنے منقار
ار ویسی لیکے جو گلدان وہ پل مین ہونگے سب جمع
آ ہی لگا بند رکو شیشے کے گھڑی لیکے حباب
نکہت آویگی نکل پھول کلے کا گجرا
حوض صندوق فرنگے سے مشابہ ہونگی
جب ہوا کھا کے گھر آوینگے تو دیکھینگے ناچ
کیا تعجب ہے جو فوارونکی ہو سارنگے
ٹانک لے باولیگا آب رواں سے نغمہ
اودی ایک لاہی کی بادل سی ہین گھر لشوا
چاند تارہ کے وہ وٹہ کو شب ماہ سی اوڑھ
ناچنے کو ہو کھڑے آنکی چپلا بانے
کوٹ گوٹ اوسمین بھرا ہے یہ قدرت نے جمال
یعنی وہ رشک پری کہتی ہین سب جسکو
ہے وہ ناک سک سی وہ سبت ایسی کہ سبحان اللہ
لشکر ہند و حبش مین ہوئے حائل ایک شہر
چین سے راہ جبین اوسکی بہت ہی پر پیچ
دوسرے جسم کے اول قلم قدرت نے
کون دو نقش کہن لیئے جمال و جلوہ
جنکا اوس شکل پری چہرہ پہ ہے ابرو نام
حقنے اوس شوخ کے چہرے پہ کہیں دوسری صاد
ڈوری آنکہونکی جو ہین اونکا بنا کر پہیلا
اوسکی مژگانسے میرے دلمین کھٹکتی ہے پھانس
ہے خط نسخ مین الحمد کے جو اوسکے ناک

آنکے دکھلاوینگی بلبل بھی جو ہے اوسکا فن
کرنا ہوویگا جسوقت کہ اپنے گلشن
یاسمین تیوری کی چھٹی مین چلے گی بن ٹھن
ساتھہ ہو لیکے نزاکت بھی جو ہے اوسکی بہن
اوسمین ہوونگے پریزاد بھی سب عکس فگن
وضع برہند کے ہے باغ مین جسکا مسکن
رعد کے طبل بجین ایسے کہ ہون مست ہرن
ڈال کر سبزہ سے تانگونمین ازار سا تہن
گل مہتاب سے گوٹہ کا لگا کر دامن
مینہ کی بوندون کی بجاتی ہوئے گھنگرو چھن چھن
جو کہ کڑی بھولین جیسے دیکھہ غزالان ختن
رودشتی نانگ لین اوس مکہہ لیسی نسرین بدن
تیرہ ہو جسکی جدائی سے جہان روشن
بل بے وہ پیچ بل بے اکڑ بل بے ترا اسکا پن
ناک مین اوسکے عبث کرتے ہو کیہ لو سخن
ہے اسی پیچ سے خورشید بھی گم کردہ وطن
کھینچے تا اونسے ہویدا ہین یہ دو نقش کہن
دوسری جسم کے ہین دو تو وہی ناک کی ہین
جنکی خاطر ہے مرے جیکا زمانہ دشمن
شاہدین اوسکی ہین پرشنبہ و چشم پرفن
لیکئے سینکڑون دل کھینچ کے مہہ دو رہزن
بانکے جت سی کچھہ کم نہین اونکی چتون
کیون نہ خود بینی انکو بھی ادا سے سب نو بن

یا کوئی دائرہ مین جیسے شامت کھینچے
پار نائی صدف نور تھے وہ دونو کان
یا ہر اونمین سے نکل جبکہ ہوا جلوہ فروز
تب جدائی پڑتی انمین تو نا چاری سے
دو نو رخسارے ہین وہ ایک فرنگے فانوس
یہ کسی چشم خماری کا ہے گویا ڈورا
نظر آتی ہے سی آلودہ وہ دندان اوسکے
منہ مین حیرت سے کبھی کی تھی جو اونگلی او
لب نازک وہ سمٹ جاتی ہین آہٹ سے مجھے
روشنی چاند سے ٹکڑی یہ اسی جا سی ہے
صبح محشر کے بھی سر پہ بلا لاوے گے
اوسکی گردنکی جو ڈوری کو اوڑا جاتی تو
دیکھ لے آپ دیوان وہ بار کہجور سے چوٹی
اوسکے حلقوم مین ہے نغمہ داؤد اگر
کہ کبھی لگ نہ سکے اوسکو بلورین گیلاس
بسکہ ہے اپنے رخ خوب پہ عاشق وہ آپ
ہین وہ آئینہ کی مانند جو دو نو شانے
کیا کہون اوس بت کافر کی کچون کی تعریف
نیم بشگفتہ کنول چشمہ خوبی کے دو
وار یا را آنکی پابستہ ہین جنکو اجکو جی
پیر جاتے تھے وہ دریا سے نزاکت گویا
بہٹیان ہین جو دیوان میں نارسیلا مین اونکو
یا ہوا کہا جنکو مہتاب مین وہ کالے ناگ

کنول چہرہ پہ ہے اسطرح سے کچہ اوسکی بھوین
ایک ہی روح تھی اون دونونکی اور ایک ہی تن
کہ بقدرت حق یعنی وہ روی روشن
ایک سے نے یون کو کیا ایک نے دونکو مسکن
شمع کا نور ہی حسن اوسمین ہوئی ہے روشن
ہے نمایاں فہمی اگر کہیئے اوسے غنچہ دہن
حسن کے سین کے دندانے بوجہہ احسن
عکس نے اوسکے کیا اوسمین زبان ہو کن
اوسمین آتے ہین نظر بیر بہٹی سے چلن
چاہ نخشب اسی اب مین کہون یا چاہ ذقن
کچہ قیامت ہے غرض اوسکے بیاض گردن
چشمہ خورشید مین جیسے وہین نارسیون
گر نہ کبھی ہو کسی شخص سے اوڑنے ناگن
ق
اور گلے مین ہے کیا اوسکی صفائی نے وطن
ہووے بالفرض ہبا اوسکا اگر ملک ختن
نا نظر آوے اوسے وہ رخ زیبا و بدن
وا ہے بانہین اونہین کہتی ہی دو شاخ چمن
ناری ناری اونکا جو ہبا سا اور وہ اوٹھتا جوبن
کنول کنول اوبہرے ہوئی بہورونسی جنکی ہے پہن
ہے وہ موتیکی لڑ سے بیچ مین دریا ہی جمن
تو ہے چہاتے کے تلے رکھی ہو وہ پرفن
کہنڈیان زیرہ نیلم کے کہون سیام برن
گنڈلے مارے ہوے بیٹھے ہین کہین اپنی من

تب بنایا وہ شکم جبکہ بہت جمع ہوا
حسن کے بدرہ سربستہ پہ ہے نازکی مہر
یا انگوٹھی کی گھڑی ہے وہ نزاکت سے بھرے
آہ موذی کی سی صورت ہی کرون آہ یہ کیون
یا یہ کہیے وہ شکم آئینہ سان ہے شفاف
تھرتھراتے ہے جو لیٹ ناتھی پہ اوس کافر کے
فی المثل فرض رگ گل مین گرہ دیجے اگر
یا وہ دوانی ہے چھوٹی وہ کدم کے چھاپین
چھاتیو پہ جو پڑا عکس دو گوشی آتے تو پھر
تار لیتی کو رگ جان تمنا کے لیے
شاخ طوبا ہی بہشت اوسکی وہ دو بازو ہین
اور سقنقور نر دیا وہ ہین دو نو ساعد
ایک ہوا وصف کف دست مین ایسی سی چلے
موج دریا سے نزاکت وہ لکیرین اوسکے
اونگلیان اوسکی سقنقور کے بچہ سی لیت
شاخ مرجان پہ نموداری شبنم ہے سمجھ
آنکھ پڑتے ہی پھسل جاوے تو کچھ دور نہین
چاہتا تھا کہ مین ٹک بڑھ چلون آگے لیکن
ہین وہی رانین پہ کیلونکی درختونکے شبیہ
وضع زانو کی طرحدار یہ پاکیزہ کہ ہاے
پانون تھی ایسے کہ ہو جیسے سنہری مچھلے
مہ نخچین اوس فندق پاسے یہ ملین پریونے
سرخی اون ایڑیونکی موتیونکو جوتی سے

سو وہ اختر و در صافی مہتاب مین چین
ناف کہنا اسی ہے سخت اجی بھیلا ہین
جسپہ قربان کیے سینکڑون بچے اڑگن
آہ کا پوچھو تو بے شبہ یہی ہے مسکن
سیہ انا سو جگرا وسمین ہوا عکس افگن
اوسی کی عکس سے ٹھیرے ہی رویا دل پرچین
ہم سے تب وصف کمر اوس کا ہو مہا امکن
پہنچہ کیونکر مین کہون اوسکو وہی بندر این
کہونٹیان اوسکی ہوبین واہ رہی شفاف تن
رہ گئی دونو سرے شکل طنبورونکی بن
اوسنے حاصل ہو وہی جسمین جو کچھ جاوے بھن
مست ہون دیکھہ جنھین مرد بسے لیکا بارن
کہ لگا اوسکے سبب کرنے مراجی سن سن
اور پوروں کی دنک ایسی کہ جیسے کندن
قوت باہ کی پھیان کو آشوب زمن
اوسکی اونگلی پہ وہ ناخن کے سپید کی پھین
کہ پڑی نازکی ناز سے ہی پیان رپٹن
اتنے مین شرم نے پکڑا ہے مرا آ دامن
شوق کے بیل کو دکھاتے ہین جون بجلی بن
ساق سیمین کو اگر پوچھو تو بلور بن
اونکی دھونیکے لیے چاہیے روپی کا لگن
کہ نظر آنے لگی نرگس شہلا کے بہین
جھنگیان کرکے دکھا دی ہے پھ بھیبا بن

اوسکی اس سادگی وضع پہ صدقے کیجے
ہین جوان خوبیونکی ساتھ وہ ناچین گے آج
آج ہی جون مہینے کے یہہ چوتھی تاریخ
اسمین ہے سالگرہ اوسکی جسے کہتے ہین
عیش و عشرت کی یہ بوباس ہے اس دلمین رہے
دیکھے اس شب کو تو مجنون نہ ڈھونڈھے لیلے پر
دھوم دھام ایسی ہوئی ہے کہ نہ دیکھی کسنے
جلوہ گر توپ ہوائی ہے ہزارون سب ہی
میزین بچھے ہوئین ہین اور بڑا کھاتا ہے
برج اوڑتی ہوئی گر دیکھے تو یون عقل کہے
پھرتی گھوڑ چلین ہین اب اوڑتی ہوئی چار طرف
منتظر چرخ پہ خود حضرت عیسے آوین
کچھہ نہ لندن ہے یہین یہہ زمزمہ عیش ہے آج
یہ خبر سنکے ہوا شاد وہ فخر آفاق
یعنی نواب فلک رتبہ یمین الدولہ
ناظم الملک بہادر وہ جناب عالی
وہ سعادت علی خان عالی اعلے جسے
کن نے اس شان کا دیکھا ہے وزیر اعظم
صفدر معرکہ منصور و شجاع و غازی
انتظام روسا اس سے ہوا ایسا کچھہ
فضل سے کیڑے ہے اوسکی عدو مرنیکو
ہے یہہ برہان سے ہویدا کہ سہا زیبا
جسگھڑی باندھ کمر عازم میدان ہووہ

ہین غرض جتنی کہ سنگار جہان تک ابرن
اسمین گر شک ہو تو پہرین سے تواوسکو سمجھ
کیون نہ اوس روز مبارک کی انوکھی ہوین پہین
جارج ثالث و جسم مرتبہ شاہ لندن
جیسے سچ مچ کی ہو دونکی نعل بہائی دلمن
راجہ نل کے نہ پڑی آنکھہ کبھی سوے دمن
بنتے بارہ دری ہے اور انار دان کی چمن
جہاڑ شیشونکی ہوے لاکھہ طرح کی روشن
ساری ایکڈال مرصع کی سے لگے ہین باسن
جوگی جے پال چلا مار ہوا پر آسن
کچھہ تعجب نہین ہے سنکے جو انکی گہن گہن
دیکھہ یہہ بزم کرین چھوڑ کے مینہ کے چلین
سندین بہی تو ہر ایک گہر مین ہی طبلہ کی پرن
جسکی مقدم کے سبب ہے یہہ جہان شاداب چمن
حاتم عہد و جم وقت و فلاطون زمن
دب گئی جس سے زمانہ کے سب آشوب و فتن
جسکے ہے نکہت اقبال سے عالم گلشن
جسکے گہر ہووے سلاطین کا منقبض دامن
پیر دل پیل کش و شیر فگن قلعہ شکن
منتظم رشتہ مین جسطرح سے ہو در عدن
کیونکر اوسکو نہ کہون کوکب تابان یمن
آنکہہ سے اپنے نہ دیکھے گا کبھی چرخ کہن
بیٹھا آوے ہمابر سر نعش بہمن

ن

دیکھے اوسکی نگاہ در کی ابھی جو لا نگاہ — شام و گودرز کا دیکھا نہو جن نے بافن

جس جگہہ دیکھے سنان اوسکی چھپتی ہین — تو یقین ہے کہ دبی پانون کھسک جاے پشن

زور ہیہ اوسکی عطا حق نے کیا بازو مین — ہوا گر روز وغا اوسکا عدد رو مین تن

خاک تودہ کی طرح دم مین بنا وہی زمان — سپر انواب فلک تبہ مخالف کا بدن

کیا کرم اوسکا بیان کیجیے کہ دو ر اوسکی نہین — ورثا یاب گدا او نکا طرہ از دامن

جود کا لفظ جہان اوسکی زبان پہ گذری — ہو و رہین تا بقیامت ہمہ زمان کا مخزن

اس خوشی کا یہ سبب ہے کہ سب انگریز کی راز — اوس فلک نے دیے یہ سب آئینہ سان ہین ورز

اور انگریز یہ بھی ہین جو وہ اسرار حضور — پر تو انداز ہین جون آپ مین سورج کی کرن

جب بہم رابطے یہہ ہون تو نہو وے کیونکر — اس ہما سایہ کا دل گنج طرب کا مخزن

کیونکہ مالک ہے سب انگریز کا وہ شاہ بزرگ — جسکا تاج لقب او رہندہ ہے سلطان زمن

وصف مین اوسکی سنو مطلع رنگین ایک اور — زرد پتے سے جسکے ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثانی

اوسکی یون فرق یہ ہے تاج مرصع کی بہار — صبح کو جیسے نمودار ہو سورج کی کرن

باندھتا گر سر آعدا سے نہ یہہ کلہ مار — شکر ایزد نہ بجا لاتے کبھی زاغ و زغن

اوسکی بخشش سے نہ بھر جائین جو جل تھل کیا دخل — بہر لگا دینے کو دنیا مین وہ ہے جون ساون

قدر ہر علم کے کی اوسنے یہانتک کہ بہم — سیکڑون جمع ہوے فضل و ہنر کے خرمن

اوسکی افواج نے جاکے مدد قیصر روم — مصر کے ملک سے سب مار نکالے دشمن

قوم نے اوسکی جو دوڑائی سمندر مین جہاز — وہ کیا کام سکندر سے نہ جو آیا بن

جستجو دیکھ سنئے اور لگا سے دینا — رائج اوسمین کے اپنی ہے کہ جیسے تھے چلن

ایک الگ طرز سی ایسی ہے بنائی جسکو — کبھی دیکھے تو فلاطون ہی سر کن بر کن

ٹیپو سلطان کا قصہ وہ سنا ہووے گا — کرکے کیا کام پھرا وہ ان جو گیا تھا رجین

لارڈ و تا حکام نے ایسی ہے کری ایک داور — دفعتہ کانپ گیا جسکے سبب سب دکھن

قوم انگریز یہہ ہین ایسے کہ جن سے کا بجز — آدمی گر فوج عفاریت سمت اہرمن
دبدبہ اونکو خدا نے وہ دیا جنکے حضور — چیز کیا ہے وہ بہیجین دکھا نکار اون
جیت کر آوے لڑائی جو مہا بہارت کی — تو جدہشتر بہی کرے نذر سر جیودہن
کیون نہ اس قوم سے ظاہر ہو شجاعت ایسی — انکی ہے سر پہ وہی ظل ہما سایہ فگن
تہر تہرا وے وہ سمک گاؤ زمین ہے جسپر — وہ فلک تہہ اگر ہاتہہ مین لے اپنی ڈگن
دلنشین ہے کہ کرے مخاطب اوسی ایک مطلع تو — پڑہے ایسا ہی کہ غش سنکے کرین اہل سخن

مطلع ثالث

بیٹہے جب تخت پہ تو وقت سخاوت بن ٹہن — سو ر جہل ہاتہہ مین لیکر ہو کہڑا راجہ کرن
جو دکہاتے ترے کچہہ اور سنا ہے انداز — اور بہی ہاتہون مین تیرے ہے سخاوت کی پہبن
یعنی تو سر پہ رکہے جبکہ تک ایک عالی ہاتہہ — وہ جسے چاہے اوسی بخشدے ملک ارمن
مانگنی کی ہے ترے دور مین سائل کو قسم — چاہتے گو کہ اوسے بخت کے اقلیم سخن
کیونکہ عادی ہین ترے دور مین سب اہل دول — نہ جسے دیکہین فلاکت سے گرفتار محن
عجز کے ساتہہ کہین اوس سے کہ لیجے صاحب — ہاتہہ مین لعل بدخشان و گہر عدن
عدل سے تیرے برابر ہو عدل کسرا — کہے اوسکو جو کوئی سو ہی وہ کیا اوسکا دہن
حکم سے تیرے جہانتک کہ زمین ہے معمور — بسکہ ہے چور کے اخراج کے ہر جا قدغن
جا چہپا دزد حنا ہاتہہ مین محبوبون کے — اس سے اوسکو کہین پہر اور نسوجہا مامن
اور کہین زخم مین رہجاوے اگر چور ذرا — تو وہین وہ اوسکے جراح کے ہے دار و رسن
مل گئے خاک مین کٹ کے وہ سیہ بخت سبہی — جو اوڑا جاتے تہے آنکہون سے چرا کر انجن
اس ستم پر کہ لگا دی دل پروانہ مین آگ — شمع کو گاڑتے ہین تا کمر اے لیکے لگن
بزم شاہانہ مین اب قصد یہی ہے میرا — عربی بول کے دکہلاؤن تک ایک سیر مین
قدر علم العدو والیوم عمّا فے عہدک — زانہ جودک من جاہد فے ہذا الفن
ہکذا مال اسے الہند سے الارواح — فعلے بابک مشتاق العلماء المسکن

جین صورت سن العقل سنگ الکاسات
ثم بلد بسلک من قبلک ام الدنیا
یصرف الہمہ فی تربیۃ الطفل ابوہ
کل یوم یصل الفیض من العقل الیہ
انت انزلت علی قومک الیوم کما
دخل تھوڑا سا مجھے لہجہ ترکی میں ہے — ترکی
اتینک ازرہ منب اول حاق باغلاشل
الدیک مارحہ جہان اوس کوجہ لیندرتن
اول کیشی کیم انی ہر دیدہ و ہر سرو تنک
نیل فی کیسی الحجون باسقا ریلی اوہی قرین لدیک
کوردی ہرجاق کہ قوزلفان تولولبک سکیلیت
یا قدی او بعیدہ بو ولدی توناک فقہ رلوش رتز
بورشک باش اشتداق سی فوبلون یونسون
فارسی بولنی اب عزم ہوا میہ باجزم — فارسی
ازپی تہنیت دمیدم اسے والا قدر
تنگ شد غنچہ وگل صورت وف پیدا کرد
سرو با اینہمہ گردن کشی و رعنائے
جابجا دست دعا بیت شدہ بر شاخ نہال
نہر قانون شدہ تار بود مر سوجش
تال ہندی بکف خویش حباب آورد است
قوت نامیہ را کوکہ درین ماہ سفید
بیشود قطرہ شبنم گرہ اندر دل باغ
بین کہ از بہر تماشائے جمال تو چنان

من بنا الرأس علی الجسم تشبیہا بالدن
جوز الحلق لہم بابک نعم املا من
کلما تصع بالناس سوا المتحسن
جنۃ العاقل من سکنہ فی الندن
انزل اللہ من العرش علی موسی من
اوس زبان میں بھی سن اشعار کچھ اے شاہ زمن
تشفی مخفری درت باسا اوشن
اسدی الیک خطائی بتہ الیک جستن
بیدکہ اشاک عطا ایلدی نوزناک عدن
خوف دین ہی و لایت اردتوشی لسون
رنگ تی اسناسکلے قاضی سرکن برکن
پارچہ فورکرلاری کوک ایلدی لا پیراہن
کیم سبی خلق بدن روح کی سن درسن
کہ دکھاؤں تجھے شیراز و صفاہان کی چلن
سیکھا نغمہ نواز لب بلبل بہ چمن
سہر رقص آمدہ در بزم تو نسرین و سمن
عجبے نیست کہ پیش تو کند خم گردن
جز ثنایت نبود در دہان سوسن
حکم خواہست طرب از تو پی ساز زدن
سوی او کن نظری گوش مکن گفتہ من
خاک را خلعت سبزی بکند زیب بدن
چند بیرون بخرامی پے سیر گلشن
دیدۂ شوق بود نرگس شہلا ہمہ تن

ہو سکے وصف تری کرچ کا کس سے پورا — ہی نمونہ اوسیکا مہر درخشاں کی کرن
آنکھ بھر دیکھے اوسی گیو تو شیر جل جائین — چاہ مین کانپ اوٹھے اوسکے حباب سی پہرن
کیا تری سامنے ہو سکتے ہین وہ کور نمک — اپنی خاوند خداوند کے جو ہین دشمن
صادق آئی وہ مثل حق مین ترے دشمن کے — ہے جو مشہور کہ ناگنی اوڑتی یہ بہن
رزم گہ مین غضب آلودہ تو جسدم آوے — ہفت کشور کا اگر والی ہو تیرا دشمن
کھل بلے فوج مین ایسی ہے پڑی اوسکی کہ وہ — ہو وہی ارمان جسی ہووے وہین جان کندن
ہو پریشان ہون کہین خویش و برادر رونے — کہین بیٹھین اوسی اگر پسر و دختر و زن
علم گر تیرے زمانہ مین نہوتا رائج — اور ترا مالک نہوتا علما کا مامن
بسکہ تمیز کسے فن کے نہ رہتے باقی — بو علی بیٹھتے بنکر سبھی گنگ و الکن
تھی ریاضی مین جو ماہر حکماے یونان — سب بجاتی تھے وہ نقارۂ الملک لمن
پر تری عہد مین موجود جو ہوتی تو اونہین — ایک لڑکا بھی لکھاتا کہ پڑے ہو کودن
ہوئین تصنیف کتابین جو تری عصر مین ہیز — اونکے آگے کتب ماضیہ تقویم کہن
سامنے اونکے ہین تحریر و مجسطے ایسی — جسطرح ہووے نئی جنس کا میلا پہن
اب دعایہ بھی انشا کہو انشاء اللہ — مل کے آمین کرو آ ہین سب اہل سخن
جب تلک مزرعہ سبز فلک ہے شاداب — اوسپہ انجم رہین جب تک کہ یہ خرمن خرمن
جب تلک پہولین پہلین سارے یہہ اشجار جہان — جب تلک باد بہاری سے ہو زیب گلشن
جب تلک ماہ کی گھوڑی کی فلک ہو بگہی — جب تلک شام کے ہمساتہ شفق کی پلٹن
جب تلک چرخ کہن شکل گور مین رہے — صاحب شرق مین جب تک کہ ہون جرنیل کے چلن
شاہ انگلس یہی جاج رہے باعظم و شکوہ — سبکو بخشا کرے نت سیم و طلا لاکھون من
فیض ایسا ہی اسی طور کرے اوسی حکم — ان مین لیوی بکر روپ طلا کا آہن
فتح و فیروزی و شادی رہین سب اوسکی نصیب — طبع اقدس کے ملالت نہ پہرے پیرامن
کمپنی نور کی جب تک کہ رہے یہہ قایم — بادشاہی رہے اوسکی ہے بوجھہ اچھن
جب تلک کرسی زرینہ پہ خورشید رہے — رونق افزائی فلک خلعت شاہانہ پہن

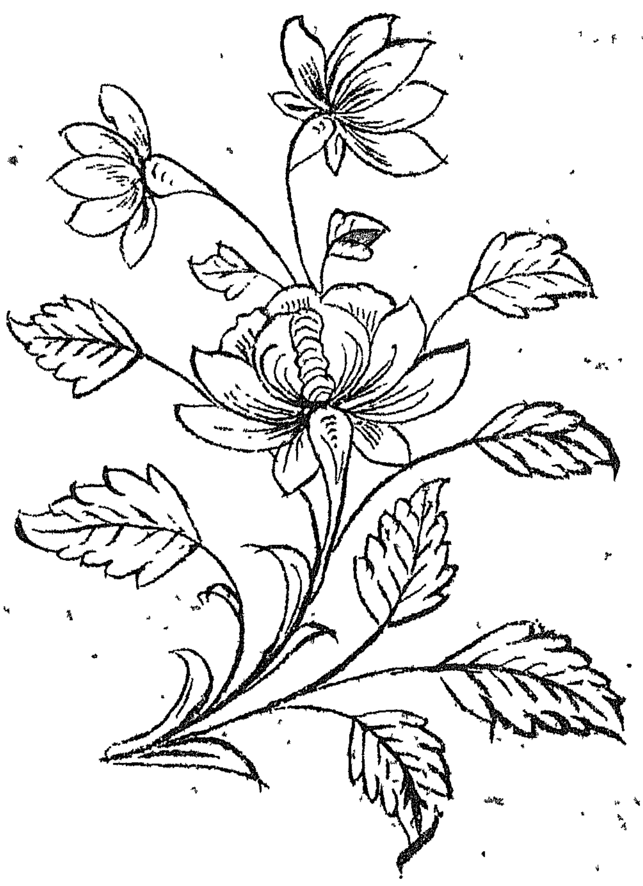
ناظم الملک بہادر ہی اور انگریزون سے — رابطے یہ ہین رہین اور محبت کے چلین

یہی خواہش ہے مری جیسے آپس سے — دولت و حشمت و ثروت پہ کرین وہ قدغن

کہ نبھاوین کہین بے حکم نہین دونون کے — کبھی آپس مین کسے ڈھب سے نہو ویران بن

دونون سرکارون کا اقبال رہے روز افزون
دوست سب شاد ہون پامال رہین سب دشمن

تمام شد



آغاز دیوان فارسی

بسم الله الرحمن الرحیم

ای عشق قطع کرده ره سلسبیل را / از ما سلام شوق رسان جبرئیل را

پیوسته آهوان حرم یاد می کنند / آن اولین زمان بنای خلیل را

در راه عشق همسفران وجد می کنند / چون بشنوند نعرهٔ کوس رحیل را

نازم بقدرت تو که حیران نموده است / عقل و قیاس و وهم و خیال و دلیل را

افزوده است رتبه شان محمدی / علم و شکوه و مرتبهٔ قال و قیل را

انی وصیل بابک یا ایها الرسول / آفت ز فرط هجر نباشد وصیل را

ای دل فدای آنکه در اوصاف خلق خود / آدم نمود چون من زار و ذلیل را

از زیردست بیخ زبردست کنده شد / نشنیده اید قصهٔ اصحاب فیل را

الفت بجای چشمهٔ آب حیات ماست / از ما دعای خیر رسان سلسبیل را

انشا دگر برای خدا اینچنین مکن / یارب ببخش نام بکاو عدیل را

در منقبت امام علیه السلام

روح القدس در راز گشته بر کلیم ما / عیسی دماغ تازه کند از شمیم ما

وار و عصای آه رسا در یمین ولی
در اعصای گاه نگوید کلیم ما

گوید بموقع ارنی لن ترانی
تا گرد طور شوق در آید کلیم ما

هستیم از آن حیدر صفدر بدین سبب
فرزند مریم آید و گیرد نسیم ما

غلمان و حوریان همه دریوزه می برند
از گلشن لطافت طبع سلیم ما

هرگاه نام شیر خدا بر زبان بریم
دوزخ بسان گربه گریزد ز بیم ما

اکنون صلاح چیست برای خدا بگو
ای عشق آشنا و رفیق قدیم ما

این طنز و طعن اینهمه تشنیع بهر چیست
انشا ترا چه با و خدای کریم ما

مشرب رندانه میداریم و سبحه کیشیم ما
با تشیّعیم سنی چون جسم هم آغوشیم ما

طاعت و تقوی چه باشد زاهدی را یا چه چیز
عاشق آواره ایم و مست و بیهوشیم ما

نحن اقرب الیک من حبل الورید هم خوانده ای
اینهمه نزدیکیش اصلا نمی کوشیم ما

تا فشش نگرفته زانجا بگذری همچون کلیم
شعله جا کردهٔ طوریم و خاموشیم ما

حق محیط از شش جهت باشد هنوز آگه نه ایم
تا مقابل با که ایم و با که همدوشیم ما

وه چه خوش باشد اگر آن مست صهبای غرور
خود بگوید دیگر امشب باده می نوشیم ما

تا صدای آید از بانگ درای کاروان
همچو گل از فرق تا پا جمله گوشیم ما

کاسد افتاد وست بازار جهان کو مشتری
گر کسی باشد متاع خویش بفروشیم ما

ای خوشا غفلت که از رفتن هنوز آگه نه ایم
اینقدر با در میان خواب خرگوشیم ما

کیستیم و از کجا شد اتفاق آمدن
با نمی دانیم انشا خود فراموشیم ما

چنان افگنده ایم در تزلزل عرش اعظم را
که وهم صور اسرافیل شد همدمی مریم را

من آن رندم که بشکستم تو خود مینای ای ساقی
همین کز جای خود جستم شکستم ساغر جم را

کنونم شعلهٔ آتش به نفس دیگر افروزد
قیاس از کوزهٔ صدا دگر آماده شد دم را

ترا خود هیچ شفقت نیست از بهر خود و شخصی
چه پروا از خس و خاشاک باشد موج یم را

عرق افشانی زلف و خطش دیدم بدل گفتم | که یاری ست می لیسد زروی سبزه شبنم را
خود ترا آدمی انگاشتی با اینهمه صورت | ولی شکل و شمایل اینچنین کے باشد آدم را

نمی گفتیم روی شان بود با دیدنی انشا
کنون در خورد و می دریافتی اوضاع عالم را

بستیم باده دستم پسر عزیز آقا | سرتہ بہ ور شکستم پسر عزیز آقا
چه به گیرم افتادی گرته نمی گذارم | که بدون جهی ز دستم پسر عزیز آقا
بجهجے کلیه کعبه زدم و شتر آسما | من از آن سیانه جستم پسر عزیز آقا

جسم و جام گر نبودی بخدا سیاہی انشا
دلکی نمی شکستم پسر عزیز آقا

بروای دخت رز برای خدا | الغرض ام شکن از برای خدا
گرم جوشی وگر نمیخواهم | آمدم راز بخت رز برای خدا
مژده ای صوفیان که من کردم | ترک دنیا و خنز برای خدا
سیدهم از طفیل آل عبا | قائم و شال و خنز برای خدا

ریشم خضاب انشا میخواهد
همت ای رنگ رز برای خدا

دلا خو نا بکن آه و فغان را | مزن بر هم بنای آسمان را
نمی خیزد ثنا سے اہل تنائی | چه شد یارب ورای کاردان را
بجو پیری که آید در دوستی | نمی تغنه گردان سازبان را

به تجربت وضع دیگر سے نماید
چه بر سر آید اطوار جهان را

چه خلاف عقل دیدم ره و رسم کار خود را | بخدای خود سپردم همه اختیار خود را
چه قدم گذاشتی تو ز کرم بکلبه من | بسر سپهر سودم سر افتخار خود را
بگریز تا نواسنے ز گروه ناز خوایان | منشین به تنگ خارا و شاه دار خود را

به فواره جنبش تو کجا و عشق زاهد
به میان آب بنگر تن رعشه دار خود را

لب حوض می نشیند پی دیدن جمالش
چه کند اگر تماشا نکند بهار خود را

به تو من نه گفتم ای دل که مخور شراب شوقش
بفگن بخاک ذلت خم اعتبار خود را

ز خمار سر گرانی ز نشیده سیاری
بسزای خویش دیدی حرکات یار خود را

چه کنم کنون برانم که بسینه تیغ رانم
بشگافم و برآرم دل بیقرار خود را

بدر کسان درآید بکدام امید انشا
ز چه رو همی خم نماید سر با وقار خود را

ما بلبلان من بر در میخانه ضرور است
بر نکهت می لغزش مستانه ضرور است

مشتی گهر از اشک فشانیم به ساقی
یعنی عوض جرعهٔ پیمانه ضرور است

تا نشئه دو بالا شود هر لغزش
لیسیدن دردی ته پیمانه ضرور است

ای آنکه بگوئی یک و دو سه حرف ز منطق
یاد آوری رابطهٔ پیمانه ضرور است

چون بادیه قیس تهی ماند و را اینجا
وحشت زده چون من دیوانه ضرور است

می خوردن و خوش زیستن و توبه شکستن
اینها همه در مشرب رندانه ضرور است

در بارهٔ انشا که ترا بندهٔ خاص است
پیش آمدن از لطف کریمانه ضرور است

قطعه
هزاران عقده ها بگشوده است
عشقبازی طرفه چیزی بوده است

بسکه در دشت تمنا گشته ام
پایم از طی مراحل سوده است

توبه ای کرده ام لیکن هنوز
خرقه و سجاده ام آلوده است

آنکه از دنیا و ما فیها گذشت
از تعلق خاطرش آسوده است

من ندارم علم دانائی فقط
بی نیازی قدر من افزوده است

جذبهٔ الفت این ره جوش و خروش
از ره شفقت بمن بنموده است

مرد باش و آشنای درد باش
سید انشا اینچنین فرموده است

از ان فروغ که شد نور آفتاب درست / نمود پیر مغان نسخهٔ شراب درست

نشسته بود در آید چو پی غزلخوانی / بگوشمال کند نغمهٔ رباب درست

شکسته رنگ گل بوئیت ای سمن سیما / ز تاب باده بانواع آفتاب درست

بچشم ازین اشک همچو شعله که ماند / چسان زبانهٔ آتش میان آب درست

هزار وشنه که بهم شکست در دل / برای هیچکسی آمد اضطراب درست

رسی برتبهٔ عالی ز فیض حضرت عشق / گر اعتبار نمائی باین جناب درست

ز عمر رفته که دائم گذشت در عشرت / نماند یاد مرا چون خیال خواب درست

دلم شکست ز جورت خدای را دریاب / بکن شکستهٔ خود را پی ثواب درست

بهیچ آب که پیوسته در سفر باشد / بنای خانه شود هم چو آن حباب درست

ز پا فتاده بمیخانه نیست مدهوشم / بود بشرب باشرب بجام ناب درست

حسین ابن علی من شکسته احوالم / بکن شکستگیم این ابو تراب درست

باین زمین غزلی خوب گفته انشا / بشرط آنکه بگویند شیخ و شاب درست

وارستگی نگر که مقید به ننگ نیست / اینجا لباس نکهت گل هیچ رنگ نیست

از دست وحشت آه به تنگیم وار جنون / پهنائی زمانه بیاد ورنه تنگ نیست

نمود صورت آزادگی بدل / بر ما صفای آئینه کمتر ز زنگ نیست

ابر خمار از همه سو خواست که کوه / ساقی هنوز دست سبو زیر سنگ نیست

از خانقاه اهل ریائی صفا ست / جائیکه نغمهٔ دف و آواز چنگ نیست

بسمل مرا به نیم نگه میتوان نمود / صیاد احتیاج کمان و خدنگ نیست

ماتم سرا ست گو همه چنگ است و بربط است / در محفلی که جلوهٔ آن شوخ شنگ نیست

سر رشتهٔ منازعت ای شیخ بهر چیست / در قال و قیل مسئله حاجت بجنگ نیست

انشا بپرس حالت بیتابی دلم / اکنون عنان توسن همم بچنگ نیست

زندگانی صبح و شامی بیش نیست | حاصل از عمر نامی بیش نیست
بر لب دریای رحمت ابر را | دوش دیدم تشنه کامی بیش نیست
هیچ کیفیت ندارد سیر خلق | خوب دیدم از دو جامی بیش نیست
جای دیگر از برای خاطرم | عالم علیا مقامی بیش نیست

بهر انشا هر چه میخواهی بکن
بنده پیر و رخود غلامی بیش نیست

رود خونم ز چشمها جاری است | موسم عشق و نو گرفتاری است
خلجانی است توی سینه مرا | زان نگه زخم بر جگر کاری است
نوجوانی بلای جان شده است | چه بگویم امر ناچاری است
ای فدای تغافلت گردم | این چه آیین و رسم دلداری است
چشم بد دور در مزاج شریف | چه قدرها که سهل انکاری است
شعله‌ای آمدم بجای نفس | عیسی مریم اینچه میخواری است

سید انشا ترا چه شد آغا
از برای چه اینقدر زاری است

بهر دون جادهٔ کشتن قیس مرگ آماده رفت | خضر با جاروب مژگان سالها آن جاده رفت
در سجودم مرده جنبانی باد بهار | ده چه گلهای نیاز از دامن سجاده رفت
آب پاشی کن بیا ای ابر کاسنجا باد صبح | آمد و صحن ایاغ چون من آزاده رفت
بر تو ای عیسی مریم مستغاثی آمدیم | خانهٔ ایمان ما را یک فرنگی زاده رفت
هیچ از تقوی نشد حاصل بجز افسردگی | کلفت چل سالهٔ من با یک جام باده رفت
بر در شاه خراسان هر که شد جاروب کش | ز دود تاب آسمان را بهر آن افتاده رفت
شست رو آخر بآب تیغ آن بیدادگر | خوش غبار زندگی را عاشق دلداده رفت

چادر مهتاب را با گوشهٔ دامان دشت
امشب انشا از برای آن نگار ساده رفت

نه همین آتش دل جیب و گریبانم سوخت — آنقدر دیده شرر ریخت که دامانم سوخت
در صنم خانه چو رفتم به تماشای بتان — نگهه برق وشی خرمن ایمانم سوخت
بخیال رخ و زلف و خط نورستهٔ او — نکهت یاسمن و سنبل و ریحانم سوخت
رخ برافروخته از پیش نظر رفت و ندید — آه ازان شعلهٔ سرکش که به بینانم سوخت
دوش در خواب خیالت که به چشمم آمد — اشک شد شعلهٔ جواله و مژگانم سوخت
نگهه تیز تو نشتر بجگر برد فرو — بخیال گرمی و شوخی که رگ جانم سوخت

از چمن داغ بدل میروم انشا
که نوا سنجی مرغان خوش الحانم سوخت

خال برابروت که رقاص است — این کماندار سعد وقاص است
هیچ از حال من نمی پرسی — این چه آئین و رسم اخلاص است
در وحدت بدست نمی آید — آنکه در بحر عشق غواص است
جگرم تا نه سوز آتش هجر — در کفم از زرشک اقراص است

نیست از زمرهٔ عوام الناس
سید انشا که بندهٔ خاص است

میروی خانه چرا باز بیا ابر که نیست — بنشین باش دگر بهر خدا ابر که نیست
ظاهرا میرسد آن مهر درخشان ورنه — از چه رو رفت ز خورشید ضیا ابر که نیست
بی ترشح بودم باده زدن لاحاصل — ساقیا این حرکت تا بکجا ابر که نیست
سخت پیچیده بهم میگذرد از چه سبب — پر خنک بوده ای باد صبا ابر که نیست

آه ازان برق نژادی که چنینم پرسید
دیگر انشا بگو احوال هوا ابر که نیست

حاصل ز گریه ای دل خانه خراب چیست — آخر ترا چه میشود این اضطراب چیست
نظاره ام نریخت اگر رنگ تازگی — بر گلشن جمال تو این آب و تاب چیست
نگه نشسته بجفل دردی کشان اگر — پیراهن تو این همه بوی شراب چیست

خوشتر ز عشق و رندی و مستی و بیکسی | ای پیر می فروش بعهد شباب چیست
جائیکه در میانه همه اختلاط هست | غیر دیدن نگاه چه باشد عتاب چیست
ساغر حضور جمله زهاد می زنم | از زمرهٔ دواب و بهائم حجاب چیست

انشا گرفتم اینکه نداری خیال عشق
این آه سرد و اینهمه چشم پرآب چیست

اینچه در بارهٔ من شد نه چنان میبایست | اینهمه خلطه ترا با دگران میبایست
اینهمه شیشه و فنجان چینی از چلیست | بهر چون من سبکی رطل گران میبایست
بارک الله بیا حضرت عشق اینجا شو | که به پیرانه سرم طبع جوان می بایست
مشتی زهاد بودند مرا من چه کنم | ورنه کارم بسه باده و کستان میبایست
کار تقدیر مرا در حرم آورد ار نه | بهر افتادن من کوی بتان می بایست
تاکه دیدند مرا جمله کسان می گفتند | اینچنین پیر کردهٔ رندان جهان می بایست

چیر وئی که شد از رای انشا الله
واقعی اینکه چنین پیر مغان می بایست

چنان شدست به بزمی که شوخ حرف زده است | که گوئیا همه اشجار باغ برف زده است

ایضاً

گر مصحفی ز راه خرد سینه کنم طرح | از دود سینه چرخ برینی کنیم طرح
ای دل برهمنانه بیا قشقه درکشیم | تا عشق آفتاب جبینی کنیم طرح
صورت گر خیال اگر آشنا شود | در دیده لعبت چینی کنیم طرح
باشیم و ایما به تماشای آینه | تا نقش خویش گوشه گزینی کنیم طرح
گر زیر چشم جلوهٔ حق را در آوریم | از مهر ماه مشتری جبینی کنیم طرح
دل را بچرخ چارم الفت مسیح وار | بالا رویم و صد نشینی کنیم طرح
بهر پیام بردن دل تا دیار دوست | از ناله جبرئیل امینی کنیم طرح

انشا بعشق حیدر صفدر بیا که ما

عندیدن چو شیر عرفی کنیم طرح

از انجمن جوان ستم ایجاد می رود — چندین هزار حوصله بر باد میرود
ضبطم ببین که شکوهٔ ایشان نکرده ام — با آنکه بر من اینهمه بیداد میرود
آزاد میشود چو اسیر نمک شناس — بر نخل هاے خانهٔ صیاد مے رود
ساقی بیار باده که بر قله های کوه — ابر بهار همچو پریزاد مے رود
تا آن زمان که تیشهٔ شبا نیز میرسد — یک جوی خون ز تربت فرهاد میرود
ای همصفیر کنج قفس یارهٔ بگو — باری چها بمرغ چمن زاد میرود
باغ ارم اگرچه بنا کرد از قضا — ناداده از تصرف شداد میرود
مانا دل ستم زدهٔ ما لقریه ایست — کان از و فور زلزله بر باد میرود

انشا بگو چرا نفس سرد می کشی
آیا چها بخاطر ناشاد می رود

شب امید وصل را با غم جدل افتاده بود — سعد اکبر را نزاعی با زحل افتاده بود
دوش بر دوشش چه دستم بر محل افتاده بود — نیر اعظم تو گوئی در بغل افتاده بود
حلقه بر در گرمی زد آنشب آن پیمان گسل — هم دگر در آشناییها خلل افتاده بود
با محبت گرم جوشیهای من امروزه نیست — سوز عشقت در نهادم از ازل افتاده بود
لن ترانی گوئی من جلوه بر خارا فگند — هر طرف یک موسی مبهوت و شل افتاده بود
بر زبان هر کسے لما تجلی ربه — صار دکا منه و انشق الجبل افتاده بود
جان فدای آنکه از هیبت صمصام او — لرزه بر اشخاص ادیان و ملل افتاده بود
دوش بر مرگ رقیب آن قاتل سفاک گفت — عمرها شد در کمین گاهش اجل افتاده بود
جلوه افگن هر کجا شد آفتاب قطره ام — مدعی شپره آنجا چون جعل افتاده بود
این قدرها دست بر زانو زدن بی هیچ نیست — غالبا دستم بران فربه کفل افتاده بود

می سرود انشا چه بر عرفات آهنگ حدی
از صفا تا مروه در رقص الجمل افتاده بود

ضعف اینچنان که ضبط فغان هم نمیشود — اینهم نمی شود ز من آنهم نمی شود

چندان لبعینه نیست که از من نگشته — آن شوخ دیده از دگران هم نمی شود

آن اختلاط و گرمی صحبت کجا که او — اکنون بسوی من نگران هم نمی شود

از خود نمی رویم و نجود هم تایم و ای — هم اینچنین نگشت و چنان هم نمی شود

ق

وین طرفه تر که راز درون دلم هنوز — ظاهر نگشت و باز نهان هم نمی شود

ای عشق لذتی که ز فیض تو برده ایم — از صد یکی ز بند بیان هم نمیشود

این یک زبان کوچک بی هیچ من چه چیز — تقریرش از هزار زبان هم نمیشود

حرف از طواف کعبه مزن صاحبا خموش — کافتادنم بکوی بتان هم نمی شود

آخر کجاست سیر حرم ای جذب الفت آه — پیدا ترا که هیچ نشان هم نمیشود

الشا کجا و پیروی زاهدان که او
وارد به بزم پیر مغان هم نمی شود

بصد بهانه کسی را کسی نمی پرسد — درین زمانه کسی را کسی نمی پرسد

ز دو اغنیا بدولت گنج ها اگر داری — باین خزانه کسی را کسی نمی پرسد

اگر تو حافظ قرآنی اینگت گویند — باین فسانه کسی را کسی نمی پرسد

جهانیان همه از بهر قوت محتاج اند — ازین بهانه کسی را کسی نمی پرسد

بسقف کعبه حریفان دهر اگر بزنند — بمی مغانه کسی را کسی نمی پرسد

ششم بگو چه زلف تو شانه سینه گفت — بعلم شانه کسی را کسی نمی پرسد

اگر بهیچ الغ بیگ عمر صرف کنند — بعهد سانه کسی را کسی نمی پرسد

چرا ز محتسب و قاضی و عسس ترسی — بیا بنجانه کسی را کسی نمی پرسد

درون قلزم توحید غوطه زن الشا
که بر کرانه کسی را کسی نمی پرسد

از بادیه قیس چو جنازه بدر زد — لیلی بفغان آمد و دستی بجگر زد

جیبی بهیچ جیب اسیکنی از بزم خود دور — انصاف کدام است بگو جرم چه سر زد

بر ناله چو مائل شده زخم جگر من
صد طعنه به بالیدگی غنچهٔ تر زد

گلگون صبا از تک و تاز چو در یافت
وحشت زده دامان جنون را کمر زد

چیزی که بهم ناشدنی بود شد آخر
صد شکر قضا خنده بر احوال قدر زد

ابروی تو تیغی بمن افگند و نگاهت
تا آنکه خبردار شوم تیغ دیگر زد

چون گریه کنم آه که شد مانع گریه
قفلیکه حجابم بدر دیدهٔ تر زد

این بود راهگذر وادی ایمن
صد قافله را عشق درین راه گذر زد

تا چیز تو نسازم بکسی حسن تو محرم
بر سمع و بشم و ذائقه و لمس و بصر زد

افتاده نگاه تو چنان گرم که الفت
پنداشت بدل صاعقه بر شاخ شجر زد

تو ببین که شورش من چه قدر نمود دارد
که محل رستن مو همه بوسه دود دارد

چه گشتی اسیر خود را تو رحم باید این را
بعدم که سیر هستی چه قدر وجود دارد

ز کرم به بخش یارب دل و داغ داغ ما را
که جبین نازک او اثر سجود دارد

نه چنان بکن که ناکس پدر ترا بگوید
پسر تو ای مسلمان پسر یهود دارد

تو بتار عنکبوتی دل خود بده برادر
همه دام زور دارد همه تار و پود دارد

چو جریمه گشت ثابت بحضور ساقی اشرف
همه عذرهای بدتر ز گنه چه سود دارد

گام نخستین چشم از سدره بالاتر زند
سوزد فروغ نور اگر جبریل آنجا پر زند

خیزد صداهای هوا از مجمع کروبیان
در عالم مستی اگر رندی بسر ساغر زند

دود از نهادم میرود چون سحابهای برق وش
در سینه زار طاقتم ای کاش آتش در زند

یارب دگر نشنیده ام امشب شمیم سنبلش
باشد گلی از چشمه خورشید خاور سر زند

بر آفتاب روی تو خواهد سپند آسا فلک
تا سبعه سیاره را یک در شبهٔ مجمر زند

سپند بیتاب انچنین می ترسم از راه جگر
دوش مبادا آتشی در گنبد اخضر زند

از برق شعله خیز دل ای ابر رحمت سوختم
آیا نم افضال تو آبی برین اخگر زند

دیگر نخواهم گفت اگر یکبار گفتم عاشقم
حاشا که من بعد اینچنین از من خطای سر زند

جماعتی که بانوار حق هم آغوشند + — بوجد و ذوق ز خود میروند و در جوشند
لباس اطلس و دیباچه تنخلکی دارد — که سالکان طریقت پلاس میپوشند
طریق منزل لایسعنی به پیش آرند — در آن مقام که عشاق باده می نوشند
ببین به طارم افلاک انجم و مه و مهر — چه دیده اند در آنجا که جمله خاموشند

شعور بالغ بزم حضور شد الشا +
خوشا بحال کسانیکه مست و مدهوشند

ز تو ای کریم خلقی بعطیه شاد باشد — دل همچو من گدای ز چه نامراد باشد
چو شنید نام الفت بکرشمه گفت ظالم — دگر آن فسانه سر کن که پر از فساد باشد
سخنی ز راز پنهان تو بگو بگوش بطی — که ترا باین امانت بمن اعتماد باشد
ز چه این گریز دارد ز من آن جوان عنا — مگرش ز عهد طفلی دو سه حرف یاد باشد
خبری اگر رسانی بتو ای که سر بنجم — بعدوم گمان که اینهم زره وداد باشد
نظر افتاد و چی شب چه بقد شیخ گفتم — مگر این طویل قامت ز گروه عاد باشد
ز نفاق و بغض بگذر تو هم آدمی و منهم — سر دار میانه هم ره اتحاد باشد
که بداد لهجه من بر سر و زین زمانه — بشناسدم کسی کو صفوی نژاد باشد
ز منی ز عشق نبود اگر اندرون سینه — همه خاک و آب باشد همه نار و باد باشد

بمقلدیت الشا نبود خطا و نسیان
تو مرا بچه چی شماری همه زاجتهاد باشد

باده نوشان که هم انجمنی ساخته اند — شیشه را یوسف گل پیرهنی ساخته اند
سینه ریشان بدو رسیکده عنبر و فاق — جرم خورشید شکستند و دنی ساخته اند
اینکه سیمگی تیم از و فرسخ و انواع عذاب — گر انها همه از بهر منی ساخته اند
آه ای یوسف گم گشته کجائی باز آ — عاشقان بهر تو بیت الحزنی ساخته اند

پرخطرناک بود مرحلهٔ عشق اینجا
مرد باشند که همچو سمندے ساخته اند

ق

اندرین بادیه آتش نفسان می باشند
اکثر این طائفه با سوختنے ساخته اند

آنچه در بارهٔ انشا بتو مردم گفتند
هیچ در اصل نباشد سخنے ساخته اند

بهارے تو برنگ پریده میماند
گل شگفته بجیب دریده می ماند

برون که رفت ز محفل که قلقل مینا
بهم کشیدن قلقل بریده می ماند

به پیش رنگ حنای تو ای گل رعنا
چمن به بسمل درخون طپیده می ماند

ز آب تا که برون رفته چشم صدف
گهر بقطرهٔ اشک چکیده می ماند

چگونه انس نه بیزد بدامن صحرا
که چشم بغزال رمیده می ماند

سواد دشت غزالان دشت مجنون را
سیاه خیمهٔ لیلے بدیده می ماند

تو و خدای تو ای شیخ راست خواهی گفت
شمائل تو بهیچ آفریده می ماند

بقامتت چه توان برابری کردن
اگرچه سرو بقد کشیده میماند

هر آنکه چشم سیاه تو اش پریشان ساخت
به بیقراری افعی گزیده می ماند

چنان شده ست سلیمان شکوه ظل الله
که در پیشش بغلام خریده می ماند

ز پا فتادن انشا دو ست دادن وصل
به افتادن منزل رسیده می ماند

کج و واکج نشستنش نگرید
وضع شمشیر بستنش نگرید

شور افگند ساقی اندر بزم
طرز ساغر شکستنش نگرید

دلم آزاد شد ز قید خودی
مرحبا باز رستنش نگرید

ناخن غم جگر خراش تراست
دوستان سینه خستنش نگرید

پای کوبان بوجد رفت انشا
اندرین حال جستنش نگرید

دیوانه ام که عمری با دوستان بسر برد
با هر کسی که درخورد همچنان بسر برد

گاهی به لیو بنات و گاهی به سپید آمد | گاهی بلطف لطمی با زایران بسر برد
گر فی المثل عدو بود یا یار نیکخو بود | یکسان بوضع دلجو با همگنان بسر برد
یکچند در کلیسا چون خاچ پرست بوده | بنشست با قسیسین با راهبان بسر برد
سوسی صفت گهی ماند مشغول بی نوایی | در خیل گوسفندان همچون شبان بسر برد
چندی بود بمستی در عشق و می پرستی | طی کرده راه هستی با این و آن بسر برد
با همه علوم و فضل و کمال ذاتی | با رندمشربان و آزادگان بسر برد
خواهی که سرفرازی یابی زبی نیازی | باید که خود بسازی تا میتوان بسر برد

باید بسر نمودن اوقات زندگانی
زانسان که میر انشاء الله خان بسر برد

عشق از کجاست حوصله ام در نمی رسد | هیچم کنون بخاطر احقر نمی رسد
بر دوش دود و آه سبک میتوان رسید | جایی که جبرئیل بشهپر نمی رسد
زیر فلک نه ابر هویدا شود نه برق | تا دود آهم از دل مضطر نمی رسد
باری چه پیش آمدت امروز ساقیا | با من هنوز دورهٔ ساغر نمی رسد
با هیچ آنکه با قطرات سرشک ما | الماس و لعل و ریزه گوهر نمی رسد
سعی و تلاش اینهمه ای خواجه چیست | آیا بمن آنچه هست مقدر نمی رسد

انشا دگر مپیچ کسی چیزکی بگو
کش پایه تو به نعل نگاه در نمی رسد

هیچ کس بلطف به پایه حیدر نمی رسد | چرخ برین به عتبهٔ قنبر نمی رسد
جایی که بود باش گدایان این در است | جسم و خیال خضر و سکندر نمی رسد
آنرا که هست داغ غلامیش بر جبین | با شان حشمتش حشم خاور نمی رسد
تا ارتفاع کنگره کاخ فضل او | جا پیش تاج گنبد اخضر نمی رسد
جای مسیح گرچه بود چرخ چارم است | حقا که تا مقام ابوذر نمی رسد
از پیرزال هیچ حکایت مکن که او | هرگز بگرد پالک اشتر نمی رسد

ساغر بکف درآید و گوید بوقت صبح | بنده آشتی که ساقی کمرش نمی رسد
آشنا فدای مقدم آقای خود کند
جای رسد که هیچ برادر نمی رسد

عاشق سبزه رنگ باید شد | تشنهٔ خون‌رنگ باید شد
هرچه پیش آیدت از و خوش باش | از برای چه تنگ باید شد
این قدر خاموشی برای چه چیز | جامن شیخ و شنگ باید شد
آنکه دارد مثال آینه دل | صاف از لوث زنگ باید شد

گر مرید جنون شدی آشنا
فارغ از نام و ننگ باید شد

محققانه فنایم چه نعرهٔ حق زد | مسیح بر فلک چارمین معلق زد
فقای عشق تحمل چو ره سپر گردید | جنون ز فرط غضب برد و بالش فوز زد
درون میکده باز آمد آنکه تائب بود | شراب ناب دگر با شکوه و رونق زد
سرکه خاک ره بوتراب شد تیغش | هزار طعنه بر اوضاع چرخ ازرق زد

بجمع شعرا دوش بود آشنا هم
در اختلاط عجب حرفهای مغلق زد

سیر دل دیوانهٔ من سنگ بگیرید | یاران بگذارید و دگر ننگ بگیرید
تا نکهت گل غنچه رس شانه باشد | زنهار که بوی قدح تنگ بگیرید
ای زمزمه سنجان چمن غنچه رود بیجا | بر نغمهٔ مرغان خوش آهنگ بگیرید
با اینهمه نیرنگ جهان رنگ ندارد | ای ساده دلان آشنا این رنگ بگیرید

در بارهٔ آشنا که چنگ و چغانه ندارد
ای ترک و شان تیغ باین جنگ بگیرید

نگاهت رنگ مستی بر در میخانه می ریزد | پیاله از می که صهبا از لب پیمانه می ریزد
زآه شعله سامان الحذر کو شهیدگان آتش | بیکیم آبروی برق بی تابانه می ریزد

تو خود واقف نه زین ماجرا هرگز چه پیدائی — که خون بیگناهان نرگس مستانه می ریزد
همین چشمک که برق شعله خیزش خوشه چین باشد — بنای خانمان صبر ای جانانه می ریزد
بیاد آن حریفانی که رفتند از جهان ساقی — نخستین جرعه بر خاک بی باکانه می ریزد
روانم هر شب تا از فروغ شمع حسنت شد — بجای گل به بالینم پر پروانه می ریزد
نگردی چشم تر ای بی مروت آشنای من — سرشک از دیده زین روداد هر بیگانه می ریزد
بجای آبپاشی می فشاند نور عرفان را — سبو همین زاده طرح تازه در میخانه می ریزد
ندارم بیش ازین طاقت بگو احوال خود انشاء — مرا خون جگر از چشم این افسانه می ریزد

هیچ چیزم بغیر درد نماند — جز لب خشک و روی زرد نماند
حیف واماندهایم قافله شد — اثری از نشان گرد نماند
هادی و خضر ره دریغ و اوی — که توان پیرویش کرد نماند
با که سازیم عزم هم سفری — کاندرین راه رهنورد نماند
آنچنان کرد چرخ کج رفتار — که نشانی ز نام مرد نماند
تا به کی عشق ورزی انشاء — در جگر هم که آه سرد نماند

راهی بجز آه دل پر درد نشد — از شکست شیشه و نه صدای [illegible]

ایضاً

ترک من بر ذقن چونکه تبر میگیرد — دسته چوب به از سیب ثمر میگیرد
برق لبیه زمن پشت شرر میگیرد — ابر تنخواه ازین دود جگر می گیرد
هیچ در وصل دل آرام ندارد دارم — شب عشاق گریبان سحر می گیرد
آدم اوم همه آمیخت اگر عیب شمار — چونکه پیوند شجر هم ز شجر می گیرد
بی محل جوهر ذاتی نه دهد هیچ فروغ — قطره در بطن صدف شکل گهر می گیرد
هرکه در موج گل و لاله درآید امسال — تا نگه کار کند دست بسر می برد

نشکفته به چل ساله گر انشا چه کند
دخت رز از نه جوان و سن تر سنگین گرد

گر عشق زعفران صفت چهره زرد کرد — چون تو چراغ سروت هر چه کرد کرد
ای واله تو تذکره آه سرد کرد — موج نسیم منتشر اوراق ورد کرد
هر چند خوره افلاک هر چه گرد کرد — پیچش نگو برای خدا هر چه کرد کرد
از شوخی نگاه تو ای خوش روش مرا — در سینه دل طپید بجای که درد کرد
بیدل مشو که چاره احکام خود کند — آنکس که خلق با تو چه و بر کرد
چون عشق یار سر زده از پرده سر کشید — بازار گرم چهره زهاد سرد کرد
پیچید گرد باد و فگندش بکوه قاف — هر آنکه شکوه من صحرا نورد کرد
ای خواجه ریش وا زنی بتش نیستی — بود است چیز آنکه ترا نام مرد کرد

انشا فدای آنکه زنجیر برق و ابر
بر لوح چرخ کار زر و لاجورد کرد

جشن شاهانه با قبال مبارک باشد — ثروت و حشمت و اجلال مبارک باشد
یوم میلاد و جشن بست ترا روز جلوس — لله الحمد که این فال مبارک باشد
این سعادت علی عالی اعلی داد است — ای خوشا وقت و خوشا حال مبارک باشد
در حضور آیات الی انشا از چه ... است — ای مه آینه تمثال مبارک باشد
ناظم الملک فلک رتبه و جم قدر ترا — دولت و مملکت و مال مبارک باشد
خضر و الیاس شب و روز ترا میگویند — حاصل مزرعه آمال مبارک باشد

عشرت و جشن جلوس و طرب انشاء الله
اینهمه تا صد و سی سال مبارک باشد

بمقتضای کلوا واشربوا از بزم حضور — بیار نقل و بده ساقیا شراب طهور
جمال تست من آیات ربه الکبری — مدام چشم بد از روی چو تو باد او دور
چرا فسرده نشینی بگفته واعظ — مترس جام بده ان ربنا لغفور

افتاده عکس رخت بر صبوحی و دیدم — نوشته بر ورق آفتاب سورهٔ نور
کلیم وار مکن بخود از تجلی خویش — بیمن وادی ایمن بیاد جلوهٔ طور

بروح ساقی کوثر که کاتب ازلی
نوشته بر لب جام ان سعیکم مشکور

گر بفرق خویش وا بهد از مرصع شاه چتر — بس بود بر سر گدایان را ز تدآه چتر
بافسون آهوان فرمود تا جشن جلوس — بید مجنون شد برای قیس عالیجاه چتر
هر سحر گه شاه خاور پیشکش مے آورد — در حضورت ای سلیمان شاه ظل الله چتر
جز جنابت دعوی شاہے نماید ار کسی — دود داغ سینه باشد بهر آن بدخواه چتر

سید الشعرا ابر گوهربار بالمعان نور
میرساند بهرستان گاه تخت و گاه چتر

خودت ار بیان نسازی بصفات پرسم آخر — بگو ای نسیم الفت ز کجات پرسم آخر
چکب و چاند چینیے چیر دست من ندارد — که رسیم بکنه ذاتت بصفات پرسم آخر
زچه نور ساختست که بعقل مے نگنجے — بنشیمن تجلی بغیبات پرسم آخر
ق
تو کدام لعبتے ای بت دلفریب آدم — بروم حضور لات و بمنات پرسم آخر
پس ازان طرف بگردم بکلیسهای رهبان — سم ازو برای دفع خطرات پرسم آخر
چه جواب خود دنیا بمن ازان سیاهان انگلس — بحریم کبریائے سخنرات پرسم آخر
بمقام کربلا و به نجف رسم ازانجا — که علاج درد خود با حضرات پرسم آخر

به ابوعلی سینا برسان پیام انشا
که بیا بیا مقامے ز شفات پرسم آخر

کج و اکج نگه و چین جبین بهر چه چیز — ای بقربان شلاطین تو این بهر چه چیز
ظاهر اول شدهٔ نیم شبے آیے زد — ورنه جنید زجا عرش برین بهر چه چیز
ای صدی خوان نگر این وادی نجد است ارے — بیکشد آه حزین ناقه نشین بهر چه چیز
می نمائی زدر مهر و محبت گاہے — وز برای چه چرا ار چنین بهر چه چیز

سید انشا که بود بندهٔ خاصت با او
اینهمه بغض چیست اینهمه کین بهر چه چیز

وه چه بنگی زدم که هیچ مپرس	سبزه رنگی زدم که هیچ مپرس
بر سر خویش فلک از آه	چه خدنگی زدم که هیچ مپرس
وی بمن قهر کرد و گفت بغیر	سخت جنگی زدم که هیچ مپرس
شاه تهی خوان نعمت الوان	طرفه چنگی زدم که هیچ مپرس

حال انشا چو کوهکن پرسید
سر بسنگی زدم که هیچ مپرس

از طوف حرم یافته اند اهل فرادیس	تا هیئت جبریل و سراپردهٔ تقدیس
صد مرتبه زوار ترا دست ببوسند	الیاس و عزیز و خضر و موسی و جرجیس
در حضرت مداح تو معروض کند خلق	آنی که خراج آیدت از رمن و تفلیس
از شعشعهٔ نور تو دریوزه نمایند	خورشید جهانتاب و مه و زهره و برجیس
احکام رسا گر به عطارد که از انوار	قم اوصاف جوانمردی حیدر همه بنویس
یک شمه از آن جمله نوشتن نتواند	گو سدره شود خامه و افلاک قراطیس

از لشکر ریاحین چنین منقبت انشا
بر بام فلک وجد کند عیسی و ادریس

هان ای سپهر اهل دلان را بداغ کش	تا گویدت زمانه که هستی چراغ کش
مردم ز رفت و تشنگی باده ساقیا	گر میکشیم آه بدور ایاغ کش
کشتن میان شارع عام صلاح نیست	گر میکشی بیا و بکش با فراغ کش
تنها بسر کشیده و سی شب بانجلی	آنگاه در سراکم اشجار باغ کش

کشتی چرا تو سید انشای مست را
ای ترک شوخ شاعر عالی دماغ کش

میخواست اشکم در چله در دیدها گرداندمش	این طفل تشوخی خی نمود آهی دم برساندمش

تا نگذرد دیگر کسی در وهم و فهم و هوش من — چون مردمک در دیده‌ها آوردم و بنشاندمش
خوش وقت و خوش گذرانده ام اوقات خود گاهی اگر — گرد الم با دامنم آلوده شد افشاندمش
با روح مجنون می سحر در خورده بودم ای خبر — بنیاد غوغا کرده و خیلی بیخود و لرزاندمش
تو می مشامم بوی گل آورد تا باد سحر — اصلا محل نگذاشتم گستاخ دم ترساندمش
عندلیبها آغاز کرده است که آن مطرب پسر — بخشیدمش من بال و پر یکبارگی در راندمش

گر دولتش داری هوس انشا نهان در خانه شو
آن شوخ قتالا سیه جانست که مهمان خواندمش

هزار غمزه بقربان هر نگه هستش — چه آفت است خدا را نعم چشم بد مستش
چه دولت است که امروز دست داد مرا — که دست چون من مسکین رسید در دستش
دلیکه بود مرا از آبگینه نازک تر — کدام سنگدل از سنگ جور بشکستش
چرا حجاج که محکوم ساخت عاشق را — نگون کنید سرش را که دستها بستش

براه میکده دیدم بدوش انشا را
سیاه مست و می آشام شیشه در دستش

تو میکدهٔ بیاور زر دیگر ساغر بنوش — آنچه بچار رکعت جهنم سمه ای می فروش
نگذار از بیهوده گوئی درد سرم کن دگر — بهر این ریش و درازت ایها الناصح خموش
ایکه بردی ناگهان در عالم حیرت مرا — باش چندانی دگر آغا که باز آیم بهوش
مشرب رندانه داری اگر جامی بیار — کاین زبان پیر طریقت جناب میدارد بدوش

محض مخصوص جناب سید انشا بوده است
این فصاحت این بلاغت اینهمه جوش و خروش

تا شکوه ز حال تباهی نکرده ایم — خون گشته ایم و ناله و آهی نکرده ایم
صیاد یک نفس قفس اندر چمن گذار — با عندلیب زمزمه گاهی نکرده ایم
ای آتش گل این همه تهدید بهر چیست — با آشیان بیش ز برگ گیاهی نکرده ایم
پیچیده ایم شانه صفت زلف یار را — اندیشه ز روز سیاهی نکرده ایم

بارنگ کهربائی خود فارغ ایم و بس — با کس سماجت پر کاهی نکرده ایم
طی کرده ایم وادی عشق برهی خان — هرگز قرار بر لب چاهی نکرده ایم
شادیم که پا بسته زندان فرقتیم — نظاره تو بر سر راهی نکرده ایم
تا بوده ایم خود بهمین حال بوده ایم — هرگز تلاش حشمت و جاهی نکرده ایم
تا ظلمت فراق بساطی فگنده است — ما هیچ سیر در شب ماهی نکرده ایم
دریا قسم حوصله است بگذر ای حباب — ما چون تو سر کشی بکلاهی نکرده ایم
ما را باتهام گرفته ست عالمی — آقا مرت که هیچ گناهی نکرده ایم

انشا بجز جناب سلیمان شکوه خویش
در روزگار خدمت شاهی نکرده ایم

که دارد شوخ سنگی وا و بیدادی که من دارم — خراب از لطف سازد خانه آبادی که من دارم
بغیر از حسرت و درد و فغان و آه و اشتیاق — ندارد هیچ چیزی خشت آبادی که من دارم
سبق گیرم ز بیتابی زیادت دو سبق خواندم — بیاموزد طراحی عشق استادی که من دارم
شنیدم بار سطو یکشبی میگفت اسکندر — حباب آشنا بود بر باد بنیادی که من دارم

ز افسون نگاه نرگس سحر آفرین انشا
مرا دیوانه می سازد پریزادی که من دارم

بالله که سخت بیقرارم — امروز ترا نمی گذارم
تا چند کشیم از تغافل — من هم آخر امیدوارم
گردید دلم هزار پاره — طاقت زین بیشتر ندارم
باور اگرت نباشد اینک — چنگی زنم و برونش آرم
ق
با زهد و ورع چه کار ساقی — رندم مستم شراب خوارم
ساقی قدحی حوالتم کن — بیتاب فتاده در خمارم

انشاء الله نامم انشا
گر هست ترا بدست آرم

حسرت آلوده آہے دارم
زخمکی از نگاہے دارم

دشت فرسای منزل عشقم
حالیا رو براہے دارم

حسب ظاهر اگر گدا شده ام
سایهٔ پادشاہے دارم

روزنے می نمایدت بنگر
شوخ شنگے کج کلاہے دارم

بخصوصش رسم چه سان انشا
کانفعال گناہے دارم

راز نهفت بے می دانم
غنچه نشکفت بے میدانم

زانچه در حضرت او کردم عرض
هیچ نشنفت بے میدانم

نوش جان گشت مرا بادهٔ عشق
بود این مفت بے میدانم

گره از زلف چه وا کرد صبا
خود بر آشفت بے میدانم

گفتمش درد دلم میدانے
شوخ من گفت بے میدانم

سید انشا غزلے تازه نوشت
گهری سفت بے میدانم

شرکت زهرهٔ میخواره کنم یا نکنم
نوبهارست من این کار کنم یا نکنم

لذت لغزش مستانه زجا مے بردم
رغبت خانهٔ خمار کنم یا نکنم

گریهٔ عالم مستی که بحدے کم بود
حالیا خندهٔ بسیار کنم یا نکنم

ساقی بزم کنون ساغر مے میدهدم
مصلحت چیست من انکار کنم یا نکنم

آه چون برق شرربار کنم یا نکنم
گریه چون ابر گهربار کنم یا نکنم

دوستان مشوره آیا چه بود باید گفت
سیر بازار دگر بار کنم یا نکنم

رهن می خرقهٔ سالوس حریفان بردند
نظر الحال بدستار کنم یا نکنم

ایکه گفتی چه قدر ها که مرا مے خواهی
من حیرت زده اقرار کنم یا نکنم

او بخواب ست و من دل شده بر بالینش
اندرین فکر که بیدار کنم یا نکنم

آنکه میگوید مرا انشا بشکن توبه بناز

چکنیم خاطر آن یار کنیم یا نکنیم

هر چند از جواهر و اعراض عالمیم
تلمیذ خاص مبدع فیاض عالمیم

از بهر قطع ساختن از ماسوای دوست
چون لای نفی صورت مقراض عالمیم

اغراض شان بری بود از اصل مدعا
پیوسته در تحیر از اغراض عالمیم

تعظیم ما اگر نکنی خاک بر سرت
خود سیدیم و عالم و مرتاض عالمیم

عظم و شموق لین شرایین اهل دهر
از ما نهفته نیست که نباض عالمیم

انشا ز لطف و شفقت بیمار کربلا
صد شکر ایمن از همه امراض عالمیم

بچرخ چارم آوا میرسانم
فغان را تا مسیحا میرسانم

بدل جوشش تمنا میرسانم
درین یک قطره دریا میرسانم

موحد فطرتم مصداق کل را
بهر افراد و اجزا میرسانم

در آیم بر سر طور تجلی
ید بیضا به موسی میرسانم

سلام شوق از مولود دهر ق
برهبان کلیسا میرسانم

سنم آن رند کاندر حشر خود را
پی سیر و تماشا میرسانم

بیاران جام خورشید قیامت
شراب روح افزا میرسانم

دو صد تصنیف در یک طرفة العین
بسان ژند و دستا میرسانم

کشم محبوب اعلی را در آغوش
توسل از تولا میرسانم

بجام خویشش از مینای وحدت
فروغ نور صهبا میرسانم

جز این مستانه انشا نمی گفت
چو صنعان مشق سودا میرسانم

انوار حق در انسان دیدم ندیده بودم
چیزی که من ز خوبان دیدم ندیده بودم

زان سان که من جنون را با صورت مهیبی
در سایهٔ مغیلان دیدم ندیده بودم

صد شکوه از عزیزان دارم که هیچ گاهی
بالله آنچه زایشان دیدم ندیده بودم

رویت عرق فشان شد و دل گفت اختر انرا — در جرم مهر تابان دیدم ندیده بودم
نبحی که وید زمانه توقیر اهل دانش — در محفل سلیمان دیدم ندیده بودم

ای قبله سید انشاء دی شب عمرابی ورد
اورا به برم مستان دیدم ندیده بودم

الحمد رموز مستان دیدم ولی نگویم — اعجاز ها از ایشان دیدم ولی نگویم
و دودی که از دلم خاست ای عشق اندر او شد — لمعات عرش جان دیدم ولی نگویم
داغی که بر جگر بود داشت فروغ آنرا — چون قرص ماه تابان دیدم ولی نگویم
با من خبر چه پرسی از روح پاک مجنون — اورا درین بیابان دیدم ولی نگویم
سر بر فلک کشیده چون برق شعله را — با گرد باد پیچان دیدم ولی نگویم
سیر فت ای مه جوان جنازه در مغیلان — جاییکه گشت پنهان دیدم ولی نگویم

چون می نه زیبد انشا افشای راز کردن
اسرار اهل عرفان دیدم ولی نگویم

تا ظرف باده نگهے کنیم — در شب آدینه گنه میکنیم
بی رخ او جا در مهتاب را — سخت بهم بر زده ته می کنیم
میکشمش تا که در آغوش تنگ — کج چو شهان طرف کله میکنیم
می زنم این سکه فقیرانه دم — ای سجدا خاطر شه می کنیم

ابر سیه گو بدم انشا که من
روی دو صد توبه سیه میکنیم

شوخ محبوب ترا می دانم — از همه خوب ترا می دانم
آتش افروخته در عالم — ای پر آشوب ترا میدانم
بر قدت اینهمه ای سرو منار — لعبت چوب ترا میدانم
این دل اندر غم او خواهی کرد — صبر ایوب ترا میدانم
گفتمش من نه فلانی تو ام — گفت من خوب ترا میدانم

سالک راه تباهی انشا
مست و مجذوب ترا می دانم

بی قصد نه بود قطع ازان پاره پاره هم / در فال منع آمد و در استخاره هم
آمد چو یاد روی تو و گوشواره هم / قسمت هم عدو شد و دشمن ستاره هم
در جنب آه سوختگان محبت / کم قدر گشت شعله برق از شراره هم
بودی به بزم غیر نه کردی بسوی من / ای بیوفا نگوشه چشمی اشاره هم
یکبار هر که حسن تو در خواب دیده است / دارد خیال اینکه به بیند دوباره هم
هیهات تیغ چشم بدل سخت جان نکرد / بیگانه آب بودی اگر سنگ خاره هم
زار و نحیف و واله و خود را بده قرار / روزی بکار آیدت این بیچاره هم
فارغ دمی ز ساغر و شباهنه بوده ام / این شیشه کرده ام این [illegible] و آبخواره هم
بی ابر و ماهتاب ز جا شد برون مرا / گشتست آه از [illegible] فوج ستاره هم
بنمای جلوه خود هم از دور همچو ماه / من در گذشتم از نگه و از اشاره هم
ناصح نصیحت همه تحصیل حاصل است / بیداد اینقدر به بچه شیرخواره هم

انشا بگو برای چه تشویش و یاس تست
آنکس که درد داد کند فکر چاره هم

از خدا هم این دعا پیوسته باشد بر زبان / کای کریم مطلق و ای تکیه گاه بیکسان
تاج بخشا مالک هفت اقلیم او را کن عطا / تا بگیرد طوس و بغداد و هرات و افغان
این سلیمان جهان را با شکوه سلطنت / زودتر فرما تسلط بهر دفع کافران
تا رواج دین و اسلام و شریعت هم شود / منهدم گردد بنای کفر از هندوستان
در تصرف آیدش شیراز و افغانستان و ری / روم و شام و مصر و خوارزم و عراق و بامیان
ماوراءالنهر طغیان زان و بسطام و حلب / استرآباد و دمشق و غزنه و مازندران
هرو و استنبول و قسطنطنیه و روس و سبا / دشت قبچاق و فرنگ و دار دیلم قیروان
شلشوین قرغانه ناطق روم و تبریز و یمن / هزرت و اسکندریه گنجه و جبد و تقان

خیبر و بدر و احد ذوالکفل و بصره ماریه
یثرب و بطحی و جاده مخه و شهر زنان

قنبره کردال و عین الشمس سقبه کاشمیر
موصل و بخارا و دوران روس و گردان

اقشطه بغداد و صنعا سورت و مرباط و قم
نجد و کوفه سامره طمغاج و غور و قیروان

دهلی و بنگاله و قنوج و کوره سومنات
مرشد آباد و بهار و بالده هندوستان

ربع مسکونش شود زیر نگین ای کارساز
تا بکوه بوقبیس و قاف و جبل و ثهلان

خانه زاد او بمالک و حشمت و جاه و سپاه
باشد اندر دهر چون اسکندر صاحبقران

نظم و نسق حکم او از شرق باشد تا بغرب
سایهٔ اکلیل او باشد بر اوج کهکشان

حامی همراه او شاه نجف بادا بدهر
باد تا روز جزا اینش جاه و حشمت توامان

روز و شب انشا همین خواهد ز فضل کردگار
دشمنانش پایمال و شاد جان دوستان

ای اشک شعله ریز بهر تار آستین
روشن نما چراغ شب تار آستین

سیلاب دیده با نفس آتشین من
چون اژدها کشیده سر از غار آستین

باد زمانه که بروی چراغ عقل
می کرد لطمه نفسم کار آستین

دامان آستین نگذارد ز دست خویش
کین شور گریه هست نمک خوار آستین

شوریدگان ز بسکه دریدند در سماع
در کوی تست هر طرف انبار آستین

تا من بیاد زلف سیاهش گریستم
گردید مست اشک خودم مار آستین

انشا بپرس هیچ ز نازک مزاجیم
شد تیر قطره اشک مرا بار آستین

ای جنون باش اضطراب بکن
بکن ای خانمان خراب بکن

آمدی گر بقتل غمزدهٔ
بنشین اینقدر شتاب بکن

طرف خود بین و تیغ بکش
بر غلام خودت عتاب بکن

با رقیبان دگر شراب مخور
آه زین آتشم کباب بکن

جمع و طاسی مزن چموش انشا

زهی طفل اشک آب مکن

دوره سدره در گرفت آه جگر خراش من ‖ گشت مقام جبرئیل مسکن بود و باش من
حضرت عشق رهبرم می نشوی برای چه ‖ آه کجا شدی گواهی مرشد خیل تاش من
سیر کنان ز کعبه رفت سوی کلیسای دیر ‖ رفت جنون کجا کجا در صدد تلاش من
نکهت جام باده چیست غور رس دماغ روح ‖ تازه کن مشام جان موجب انتعاش من
بگذر دار بجا طرم میل صنم پرستی آه ‖ کیست بجز خیال دوست آذر بت تراش من
دوش بحضرت مسیح گفت شعاع آفتاب ‖ هست جلال سطوتش باعث ارتعاش من

ایضاً

دپری خانهٔ آیینه گرفتار مشو ‖ بی خبر باش ز خود هیچ خبردار مشو
رخت از بهر تفرج بدر خود مه کش ‖ اینقدر معتکف خانهٔ خمار مشو
هیچ و پوچ است غلامی که درو نیست وفا ‖ گر همه یوسف مصر است خریدار مشو
رحم بر سختی احوال بنی آدم کن ‖ اینهمه ترک مشو این همه خونخوار مشو

دست بر دامن گل گر زده ای انشا
متردد گر از سرزنش خار مشو

اشتلم بنیاد کردی تا کجاها این همه ‖ بر سر چون من گدای بادشاها این همه
سوی مسکینان نمی بینی و میرانی سمند ‖ نخوت و کبر و تکبر بادشاها این همه
آبشار خون کنون میریزدم از چشمها ‖ شد ز دست الفت غفلت بناها این همه
تا بکی در عشقت از فرط تاسف سر کنند ‖ دل خاها ثم آها ثم آها این همه
حسرت و حرمان و یاس و وحشت و رنج و محن ‖ از برای چون من یک کس الهها این همه

می نخوانی سید انشا چرا در کربلا
غفلت از بهر چه باشد قبله گاها این همه

اندرین موسم باران و هوای خنکی ‖ نزدن باده بود سخت ادای خنکی
ساقیا جام مئی از دست خودم ده که شوو ‖ گر سیش معتدل از رنگ حنای خنکی

منع از غلغلهٔ خویش جنون می‌کندم — ناصح مرد که هرزه درای خنکی
مردم از گرمی دل کاش میسر شودم — کوزه برفی و جام می و جای خنکی

گوشهٔ چشمهٔ فواره نه و جا و در آب
بکشد انشا و هم سردی بصدای خنکی

میکشی با چنگ و نی ای کافر آے — آخر اینها تا بکی ای کافر آے
در سخاوت بیشماری خویش را — قبله گاه قوم طی ایکافر آے
میزنی با شوخی و طناز بیت — جامه های پیچ بر پی ای کافر آے
میکنی آلوده ریش خویش را — وسمه هم از دردی ای کافر آے
من نه چون مجنون شوم در عشق تو — گوییت لیلای حی ای کافر آے
کج نمودی چون کله انگاشتی — خویش را کاوس کی ای کافر آے
غلغله از خوبیت افتاده است — در خجند و مصر و ری ای کافر آے
آخر از دشت ار دمی بهشت — رفتی ای هنگام دی ای کافر آے

کشتی و ایمان انشا بردی آه
ظالم ای سفاک آ ای کافر آے

دشمنت زنگاری و ابر است و هوا سیمابی — همت ای برق وش امروز مرا بیتابی
گریه بگذاشت که امشب نکنی آسایم — آه ازین عالم تنهایی و زین بیخوابی
شکر ای داغ غم عشق که در صحن چمن — چشم بد دور تو چون قرص قمر بی تابی
از چه شفتالوی نوشش نکند جان تازه — بدر سیمینش ذقن و مهر و لب عنابی
بر سراپای تو ای ابر چه خوش می پیچد — این کلاه شفقی رنگ و قبای آبی

حبذا لطف و ثنای که بود انشا را
رشک می برد ازو بیشه اگر فارابی

آشنا نیستی از نالهٔ شبگیر کسی — اینهمه بهر چه چیز است چه تقصیر کسی
سالها شد که من از عشق گریزان بودم — آمدم بار دگر سر زده در گیر کسی

چشم بربسته کنون محو خیالش باشم — که بود پیش نظر نقشهٔ تصویر کسے
جاے دیگر بروای عشق مبر گم آشنا — مشنو از بهر خدا مفت گلوگیر کسے

بهر زاپانه براے چه نشینی انشا
یادت آمد نگران تکیهٔ شمشیر کسے

وای ای شوخ جلوه گر رفتے — جا مے ناگرم کرده در رفتے
چشمک برق بوده که چنین — طرفة العین از نظر رفتے
همه جی آمیت در فوج در فوج — تو که رفتے بجاے دگر رفتے
نصف شب پیروی او تابع خود رفت — بارے آمدے اگر رفتے

از براے چه خاستے انشا
وگر از خویشتن بگر رفتے

بے درد ناسفے ندارے — پس هیچ تکلفے ندارے
افسرده دلیست آنقدر هات — یعقوبے و یوسفے ندارے
ای واے بشاشت چه شناے — در ملک تصرفے ندارے

در سخورے آنچنان به انشا
گویا که تعارفے ندارے

صف مژگانش فهر و چشم خونریزست پندارے — نهان در نیستان شیره چنگیزست پندارے
حدی خوان رفت از خود ناقهٔ لیلی بوجد آمد — نسیم تربت مجنون وحشت انگیزست پندارے
هویدا شد ازان برق نگه آهن زره پوشی — دو چشمش همسر گرداب پرویزست پندارے

به تبدیل قوافی همچنان اشعار خوان انشا
که بر هر مصرعش موج سحرخیزست پندارے

به ابرو خال را یک ربط اخلاص است پندارے — کمان در قبضهٔ سعد ابن وقاص است پندارے
شرار و دود آهم به هجوم داغ سے نازو — بعینه جلوهٔ طاوس رقاص است پندارے
پی رفع طپش عیش و دوگانی چند برگردون — هجوم اختران با لمره اقراص است پندارے

نکه ونه دیده ازمن با عوام الناس اینجا همین بی شفقتی با شفقت خاص ست پندار

پی تفریح در بحر هزج چون غوطه زد الشا
در معنی برون آورد غواص است پندار

وارداه جگرم درد نهانی درپی که ازان دود بود سوخته جانی درپی
ایکه داده ست خدا طالع بیدار بخواب چشم بکشا که بود خواب گرانی درپی
اعتمادی نبود هیچ با طوار جهان جمله را هست بهاری و خزانی درپی
ای بقربان خدای که بود ز احسانش پای هر مخمصه راه روی نهانی درپی
قطع لسانی من شمع صفت کس نکند گر تراشند زبان هست زبانی درپی
ای خوشا لیلی کم شهره که دایم بودش مرد دیوانه بی نام و نشانی درپی

بسر افتاده مرا تهلکه سخت الشا
گشت پیرانه سرم عشق جوانی درپی

تمام شد



مثنوی شیر و برنج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایہا المحمود یارب الفلاق — انت خلاق السحاب و الشفق
بسک الحمود یا ذا الرحمۃ — یا مغیثی یا مقیل العثرہ
نج قلبی من مضلات الفتن — اعف عنی رحمۃ یا ذا المنن
قد سالنا منک خوف العابدین — یا رجائی ہب لنا صدق الیقین
بنک ارجو منک الجی یا ودود — سوی خود راہم نما از فیض جود
بارالہا ہمت مردانہ بخش — ذوقم از دیدار صاحب خانہ بخش
ربنا انزل علینا مائدہ — بوکہ بیند چشم دز دخم فائدہ
ابتغی من قدرت اللہ الجواد — الذی اوحی الی خیر العباد
ان یرانی کشف جلباب السرور — ثم لیسقی الراح من کاس الطہور
نحن لا تشکوا من اللہ الکریم — نشکر الرحمن بالمن الجسیم
حیث غذانا باقسام النعیم — حیث ربانا بایجاد الکریم

اہدنی ربی طریق المصطفیٰ — ثم شرفنی بحب المرتضیٰ

فی الخطاب الی الساقی والخمر واشتعال النیران فی الجمر و تفریح المزاج بحکایات لیلة المعراج

ایها الساقی بکاسات الرحیق
سر الی المشتاق کالبدر البریق

سورهٔ والنجم می جوشد ز دل
نیست از نطق و هوا رو هم خجل

ساغر تسنیم ده از افق
وارهانم از عطا و از تنق

نیست این جز وحی ای فریادرس
دیگرم پیشه در دام هوس

تو شدید القوی ذو مره وش
اعطنی کاساً دهیقاً العطش

مژده در گوش کن از ما سوا
تا رهم از قید انواع هوا

اینک ای الفت من و هنگام وصل
بعد از این با هم نماند هیچ فصل

از دنی سوی تدلی راه جو
قاب قوسین است او ادنی بگو

سر عبده تو فاوحی ساز کن
تا بما اوحی بخوان و ناز کن

چهرهٔ خود آن مظهر احسان جود
ور ره نشر انا احسنی گشود

جنة المأوی بود همسایه اش
آنقدر خود گشت برتر پایه اش

ده شراب دیگرم از فرط جوش
تا بپیر سدره آیم بی خروش

آیت الکبری بجز هجر الحبیب
تحفه‌ئی عونا من انشاء الحبیب

تا صحبت قول یغشی السدره خوان
هیچ از اسرار ما یغشی نماند

مرحبا ای عشق شوخ فتنه گر
ما طغی خواندیم و مازاغ البصر

هیزت النیران وازداد الامل
ثم دلاتمهل لقد لاح الشعل

من فدای خاک پایت ای حبیب
قسمت چیزی بگردانم نصیب

در چنین جاهاست بی درد و رنج
مرد باید تا خورد شیر و برنج

ورنه این شیر و برنج مکر و زور
می برد عقل و شعور و هوش و نور

ورد اشتا سورهٔ و النجم کن
بر شنات دلات وعزی رجم کن

فی ذم الفقهاء و اهل الریاء و ترغیبهم الی منازل اهل النهی

ایها المشغول فی فکر العیال / قم ولا تحزن وطب عندی تعال
ایها المطرود عن باب الهدی / تا کجا شرمت نیاید از خدا
چند آمیزی باین ناسوتیان / های و هوی گوی چون لاهوتیان
زخمه بر ساز جگر زن از خروش / تا بیابی بوی عرفانت بجوش
عاشقان را خود مذاق دیگر است / وجد و ذوق و اشتیاق دیگر است
چند باشی در پی فکر معاش / مشت خاکی ریز بر فرق تلاش
ایها المصروف فی لوث الریا / پند انشا گوش کن بگذر ریا
ای فقیه یاوه پیما بوالفضول / چند گویی از فروع و از اصول
نیستت در بند اخذ و جر دام / خویشتن را کردی آماج ملام
از پی جلب منافع چهل سال / گشته ز اهل دغل چشمی بمال
مرشدت شیطان فگند این وسوسه / درس تا گویی میان مدرسه
از شرایع و از هدایه ای فقیه / چند باشی حزب شیطان را شبیه
صاف زین عمامه و تحت الحنک / می چکد یکسر ریای بی نمک
زین عبای صوف گشتی مسخره / می نمایی در نظر چون شپره
نیست یا خفاش من اهل الوقار / لاتری شمشاد لا ضوء النهار
روز روشن را شماری تیره شب / از حجب مطلق نه بینی نور رب
گر شوی وارد میان محفلی / پر غروری با عارفی صاحبدلی
چشم را در جنبش آری از ریا / تا کنی اظهار زهد و اتقا
چهره را پیوسته داری سرخ رنگ / میکنی راه نفس بر خویش تنگ
صوفیان بگذر از این قال و مقال / میشوی از خود برون در وجد و حال
میکشی هر صبح بی نیل مراد / نعره الله اکبر از نهاد

ای نمائی ریش و جبّت از ورع / ای نقش اعصاب سازی با خشوع
سبحه صد دانه داری بکف / نام حق گاہے نہ بردی از شعف
یاد داری چند تا تی از حدیث / تا بخوانی پیش ہر پوچ و خبیث
گر نمازت ہست بی سوز و گداز / از دہانت سر زند بوی پیاز

فی ذم الحکماء والمنطقین والتعریض فی مشرب اہل الیقین

تا بکے باشی چنین زار و زبون / علم یونانی پی دنیای دون
از معقولات آوری تا کے سخن / ای حکیم از بہر خود فکری بکن
برتر از شکل حماری ای عبوس / چند خواہی گفت از شکل عروس
تا اہل اشراق آوری تا کے دلیل / چند مشائین صفت باشی ذلیل
چیست از بہر محجر و حاصلت / میشود آخر جہنم منزلت
ہیچ از صغرا و از کبری مخوان / از نتیجہ خواہی آمد در فغان
از دلیل انی و لمی چہ سود / تب و قل الحمد لله الودود
از ہیولا عقدہ نکشایدت / شوق و ذوق ابطال خیر ننمایدت
آخر این تفکیک اجزای رجا / آسیا سا می کند مغز ترا
ایہا المسجون فی قید الدلیل / لا تقف و اسکن علی راس الجبل
رند مشرب باش و عاشق پیشہ شو / فارغ از افکار و از اندیشہ شو

فی ذم اہل الدنیا و اشیاعهم و ترددهم و اوضاعهم

ہشت شہرے زو زن مومی پلیس / شیر میش و شی رنا سی گاو میش
میکند قناد خیلی ریشخند / آزمایش کت سیہ یک کوزه قند
بر سر تخت میل گر باشد نخست / گر بیت بقال تختے سخت و سست
این ہمہ تشنیع و طعن ... / نشنوی از بہر نفس ... نیاخت

تا بپزی شیر و برنج ای شقی ... می خزیده بر تو نام مولوی
احتیاجت هست بر دجاله تیز ... گفته انّه الحق مرا ای عزیز
قرص نان خشک خور از من مرنج ... دست خود بردار ازین شیر برنج
چیست این شیر و برنج ای خوش دماغ ... اشتغالست در معاشش با فراغ
چیست این شیر و برنج ای نیک خو ... بهر رزق خود را نمودن جنگ جو
چیست این شیر و برنج اهل و عیال ... حب جاه و عظمت مال و منال
چیست این شیر و برنج انواع فکر ... کان ترا مانع بود از فکر و ذکر
وین همه اعراض و این لذات دهر ... کان دلت را افکند در رنج و قهر
از کتاب عشق خوان دایم سبق ... یک نفس گاهی مباش بی یاد حق
هر نفس کش میکشی ای جان من ... باید باشی بیاد ذو المنن
پاس این دار انقباض و انبساط ... فرض باشد بر تو ای صاحب نشاط

فی حکایت شبلی علی سبیل التمثیل و الدعوة الی خیر السبیل

سالکی بر خورده بار از تهی دست ... پا بپاست گفت شبلی در گذشت
بود با شبلی رفیق آن زنده مست ... در عزا ایش زد بفرق خویش دست
گریه‌ها میکرد و بی آرام بود ... ناگهان از دور شبلی شد نمود
شبلیش پرسید ای مرد عزیز ... اینقدر بی طاقتی‌ها از چه چیز
گفت زنش من شنیدم ناگهان ... رخت بربستی و رفتی زین جهان
خاطر من شد مشوش زین خبر ... از برای تو نشستم نوحه گر
گر مسافر و سپاهی بوده است ... راه‌های این سخت واهی بوده است
این خبر را کرد هر کس مشتهر ... انه عند الله خداع اشر
گفت ای فارغ ز فکر جزو کل ... انه قد دلنی خیر السبل
ای هوادار این چنینت هر که گفت ... گوهر توحید عرفان را بسفت

یک نفس بے یاد او بردم بسر — در ربودم غفلتے خاکم بسر

بدتر از اموات بودم در بلال — غافل از اذکار حی لایزال

مرده بودم یک نفس لاریب فیه — زانکه گشتم اہل عصیان را شبیه

باز خلعت داد یارا از حیات — آنکه در دستش حیاتست و ممات

ہر دمی کش مے برم دایم فرو — رایگانش کے کنم بے یاد او

در کشم بالاش ہم از شد و مد — جوش شد از دل قلزم نور احد

آن دمے کز یاد او افسرده شد — بر سرش اطلاق لفظ مرده شد

گر موافق باطنت با ظاہر است — سینه ات از نور عرفان ظاہر است

از دولت جوشد ینابیع الحکم — عاقبت محشور گردی محتشم

در صفای نیتت بکجف کوش — ساغرے از بادهٔ توحید نوش

نیتت رہبر بود در جمله شے — می نماید منزل عشاق طے

حسن نیت طرفه چیز است ای عزیز — گوش کن پندم اگر داری تمیز

آنکه مرکب را بکاخ چرخ راند — انما الاعمال بالنیات خواند

فصل فی النصایح و انواع القبایح

اینکه گستردی بسان عنکبوت — دام تلبیس از پے تحصیل قوت

تار و پود ہستیت بگسستنی است — این زمان صید گیری اندکیست

بس مگس ہا طعمه ات گردیده است — دل ضعیفان را ز تو رنجیده است

تا کجا این سعی بیجا بہر صید — این تکبر تا کجا این مکر و شید

تا کجا باشے میان مزبله — بہر شیطان ورد خود کن ہوقله

قل ہو اللہ احد آغاز کن — ذکر الا اللہ را دمساز کن

فی التنبیه من الغفلة انه من اعظم الجرم

تذکر الرحمان اقسام الطہور — انت سباح لذا ما السرور

ذکره مفتاح ابواب الفتوح
میشود از نام پاکش تازه روح

بین که چون وارد شد ذکر او و جوش
در زبان خویش با جوش و خروش

ایها المشتاق قوموا واسجدوا
اینهمه غفلت نمی باید از وا

فاحفظوا اوقاتکم حین الصلوة
نیست غافل را سری از حیات

طهروا ارواحکم من ذکره
حرسوا اجسادکم فی فکره

وا رهی انشاء الله از قصد سلوک
خلص النیات عن شیب السلوک

نیست ایمن ره ز قطاع الطریق
همت حق بایدت یاور رفیق

حکایت عابد و نیت التاجر و الابلیس و ذم الریا و التلبیس

آن شنیدستی که در اطراف مرو
زاهدی بوده است چون آزاد سرو

نور همی از صحن او تا سقف بود
میوهٔ بستانش مال وقف بود

می نیامد از درون آن مهتدا
هیچ از بوی ریا جز بوریا

وایما مهمان سرای گرم داشت
تابل میفرمود با خود شرم داشت

خضر طینت بود آن الیاس شکل
داشتی عند الضرورت شرب و اکل

با تقدس بود چون کروبیان
جبهه سائی می نمودندش شهان

سخت مردی با خدائی بوده است
مقتدا و رهنمائی بوده است

در عبادت در جهان مشهور بود
گرد رویش حلقهٔ از نور بود

گاه گاهی صوم را آن مرد پیر
می نمود افطار از خبز شعیر

تا نگردد سست از ذکر اله
گاه گاهی میل فرمودی بگاه

بهر باقی ماندن سد رمق
نوش میکردی علف آن مرد حق

مدتی در زاهدان پیر طریق
جرعهٔ شیری گاه خوردی گه سویق

هم برین منوال تا پنجاه سال
مشتهر گر بوده است آن صاحب کمال

تاجری کو را مرید خاص بود
پیش زاهد شخصی از اشخاص بود

بود او را نارسیده دختری — رشک قرص ماه و روشن اختری
رخت بازرگان بسوی روم بست — تا که زرها آورد ز انجا بدست
جمله اسباب سفر تیار کرد — گفت با پیر خودش آن نیک مرد
میروم از راه دریا تا به روم — وارهم تا از هوای نفس شوم
حالیا من می‌نشینم بر جهاز — دارم اینک عزم و آهنگ حجاز
می‌برم ز اقسام جنس ای الطرف — تا از آن سرمایه آرم بکف
قرة العینم ندیده روی آب — می‌خورد چون موج دریا پیچ و تاب
تا شنیده نام قلزم را بگوش — می‌تواند کش به بند و زخروش
دختره را می‌گذارم در حضور — تا بیاموزد ره عقل و شعور
بهره اش گردد ز آداب نماز — این امانت هست ای بنده نواز
بعد ازین القصه آن مرد سره — مرشد خود را سپرد آن دختره
با جهاز و مال و اسباب و متاع — پس احبا را بگفتا الوداع
از کرم فرمود دعا با خیر باد — گام بازرگان بزد سوی مراد
پروریدی پیر دختر را مدام — می‌خورانیدش ز انواع طعام
غایتش اندر قیام و در قعود — پیر چون ریشش مانند جدش می‌نمود
چند سال از غیبت تاجر گذشت — حالت آن دختره تغییر گشت
رفته رفته کرد گل چیدن شروع — هم لبش فرمود خندیدن شروع
گشت چون نزدیکش ایام بلوغ — چهره او را دگر آمد فروغ
عنفوان عهد ایام شباب — رنگ رویش کرد همچون آفتاب
آهوانه ربط رم کردن نمود — گردنش هم میل خم کردن نمود
از نگه ورزیدن و از ناز خشم — سرمه گونش خود بخود شد هر دو چشم
اتفاقاً روزکی از خاندان — خانه زاهد تهی شد ناگهان
چشم زاهد را فتاده سوی دخت — در دلش شیطان خیال خام پخت

قال النعم وذق راح السرور
ثم تب والله تواب غفور

خانه ات خالی و دختر حور وش
جرعه از باده لعلش بچش

هان بگیر آغوش خود را گرم ساز
هر دو دستش را بکش بی شرم ساز

بوسه چندش ستان از فرط جوش
جرعه از ساغر وصلش بنوش

کی میسر میشود اینگونه چیز
خیز و شو مشغول کار ای باتمیز

عابد بیچاره دستش در گرفت
چون سیه مستی گرو ساغر گرفت

مضطرب ژولیده اش شیخ شه چو عاج
شد فزون او را سرور و ابتهاج

رفت غافل تا بخود چسپاندش
مستعد بر کار تا غلطاندش

دید زاهد صورتی را در زمان
روبرو انگشت حیرت در دهان

آشکارا گشت از صنع بدیع
گشت شده مانع ازین امر شنیع

هم درین ایام جا نطق فصیح
وارهانیدش ازین امر قبیح

یوسف آسا دید تا برهان رب
پا برهنه شد گریزان لا تعد

خایب و خاسر برون از خانه تاخت
هوش و عقل آن زاهد بیچاره باخت

گام میزد با تجسس هر طرف
با دل پرشور و جان پرشغف

دور از شهر و وطن با ننگ و عار
اشک ریزان چون سحاب نوبهار

روح او در حسرت و حرمان فتاد
دشت پیما بود همچون گرد باد

میفشاندی بر سر خود دشت خاک
میکشیدی آههای پرسوزناک

بود جویا جابجا آن پیر مرد
بر خورد تا با یکی از اهل درد

کو رهاند زین وساوس از خطر
گوید از مافی الضمیر او خبر

مطلع سازد ز اسرار نهان
هم دهد از کید ابلیسش امان

در تجسس دید آن حق پژوه
بود که در دشت پویان گاه کوه

ناگهان گفتندش ای باهوش و فر
هست این جا رندی صاحب هنر

شامل حالش بود الطاف حق
گوید از مستقبل و از ماسبق

میشود فائز ز اسرار قلوب — جمله ظاهر میشود از زشت و خوب
هست او زاهد وه هنگام شباب — باده باره میخورد دایم شراب
الغرض یاران پس از گفت و شنید — از سر الطاف و اخلاق حمید
ره نمودندش بسوی میکده — آمد آن عابد بکوے میکده

دیدن درویش تائب شرابکش را

حال آن دیوانه تا از دور دید — دفعةً لاحول گویان پا کشید
گفت این امرد پرستی می کند — می ستاند بوس و مستی میکند
بانگ بر زد رند کای زاهد بیا — مرحبا ای مرحبا اے مرحبا
باز گشتی از چه ای عالی مقام — از خطر برهانمت سوی خرام
الغرض برخورد با دیوانهٔ — باده نوشے رندے مستانهٔ
امردی غلمان نژادی در جلو — پیش او بنشست با فرط سرور
دو چه امرد ساده یوسف وشے — شعلهٔ برقے شرار آتشے
سبزه آغازے نمک پاشیدهٔ — سخت پر کیفیتے بالیدهٔ
رند خو می دمبدم چون باده را — تنگ در بر مے کشید آن ساده را
جام صهبا داد عابد را نخست — گرد کلفت از ضمیرش صاف شست
در زبان آن باده قند و شیر شد — زین کرامت در تعجب پیر شد
چون گذشت از امردش در دل خطر — گفت رندش این بود یار ای پسر
دید دل زاهد چه این محظور شد — کاین چرا از راه عفت دور شد
با شدش ز اسرار ربانی خبر — جمله مکنونات دارد در نظر
ظاهرش این باطنش قدسی سرشت — میوها می چید از باغ بهشت
ساخت از بهر چه چیز این دو فنون — ظاهر خود را چنین زار و زبون
مطلع است بر ضمیرش راست — رو بمی گردانید دستی بر گشت

گفت از بهر همین است این عمل | تا نبینم شارع مکر و حیل
زاهل تقوا ایم نه اندر مجلس | هر که آید بیندم پر بو الهوس
از تقدس گر بزم صد گروه | می زنیم سر پوچ و هیچ و با شکوه
تا بدانندم همه پوچ و ذلیل | متنفر باشند از من با دلیل
کس امانت را به پیشم آورد | چون ببیند کارم ببیند بگذرد
فارغم سر فارغ از کید جهان | زین امانت وادهی و سر الامان
این امانت می کند خاین دلی | می نه فهمد هیچ کج فهمش ولی
گیرم این از پختگی یا خامی است | نیکنامی با درین بدنامی است
درچنین حالت کسی ناز اید دم | نارسیده خبری نسپارد هم
عابدش زین گفتگو بر پا فتاد | گشت برگرد سرش چون گردباد
رند پا بوی گفته زد بر روش آب | وفته گردید حاصل فتح باب
دور شد ز آیینه اش گرد ملال | باز آمد طاعت پنجاه سال
هیچ اندر دل نماندش وسوسه | شاد و خندان گشت سوی مدرسه
شسته و پاکیزه زانجا پیرمرد | رو بسوی خانقاه خویش کرد
عاقبت دیدی که این شیر و برنج | داد عارف را هزاران گونه رنج
چیست این شیر و برنج افعال زشت | کان ترا محروم سازد از بهشت
چیست این شیر و برنج ای ناصبور | فکر زور و نخوت و باد و غرور
برد این شیر و برنج عقل و هوش | ذره نگذاشت از فهم و گوش

حکایت اجتماع الخلایق للاستسقاء وفی حالة الخشکی و الخذلان رجوع السلطان و الوزراء و الامراء فی جناب الابتهال

راوی گفت است در عهد سلف | حاصلی ز امساک باران شد تلف
قحط سالی در جهان آمد پدید | بر زمین روئیدگی را کس ندید

بلکه ابر هم نبود اندر نظر | از یبوست نخل باشد بی ثمر
گشت باغ بی رونق و بی زیب دشت | شعله می بارید در پهنای دشت
جمله از زهاد و حفاظ و شیوخ | بانگاه تند از شعوخ و شموخ
آمدند از شهر بیرون با خضوع | با رجوع صادق و با فرط خشوع
شاه کشور با وزیر و با امیر | با جمیع خلق از برنا و پیر
زد برون از شهر در صحرا قدم | الغرض سلطان و خدامش بهم
بر کهی بوده جمع گردیده همه | متصل چون گوسپندان رمه
سر برهنه در جناب کبریا | بهر باران می نمودند التجا
چند روزی چون برین منوال شد | روزکی بشنو که چون احوال شد
باده نوشی می پرستی در رسید | اهل تقوی را فراهم گشته دید
از یکی پرسید بهر ریشخند | از چه اینها مجتمع گردیده اند
گفت با او می ندانی ای لوند | جمله مصحف را تلاوت می کنند
پانزده روزست کین ها در نماز | جمله مشغول اند با صدق و نیاز
هم فقیه و قاضی و هم شیخ شهر | گرگ باران دیده دانایان دهر
اندرین فکر اند پویان دوان | می نبارد قطره از آسمان
بلکه از الحاح شان از چند روز | شد دو بالا آتش حر تموز
تو چه میخواهی بروای بی گنه | ریزدت خون گر ببیند پادشه
خود و بیجا قتل شیطان آدمی | کاین چنین با لوث و عصیان آمدی
مست آن شیشه را بر سنگ زد | نعره یاهو زده باشد و مد
گفت من هرگز نخواهم زد شراب | تا نباران آید و خیزد سحاب
بار الها آبرویم دست تست | قاصرم در بندگی یا چند چیست
سبحه ام غرق ضلالت را قسم | تا نباری ابر رحمت از کرم
نگسلم باده گلفام را | ترک کردم راحت و آرام را

می نشینم بر زمین خمیازه کش | در میان آفتاب اندر عطش
خود نمی خواهی که من ساغر زنم | دست حسرت تا بکی بر سر زنم
رحمت حق در زمان آمد بجوش | غلغل افتاد از سحاب با خروش
از غریو رعد و آن عظم و شکوه | ابرها برخاست آمد کوه کوه
شدت بارش بنوعی شد که برق | شعله زار خویشتن را دید غرق
کوچه و بازار و باغ و راغ و دشت | در نظرها کوچه سیلاب گشت
قد افاز المزن ماء للشعل | جاء غیث مغدق حاز الجبل
تا همه کوه و بیابان سبز شد | مزرعه امید باران سبز شد
آمد و رفت نگه باقی نماند | بسکه ابر اینجا سیه بر کوه راند
بنده کو بر خدایش ناز کرد | باز دیگر می زدن آغاز کرد
رند تر دامن درین باران و رعد | گرم شد چون برق در الفاظ وعد
شاد و خندان گشت و آن مجذوب مست | گفت عفوت بر گناهم غالب است
هیچ وسواسی ندارم حالیا | مالک پروردگار اولیا
ای خدای ناز بردارنده ام | من ز روی تو بسی شرمنده ام
نازها بر تو نماید اهل راز | نیست این موقوف بر صوم و نماز

حکایت ابدال الذی کان ملبسا بلباس النقال فصار اسدی محفل السلطان و اکل ابنه فی شباب الریعان و احیاه بالکرامت و العرفان

حارسی در زمره نقالها | بود با تغییر شکل از سالها
کس ندیده است حالش کیست او | همچنین چون باده ها می زیست او
جمله می انگاشتندش احمق ابله | بسکه با آنها نمود ولوله
می زدی گه تنبک و گه می سرود | اندرین صنعت هنرها می نمود
دست را تا بر زدی بر دایره | شوق را چه گرم کردی نائره

گاه دستک می زد و گه چنگ رود گه رباب و گاه مشتاک زد درود
گرم جولان تا شدی از بهر نقل می ربود از شاه قاهی هوش و عقل
پس شبانگاه بسبیل اتفاق بادشاهی بر وشان اندر وثاق
خنده آور نقلهای پر شغف مسخره از آشنا با بانگ چنگ و دف
بادهای شان و لش از جا ببرد خنده ها در زیر لب یکبار مرد
گفت با حضار پرپوچ و خنگ نقلهای این گروه بی نمک
زین جماعه ناگهان شخصی دگر کرد نقل نره شیری از هنر
شاهزاده گوشمالش داد و گفت شیر نر باشد بدین شکل کلفت
کله اش میخ هاهد و چنگال تیز خیزد از یک ناله اش صد رستخیز
گو بروت زرد و خون آلوده اش یال و گوپالت کجا و ریش فش
کو به دندانها زبان خایندلش کو معلقها زآن غریدنش
عارف آمد زین سخنها در شگفت شد بزیر آسیا او را درگرفت
در زبان مانندهٔ شیر عرین چاک کردش اشکم و خوردش سریز
سرخ از خونش بروت و چنگ کرد تیز شد دندان پیشش آهنگ کرد
خورده چون شیر گرسنه گرده اش هشت بر خاک مذلت مرده اش
هم به نوعی گفت کنجی به عقل زد سوی تنبش خود و فرمود نقل
آمده بر جامی خوان نیک مرد باز بر تنبک نوازی میل کرد
چون چنین افتاد در بزم آشتی بر همه طاری شد احوال غشی
سخت در محفل تزلزل اوفتاد هر کسی اندر تعطل اوفتاد
اهل مجلس هوش از سر باختند صورت دیوار خود را ساختند
جمله اعضای شاه را شد مرتعش مضمحل گردید مانند سپیش
قرة العین خودش را مرده دید خاطر یاران زغم افسرده دید
چون وزیرش سخت عاقل بوده است [illegible] عهد دانا بوده است

گفت با عارف لعید عجز و نیاز / بر تو آباد ای بزرگ سرفراز
پیکرت شد در زبان شیر غرین / نقل عیسی هم بیا و بعد ازین
گرچه او در زمرهٔ نقال بود / در حقیقت زبدهٔ ابدال بود
این شنید و گشت پیدا چون مسیح / با همان انفاس و با نطق فصیح
حله بر دوش از ردای جنان / مقتدای جملهٔ قدوسیان
کرد چون نظاره بر حالش وزیر / شد قدم بوسش بوضع دلپذیر
گفت ای عیسی ابن مریم پیش آ / معجزات خویش هم ظاهر نما
عارف ابدال شکل آن نیک مرد / قم باذن الله گفتش زنده کرد
شاهزاده باز آمد پیش شاه / فرش خون آلوده بر حالش گواه
خشمگین و هولناک آمد نشست / با دل چون غنچه چاک آنشست
با هزار افسوس پرسیدش پدر / تا چه دیدی گو ازان ما را خبر
گفت چون شمشیر اشکم مارا درید / جملهٔ اعضای تنم در خون طپید
روح من بر چرخ چارم گام زد / جان سپردم با هزاران شاد و باد
در زمانم خواب غفلت در ربود / خازن آمد قفل در را بر گشود
حضرت عیسی بحالم رحم کرد / باز یک جا مغزهای لحم کرد
بر جدا عضوهای تن چون نیک دید / زیر لب چیزی بخواند و بر دمید
زنده دیدم خویش را هم تندرست / این سخن را گفت و روی خود بشست
خویش را پاکیزه و شاداب دید / هر دو چشم شاه را پر آب دید
ریخت از بهر تماشا عالمی / کاین چنین شادی شد اندر عالمی
بسکه شد از کثرت آنجا کشمکش / مرد غایب از نظر شد برق وش
از عجب خاموش گشته اهل نقل / جملگی بیهوش گشته اهل عقل
شه ز نقالان بپرسید این چه بود / عرض کردند آن جماعت با سجود
آنکس از چندی ز شوق دیدار تست / واقف اسرار پنهانی شد است

کی کس او را در کرامت آزمود — بلکه مرد هیچ و پوچ و یاوه بود
ما ندانیم این چه شد ای بادشاه — خود توئی بر حالت عالم گواه
حکم اگر بر قتل سازی حاضریم — بندگان صابریم و شاکریم
چاره بیرون از حکم فرمان تو نیست — هیچ تقصیر از غلامان تو نیست
کرد باری جمع هوش و عقل را — شاه رخصت داد اهل نقل را
ای بساطا هر که باشد پوچ و هیچ — هیچ با اوضاع ایشان در مپیچ
بشنو ابدال حق در شرب و اکل — در جهان باشند در تغییر شکل

فی الموعظة المتضمنة من تفسیر قوله تعالی فی السماء رزقکم وما توعدون فورب السماء والارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون وتبیین تراکیب النحو ولطایف التحقیق والقسم والکفالة والتاکید والتدقیق والدعوات الی الابرار والاصدقاء وعدم اعتقاد العبد علی المعبود والمسجود

خویش را در فکر رزق ساز گم — خوانده باشی ثبت فی السماء رزقکم
گفت خود روزی رسان انس و جان — رزقها مقسوم شد در آسمان
این کفالت را نگر ای ذوفنون — واو عطف آورد بر ما توعدون
ما موصول آنچه باشد فارسیش — سرسری آنرا بدان در زعم خویش
جامعیت لاحق این معنی است — گر نه فهمی وای بر این فکری است
جنس شی را حاوی است این لفظ ما — از فیوض او بود نشو و نما
جمله افعال و صفاتت ای پسر — شد مقدر بهر تو از خیر و شر
بهره داری گر از ترکیب نحو — خویشتن را خود مکن در لهو محو
تا بروبیت منکشف این پرده شد — میرسد چیزی که وعده کرده شد
پس چه باشد حاصل از سعی و تلاش — خود بفهم ای نکته فهم ای خوش معاش
من بفرمان خدای خود شوم — فای تعقیب است پس دادستم

تا قسم تسکین ترا سازد عطا / باز فرمود اسم خود رب السما
بر سماء الارض را معطوف کرد / این عبارت را بفهم ای نیک مرد
باز لفظ انه اکنون لطف / ان سے خواهد بے اسم و خبر
از ضمیرش کاسم او افتاده است / مرجعش رزق است ای ارزق پرست
وز لحوق کاسم را آمد خبر / لطف این تحقیق و تدقیقش نگر
لام تاکیدش چه می گوید ببین / خود نباشد مژده بهتر ازین
بس مثال مثل ما را در شناس / این چه فضل است و چه لطف بیقیاس
آمده از انکم اے نامور / از پس تحقیق تحقیق دگر
چون مزین نطقون شد زین مثال / حق ترا روزی رساند بے زوال
خواند بهر رزق تو آواز کرم / این قدر تحقیق و تاکید از قسم
هیچ باور نایدت ای بے یقین / باز خود را میشماری ز اهل دین
بهر روزی دادن پیر و جوان / اینچنین ضامن که باشد در جهان
اینکه گردی در بدر زار و ملول / خود ندارے این کفالت را قبول
خاطرت زین منزل آرا گاه نیست / اعتقادت با کلام الله نیست
همچنین ضامن برای رزق تو / از کجا آید دگر ای اینک خو
اینچنین ضامن چنین فریادرس / باشدت در بیکسی [illegible] هیچکس
[illegible] دولت اغنیا را آمد از [illegible] / [illegible] شاد و صاحب کشتند [illegible]
بر توکل کن بگذران پا و دست / رزق تو بر تو [illegible] عاشق [illegible]
خود مپندار [illegible] / [illegible] هیچ [illegible]
[illegible] / [illegible]
[illegible] / [illegible]

فصل فی حکایت الجاهل حین سماعه هذه الآیات المذکورة

من الرجل الفاضل وقعوده على الجبل متوكلاً على الله عز وجل

شرح این آیات قرآن فاضلی / خواند از تفسیر پیش جاهلی
منجلی شد از سخن آئینه اش / عکس انشا واز یقین و سینه اش
یافت چون جاهل ازین معنی وقوف / شد چو دل همراه دلش از کسوف
سخت ذوقش گشت حاصل زین کلام / در زمان برخاست آن مرد تمام
با دل پر درد و جان حق پرست / آمده بر قلهٔ کوهی نشست
بس گرسنه گشت و خوابش در ربود / خفت تنها با نه تابش در ربود
در گذشت آن روز و شب آمد پدید / نکهتی از مشک و عنبر در رسید
همچو چون بیدار گشت از خواب خوش / هم طعامی خوب دید و آب خوش
از عصر نو رسیدش در شام / آمدش از غیب خوان پر طعام
از عنایتهای دادار غفور / شد ازان نعمت نصیب او سرور
بلکه بر کنه حقیقت چون رسید / ظرف ها را از طلا و نقره دید
پس بشکر نعمت یزدان سپرد / وه چه گویم تا چه لذت ها که برد
شمع کافوری برایش سوختند / هم قوایش را ز نور افروختند
بستر او زربفت و دیبا فرش گشت / حاضر آمد در زمان ابریق و طشت
الغرض از حکم خلاق الوجود / شد مهیا آنچه می بایست زود
اینچنین بر دلپسران ارجمند / در برش تمارهای اوانی میفگند
چون بدین منوال رفتش چند گاه / آمده بهر زیارت بادشاه
در کرامت شهرهٔ آفاق شد / جمله عالم بهر او مشتاق شد
نور می بارید در کاشانه اش / شد نیازگاه عالم خانه اش
اوستادش فاضلش هم در رسید / مرد امی را باین اوصاف دید
شب بجا آنجا بگنبد راند از نیاز / گشت چون خلوت بگفت ای سرفراز

تا چه کردی هان بگو ای مرد دین | لطف غیبی بر تو چون شد اینچنین
دیدمت زین پیشتر ای نیکنام | در فلان جا و فلان شهر و مقام
جهد و زهد و ذوق و شوق و قیل و قال | علم و فهم و هوش و ذهن و وجد و حال
هیچ چیزی را نشد در تو نبود | ناگهان شد از کجا این کشود
کن برایم سرگذشت خویش نقل | قاصرست اینجا خیال و وهم و عقل
در جوابش گفت آن مرد خدای | اینهمه از یمن تست ای مقتدای
تا تو خواندی فی السماء رزقکم | کرد تفسیرش مرا از خویش گم
دامن صحرا و را و روم بدست | روح من از سعی بی تابانه رست
در همین جا آمدم کردم مقام | سیر سازد را زقم خوان طعام
از طلا و نقره اش باشد ظروف | یافتم از قدرت فضل و شغوف
حالیا رزاق من حسب المراد | میدهد صد چند از خواهش زیاد
در خورش شکرش زبانم قاصرست | هر چه میخواهم کنونم حاضرست
از ظروف انبار ها لیل و نهار | دائما می افکنم در جوف غار
مرد فاضل چون شنید این حرف رفت | تا ستاند ظرف ناگه ظرف رفت
خرمنی زان ظرفها در غار بود | تا کجا بردارد او ناچار بود
چند تا ای زان شبانگاهی ببرد | رفت و پنهان هر زمان خود را سپرد
رحمت حق بر چنین شاگرد باد | وای بر آن اوستاد بدنهاد
تو مخور شیر و برنج ای با وقوف | هم بساز از سیم و زر هرگز ظروف
رهبر هر کس که شد جذب فؤاد | بهتر آن شاگرد شد از اوستاد
چیست این شیر و برنج ای ذو فنون | خیره سرگشتن پی دنیای دون
چیست این شیر و برنج ای بی بصر | این فصاحت ها ز علم و بی خبر

فصل فی تنبیه مصاحبة الفقراء و ترک المجالسة باللئام

ایکه هستی در عبادت سخت سست | تاج کرمنا برایت شد درست

این شرف از آدمیت داده اند — باب رحمت بر رخت بگشاده اند

خیر و آدم شد بیا مرد الله دار — مغتنم انگار این لیل و نهار

تو بهار نوجوانی میرود — میرود این زندگانی میرود

کسب از عشاق کن عقل و تمیز — فیض صحبت طرفه چیز است ای عزیز

صحبت عاقل نماید عاقلت — صحبت غافل نماید غافلت

صحبت بد مے نماید سینه ریش — شیر شر را مے کند مانند میش

قصه داریم حسب المدعا — کش روایت می کنند از ما سلف

فصل فی حکایة ضرغام الاجم و نسیانه صفته الاصلیة من صحبة الغنم

اتفاقاً ماده شیری بچه دار — کشته شد از دست شاهی در شکار

بچه اش اندر کنامی خورد و سست — گرسنه شان شاشید ولی تا بانه جست

شاد می منزل خود باز گشت — از غریو کوس خالی گشت دشت

شد همی هر سو که بینی دشت و کوه — از صدای کرنای با شکوه

گام زد بیرون ز گو مانند شیر — از حیات خویشتن گردیده سیر

افگند تا خویش را در مامنے — تا بگیرد گوشه از دامنے

ناگهان اندر چراگاهے رسید — گله میشان در آنجا مے چرید

خویش را لرزان میان گله زد — میش از ناجنسیش بر کله زد

جسم او زین ضرب مجروح اوفتاد — غرق خون مانند ذبیح اوفتاد

کرد جا خوف اتخاذش در نهاد — کش نماند از تار ضیغم هیچ یاد

باز و بناله روی آغاز کرد — خویش را با میش‌ها دمساز کرد

میش‌ها را جسم از و نفرت نماند — اختلاط افزود و غیریت نماند

روزگاری ماند و خو گرده به میش — غافل از ذات و صفات و روز خویش

خانه زادی میش خواندی خویش را — پیر و مرشد مے شمردی میش را

مر علف خوردی مدام آن میش و بز
زندگی بردی بسر خوش کیش خویش

تا که شد بالاش هفت و نیم فرع
بهره اش حاصل نشد از اصل و فرع

چند سالش اینچنین چون درگذشت
از بیابان آشفته آمد بدشت

نر شیری دیگر اندر گله جست
خیل خیلی میش و بز در هم شکست

چند تا خورد و بسی از پا فگند
پاره را در ربود از جا بکند

آفتی برپا شد از جنبیدنش
پس صدا شد کوه از غریدنش

جمله میشان جا بجا در تاختند
خویشتن را در گریزا انداختند

شیر زاده هم چو میش و بز گریخت
در دلش وسواس سودا خون بریخت

الغرض یکباره آن شیر غرین
دید چون همشکل خود را اینچنین

در پیش افتاد دنبالش گرفت
سد راهش گشت گفتش ای شگفت

کیستی و این گریزت از چه چیز
گفت من هم میش هستم ای عزیز

گله گله میش و بز بگریختند
در میان چاه خود را ریختند

خاک پای میش من هم حاضرم
طعمه گر فرمائیم کی قاصرم

نر شیری گفت با صد شور و مد
میش و بز باشد با این بال و قد

این خیال خام از دل دور کن
خویش را بر قوت مغرور کن

می نیاید هیچ خیرت زین کلام
خود تو شیر زاده‌ای ای نیک نام

ای برادر نر شیری هیچ من
گله های میش و بز در هم شکن

گفت چندی میش از این افواج میش
کرده اند اندام ما را ریش ریش

این زمان آن ضربها یاد من است
این نشان شاخ و دندان بر تن است

میتوانم زد نفس بر روی میش
هیبتی دارم بدل از خوی میش

میش عزرائیل را نایب بود
هر دو را یک روح و دو قالب بود

این حکایت شیر چون بشنید از و
گفت ای نامردی با خوی و خو

در میان آب بنگر روی خویش
هیچ با ما یال و کوپالت به بیش

قبضه و بازوی و چنگ خویش بین / این بروت و زور و رنگ خویش بین
بر قد و بالای و جسم خود نگر / بچه شیری بر اسم خود نگر
یک ره اندر همت مردانه کوش / خود در قفقم باش زنیسان می خروش
یکشبم با من بباشی گر بقرب / باز ابنا خود هم بر اکل و شرب
از بز و میش و گوزن و از شغال / آنچه در چنگاب آورم وارش خیال
زین نمط خود هم بگیر از ضرب چنگ / صید سکن با نگاه شوخ و شنگ
الغرض تا مدتے آن نر ببر / شیر دہشت خوردہ را اندر جبر
داشتی همراه خود در هر طریق / در برادر هم بخواندی چون شفیق
دہشت پیش از دلش بیرون شد / زور و بازوش هم موجود شد
بوی خون تا جا گرفتش در مشام / کرد باری خویشتن را شیر نام
طعمه تا چیزی می خورد از اکل لحم / بر جسد او را فزون شد لحم و شحم
چون بسر بردند با هم هر دو شیر / یاد بگرفت این دلیری زان دلیر
فیض صحبت سوی اصلش باز خواند / هیچ از وسواس شیطانش نماند
چون قیام خویش اندر بیشه کرد / طاقت شیرانه شیر بیشه کرد
خدمت شیر عرین را برگزین / تا که چون خود سازدت شیر عرین
در ولای حیدر صفدر بکوش / باش همچون نره شیر پر خروش
بهر آسا همت مردانه کن / در نیستان محبت خانه کن
تو مترس از میش و بز ای نامور / باش اندر دهر همچون شیر نر
جذب آدم بود مسجود ملک / گام زن در یاد حق بر نه فلک
خیز انشاء الله اے یار عزیز / گام زن اندر ره عقل و تمیز
لا اله را بہ الا الله زن / دست و پاے میش حرص در شکن
در ره دین مثل شیر نره باش / نے مثال میش و بز هرزه باش
بر در شاه نجف دریوزه کن / بہر آب کوثرات کوزه کن

ہمت از گیتی بنی غالب طلب	از علی ابن ابیطالب طلب

حکایت نوم الاویس علی عرش الجلیل و تفتیش النبی من احوالہ عن الجبرئیل

در شب معراج بر عرش برین — خفتہ را دید آن نور مبین

قال یا جبریل من ہذا السعید — نام او نابراق اشتل الطریق

گفت جبریل امین ہذا اویس — یا شفیع المذنبین ہذا اویس

از طلبین تیشہ ہا آزردہ گشت — خاطر او زین افسردہ گشت

گفت امشب من نمی مانم بفرش — آمدہ خوابید بر بالای عرش

ذرہ واے کہنہ کو دارد بدوش — چند تا پیوندہا در دستر پوش

ہمت عشاق ہر جا رہنماست — عرش و کرسی جای خاصان خداست

حکایۃ سلطان الممالک المرید السالک و زوجتہ المعتقدۃ لرجل و مکابرتہما مع کمال الایضاح

دہی کسی میگفت با من زاہل درد — بود سید مرشدے آزاد مرد

می تراشید ابرو و ریش و بروت — می شدی از نشہ صہباش قوت

مرشد آزادہا اندر گروہ — مرد با مغنے و چغانے شکوہ

جملہ اوضاعش خلاف شرع بود — لیکن اکثر خرق عادت می نمود

زوجہ شہ اعتقادش داشتے — بلکہ پیر و مرشدش انگاشتے

بادشہ از سالکی ارشاد داشت — سر گرانیہا باین آزاد داشت

داشتے انواع نفرت زین فریق — بود شیخی مرد را پیر طریق

بادشاہ و زوجہ اش اندر وثاق — ہر دو بنشستند روزی اتفاق

آن زمان از مرشدان خویشتن — ہر دو کردند ابتدا با خود سخن

ہر یکے مر مرشدش را می ستود — چند تقاریر و دلائل می نمود

گفتگو شد کو چنین و آنچنان — هر یکی را گرم جولان شد زبان
در زن و شو بود تا دیر این کلام — ناگهان گسترده شد نطع طعام
گفت خاتون پیر من زورآورست — شاه گفتش مرشدم فاضل ترست
عاقبت آن نطع را ناکرده دست — زوجه اش با بادشه این شرط بست
هر کرا ظاهر شود دستی زغیب — در فضیلت او ندارد هیچ ریب
لقمه کو برستاند زین طبق — بهتر است از دیگری آن مرد حق
هر دو این نیت نمودند و رجوع — فاتحه خواندند با فرط خشوع
خود بخود ناگه درین گفت و شنید — دست سبز مرتضی آمد پدید
گشت خالی کاسهٔ پر از کباب — کرد با شوهر خودش بانو خطاب
کاین ز پیرتست یا از پیر من — می شناسی هر دو را ای پاک تن
بادشاهش گفت دست پیرتست — اشتباهی نیستش با کس درست
هست دست پیرت آن مست شراب — زانکه رغبت کرد بر بوی کباب
پیر من بودی اگر بی هیچ رنج — دست می افگند بر شیر و برنج
یا مطنجن با مزعفر می ربود + — میل بر اقسام حلوا می نمود
گفت خاتون دیدی ای فرخ شیم — دستگاه مرشد زورآورم
خرق عادت چون چنین شد آشکار — معتقد گردید شاه باوقار

حکایة الرجل من الاخیار الاخذ الکئوس من امواج البحار

بود آزادی که از افراط جوش — میشدی با سیل دریا پرخروش
لابه میکردی بسیل و موج او — هم بدیدی جذر و مد و اوج او
گاه می گفتی که ای قلزم بیار — جام یاقوت از شراب خوشگوار
از ته دریا درین گفت و شنید — در زمان دست نگارین میرسید
ساغری می شد از آن دریا بلند — بهر آن آزاد مرد ارجمند

ساغر یاقوت آوردی بشوق ... زان فزون تر بیشتری افزا ذوق
از کفش آزاد ساغر می ستاند ... زیر نخل مقصد آبی میرساند

حکایة العرب ومیله الی الهواء وشروعه بالاستمناء وندامته بمایری

زان مجسمه یاد داری قصه را ... کور بود از اهل عصیان حصه را
دختر بالیده در همسایه داشت ... خوش خیال و فکر آن بی مایه داشت
می شدی بهر نظاره سوی بام ... تا کشد او را با فسون زیر دام
چون مگس بر شکرش می ریختی ... از برایش حیله ها انگیختی
روزکی باشنده آهو بره ... جست زد در خانه اش آن دختره
تا ستاند آتشی آن سرو قد ... از اجاغش مجمری را پر کند
یک نفس بنشست و آتش در گرفت ... کار عاشق با اجل بسپرد و رفت
گرم جولان شد بسوی خانه تاخت ... وین مجرد صبر و هوش و عقل باخت
زد جنون بر دست بر دوشش زرخت ... کرد استمنا شروع آن تیره بخت
خود بخود می گفت مشغول خیال ... بهر آتش آمده بود آن غزال
این سخن می راند و بنیاد چست ... دیده ها بر بست بهر سیل درست
تا قریب انزال شد آن یاوه مرد ... آتش آتش از زبان آغاز کرد
بر خیال اینکه آتش شد بلند ... چاره سازان هر طرف جویا شدند
هر کسی آواز آتش را شنید ... پا برهنه سوی او مضطر دوید
صد سبو از آب آنجا ریختند ... بهر آتش حیله ها انگیختند
بانگ زد هر کسی از اضطراب ... از فلک آمد صدای آب آب
مردمان از هر طرف در خانه اش ... جمع گردیدند آنجا دود و وش
همکنان گفتند صاحب خانه را ... خود بخود افروخت آتش از کجا
در تجسس هر طرف نگریستم ... بر اوجاغ کهنه ات نگریستم

یا چپک وشتی دو تا بود و یا جاغ / مر ترا از آتش چه باک ای خوش دماغ

آن عجوز زین سخن بیهوش شد / چون جوابی نامدش خاموش شد

جمله ها دیوانه اش انگاشتند / لیک طعن و طنز دل برداشتند

ای بسا آتش که دل افروخته است / دیده هان اهل دنیا سوخته است

خود درین آتش بسوزان خویش را / میل نبود بر هوا درویش را

پخته زین آتش شود شیر و برنج / کان ترا می افکند در قهر و رنج

خیزد از شیر و برنج آتش ترا / میکند در حرص شیطان وش ترا

حکایت رجل اعمی صاحب العرفان مع الاکمه المسجون فی الحرمان والخذلان

قصهٔ آن کور و اکمه گوش کن / هست حسب المدعا این سخن

کور و اکمه تا رفیق هم شدند / یکدل و هم کاسه و همدم شدند

بسکه اکمه کور مادرزاد بود / غافل از کیفیت هر دو کبود

هیچ رنگی را ندید آن کور مرد / او چه میداند سرخ و سبز و زرد

کور دیگر کو جهان گردیده بود / از بصارت بهره هم دیده بود

در کهولت گشته معذور از کبر / شرح میداد اش عجایب با خبر

اتفاقاً کار روزی که از روزها / هر دو بنشستند چون دلسوزها

اختلاط از هر دو جانب گرم بود / هم حکایتها بسی از شعر بود

کور گفت امروز باید خورد شیر / گفت اکمه شیر چون است ای خبیر

داد پاسخ کور تا اکمه شنید / خوب چیزی خوب خوش اندر سفید

گفت اکمه از سفیدی کن بیان / بنده نشناسد سفیدی را نشان

کور با اکمه چنین کرد التماس / بچه بط تیمار کن او را قیاس

گفت بط تیمار چون است ای خبیر / هیچ ازین اشیا نمیدارم تمیز

گفت لوتیها باشد از طیور ❊ گفت چون باشد طیور ای باشعور
کور گفتش ای گران جان از خروش ❊ نغزها با نوش قسم بودی خموش
تا بگاهم بیشوے سوهان جان ❊ اینقدر بق بق بکن کم کن بیان
از خصومتهای قولت ای ضریر ❊ شیر هنگام ولادت شد پنیر
گفت الکه از پنیر اوصاف چیست ❊ بچه اش چون باشد و آن مرد کیست
یاد باشد مصحف او را همچو من ❊ لو جوانی هست یا مرد کهن
از پنیر اوصاف خواهی گفت باز ❊ زود لوتیها را خود شرح ساز
زین سخن باشد بسی آشفته کور ❊ گفت آخر گشتیم اے ناصبور
در میان هر دو این تکرار شد ❊ کور از الکه بسے ناچار شد
دست خود کج کرد و گفتا این بط ❊ گردنش مے باشد ای برخود غلط
دست الکه چون بدست کور ماند ❊ ز ابتدا ای هشت تا مرفق رساند
گفت این را بلع سازد کس چه طور ❊ بایدش لختے نمودن خوض و غور
قابل خوردن بود این گونه چیز ❊ چون رود اندر گلو اے با تمیز
نتوانم خورد زینسان شیر سخت ❊ پر درشت است و بسے شد و کرخت
قصهٔ آن کور و الکه شد تمام ❊ همچو کوران خود مباش ای نیکنام
زین حکایت مدعای داشتم ❊ اهل دنیا را چه کور انگاشتم
جملگی مانند کور و الکه اند ❊ یاوه و ناحق شناس و بکره اند
غافل از انعام حیّ لایزال ❊ هیچ در خاطر نیارند از مثال

حکایت رجل مفلوک رجع فی الحرمان الی الشیطان فصار الشیطان فرسا واشتراه رجل فصار فی هیئت الفار وکسر فنه اذ هو ذنب الحمار

قصه از اشنیدی کو مدام ❊ ذکر یا ابلیس خواندی صبح و شام
حیله تا بگذشت شیطان شد پدید ❊ با عصا و جبه و ریش سفید

گفت ای شخص آنچه گوئی حاضرم — با تو شاد و خوشنود اینک خاطرم
گفت من ز افلاس نالان بوده ام — سخت با حال پریشان بوده ام
گفت شیطانش که ای صاحب شعور — بشنوم اسپ عراقی من ز زور
در زمان بفروش هر کس گیر دم — لیک خط اکش شهر لکن ای محترم
غلطگی شیطان زد آخر شد و چیست — شد یکی اسپ خوش و نغز و درستا
هم دران شهر از سران خوش معاش — داشتند اسپ عراقی را تلاش
تاجری بر صد ثمن آنرا خرید — در بهایش منفعت صد چند دید
بارگی را برد در اصطبل بست — شاد و خندان خواجه بر کرسی نشست
غلطگی زد اسپ و خود را موش ساخت — زد معلق موش و در سوراخ تاخت
دست زد آن خواجه بر بالای موش — موش بیتابانه خود را اندر توش
دم بدست خواجه آمد موش رفت — زین تعجب هر یکی را هوش رفت
لرزه بر اندام خدامش فتاد — فکر و حیرت شان فزود از حد زیاد
خواجه آن دم را میان صره دوخت — از برای صد ثمن جانش بسوخت
پیش مالک خادمانش تاختند — موکشانش زود حاضر ساختند
خواجه با مالک بگفت این ماجرا — مالکش خندید و گفتش مرحبا
هیچ شرمت هم بود ای دردمند — بینمائی چون منی را ریشخند
چیست نسبت اسپ را با موشکی — بهر تو باید خریدن هوشکی
پاره در یکدگر شد سب و شتم — چون نشد با یکدگر این قصه ختم
خواجه در دار القضا آمد نخست — صره را هم خادمش آورد چست
مالک اسپ عراقی همچو مست — آمده در حضرت قاضی نشست
خواجه بیچاره با انواع درد — این حکایت پیش قاضی شرح کرد
گفت من اسپی خریدم گشت موش — شد ثمن شد رایگانم عقل و هوش
موش در سوراخ رفت و دم از و — ماند در دست من ای فرخنده خو

آن دوم سوزش اندرین صره بود / زود بگشایش که تا حاضر شود
گفت قاضی را بچه کردی التماس / این سخنها دور باشد از قیاس
باز قاضی چون سر صره گشود / طرفه چیزی در نظر او را نمود
کیر خر از صره پیدا شد نخست / کنده و چاق و سطبر و تند و چست
تا چنین در محکمه شد روی داد / قاضی مسکین بحیرت او فتاد
شد بسی آشفته و تند و درشت / زد بروی و سینهٔ خود چند مشت
گفت سهر ریشخندم تاختی / هوش و عقل خویش را در باختی
ای لعین ای خیره سر ای پوچ و زشت / حق ترا محروم سازد از بهشت
واجب آمد قتلت از روی حدیث / حرمتم بر باد کردی ای خبیث
عالمان مر انبیا را وارث اند / هتک حرمت شان نمودی ای لوند
الغرض آن قاضی صاحب خرد / بر سر خواجه عصای سبز زد
گفت زین پس هر دو را بیرون کنند / خادمانش دفعةً در تاختند
خواجه بیچاره هم محبوس شد / ضایع او را حرمت و ناموس شد
مالک اسپ عراقی دزد وار / بر خر وارون بشهر آمد سوار
عاقبت تشهیر شد اندر جهان / خیل طفلان در پیش دستک زنان
با هزاران جد و جهد و زجر و قهر / در زمان بیرون نمودندش ز شهر
این حکایت یافت اینجا اختتام / از کرم الرحمان قد تم الکلام
هر که با غیر خدا آورد رو / میشود مشهور رسوا کو بکو
بر خر وارون سوارش میکنند / جا بجا در شهر خوارش میکنند
هوش میگیر و برایش بارگی / می فتد در حسرت و آوارگی
الامان از مکر ابلیس الامان / الامان از زور تلبیس الامان
زین خطرها و وساوس با نیاز / جو نجات از لطف حق کردگار
این حکایت یاد دار ای پر هنر / تو از این تزویر شیطان در گذر

تزویر

چون بخفتن شیر و برنجت خوب نیست — نزد اهل وجد این مرغوب نیست
چیست این شیر و برنجت ای فنا — خواستن تایید از غیر خدا
خویشتن را کن بیاد حق ملتصق — فاعتصم بالله تب مما سبق

حکایت امرأت من الفواحش

جولقی بگذشت از شهر شام — ناگهان دیدش زنی از پشت بام
حلقه‌های آهنی در دست او — عالمی صید نگاه مست او
نوزده ساله جوان امردی — سر شتی زن را آوری دیوی ددی
چونکه می غریدی مثل پیل مست — سنگ خارا از نهیبش می شکست
سالها تن غیر خاکستر نداشت — سوی غرفه چشم را وا بگذاشت
بود آن زن سخت عاشق پیشه‌ئی — شوخ و بیباک و چه اندیشه‌ئی
تا نمودش را نظر انداز کرد — بند شعله از خودش را باز کرد
جولقی را خوانده پیش خویش — شد فدای پیکرش آن هرزه زن
یک طبق دادش پر از شیر و برنج — بر لبش زد بوس و فرمودش مرنج
پس بیاور زود شو کاری بکن — انتظارت می کشد تا کی سخن
جولقی غلطید و شد مشغول کار — تا بآن حدی که گردش بیقرار
طاقت او طاق شد آورد برد — قاشقی از آب بینائیش سپرد
بود تا یکپاس این کند و کشال — با هزاران ناز و با غنج و دلال
شوهرش در خانه آمد ناگهان — جولقی گردید در کنجی نهان
ناگهانش گشت قصد ذبح ایش — جولقی بنمود او را روی خویش
عضو عضوش بود از جنبش بجوش — حلقه‌های آهنین شد بر خروش
شوهرش از دیدن آن جولقی — خیره خیره ماند و گفتش ای شقی
کیستی و آمدی بهر چه چیز — گفت عزرائیل هستم ای عزیز

گفت عزرائیل را اینجا چه کار / داد پاسخ جو لقی بی ننگ و عار
آمدم تا من ستانم جان بیش / تو بخ بیسازیش او را مهر خویش
گفت من سر دادنش مطلق است / گفت من هم می روم خیریت است
شوهرش اندر تحیر او فتاد / جو لقی بیرون ز در شد شاد شاد
با خودش میگفت این شیر و پیچ / نقد جانم برده بود از پیچ پیچ
چیست این شیر و پیچ افعال نفس / پیروی ها کردن اقوال نفس

حکایت سلطان المغرور و الصبی و العابد و الحور

تاجری می آمد از جرباد قان / بهر سیر زنده رود اصفهان
شد دوچارش ناگهان پیرو رخت / نوجوانی نامرادی تیره بخت
می کشیدی گاه آه سوزناک / میفشاندی گاه بر سر مشت خاک
گاه چون ریگ روان رفتی ز جا / گاه سوی دشت میکردی ندا
نعرهٔ یاهو زدی گه از نیاز / گاه دیدی سوی چرخ آن سرفراز
گه شجر را میکشیدی در کنار / گه بسوی دشت میکردی فرار
گاه از ضعف و نقاهت ها تنش / بر زمینی تکیه می زد سایه وش
گاه غار کوه را میداد زیب / گاه چون سیل آمدی سوی نشیب
تاجرش بر خورد و گفت ای نیک مرد / این چه شکل است و چه سوز است و چه درد
از چه ورزیدی سکونت با وحوش / باختی عقل و شعور و فهم و هوش
می نمائی از نژاد خسروان / مختلط باشی چرا با آهوان
از کجائی کیستی ای نیک خو / شرح کن احوال خود باری بگو
آفتابی از جبینت روشن است / عالم از فیض جمالت گلشن است
از چه چیز است اینچنین احوال تو / هیچ با آدم نماند حال تو
هیچ احوالت نمی گنجد بعقل / کن بیانم ماجرای خویش نقل

سینه ام از مهر تو گردیده ریش / تا نگویی من نخواهم رفت پیش

نوجوان الحاح تاجر چون شنفت / شرح احوال خودش را باز گفت

اینچنینش داد پاسخ کای رفیق / چون چنین گشتی بحال من شفیق

حالیا بشنو که من شهزاده ام / کاینچنین بر خاکها افتاده ام

زانچه می بایست با وضع درست / تاختم بهر شکار از خانه چست

یک تنه خود را گزیدم از فسون / شد غزالی ناگهانم رهنمون

هم از انجا آهوی صحرانورد / از ادا می رفت کار دل بدرد

اسپ خود را تاختم دنبال او / شد ز گرمی چون دگرگون حال او

طاقتی در جسم زار او نماند / خویشتن را بر سر کوهی رساند

گشت آهو از نظر چون ناپدید / زاهدی دیدیم با ریش سفید

ناله ها میکرد در بیت الحزن / پیر فرتوت غریب و بی وطن

از سباع و از وحوش و از طیور / گرد و پیشش هر یکی میکرد شور

خرقه از لیف خرما ساخته / از تفکر سر به پیش انداخته

جای بالین خشتکی افتاده بود / بسترش از اشک و خاک آسوده بود

گاه خندان گاه گریان دیدمش / گاه سرخوش گاه حیران دیدمش

پس برو کردم سلامی از نیاز / لطف فرما شد که ای عمرت دراز

مرکبت را تاختی حیران شدی / هوش خود را باختی حیران شدی

مرحمت فرمود آن عالی جناب / کاسهٔ شیر و برنج پر گلاب

لذتی دیگر در آمد در مذاق / پابوسی کردمش از اشتیاق

جرعهٔ آبی کشیدم پر شعف / می نمودم اختلاط از هر طرف

در سخن بودم که آن آهو رسید / پیر سویم دید و آهی در کشید

کاین همان آهو هلاک از دست تست / جیب صبرم چاک چاک از دست تست

باز چون دید او شتابان می رود / گفت جانا ان پسر جان میرسد

جست و تنها با خدا او را در گرفت
داد بوسه بر لبش در بر گرفت

بعد ازان گفتن گرفت ای جان من
جان من جانان من ایمان من

تا باین مدت کجا بردی بسر
از غمت خون شد جگر خون شد جگر

حال سبزه دلت من مانکت
می نه آرامد گهی آنجا دلت

بار سیوم دید و گفت ای نوجوان
طرفه کاری از تو آمد ناگهان

آتشی در خرمنم افروختی
سوختی جان و دلم را سوختی

نیست این آهو تن بیجان ماست
نیست این آهو دل بریان ماست

نیست آهو هاى و هوى ماست این
نیست آهو جستجوى ماست این

ظاهرش دیدی و دیدی انیقدر
حیف بر اصلش نیفکندی نظر

پس همان آهو که پس رنجور بود
دفعةً دیدم بشکل حور بود

لب گران مست شلایین مهوشی
شوخ شنگی دلکشی عاشق کشی

آفت جان غمزهٔ جادو گرش
هیچ سحر سامری صد چاکرش

بعد صد بتخانه در هر ناز او
عالمی دیوانه از انداز او

هر یکی از مستیش خیزد خروش
هوش کو چون گرم شد بازار شور

در جبین آفتاب آئین او
موج دریای محبت چین او

جعد مشکین گشت مستش سجده کرد
هندوی آتش پرستش سجده کرد

ملتقی البحرین هر دو چشم آن
برزخ انفش وران لا یبغیان

خال زیر چشم او از خویش گم
هندوی افتادهٔ درپای خم

شعشعش یک یوسف گل پیرهن
مستی افتاده در چاه ذقن

مالکانه حسن کردش دست برد
با زلیخای جمال او سپرد

من ازین چشم گنه گار خودم
دیدم این احوال و در حیرت شدم

زین عجب تر هم دگر بشنو که چیست
خود نه انگاری که این از هرزگیست

دل بخود لرزید یعنی این چه بود
غفلت آمد هوش از سرم در ربود

باز بر زانوی آن پیر حزین — سر نهاد و زد بخواب آن نازنین
پیر بیچاره ز غم بی اختیار — این سخن میگفت و می نالید زار
های زین گرما و زین صحرا و دشت — جان جانم را چنین احوال گشت
های آهو گشتت این حال کرد — ثقبه ثقبه سینه چون غربال کرد
های زین کارت نه من مانع شدم — آنچه آمد بر سرم قانع شدم
پس همین میگفت آن آزرده جان — کای خدا از دام هستی وارهان
تا کنم آرام از بهر جلیب — چند سوزد جان زار ناشکیب
ملکه اندر دل شعلهٔ آتش بر جست دود — مشت خاکی بود و هیچ آنجا نبود
هیچ در عقلم نگنجد کاین چه شد — آن فقیر و آن بت بیدین چه شد
این زمان از جلوه هایش زیر چشم — باشدم هر لحظه با صد ناز و خشم
بود آن عابد چه و آن رشک حور — کو مرا افگند زینسان زار و عور
نیستم در خود ندانم چیستم — دیدم این احوال را چون زیستم
این چه پیشم آمد از گمتم عدم — چون نگشتم زینسان نیاشد چون کنم
هم درین خاکستر و صحرا و دشت — پنج سال و چار ماهم در گذشت
حیرت این قصه ام هم بسته است — تکیه گاهم دائما خاکستر است
چون که شب تاریک گردد با شکوه — میرسد آن حور از بالای کوه
آنچنانه میکند جلوه گری — میزند غلطک شود همچون پری
تا هوای شهپر او میرسد — در دماغم صبح عشرت در رود
از شمیمش تازه میگردد مشام — این بود حال من ای والامقام
خورد چون شیر و برنج آن نوجوان — ملک و مال و سلطنت شد رایگان
چیست این شیر و برنج ای شهسوار — چیست لهو و حشمت و ذوق و شکار

فی بیان خلق الحسن المتمثل من قصه امام الانام ابو محمد الحسن بن علی علیه السلام

آن حسن سبط و خرامان بهشت — سید خیل جوانان بهشت

قال یوماً حضر و بی مائده / جمله خدامش بجیب قاعده

نطع را در حضرتش انداختند / اطعمه هرگونه حاضر ساختند

ناگهان افتاد در دست کنیز / کاسه گرم از طعام زود خیز

آش بر روی مبارک بوسه داد / چرخ را آمد برون دود از نهاد

چون بروی او نگه آن شه بماند / جاریه الکاظمین الغیظ خواند

باز و العافین بلب آغاز کرد / شه در راحت بروی‌اش باز کرد

آن کنیزک باز با صدق و یقین / خواند و الله یحب المحسنین

ده هزارش از درم آماده ساخت / با هزاران لطف و احسانش نواخت

هم زمال خویشتن آزاد کرد / هم دعاها بهر او ارشاد کرد

عفو فرمود از کنیز خویشتن / اینچنین تقصیر با خلق حسن

ایکه گشتی تو امیر و بادشاه / عفو فرما مر ضعیفان را گناه

حق ترا انعام فرمود احتشام / تو مخواه از بندگانش انتقام

خالقت هم جرم و هم تقصیر دید / زانکه از ابنای جنست بر گزید

مر غریبان را مرنجان زینهار / مسکن ظالم بود دار البوار

در گذر از اهل تقصیر و خطا / باش احسان مجسم در عطا

از غضب فولاد کرد و سینه ات / می نشیند زنگ بر آئینه ات

تو مکن بر خادمانت ظلم و ستم / چند افشا گوش کن شد قصه ختم

خاتمة الکتاب المستطاب مع کمال الآداب وغایت الخضوع والخشوع جناب جمال الشوق والمطرب الذوق وساقی الوجد وصهبای الم...

ایها الجمال قم یا مرشدی / طهر الارواح عن صوت الحدی

بو قبیسم محمل جنازه کن / بهر رحم لطف [illegible] انداز کن

میرسد بانگ درای کاروان / جان بقربان چنین ریگ روان

رغبت عشقیه ام شد بیرحاج — حاصلم گردید تفریح مزاج
گر کند خار مغیلان سرزنش — خیر انشاء الله هست این پرورش
چون عفیفه گان شما هر خار هاش — ظل حق سعد و شن با اشجار هاش
هر شبی ریگ تابد و انشن به زطور — سعد ان الا ضواد لبتان السرور
طور دشت یثرب لبیه از آن دارم بسر — حالیا می نالدم دل چون جرس
همرهان هستی سه شنزل حبذی آب عشق — لذتی گیرم ز فتح باب عشق
حبذا آن شهر و نخلستان او — جان فدای وادی ذیشان او
خضر آید در رهش جاروب کش — میشود روزی سعادت آن عطش
ای خوش آن روزی که در یثرب شوم — تا در احمد بپای سر شوم
بعد یثرب رو کنم سوی نجف — گوهر مقصود خود آرم بکف
خود بخود شوریده چون دربان شوم — بهر طوفش همچو در غلطان شوم
وحشیانه چون شوم سوی عرب — از معاصی روح من گردد بری
گویم ای مولای من فریادرس — تنگ شد از گریه ام راه نفس
لطف فرما و ببین احوال زشت — یا دشا ها قاسم باغ بهشت
کن بیا رسی رحم ای مولای ما — وای بر ما وای بر ما وای ما
اسقنی یا ایها الساقی الجواد — جرعة کاسنفر من راح المراد
سر الی و ای نیاز سکره — ایها الرحمه ابو هب المغفره
ثمرة العرفان لا من معصرات — التی یحیی لاصحاب الممات
یا شفیقی انت نعم الصدیق — یا شفیقی یا رفیقی فی الطریق
قد مضی شطر من اللیل لتعق — یا خلیلی و اختلط بی و اتفق
شیشه سلی کربة القلب الکئیب — لیس یشفیها طبیب این الطبیب
غیر ساقی الکوثر صحصاح نور — لا لنا فی الکون نزال السرور
یا شفیقی سی فان الحزن زال — انما قلبی اسی السحان ما ل

انبساطی می برد این چنگ و رود | تا ز قوه سوی فعل آرایش زود
وجد را الحان خوش موج نشاط است | سلسبیل عشق را ربط است
سازکن آن نغمهٔ عشاق را | در سماع آور دل مشتاق را
لست من اهل الخضوع والخشوع | جودی یا عینی فوراً بالدموع
لیت امی لم یلدنی فی المصاب | لیت لم یصنع خمیری من تراب
باز جذبم سوی رسوائی کشید | جانب هنگامه آرائی کشید
گفت شاهد باش ای حق پرست | گفتمش دیوانه را هوی بس است
تا بکی ساقیم کج [illegible] | شیر مرغ و جان آدم میدهد
تا دماغم بوی این صهبا گرفت | در سرم شور جنونی جا گرفت
نغمه می جوشدم از هر مسام | بوی وحشت می رسد اندر مشام
آتشی بسرشته اند اندر گلم | می تراود جوشش عشق از دلم
چون بهائی نان و حلوا گفته بود | گوهر معنی ز همت سفته بود
نسخهٔ شیر و برنجش از جواب | گفت انشا هم یکی با آب و تاب
شکر لله خوبیش مستور نیست | جز مواعظ اندرین مذکور نیست
هست هم آغوش عرفان نامه ام | ذوق ریزد از صریر خامه ام
از خراش سینه ام باشد شگاف | اینقدر ها نیست آسان و گزاف
این نسق از گفتگوی تازه ایست | غوره یائی و موی تازه ایست
زانچه فرمود آن امام المتقین | حیدر والا قران ضرغام دین
راوی آنرا در حدیث آورده است | تیغ بر کاخ صماخت خورده است
گوهر انظر الی ما قال سفت | غیر لا تنظر الی من قال گفت
صاف باشد گر دلت از لوث شک | این کلامم ریزدت از چشم اشک
نزد مردان خدا بی شک و ریب | هست این گنجینه اسرار غیب
تا بود در عالم توحید گنج | ماند انشا الله این شیر و برنج

غرۀ شوال و سال الف نود	تا که آید این کلام اندر شهود
گشت تحریر هم آغوش عوض	می برآید سالش از جوش فیوض
همه سرین وادی چو فکر من شتافت	نغمهٔ آهنگ دل تاریخ یافت

سید انشاء الله هم فرخ شیم
گفت تاریخش خروش سجع میم

تمام شد



مثنوی بی نقط

ولوحه سرخی نیز بی نقط و ہم لوحه موزون

بسم الله الرحمن الرحیم

لوحه در حمد مالک الملک

الحمد لملک الملک را ـــــ کو داد مدام روح ما را
الله الله آله عالم ـــــ علام و ودود کردگار هم
در کاسهٔ سر سرور آور ـــــ در کلکده روح خور آور
در مرحلهٔ علو او گم ـــــ ادراک و حواس و وہم مردم
داوار او داور اسلا ما ـــــ صد همسر ہلاک کرد ما را
ہم آرد مرا و وعده داده ـــــ آلودهٔ دُر دُر داد واده

لوحه در مدح سرور کل

مدح اسم رسول اکرم ـــــ در علم اله اصل آدم
او مالک اصل سر سرمد ـــــ سردار ہمه رسل محمدؐ
گرد رہ او لوا سع طور ـــــ ہم سر رہ عمروکار ده حور
والاہ علوم سرور کل ـــــ در کلکده سرو وعدہ او گل
ہم ماہ سماء علم و ادراک ـــــ ہم مطلع مهر سر لولاک

لوحه مدح سوار دلدل

ممدوح ملک سوارِ دلدل	داما دِ رسولؐ سرورِ کل
وا داد ودود را اسد او	سرکردۂ اول ده و دو
او اصل اصول آل طاہا	صمصام الٰہ و حمله آرا
حمد العماد دار سرمد	کو داد وداد آل احمدؐ
در راهِ ولا ملک گواہم	سائرہ سائرہ سرو آہم

لوحه در مدح مالک گاه

دار اعلم و مکرم ملک	در لا مصدر و مسلم ملک
داد او ودادور دل آگاه	ہم اسم رسولؐ مالکِ گاه
ماه عالم عماد اسلام	رحم آور مور و مرد و دوام
او حاکم ملک کوه و صحرا	حکام ہواه او ہر او را
در عرصه دہر کردگارا	آور در دام او ہمارا

لوحۂ در مدح حاکم عصر

او محرم در که معلا	او مالک مهر و کلک والا
اللہ ورا مراد داده	اعطا علما له السعاده
در مدرسه کل او	ہر کو دک ہمسر ارسطو
راس الامرا مدار ہر کار	او گوہر سلک سر احرار
داور در ملک طوس و کسرا	دارا او را و ساده آرا

لوح سمر سلام و سطا

جلال ہمه امور اسرار +	رأس الرؤسا ءِ اہل اسرار
آمد در مردم دل آگاه +	سلک گہر کلام ہمراه
در داد دل سرور ما را	کرده ہنر کا کل سر و ا
کامسال که دو در کوه و صحرا	در مصر احاطه کرد گلها
سرکرده سوارۂ دل آرا	اسم و الا سلام او را

راه سر کوه را سراسر / او هم همه کار گام صرصر
سرگرم فدوی سوار او هم / آمد در وسط راه در دم
به سلسلهٔ عطار و آسا / آرام دل آهوی حرم را
آهو در اسم و دام طاووس / در هر دو سرا مرام طاووس
مسرور سوار رو وارد کرد / او هم را دید و دوا آورد
حاصل که اراده کرده هر سو / او در دو دو ور دو را آهو
هرگاه که مهر عالم آرا / صدر همه ملک داده ما را
آهو در لمحه آه رم کرد / گم کرده ره مراد را هرد
محروم و ملول و همدم درد / در دل سوی مصر اراده کرد
کاهش زاه او هما وار / مرد صد ساله که دا وار
او را علم و عمل عطا کرد / درد و الم ورا دوا کرد
در صومعه و داع هر کار / کرده در ور و اسم داد
آمد سر راه و رحم آورد / دل داد و سوال حال او کرد
او در همه حال کرد اهمال / کرده گسل و الم در اللال
اما هر کار را دوا کرد / سر در همه گدا کرد
او هم سر داد و مهر آسا / سر کرد او را صومعه را
در صومعه آمد و در آسود / در سلک سر در شد هر آسود
وصل کرده معبد و آرا / در کاسه گل مراد و ما
هرگه دو سه دم دگر سر آمد / آهو در صومعه در آمد
کار دگر آه سحر او کرد / آهو را حور ماه ... کرد
آهو را اصل ساحره گو / مرد صد ساله و اله او
سلما در اسم و همه حور / در روی همه کار لحظه طور
گه گاه کمال سحر کرده / آهو وا ... کرده

حال آہو سلام محروم
گم کردہ حواس راسراسر
در ملک دل آہ را علم کرد
اورا او ار وا وحد ورد
گہ کردہ دمع را اعادہ
ہم آمادہ در ہمہ کہ سلما
کردہ عمل سعادہ را گم
حاصل آمادہ سد ورا ورا
گہ ولولہ گاہ آہ کردہ
گہ در وہم سما وسلما
سر کردہ کلام را کہ حورا
در صحرا کردہ دوا د د
دار و کسل و کلال حالا
لم اور سواک حاصل العمر
وا گو کہ سر در کہ کردم
در دادر داکہ دردم
سر کردہ ہمہ کلام و ہو کرد
در وہم سادہ کرد احاطہ عالم
د وو دل داد داد ہر دو
در داکہ سلام سادہ رو مرد
در داور داکہ ماہ امرد
در داکہ دہ دو و سالہ حورا
در داور داصد آہ دردا

کردہ ہر گاہ آہ معلوم
حاصل اورا دل ملک ر
دل را گردد وصد الم کرد
سلما سلما سرود او کرد
گہ داد صد آہ سرود ادہ
در صومعہ سر در آرا
در رد ملکس سلام ہر دم
دل در سر کار حورا ورا
کار دلاک کاہ کردہ
کردہ راہ مکالمہ وا
دل دہ احوال کو لدار ا
ہم کردہ مرور درد وصد کو
ہر دم کمر و سر و لا را
اہوا اہواک حاصل العمر
گردد کم و سر کہ گردم
د وو دم گرم و آہ سردم
در گردہ رحار صدمہ آورد
کرد آہو وا ارد ح اورم
کردہ در ہم رہا و ہر دو
در عمر دہ دو و سالہ او مرد
سر کردہ راہ ملک سرمد
کردہ آرام گہ ارم را
در داور دا سلام و سلما

حاشیہ: بیماری ۱۲

در عمر کم آه مرده محروم	حاصل حال ارما دسو مهدم
کو سلما کو سلام سر سو	حاصل حاصل دار د سرود کو کو
در دواکه دو د کارها کرد	صد ملک ملک اگه اکرد
در دوام آور صد هما را	ملک سده کرد و دو ها را

در اسم سوسن و گل

لله الحمد کو د لم و او	در ساده کلام کرد امداد
کالکم که مدام مسک وارد	در دوام کلام آهو آرد
حاصل آورد در معما	اسم دل همدم دل آرا
هم املا را مدام همراه	در رسم کلام او اسم الله

لوحه در مدح اسم والا

راس الحکما و سرور ما	هم سرور ما و مصدر ما
هر کس ور د مهر آسا	آرد در مدح اسم او را

لوح سال کلام مسطور

در در سلک کلام کردم	گردد کرم اله گردد هم
کردم سال ور ا محرر	طور الاسرار و سطر گوهر

در لوحه دعا احاطه کردم

عمر صد ساله ده الهم	اللهم ارحم ارحم ارحم
اسلام ده و کمال آرام	آور عسل مرام دهر کام
حاصل همه ام سرور گردد	هم سرور و دار دور گردد
در دور ه مهر و ار سروه	ده در ارحم امارد و حور
در عالم واره گرد و گارا	اولاد مرا و ساده آرا

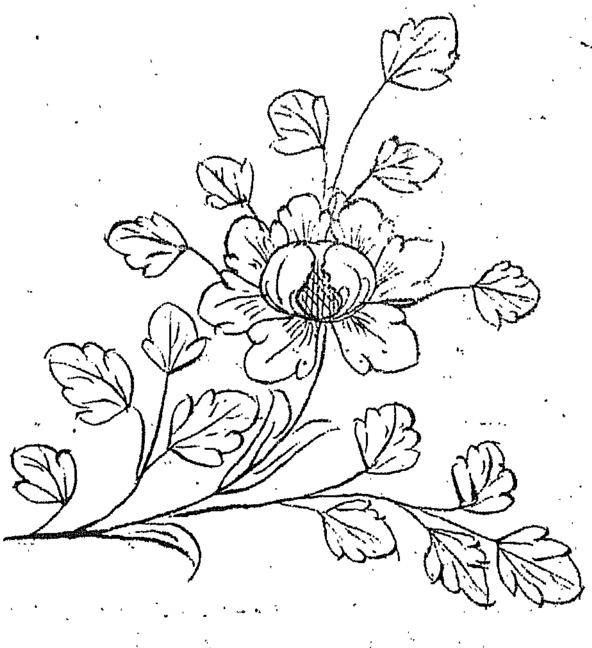
رود حسرم الم آرم

وارم ور کاسه سم الما	مرده م مرده م کرم الما
حسم آرکه به عام وارد	آمه کرد اد رم الها
گم کرده رهسم مراد دل کو	وارم در و والم الها
درد او رد اکه در ره ورزد	حمله آورده سم الها
جورم سطر و وال ره هرم	کو دام وکر اورم الها

بار او ز دا و صد گهر کلک
آورد به سطر در سال کند

تمام شد

تا اینجا در سنه یکهزار و دو صد و چهارده هجری نیمه شعبان المعظم اشعار نبوکه قلم آمد بنا



مثنوی شکارنامہ کہ حسب الارشاد جناب عالی متعالی در سفر و سیرہ بتقیید تاریخ بطریق روزنامچہ بسلک قلم آمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خداوند وحوش و طیور — نور دہ چشم غزالان و حور
شکر وی آمدہ باد صبیح — کردہ بری گشت ز اقسام قبیح
ذرہ وصفش سمک و آفتاب — خوردہ بسی از جگر خود کباب
سوختہ و کوفتہ و کافتہ — تاکہ چنین نور و ضیا یافتہ
آنکہ حریم حرم آباد کرد — صید حرم را ہمہ آزاد کرد
ہر دگر صید خوش حکم داد — آمدہ در چنگ گوزن مراد
شارع من کرد بر امت حلال — طیب و پاک است بلا احتمال
ہر چہ کہ پیدا شدہ در بحر و بر — جملہ مہیا ست برای بشر
ہیچ ہمین نادرہ ہیچ شکل — اینہمہ [illegible] ہر اکل
شکر کہ ہم از رہ نادانی است — شاہد این دیدہ قربانی است
این چہ کرم ہست و چہ لطف و عطا — صل علی سیدنا المصطفی
منت او ہر چہ بیش و کم است — جنگل از بہر بہی آدم است
بین کہ چہ خوش باغ و بہار آفرید — در اثر ذوق شکار آفرید

نهضت رایات عالیات

اینک کنون میگذرد در شمار   بست فزون از دو صد و یک هزار
بست و دوم از مه ذی حجه است   جاذبهٔ شوق دلیرانه جست
ساخته در خامه انشا وطن   چند هزار آهوی مشک ختن
به که کنون چند مضامین کنم   بارگیٔ ناطقه را زین کنم

در تمهید کلام

از مدد شیر خدای ودود   صورت عنقای طرب پر گشود
ذهن و ذکا رقص چو طاؤس کرد   بست شده آهوی صحرانورد
طائر اقبال به نشو و نما   سایه فگن گشت بسان هما
خیز دلا صبح سعادت دمید   فصل گل و باد بهاری وزید

در تعریف حضور پرنور

اشرف خیل وزرای زمان   تا شهِ ملک همه هندوستان
صفدر و منصور و سخی و شجاع   بست کمر از پی قتل سباع
تاخته از خانه بعزم شکار   کرد برون برج اسد جان نثار

در تعریف خیمه و خرگاه و نوبت و نقاره و ما یتعلق بذالک

تا که بند خیمه ز زرین طناب   آمده در برج حمل آفتاب
بهر قدم بوسی آن بارگاه   آمده نوروز در اثنای راه
گشت ز نقاره صدای بلند   زنده بیان زنده بیان بی گزند
فوج جنود فتحه به آمد بجوش   تا نتوان تا نتوان خورد و نوش
[illegible] است و رائین سن   دین من و دین من و دین من

وا شده زینسان دهن کرنا / باد بده باد بده با دعا
دشمن این خانه جگر خون بود / دون بود و دون بود و دون بود
عیش برون از حد اندازه شد / رسم کهن از سر نو تازه شد
غلغله کوس به کیوان رسید / آب شده زهره دیو سفید
کوه چو غریدن پیلش شنید / صورت خرطوم وی از دور دید
گفت برون آمده از زیر ابر / صور سرافیل پے صید ببر
وقت هما نیست که سیمرغ قاف / بگذرد از قافیه لاف و گزاف
آنچه ندید است فریدون بخواب / جمله مهیاست ورا در رکاب
چونکه بدید این همه عظمت و شکوه / لرزه بر افتاد به اندام کوه

قطعه در تاریخ

فوج ظفر موج باین عز و جاه / گرد رسانید چو بر اوج ماه
شوکتش انشا بخط زر نوشت / فقره تاریخ ظفر نوشت ۱۲۲۰

در تعریف اسپ

خسرو چو بر اسپ عربی برنشست / آمده بر فوج غزالان شکست
اسپ چه اسپ اشهب باد صبا / اسپ بگو شه رخ گلگون قبا
اسپ باین شوخی و پیچ کو / حور بگو اسپ مگو اسپ کو
اسپ بدان لمعه شرق است این / اسپ کجا چشمک برق است این
پیش روی جودت طبع سلیم / گام نهد بر بر دوش نسیم
نیست ده کوه و بیابان نجد / قیس اگر بنگرد آید بوجد
سیرت لیلے رسدش در خیال / با همه چالاکی و حسن و جمال
بسکه رسدش از تا در کشورستان
وصف کند با همه ایرانیان

شعر ترکی

شوال اره جیبه تیا نم اوله | بسکه قبله اور کولو سم اور گوله
حیف کنون غمه ویه ویزکو | تا نکنم عمده غی که شبدیز کو
گویمش از تحفه رخش کیان | لایق بد حش نبود این بیان
در ملک ابلق لیل و نهار | از دو اد حسن پری آشکار
گرم چو کرد اسپ نوآموز را | ساخت خجل یوزقه اگوز را
اسپ بگو صنعت بارے بگو | اسپ بگو باد بهارے بگو
کرد بدان کعبه هر کس نگاه | ور دل خود گفت که بار اله
این روش از جلوه روشها جدا است | بر سر او سایه شیر خداست
تا نگه تیز درخشان چو برق | هست در الطف خدا تاج فرق
دان فرو او که شلایق فوق است | چنگل شهباز شکار افکن است
پوشده در گنبد نیلی رواق | صفحل [illegible] را الکب [illegible] اق
وا هو سعادت [illegible] ایش | کرد درین ملک جهان وا ایش
شاه سوار یست که زیر گونه صنبر | نگاه ندیده است کس از جن و انس
زیب ده کشور هند است او | عظمه لله تعالی
گرچه در القاب وزیر نشد است | دولت او زینت مهر و مه است
شد ز محرم چه در دو هم آشکار | شیر شد از دست مبارک شکار
پنجم آن ماه دگر وقت شام | شیر شد [illegible] آهنگش تمام
پادشه [illegible] سکی بچه شیر | آ [illegible] لیر
رفت چون از حرکت مے نمود | نعمت دگر ز [illegible] و در [illegible] بود
حکم چنان شد که از [illegible] بگذرند | کشتن این [illegible] هم
کشتن بیچاره [illegible] کار [illegible] است | جست شیر [illegible] شکار [illegible] است
فیل سوار [illegible] دگرش [illegible] | آمده [illegible] از آهنگا

هفت صد هم ماده دگر شیر نر | کشته شد از دست جهان دادگر
بود سه ذرع از سر و دم طول آن | شیر ژیان بود و چه شیر ژیان
بود دهم ماده و نر سه دلیر | زنده بیاورد یکی بچه شیر
نادر آن شیر دگر کشته شد | شیر ژیان گشت شکر و کشته شد
بستم سه در روی زمین | کشت دگر ماده و شیر عرین
آنکه میان وحل افتاده بود | بچه تصدق شدن آماده بود
بیست و دوم شیر دگر رو برو | آمده و کشته شد از دست او
برق تفنگش که بود شعله پیل | کشت دگر آهوی از پشت فیل
لرزه بر اندام چه انسان فتاد | پیر فلک دست ورا بوسه داد
بیست و سوم ناظم ملک جهان | کشت چنان شیر ژیان گران
شیر قوی هیکل و چالاک تر | دیده نبوده است در اینجا دگر
آمده در دام سگی چناب | تیتهوی دراج فزون از حساب
بسکه درین دشت گوزن و غزال | کشته شد و کشته شد و پایمال
حکم خرد کرد که شوخ صبور | از پی انواع وحوش و طیور
شد همه خاشاک چو نوک خدنگ | آتش افتاد زده و تفنگ
جمله نیستان شده خس سوده | شیر دگر بیست و چهارم زده
بعد از آن سادس شهر صفر | شیر سه تا کشت جهان دادگر
حمله اش افزود یکی بر یکی | ماده دو تا بود از آن نر یکی
داشت از آن هر یکی زور سخت | شیر زده شست بشاخ درخت
شوخ زبس بود و بر چیره دست | پنجه زد و دست یکی را شکست
تیز همین دید به وضع درشت | تا که خداوند جهانش بکشت
دیدمش آن ماده شیر دژم | داشت سه تا بچه درون شکم
چاک چو شد هر سه برون آمدند | پیش نظر غرق بخون آمدند

گاه نبوده است که از اتفاق / جمع سه تا شیر شود بی نفاق

اینهمه از دولت اقبال اوست / جمله جهان تابع اجلال اوست

شام همان روز شنید آن وزیر / کند ز تن جان وگره ماده شیر

آنکه کشید آدمی از پشت فیل / همچو نهنگی که درآید به نیل

از شکمش بچه برآمد چهار / گشت نیستان همه چون لاله زار

گشت عیان چون دهم از شهر صدر / زیب ده فوج شد آن رشک بدر

رفت پی صید و گرفت آن زمان / زنده سه تا بچهٔ شیر ژیان

مادرشان چون بچه ها را ندید / تند شد و نعره زنان در رسید

فتنه چو غرید نشش انگیخته / حلقهٔ فیلان همه بگسیخته

ناگهش از شعلهٔ بندق و تفنگ / گشت فنا و نر او را بید رنگ

کشته شد از بازوی آن کج کله / شیر نر و ماده همه با نزده

بیست و دوم از سفر آن جم وقار / آمده در شهر خود از شکار

با فر اقبال و بجاه و حشم / سایه بیفگند چو ابر کرم

تمام شد مثنوی شکارنامه

مثنوی در ہجو زنبور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان بھڑون نے کیا یہ اسکے قہر
کہ ہوا زرد پوش سارا شہر

دیکھیے اسکے تک جو اثر وے
سب پہ ایک اپنی پھیر دی زردی

باغ مین پھر جو کھیل کھیل گئے
ساری چنپا کے پھول پھیل گئے

سو ہی کی زرد زرد پھلیان بن ہین
بالکل اشرفی کی کلیان ہین

کیا کہی اون کو کوئی ایذا شستہ
کر دیے ہین انھون نے رستی بند

سب لسریکی پہنچے دیکھو جب
گھر نیان سے بکھر رہے ہین سب

باڑی کو پھوٹے کوئی دیکھے بہار
زرد چنبیلی کے پڑے ہین ہار

اور شگفتی وہ سیندھی اور اودی
اب جو دیکھو زرد و اودی

پھر جو شاخون پہ ہر شجر کے اوڑے
تو املتاس ہے کے پھول چڑھے

پھر گئی نقش دیر سے ہر کیاری
بسنت گیندا سے لگ گئی ساری

ساری زنبور یہ جو اوڑ لاگے
سب نے گیندا کی کر لیے باگے

ساری دیوارون پر قطار قطار
زرد مہوے کے سوکھتے ہین ہار

کاکاپ اوٹا پاک اور سپرد اسکے
لگی گا سنے بسنت رت آسکے

سکل بن پھولین درم سلیمانات
بن گئین تاج زعفران پریان

تھی درختون کے جو بندہی سے
اور بنین زنبور سے لگے چھتے

[illegible]

آگے زنجیر کو اسکے ہر برگ — شاخ دولت ہوا یہ دل صد برگ
بادپان نسیم خوش رفتار — صدقہ ہوتے تھے جیسے باد بہار
اوٹھی اوس پیر بھیڑو سنگے جو بارٹے — تو لگے چال چلنے وہ بھیڑی
سیوتی کھا کے مر گئے ہیرا — رہ گیا سو گلاب کا زیرا
یہاں جو فوارے اب اوچھلتی ہین — سونکی ٹوٹیاں اوسکے گلتے ہین
پڑے سوتے کے دیکھو یہ عالم — آکے چہراتی رو گئے شبنم
اب جو خشکہ کو سے ٹپکتا ہے — سو عنبر بلا دکھتا ہے
ہوکے بیچ ان بھیڑون کا آئینہ — بن گئی تھیلک سنہاک خاگینہ
چاندنی کا جو پھول تازہ ہے — سو وہ ایک نرگسے دو پیازہ ہی
شہد اوگلا جو ان بھیڑون نی سے چبہ — پھول لپٹے تھے بن گئے تکلف
زرد رو کا سو شیرا یہ ہوسکے — سب نکے نرگسی کباب ہوسے

قطعہ در زبان اہل پنج

ایک جو جبرا بھیڑون نی گھیر لیا — ذوہ بیہہ ساہا ابسکو ہیر پھیر لیا
تو لگے کہنے تندگا تو کے جاٹ — لال جیو ہون تو ہین اوہین کی بہاٹ
سادہ رکھت ہین تھا بسے اپکے — بھی ہو پیرسے پچھوڑسے دوا سیکے
آتی کانن کے بیچ سو آہٹ — آج بھتی و نان ہون مرلی دہن
کشن جیو جیو کر تیل کو جنگل — جبابڑا آہین سے ہین آپ و نگل
کو سٹھہ کالا سو بہوت کے نیایی نام — دوار کا بیچ بنا لیا اسرام
برج بنا کے سرت لیست نہین — اجودہیا جگ سو تکان سیت نہین
یون کہت کام بن ہمارا اجہ — وہین ہمارا جو وہین ہمارا اجہ
دلی کی نندان تھا بسے ہم ساد اسنہ — کس نہین آت جو ہمارے پاس
تم بنا سون ہی سب جتن شٹ — نا ہنا چیر کہاٹ نان اسٹ

پہیر چاہت نہ کیہ یہہ بہار اپن
کہنو ترست ہے تمکان میوا کنج
وہ جو کہاتے ہین پان مین زردا
تہی چمن مین جو نرگس شہلا
آخر کار کردیا بیمار
بسکہ بہرے دکہاتی اور پنید سے
دیکہوا انکی روپ بارے کا
ان بہڑونکا یہہ کچہہ ہوا احوال
غور کیجیے ٹک انکے فرع و اصول
گانس بین ارہرین سے بہول گئین
ان بہڑون نے دیا یہہ سب کو بہول
بہل بنے زنبور تیرے شان و شکوہ
بوسے گل اپنے ہوش بہول گئے
آکے بادل برس گئے سونا
کس لئے کوسے مفلس اب ترسے
فوج زنبور دیکہہ مور و ملخ
کیا رہی بات رونے دہونی کے
تہی جو دریا کی گرد کے رہتی
اونکے انجہیڑ و منین جو آکے پہنسے
کہیل کرانے جی پہ آتے ہین
خلط کے خوبی ہونٹ توڑ لیا
گہاس ہے جہیرون مین پا سر کے
انکی آفت جو دشت نے جہیلی

ق

سری گوپال آپ سکے درشن
جمنا جل مون بہری بہڑونکی گنج
گہس گئے اونکی کان مین زردا
دست و پا اوسکے خوب نے سہلا
اوسے یرقان کا ہوا آزار
سیکڑون کوس لگ گئی گیندی
سورج ایک پہول ہے ہزاری کا
جسطرح ہون نہولیان پامال
سیکڑون کوس ہین ترقی کے پہول
سرنیان اپنی ہوش بہول گئین
لیکے بستر ہوا انہے سادہا جوگ
بہر گیا عجفری سے دامن کوہ
سامنے اوسکی سرسون بہول گئے
ان بہڑون سے بہرا ہر ایک کونا
یہان بہی دیکہو کسطرح گہن برسے
ہوئین ٹہنڈک سے چہاتیان سونج
آگئی چڑہی ایک سینے کی
وہان ہوئی زعفران کی کہیتی
قہقہہ مار کر نہ کیونکہ ہنسے
گال لوگونکے توڑ کہاتے ہین
جیسے چاہا اوسے بہنبوڑ لیا
سب مین رنگت سما گئی بہڑ کے
پہولی اوسمین بہی زرد چنبیلی

لگا ڈنک بلدی سے کہ ہیں یہ زہریلی
بو العجب قہر ہیں یہ سب زنبور
بسکہ چھتے جو آگئے یہ بخت
زعفرانی ہیں سے ایک قبا
دیکھ زنبوروں کے پرونکی جھلک
ہی سفیدے سے تو آپ کے زردی
نمش زنبوروں نے زلیس اوڑنگے
جو کوئی تیاک بخت سے چھتے سے
ہوئے دشمن جو کوٹے کوئی کے
بن گئے چوب زرد کے پائے
اور اوچھونکی دل میں بیٹھا چھدر
خوب روئی پہ تو شکون میں بھرے
اور چھپوں کے کیا کروں اوصاف
بل بے زنبور تیرا چھتہ بشتر
زرد ریشم کی ہو گئے کرتے
بسکہ زنبور وہان چپکے ہوئے
اور دو پھونکے کیا کروں تکرار
شکل ہر شے نے پکڑی سوئی کی
بھڑ کے صورت تو بنی ہے ساری یہاں
ان لفظوں کے دیکھئے جلدی سے
اپنے نفیسیں پہ وہ نہیں جو ہر دن
ایک بھو شری سے نے جو دیا طنبور
کھول اپنے پرو نکی بان نشان

سانپ کے طرح ہو کے لہریلے
بال یا نزہ سر چمن ہیں یہ سب زنبور
ہو گئے زرد پوش سارے درخت
اوڑ چلے اب چمن میں باد صبا
بیضہ مرغ بن گیا یہ فلک
پیچ میں وہ نہیں سے زرد وہی
سب نے تا سپہر کے ہیضے اپنا چھتہ کے
اونکے پوشاک جھی بسنتی ہے
بن گئے سب پلنگ سونے کے
اور اوسی و شمع کے وہ پروانگے
لگ گئے خود بخود وہ نہ کے قور
ساری اوڑ چلیاں جیسے زردیرے
چڑھ گئی سب پہ زرد زرد غلاف
شیو کے رنگ کی ہوئے چادر
اور گیسو میں سب کی لپٹی
زرد شالی لحاف سارے ہوئی
پس گیا اوچہ آگے بار سنگار
واقعی ہے جہان سونے کے
شہ اونکی دلہن کھسہ ارمان
جاکے دریا میں گھول دی ہلدی
مچھلیاں سب سنہریاں کر دیں
نکلے پٹن بنا بنا زنبور
اوف سے ای کافر و تمہارے نشان

ایک رنڈی کا نام تھا کیسر ناک کی اوسکی توڑ دے بیسر
چھوڑ دے اوسکو نیکے چڑیا اوڑ گئے اوس کی سونیکی چڑیا
نقرئی تھے جہان تلک کہ ظروف ہوئے وصف طلا سے سب موصوف
اشعۂ آفتاب عالم سوز میں یہ کہتا ہون دیکھ کر شب و روز
زرد پھر کے سے جو لگے پھرنے سو پھر آئے ہے کو لشنے پھرنے
ہوگیا شفتو نا نار و یار انانگ کچھ عجب رنگ کا یہ آیا سانگ
آندھیان زرد زرد جو چلیان ہوگئیں زرد شہر کے گلیان
سارے زنبور ہی اب آئے نظر ہے کچھ انشا البت کے بھی خبر
اور کچھ گلونے سو یہ کیا مقدور کاٹے کھاتے ہیں تا بہ میں زنبور
پہنچی اب تا بہ آسمان زنبور بنگئے شاخ زعفران زنبور

آگے بس خیر اب بکھیڑا ہے
بھڑ کے چھتے کو تو نے چھیڑا ہے

مثنوی در ہجو کھٹمل

کچھ یہ کھٹمل بڑھے ہیں اب کے سال کہ ہوئی سب زمین لالون لال
چھا گئے ہیں جو سارے یہ بے بخت شاخ مرجان بنے تمام درخت
گوشے ایک اونکی جا بجا لڑ ہے بیج جو تھے سو مونگے کی لڑ ہے
ہوگئی سرخ سیاہ ساری گرد لال مرغی بنے تمام تدرو
بسکہ جا کر پہنچے قطار قطار ہوگئے لالہ نرگس بیمار
دشت اور کوہ پر کیا جو دخل مخمل یاقوت بن گئے سب نخل
ان لعینون کا یہ سہاگ ہوا تھا جہان سبزہ لال ساگ ہوا
بس چہرہ دیکھے انہین کا عمل بنگیا ہے زمانہ لال شغل

کیا فرعون نے یہہ قہر کام کیا
کہاروں سے لپٹ گئی سب جہاز
موج دریا کو کردیا خون ناب
انکی رگ رگ کے بسکہ موج ہوئی
رات سکھ نیند کو جو ترسے ہے
دیکھ ان کھٹملون کو یون جیا لاگ
کر نظر اس بہار کا عالم
ہی یہہ لہو بھرے کچھ انکے لعل
ہوگئے بھیرن جو چھلتے ہین
جتنے تھے بیدمشک کے شیشی
وہ بھی جو گلاب کی خم ہے
کون کہتا ہے انمین آب بھرا
جتنے تھے آسمان پر تارے
لال مخمل کے ایک ہین کی قبا
خوب دیکھو تو فرش سے تا عرش
نظر آتے ہین سرخ ہفت طبق
جا اونھون نے لیا جو جیت جوا
یہہ جو لیٹے غرض کہ ہو بھٹے
خون منصور ہوگئے سب ریت
یہہ جو خونے لپٹ لپٹ کے موئی
چادر ماہ سے جو کوٹھے پر
سو ہا گانے لگا ہر ایک مطرب
جتنے تا کو بنت تھے لگے انگور

چون قزلباش قتل عام کیا
بن گئے لال ڈانگ ساری پہاڑ
جانور سارے ہوگئے سرخاب
لال ڈگے تمام فوج ہوئی
اوسکے آنکھون سے خون برسی ہی
صبح نے بھی کیا گریبان چاک
آنسو لہو ہو کے ہوگئے شبنم
کہ چکا پو ہین نہر کے سے عقل
ہو تنہ سے فوارے لعل اوگلتے ہین
بن گئے خون خشک کے شیشی
سو وہ خاصے شہاب کے خم ہے
حوض مین آکے سب شہاب بھرا
ہوگئے سوج پھول انگارے
ہوگئے سرخ پوش باد صبا
ہے سقرلات سرخ ہے کا فرش
پھولے پھرتے ہین اونکے بیچ شفق
آبشارون سے سبھی شہاب چوا
گل مختوم ہوگئے ٹھپے
جتنے صوفے تھے ساری آئے کھیت
کوہ شنجرف سب پہاڑ ہوگئے
لے لیا اون نے گیروا بستر
سکھ سے بیچ سے ہوے غائب
اونکو ان شبہ نے کردیا ناسور

کپڑے تھے جنکے زعفرانی پاس
ہوئے گلشن مین سب حنائی سے
چھٹے چارو نطرف سے جو جھمجھل
آگئے موج لالہ پر سر جوش
ہوگیا سب زمانہ کا دنگل
بہج بے اختیار یاد آیا
جو تڑا اون بہارونکی دھیان پڑے
کھٹملون سنے زبس دیئے سبتے
تاک پر جاکے اونکی ریل چڑھے
معدنون کو جو کردیا بھبھوت
سر سے بس دمتلک لیا جو ڈھانپ
نظر آتا نہین کوئے ہرگز
ہر کنجشک پر سبہے قہر کیا
نہین اس قوم سا کوئی لیچڑ +
جس طرح ہو وسے آن لگتے ہین
جس جگھہ ان سے جان چھوٹی ہے
نہ فقط یہ چمن کے بیچ مین ہین
بولے ہے کوئی تیز ہوش سنے
ہر طرح سے یہہ جہانک لیتے ہین
بھلا رے کھٹملون کا تیکھا پن
اور پلنگون مین جتنے سیر وسے ہین
ساری چولون یہ جو گھس آئے
کہتے تھے لالہ دیو کے نندن
ارغوانی ہوئے اونکے لباس
بوسے نرگس گدہر چھپے بے باسے
چھپے ہوگئے گل مخمل
اوڑگئے سب پھول گرپڑے بدہوش
انکی دولت کریل کا جنگل
اور سہانے درختون کا سایہ
سیکڑون جنکو یار پان چڑھے
بن گئے لال بیگ سب سکتے
کیا منڈھے کھٹملون کے بیل چڑھے
سارے الماس بنگئے یاقوت
نگئے کھنکھجورے کالے سانپ
جتنے کپڑے تھے بن گئے قرمز
لال مینا کا اوسکو روپ دیا
تو شاہین انسے نباتین کیچڑ
چارپائی کے کان سے لگتے ہین
سرخ کمخواب کے سے بوٹے ہین
ہوئے دولہہ دولہن کے بیچ مین مین
میرے چادر پلنگ پوش بنے
عیب جسکا ہو ڈھانک لیتے ہین
ساری تکیون مین انکا ہے مدفن
رکھتے اپنا لباس گیرو سے ہین
صاف موتی کے بنگئے یا سے
پٹیان بن گئیں رکت چندن

مان ارجن سے کے بن گئے سب مان
کبھی انکی جو کچھ شکایت سے
ایک راون کا پوت تھا جیل
راون اولٹا سے تھے نوابنے
کیون نہ دین چارپائی پر ڈنکا
سو یہہ سوتے کو لیتے ہین جب تاڑ
ستلی سے سوتلی ہے انکی پرھٹے
راجسو نکلے سے کیون نہ باندہین سالکھ
کیون نہ برفہ وہو وسے غیرت وا
لاکھون پیستے ہین مارے جاتے ہین
کھالیا جیہ چپٹ سے کہا لہن کو
چال شہجون کی ہے انکو یاد +
لال لال اونکی کرتیان دیکھو
بات کچھ کہو لتے نہین ہرگز
کچھ نہ فرزین ہے نہ فیل ہیان
نہ تو سنگین ہے نہ ہیان بندوق
کاٹ کہانے ہی ہے یہہ اپس نقش ہین
توشخانہ نہین کچھ آپ کی ساتھ
بیتھے ہے مار سب کو دیتے ہین +
سوٹی موٹی ہین ایسی جون بندوق
نہ تو کچھ بولتے نہ جالتے ہین
کام رکھنا خنا سے کچھ نہ رہا
ساری محلون مین جاگ ہی ہم سی

اور اودوا نیون نے کہائے پان
ایک پنڈت نے یون روایت کے
او سکی اولاد ہین یہ سب کھٹمل
لو ہو پینے کے انکی دلمین ٹھنے
چھوٹ گئے انکے سو سنیکے لنکا
کرتے ہین اپنے سے او کھیڑ بچھاڑ
چین کیونکہ یہہ لیوین کوئی گھڑی
ایک سے ہوتے ہین یہ نو سے لاکھ
قوم کے اپنے یہہ بھی ہین سردار
پھر وہی رو لا کرکے آتے ہین
وہ مرتے ہین نام سونے والونکو
لیتے اس کام کے یہ ہین استاد
سرخ پلٹن کے مہرتیان دیکھو
سو منہ سے کچھ بولتے نہین ہرگز
کوئی دم مارے سو تجھ بیھان
نہ تو بارود کا کوئی صندوق
ہین تو جھنگے پر ایک آتش ہین
لو ہو پیتے ہین پر یہہ ہاتھون ہاتھ
اور لوہو کو چاٹ لیتے ہین
اونگلیون پر لگا لیان فندق
غصہ جب نانہ کے لگاتے ہین
انکی رنگینون نے صاف کہا
انکو گہرا سہاگ ہے ہمسے

ابھی بجے چار پائی بھی بولے — پھٹ گیا ہے یہہ ایک ہے ہولے
کھٹملون نے گلال چھڑکا ہے — رنگ ایک لال لال چھڑکا ہے
ناچتے ہین وہ مل کے چھوٹے بڑے — ہین گر غش مین پڑے وہ مردونکے وہ مرے
بس یہی شور ہے ہر ایک طرف — بجتے پھرتے ہین چوتڑونکے دف
گو کوئی نیفہ اپنا پھاڑے ہے — لیک کھٹمل کے کیا اوکھاڑے ہے
کہین بالونمین گھس گئے جونکی جگہہ — سر کے بھیجے کو کرتے ہین آگہ
تکیہ سے یا رضائی یا کہ لحاف — چڑھ گئی سب پہ سرخ سرخ غلاف
دائیونکی ہوئے وہ پٹہ سرخ — اور بچونکے چھٹنے پٹے سرخ
کون ان موذیونکا موہنہ توڑے — پہنے ہین سب نے سوتوین جوڑے
جھوٹ پنڈت کے وہ روایت ہے — وہ تو چیتونکی ایک حکایت ہے
پر یہی جانتے ہین اہل یقین — ہین یہہ سارے لعین ابن لعین
یا تو یہ ہین یزید کے اولاد — یا کہ بے شبہ نسل ابن زیاد
جون جون مرتے ہین بڑہتے جاتے ہین — اور لوگون کو توڑے کھاتے ہین
کام ہے انکی ہے مریدون کا — ڈھیر جو گنج ہے شہیدون کا
ایسی ہے کھٹملون کی آئی فوج — کہ سمندر سے جیسے اوٹھے موج
ہوئے یکبار ہاتھی گھوڑے سرخ — اور سوارون کے سارے جوڑے سرخ
پاؤن سب وحشیون کے پھول گئے — ڈھاک سے جنگلونمین پھول گئے
الغرض تھا جہان جہان جنگل — بن گیا کھوکھیون کا وہان جنگل

بس بس انشا نہ چھیڑ اب آگے
لوگ ہین سارے رات کے جاگے

مثنوی در ہجو پشہ

پشہ ونکا ہوا ہے اکی یہ اوج — دب گئے جنسے مرہٹونکے فوج

سو کھے سہمے ہین کا لے کا لے ہین
ہین دو پٹہ مین صاف گھس آتے
انکی سہناٹے کے ہے یہہ آواز
نیش کو انکی ریزے ریزے ہین
تاک مین ہر طرف سے ہو کے خجل
آسمان و زمین و جھنڈ و نیا ز
ہے سپہ پہول کے گلے انسے
کسکو یہہ چین لینے دیتے ہین
آندہیان انسے کالیان چلیان
انکو مل ڈالئے جو اونگلے پر
کیونکہ کاٹے ہین آپ لوہو لال
چاٹ لیتے ہین اَمرد ونکا زر
بسکہ لپٹے ہی رہتی ہین ہر دم
چاٹ لی صاف گلدہ مونکے دم
بسکہ کافر لپٹ لپٹ جو سوئے
ہوئی بہت سے جو سا تھے
لوگ بجلی کی طرح ہین بیکل
کیچو ہی سے تھے سو کالے ناگ سبنے
اب یہہ کیا قہر اے الہ ہوا
دیکھئے ہائے چہرونکا قہر
ہر تن ہوگئے پیکے ھین فصد
بس جدہر دیکھو انکو ہے ایک راہ
خال رخسار نازنین ہین یہہ

یہہ بھی پر کوئی گھوڑے والے ہین
اور لحافون مین ہین سما جاتے
تار جس سے کبھو نہو دمساز
جہڑتے جہنکار کر یہہ نیزے ہین
پہونکتے ہین یہہ صور اسرافیل
جس سے اوڑ جائے ہے بیک آواز
سبکو ہے ایک بیکلی انسے
نیند آنکھون کے لوٹ لیتے ہین
بہر گئین سارے شہر کی گلیان
پہول آتا ہے صاف ایک نظر
اوہ کھلی جس طرح سے ہو گجیال
کہتے ہین آگے کا نا باتے کر
حبشی ہو گیا ہے ایک عالم
رہ گئین وہ بچاریان گم صم
تختہ صندل کے آبنوس ہوے
جتنے مہینے تھی بنگئے ہاتھے
چہا گئے مچہرون کے دل بادل
شعلہ مونہہ سے نکال آگ سبنے
خون دنیا کا سب سیاہ ہوا
اپنے دانتونمین بھر گیا ہے زہر
اور کیا جانئے اونکا کیا ہے قصد
نکلے ہے سب کے دل سے دود سیاہ
نگس شیر و انگبین ہین یہہ

بہاگ جاوینگے کس کو ہے منزل
اڑنے اوپلون کو گو جلا دیجے
ہیزم تر سے گوکہ نکلے دود
یہ سمجھتے ہین دود کو منہ سے
لاکہہ چپکا دے پہول کی تہالی
تہوڑی سی کم یہہ یون سو کیا ممکن
بارلی تہالے کے بلکہ سورج کو
ہر سون جہولا کریگا وہان خورشید
آنکہہ کے تل ہین یہ تو گہستے ہین
دیو ہو یا کہ بہوت یا جن ہو
ایسے بنگی سے یہ بچاتے ہین
ہر کسی سے ہے انکو راز و نیاز
بات کیا ہے کہ کان لگتے ہین
واہ کچہہ زور ہے بچہ ہین یہہ
آگے کیا لکہیے کوئی انکا بہیار
آگے جہہ جو پہر دو چار ہوئے
کیون نہ نوک قلم رہی ششدر
دانت چہرکے وہان جو اڑنے لگی
تہے سیاہی سے لکہے جتنے حرف
فرق بین السطور کچہہ نہ رہا
چہرون لگے یہ کچہہ ہوئے گہچ پچ
پیش آئے کچہہ اس طرح چہر
اور کچہہ جہینکنا عبث مت جہینک

جا رہے ہین سب سے انکی کالی تل
سینکڑون ہو نیان لگا دیجے
کب بہلا بہاگتے ہین یہہ مردود
تاڑ لیتے ہین ہندی کی چندے
تیل مل کے کوئی چپک والی
جون کی تون ہے رہیگی وہ ہین ہین
کوئی ہاتہون جہلا دے تو بہی تو
پر یہہ چہپر نہ ہو دینگے ناپید
گوشہ دل ہین یہ تو گہستے ہین
دال فی عین انکی سن فن ہو
جس سے سب لوگ لوٹ جاتی ہین
سبکو مل دیتے ہین یہ روغن قاز
یہ تنبولون ہین سب کو رکہتے ہین
یعنی نمرود کے چچا حسین یہہ
پڑ گئے کاغذون ہین لاکہون چہید
حرف بے نقطہ نقطہ دار ہوئی
گہس گیا اوسکی ناک ہین جہجہ
جتنے فقرے تہے سب بگڑ گئے
چہرون نے کیا اونہین شجرف
خط مسطر یہ نور کچہہ نہ رہا
لگا کاغذ بہی کرنے اب پیچ پیچ
نہ رہا امتیاز زیر و زبر
تیز بینی کو دیکہہ آئے چہینک

قصہ اپنا یہی ہوا بالجزم | کہ بس اب اور کیجیے کچھ عزم
جابجا کھا کے داغ نور افشان | ہوگیا صفحہ باغ نور افشان
ارے مچھڑ یہ ہین وہی دشمن | ہوے زاہد جنسے تر دامن
یہ جو ایک شدّ و مدّ کا قصہ ہے | سو غرض مچھڑون کا حصہ ہے
الغرض قوم یہ بہت بد ہے | نام دیکھو تو کیا مشدّد ہے
بھر کے موہنہ پھر کہو تو تم چھٹ | جنکے لہو سے بھر گیا جھجھر
کھانے پینے مین سب دخیل ہوئے | آگئے پشہ سے اب تو فیل ہوے
سونہاڑین ہین مثل نیل انکے پاس | کیون نہ کھو دیوین سبکی ہوش و حواس
نہین مچھر یہہ فیل خانہ ہے | کجلی بن انسی سب زمانہ ہے
کن نے رکھا ہے مچھر انکا نام | انکو کہیے تو کہیے لشکر شام
یون ہوے شام یون یہہ آلاگے | آدمی انسی اب کہان بھاگے

لفظ انشا نہ بول لا یعنے
مچھر آکر اوڑا گئے معنے

مثنوی در ہجو مگس لہ

مکھیان ابکی یہ بڑھ ہین بے ڈول | کہ لگا ایک جیکو آنے ہول
کس طرح ہو بہار تازہ و باغ | کرتے ہین آبشار استفراغ
اب درختون پہ جتنے پتے ہین | شہد کے مکھیون کے چھتے ہین
صبح کا بھی مزاج ہے برہم | کر رہے ہے پچ پچہ شبنم
جانکر مکھیون نکو جنس و غل | سونگھتے ہین گل اپنے اپنے بغل
مکھیان مار مار جو ہارے + | سبب آسیب ہوگئے سارے
لگی یون کرنے پھول پہ بھن بھن | جس طرح آچڑھے کسی پہ جن
پہلے سب گلستان مین سکھے + | گھس گئے گل کے کان مین مکھے
اگ جتنے تھے یہ ہوے بھبوت | جس طرح آچڑھے کسی پہ بھوت

مکھیون کا ہے کارخانہ ہوا
اتھو بازار ہے انہین کا تیز
یہ جو دنیا سواد اعظم ہے
مکھیون کا بلند پایا ہوا
قلقل مے کے اوڑ گئی وہ ہوا
طاق پر ہے دہرا جو شیشہ مے
تک صبا کے پھریریان دیکھو
جان نرگس کی کرتے ہے مالش
گھریان لیتے ہے بہار چمن
دیکھہ آدہے زبان سوسن کی
دیکھہ انکے پرون کے ایک جھلک
کھلکھلا کر انار جب ہین ہنسا
اوسکے وہ لال لال بیجے +
لیکے دانتونکو سب سیاہ کیا +
ایک لکھوٹا سا جسم گیا بس خیر
ایک ذرا اسکو دیکھیے آپ نگاہ
سونہہ مین مکھی نے ٹھونس دی مستی
نکلے لوگ بھوت کے صورت
باہنون کو کیا اونہون نے دنگ
ہوگئے آندہی ایک کالے بلا +
جس کسے چیز کا کھلا صندوق
فن سے نکلتے ہے سامنے آئے
خاصے ململ کے رکھے تھے جو تھان

جبتستان سب زمانہ ہوا
اور سب کچھہ سیاہ ہے قالین
اوڑہے ہے ایک آن کالی جاجم ہے
سایہ سب انکے زیر سایہ ہوا
چاے سے آکے مل گیا قہوا
لکھے ہے اوسکے بھی نصیب مین ہے
سانسین یہ گھری گھریان دیکھو
کس سے جا کر یہ کیجیے نالش
نکہت آئی سو موہنہ پہ دہر دامن
بولتی ہے نسیم گلشن کے
مکسی ہوگیا یہ اسپ فلک +
دام مین مکھیون کے آن پھنسا
نہ لگے کافرون کو جو چھپے
اور ہوٹون کو سب تباہ کیا
باغ مین یہ ہوئی عجائب سیر
کسطرح کے وہڑی جاتے واہ
کون ایسے بھلا ہو چھپے
کالے پتھر کے جیسے ہو صورت
بڑھ گئے سنگلا مبر و مرم پشتنگ
لیک بس مکھیون سے کچھہ نہ چلا
تر سے چھوٹے وہا سے ایک بندوق
جو دہرے چیز تھے سیہ پائے
سو قلم کار ہوگئے وہ نہدان

جیسے بارود سے کوئی بلجائے ۔ سرو کا حال یہ ہوا اسے وائے
کیوں نہ ہر ایک شخص ہو بیکل ۔ مکھیوں کا گھرا ہے دل بادل
مہریاں ساری کھل کھلاتی ہیں ۔ سب کو آواز یہہ سناتے ہیں
وبچو پان یا ڈلے کچھہ ہو ۔ لونگ الایچی بڑی ہیلی کچھہ ہو
گرچہ چھجے تو بجے کو روکتے ہیں ۔ لیک پرنالے سارے اوکتی ہیں
جتنے امرو تھی سب اوہیڑ ہوئے ۔ چھپے ہرفون کے کالے بھیڑ ہوئے
نکلتے پاڑے خوک کے بچے ۔ ہوگئے بہو نرے تھوک بچے
بنی آدم کے ٹولی کے ٹوڑے ۔ بیٹھے بوسے ہے شیر کے بوسے
لکھنؤ یا کہ تشہہ ولی ہے ۔ ہر کہیں بس یہی جھلے ہے
لگی معشوق کہنے عاشق کو ۔ چل بے اوڑ یا د ہیا لسنے مکھی ہو
انکے ہاتھوں سے لوگ جلتے ہیں ۔ ہاتھ سے ہاتھ اپنے ملتے ہیں
لیک فضل خدا سے یہہ نکلے ۔ آنکھوں دیکھی ہے پر نہیں سے جلکھے
جبکہ کہا نیکو کچھہ کہلاتا ہے ۔ مجھے اللہ سے بچاتا ہے
سایہ ہے یہاں امام جعفر کا ۔ ولیسے میں ہوں غلام جعفر کا
لکھے انشا اب آگے کیا احوال ۔ سطریں کی سطریں کردیاں پامال
فقری پہلی تو موہنہ سے چاٹ لئے ۔ نقطے پیچھے سے مکھیوں سنتے وئے
بینے ناحق انہیں سل ڈالا ۔ ای لواب اور ہے کہا لالا
جیل لے سی جو رہ گئی تھی حرف ۔ خود بخود اوپہ ہوگیا شنجرف
کہیں تو سر چپک گئی اونکے ۔ کہیں پر ہے اوبھر گئے بہن کے
قتل پر انکے جو بے صبری ۔ بن گیا صفحہ کاغذ ابر سے
جی قلم کا بھی اچھو ستلا یا ۔ پیٹ میں تھا سو سب نکل آیا

حکایت

… تھا ایک تھی رنڈی ۔ پر وہ رنڈی تھی مرد سے سندی

مرد کو اور بات سوجھے تو
لگا کہنے یہ شور و رہ اسکو ملو

رنڈی سو طرح ہلنے ڈلنے لگی
بلکہ اوس عضو کو مسلنے لگے

گرچہ مل دل سے ہوگیا قرمز
نہ اوٹھا یا پر اون نے سر ہرگز

اور سننے لطیفہ یہان نادر
مرد سے یہ ایک ہوئی صادر

رنڈی ہنسنے لگے تو بولا مرد
مین سلیمان نہین کچھ اے بیدرد

حکم مین ہووے میرے رعد و ہوا
ہنسنا اس بات پر نہین ہے روا

بھید کے کھڑکے اون نے یون کھوے
رنڈی اوسوقت اسطرح بولی

مین بھی عیسی نہین ہون کچھ اے واہ
کہون فی الحال قم باذن اللہ

اور مردہ ہو زندہ از سر نو
ہے عبث اسکے آپ کو تک دو

اپنے خاطر نہ کیجے افسردہ
زندہ ہو مجھسے کس طرح مردہ

یہ ہوا اب جو اوٹھہ کھڑا ہووے
تو اچنبھا بہت بڑا ہووے

مرد ٹھنڈا وہ بن کے جون اولا
تب تو جھنجھلا کے اسطرح بولا

ضعف کو کوئی کس طرح رووے
نہین اوٹھتا تو جس طرح ہووے

نہ کھڑے مردہ ہی قبر کے اندر
تو مری جان کو نہ بن بندر

مثنوی ابتدای کلام در تمہید شکایت زمانہ نافرجام

کرون کیا جور گردون کے شکایت
جہان دیکھو اسے کے ہے حکایت

نہین یہ دیکھہ سکتا خانہ آباد
کہ ہو کوئی کسی ڈھب سے کہین شاد

ستانی بن نہین کچھ کام اسکو
کہان بن دکھہ دیے آرام اسکو

نہین معلوم منظور اسکو کیا ہے
بڑی حیتون سے کافر دیکھتا ہے

کمر بس ظلم پر اسنے ہے باندہے
یہ ظالم ہے اوڑا دینے کو آندہے

جہاں وہ دل لگاوٹ سے ہوئی گرم
تو ایک آفت اوٹھاتا ہے بہت وہم

یہی تو رات دن ہے اسکو ایک فکر
سوا اسکے نہین بس اور کچھہ ذکر

کہ ہو وین وہ جنہین جو ہیں دلخواہ
سو آپس مین جدا ہون قصہ کوتاہ

عداوت پر تو سب کے مستعد ہے
خصوصاً عاشقون سے اسکو کد ہے

بندھا یہہ قصہ جب تک دم مین دم ہو
شکایت نامۂ گردون رقم ہو

دربیان حسرت جدائی و نارسائی

محبت جس سے ایک پیدا ہوئی تھی
طبیعت سخت ہے شیدا ہوئی تھی

بہت تھی عنقریب اوسکی حویلے
پڑی دورے تو اب اللہ بیلے

اجی ہمسایہ گی تھی ایک پری ساتھہ
بہت سا انس تھا جلوہ گری ساتھہ

ہزار افسوس چھوٹا وہ محلہ
کیا فوج الم نے آکے حلہ

جدائی ہو گئی اے وای قسمت
ہوئی بیٹھے بٹھائے یہہ قیامت

بہت یاد آ رہی ہین اب وہ باتین
بہم کس عیش سے کٹتے تھین راتین

ہوئی مجھسے یہ اوسکو دوستی تھی
کہ بہتیرے تکو سب بیٹھے کوستے تھے

لڑانے یکدگر سینے سے سینے
وہ گھبراہٹ کے آجانی پسینے

وہ چھپنا اون کچون کا اسطرح سی
کہ گدری آم ہو وین جس طرح سے

مسک جانا وہ انگیا کا بہین سے
وہ اوسکا تکیہ رہنا بانکپن سے

ہوا سیمرغ دل سینہ مین پر کٹ
گئے سونے کی چڑیا ہاتھہ سے چھٹ

متکلم شدن بساقی و بیان امر اتفاقی

شراب تند دی ایسی ہے ساقے
کہ جس سے غم رہی مطلق نہ باقے

گلابے لاکے رکھدے وہ مرے پاس
کہ ہو دولہن پینے کے جسمین بو باس

وہ می دی جس سے اوٹھی دلکو ایک پیچ
یہہ ساری ڈالی ہون فکر اور سوچ

فلک کے آنکھ ہو جیسے چمکتے ۔ زمین مارے نرمی کے ہو تھلکتے
نہین ہے شوق کے ہاتھون نے بھیجا ۔ پڑا اوچھلے جو دو دو گز کلیجا
چہک جاوے جو میرا جوہر عقل ۔ تو مین تجھسے حکایت اک کرون نقل
سناؤن ابتدا سے پھر وہ قصہ ۔ کہ فی الواقع یہی تیرا ہے حصہ
کہون اک آپ بیتی وہ کہانی ۔ کہ ظاہر جس سے ہو آتش زبانی
سنے تھے حسن کی اک شہرۂ شہر ۔ نہایت چلبلاہٹ ساتھ صد قہر
جبھی تھی یہ جگر مین عشق کی پھانس ۔ کہ شعلہ بن نکلتے تھے ہر ایک سانس
ہمیشہ ورد جان تھا شعر استاد ۔ یہی پڑھ پڑھ کے تھا سرگرم فریاد
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ۔ بسا کین دولت از گفتار خیزد
غرض مشتاق تھا اوسکا بہت جی ۔ سمائی دل مین تھی ایک بیکلی سے
کہین القصہ حسب اتفاقات ۔ ہوئی اک باغ مین باہم ملاقات
چلا وان جو گیا مین بے تحاشا ۔ تو مت پوچھو کہ دیکھا کیا تماشا
نظر اس ڈھب سے آئی وہ پریوش ۔ کہ دل اور جان نے اپنے کیا غش

بیان ملاقات اول و تعریف بستان

گئی آنکھون تلے بجلی سے اک کوند ۔ سمند ناز نے ڈالا اوسے روند
کہا دل نے مرے دیکھے جو وہ مانگ ۔ کہ ہے یہ رات آدھے کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش میرے ہوگئے تار ۔ ہوا مین مانگ چوٹی مین گرفتار
بہم آنکھون سے آنکھین لڑگئین خیر ۔ عجائب نرگستان کے ہوئی سیر
وہ شوخ و شنگ دیدے اس پری کے ۔ کہ ہون جسطرح دو بچے ہرن کے
نظر آیا وہ مکھڑا سیب کا سا ۔ بندھا یان ڈول کچھ آسیب کا سا
وہ رخسارہ مین اوسکی فربہی تھی ۔ ہوئی جس سے خجل اکثر سبھی ستی
نگاہ مست تھی ایسے سے بیباک ۔ کہ بس دیکھی جدھر باتہ ہی اودھر تاک

ہزارون آبلے جون تاک انگور
بہم پہونچاسے دل نے ہوکے مجبور

کہون اوسکی جبین کو کسطرح چاند
کہ اوس سے لاکھہ حصہ چاند تھا ماند

سہانا تھا کچھہ ایسا روپ اوسکا
کہ سایہ چاہتی تھی دہوپ اوسکا +

یہ ناک ساگ سی نزاکت مین بھری تھی
کہ بس جو بات تھی اوسکی پری تھی

نگہہ وہان کر رہی تھے یون اشارا
کہ ہی یہان ناتھی چاند اور ٹھوڑی تارا

جبھی دونون بھوین سہہ داد بیداد
کہ ہین وہ چسپ جیسے شعر اوستاد

یہ تھی کچھہ سرخ سرخ آنکھونکے ڈورے
رگ گل پہ جو رکھین سو نہورے

صف مژگان مین تھا ایسا ہی انداز
پڑی جھڑتے ہین جس سے سیکڑون ناز

برنگ گل نظر آتی وہ دوگالن
کہ اونکا وصف کرنا کیا ہی امکان

گردن کچھہ بہی جو تعریف در گوش
تو اوڑجاوین صدف کی سنتی ہی ہوش

نہ کیونکر اوسی سے مست ہوتے
وہ گردن تھی صراحی دار موتے

گلاوٹ بازو ونکی چشم بددور
وہ دونون مچھلیان جیسی سقنقور

لگا کہ ناخن پاسی وہ تا فرق
سراسر حسن کے دریا مین تھے غرق

پہین سج دہج کچھہ ایسی تھی تڑاقا
کہ ٹپ چمرو ونکو جس سے ہوا فاقا

نظر آتے جیسی وہ سو تو ان ناک
نہووے پھر وہ سارے غم غمناک

یہ عالم تھا کچھہ اوسکا واہ بے واہ
کہ لکھنے نسخ ہین جو ہاسے وہ اللہ

نہ کیونکر اوسکے خود بینی ہو ایسے
کہین دیکھی بہی ہے بنی ہو ایسے

قیامت کرتے کیا لگتی اوسی ڈہیل
کہ تھی وہ بچہ صوبہ سرا فیل

پھڑک نتھنون کے پھر ایسی ہی اچھے
تڑپھہ جون پیٹرنے مین جاے مچھلی

وہ ظالم کے مسی آلودہ دندان +
جھلک مین موتیونسے تھی دوچندان

بڑی ہونٹون مین تھی ایسی دبکتی +
کہ ہون جون رات کو جگنون چمکتے

در تعریف اخصا

یقین ہوا اوسکو جو دیکھے وہ پستان
کہ بیشک یہ ارم کے ہے گلستان

بنے دو برج سونیکے یہان ہین
غلط فہمے تہی کہنا یہ بڑے بات
یہ کہنا تہا کہ دو سونیکے تہکے
نہ جی الماس اور ہیلم کے کٹے
زبس تہا صاف سینہ پیٹ بہی صاف
شکم پر رونگٹون کا ذکر کیا تھا
ستارہ سے دمکتے تہے پڑی ناف
وہی تو حسن کے چشمہ کے تہے سوت
یہی کہتے تہے اوسکو دختر رز
کرون کچھ اور اعضا کا تو کیا ذکر
کہے دو شعر لیکن فارسے ہین
زہے مضمون کے عالے دمانے
میرس از بند شلوار از دگر پیچ
بناف وان گرہ کن چشم خود باز
اوسی مین آگئے مضمون بسارے
چڑھا اس جوش پر دریای مہتاب
ولکن یون لگی سب بڑج پیچکے
ہوا وان تن بدن سے مل کے پارا
زمین اوسوقت لگتی یہہ بہلے تہے
درختون کو اوس انداز و ادا نے
غرض وہ شوخ میری پاکے آہٹ
خجالت سے پسینے مین ہوے غرق
لگی کہنے ہوئی ہے عقل کچھ گم

کسوئی کے کلس اونپر عیان ہین
عبث ضائع ہوئی ناحق کو اوقات
لگائی آنکہہ جن پر تہی اوسے حلے
بہم چہوٹے بڑے تہے یا اسکے
بدن آئینہ سان براق شفاف
فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تہا
بہلا کوئی کرے کیا اوسکا اوصاف
نہ تہی وہ ناف تہی ایک جاگتی جوت
کہ ہے یہ تو بعینہ ہاے ہوز
کہ ناحق کے اٹتی ہے کہان فکر
کہ سچ پچ حسن کے وہ آرسی ہین
چڑہا وین بلبلین جنکو چرانے
حکاتیہا ست اینجا پیچ در پیچ
کہ زیر مہر وارو نیز رہ تا ناز
لگے ہر سمت سے ہونے اشارے
کہ کوسون تک بہرا سیلاب سیماب
کہ سچ پچ جیسی ہون چاندنکی تہکے
چمکتے تہے پڑے جیسے کہ تارا
کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تہے
دیتی تہے بادلے کے شامیانے
لگی دکھلانے اپنے چلبلاہٹ
چمک کر یون گئے آنکھون تلے جون برق
زنانہ مین گہس آئی کون تہے تم

کہا اب خیر سے گھر کو سدہارو — کسیکا مفت مین تم جی نہ مارو
دُہٹائی ہے تمہارے جے ہوا عشق — لگائی تمنے میری جی مین آتش
نہ باندہے کوئی کچھہ طوفان و شیطان — چلو اب جاؤ نہیں اللہ نگہبان
وہان مجہکو زبردستی گئی سوجہہ — مزے مین آکے بدمستی گئی سوجہہ
لگاوٹ سے ہوئی جب دلکو تسکین — تو مین نے پشت خار اونسی لیا چہین
اونہون نے بہی لپٹ کر ایک ماری — رضائی شال کی میری اوتاری
لیئے مین پشت خار آیا ادہر کو — رضائی لیگئین وہ اپنے گہر کو
رکاوٹ آگئی پہر کچھہ جو ناحق — ہوئی دونون کے سینے رنگ گل شق

ملاقات بار دیگر

ہوا مدت مین جو پہر وصل دلدار — تو شدت سے کیا اون نے مجہے پیار
یہ اپنا زور فتنہ مین جتایا — کہ مجہکو عطر فتنہ کا لگایا
نہونے پائی تہی تسکین دل کو — کہ کوئی لیگیا بس چہین دل کو
کچھہ ایسی بات جہٹ درپیش آئی — کچھہ آپس مین ہوئی دونہین جدائی

ملاقات بار سوم و یکجا ماندن تا یک ماہ کامل

حقیقت کے نہ پوچھو بعد چندے — ملا اون نے دیا مجھے جسکے بندے
ہوا پہر جو میسر وصل دلخواہ — ملاقاتین ہوا کین تا بہ یک ماہ
تصدق تیرے قدرت کے خدایا — کہ دو بچہڑے ہوؤن کو پہر ملایا

دربیان مہاجرت بعد از صحبت یکماہ

یہ آیا سوچ ایکدن بیٹھے بیٹھے — کسی کے دلمین جیسے چور پیٹھے
کہ ہے یہان جو میسر عیش و آرام — سو ہرگز میسر گردون کا نہین کام
تعجب ہے نہین ڈرپے جو ہوتا — یہ دشمن ہے پڑا کس نیند سوتا

زمانے نے کیا اس بات کا رشتاب
پهر آیا چشم مین خورشید کے آب

بیان قسمت کے خوبی کیا کرون آه
بهت بغلین بجاتا تها که ناگاه

طرب نے مجهسے اپنے موهنه کو موڑا
فلک نے تفرقه کا سنگ چهوڑا

خوشی کب دیکهه سکتا هے یه کم بخت
کهون کیا حال دل سنگ آه و سخت

دربیان بیتابی فراق وبیان اشتیاق

وه شکل آنکهون مین اپنے چها رهی هے
طبیعت سخت هی گهبرا رهی هے

لبون په آه هے اور جی مین هے درد
بهر اکرتا هون جب تب مین دم سرد

مجهے کچهه کهانی پانیکا نهین هوش
تصور سے اونهین کے هون هم آغوش

لگی هے آگ سی ایک دلمین میرے
سمائی وحشت آب و گل مین میرے

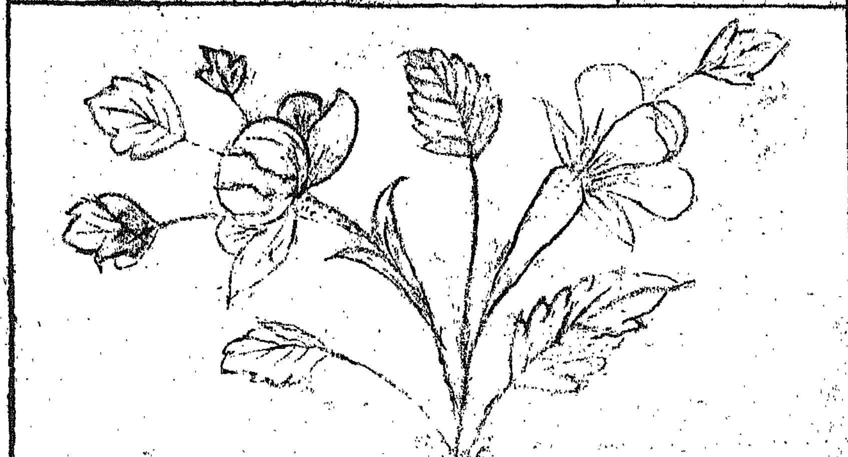
یه گهسن سان اب اون بن لگی هے
کسیکو جس طرح سے جن لگے هے

الٰهی صحبتین پهر هون وه باهم
نه چهوٹین عاشق و معشوق اکدم

بهت سا یهه ترا بنده کراها
کرم کر پهر ملا دی یار اٹها

وه جو دشمن هین سونا پید هو دین
پڑی پهر بیٹهین اپنا اور رو دین

اوسی کو سب سے ملاقاتین هین پهر
وهی راتین وهی باتین رهین پهر



مثنوی فیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدقے آنکھوں کے تیری ساقی — ہے مجھکو ہوس ابھی تو باقی

ایسی ہی شراب دے ہوں ہار — بڑھ جائے یہہ جس سے سکر کا تار

اطراف حبش ہین جو سبے ہو — انگور سیاہ کے جھنبے ہو

تیزی ہین سیاہ مرچ سی ہو — جھجھوناک اوسکی نکیلی کیچ سے ہو

وہ جسکی بڑی بڑی ہوں جوہر — صدقے جن پہ ہوں لعل و گوہر

لایا وہ بوضع حور طناز — جس سے کہ چمن چمن اوگین ناز

دار و ایسی کہ ہوا وسے الخرم — جس سے چمک اوٹھے صورت بزم

تو میری حوالے دخت رز کر — پہر قول سنے مجھسے نخوت و نہ کر

دی مجھکو وہ جام صورت بدر — ہو رات یہہ جس سے لیلۃ القدر

سمجھے جسے نشہ سرفراز — لیلائے سیاہ خیمہ ناز

ہو جس مین لپیٹ اژدہا کے
صورت دیوار قہقہا کے

جس سے کٹ جای زہار خشک
جسمین کہ کھلا ہو نافۂ مشک

جس سے سب وال فی ہو وحشت
عنبر کے بھرے ہو جسمین نکہت

ہو جس سے کہ دور یاوہ و پوچ
کر جاوی سواد دل سے غم کوچ

ہو جس سے کہ دلکو او رہی بوچ
اوڑ جاوین وقیقہ یہ سب سنوح

خاطر استون کے جس سے ہو جمع
روشن وہ کرے مراد کی شمع

ظاہر جس سے ہو حسن کے سوت
جس سوت سے نکلی جاگتی جوت

جس سے چھٹ جاندنی کری کھیت
چمکی تارونکی وضع سے ریت

جس مین ہون معجزات عیسیٰ
غش جس سے ہو راہب کلیسا

یہ چار طرف گھٹا جو چھائے
ہے زلف صنم کی یاد آئے

بادل آئی ہین عیش کے جھوم
اسوقت نہ رکھہ تو مجھکو محروم

ایسا کر دے مجھے سیہ مست
تا برق کی طرح دل کری جست

کر ایسی سے می مین یاس کو غرق
جس سے بھڑک اوٹھی شعلہ برق

جس سے کہ سرور یاد آوے
انشا اللہ مراد پاوے

ہووے نہ تو اور دی مجھی کچھ
جسمین یہ پیاس تو بجھے کچھ

ترک مت مجھسے اری تو رہ وا
گر ہووی نہ می تو چھیڑ تھوڑا

تا مین کہون ایک تازہ قصہ
ہے یہ تو فقط ترا ہی حصہ

قصہ نہین ایک باغ ہے یہہ
مسرور کن دماغ ہے یہہ

مطلق نہین اسمین کذب کا دخل
ہے صدق سے پر ثمر ہر ایک نخل

ای صاحب فہم و عقل صایب
سن مجھسے لطیفۂ عجایب

مین تیری حضور وہ کرون نقل
جسپر کرے وجد دانش و عقل

تھی سترہ سو بیانوی سال
وہان عیسوی ای بجاہ و اقبال

انگریزی مہینا تھا دسمبر
جسمین ہوئی بات یہہ مقرر

بیری کی ضلع مین گرفتار
گویا خرطوم اژدہا سے تھے
تھا کوہ شکوہ و خوب صورت
ہاتھی کا نام تھا بھادر
چنچل پیاری تھی مادہ فیل ایک
باہم صحبت کو جو تھو لا +
چاہت نی مچائی ہے یہان دھوم
بے گفتہ شیخ شہر و مفتی
دو دل باہم جو ہو وین راضی
باہم ہوتے ہے بوسہ بازے
صحبت آپسمین ہے بہت گرم
ہتھنی کا ایک پانو اگلا
چھوٹا پھرتا تھا یون ہی ہاتھی
گو تھا پلہ کچھہ بندھا نہین تھا
ٹپکا پڑتا تھا اسطرح سے
پاس اوسکی مدام سونگتا تھا
خرطوم سے لیکے گل کے شبنم
ازبسکہ وہ فیل صدمہ کش تھا
جو لوگ تھے گرد پیش کے کل
۱۲۰۲
پھر سترہ سو ترانوی سے
تاریخ کہہ بڑھ گیا بھادر
خواہش کا دغدغہ جو بیٹھا
جھلے ہوئے چند بار ایسے

ایک فیل ہوا بڑا نمودار
صورت دیوار قہقہا تھی
بی شبہہ و شک گنیش مورت
صدمے او سیر سے بی بہادر
جسپر ہو جائین غش بد و نیک
تو آکے مہاوت ایک بولا +
ہوتا ہی مزاج سے یہ معلوم
کھیلین گے یہہ آج کل مین جفتے
پھر کیا کرین اونمین آکے قاضی
کیون دلّی گلی نہو وہی تازی
باقی نہ حجاب ہے نہ کچھہ شرم
تھا باندہ مہاوتون نے رکھا
ستی رہتے تھی اوسکی ساتھی
جاتا وہ کہان کہ دل وہین تھا
ساون کی گھٹا ہو جسطرح سے
ہاری ستی کے اونگتا تھا +
ملتا تھا موہنہ سے اپنی ہردم
چنچل پیاری کی بو پہ غش تھا
دانستہ وہ کرے ہے تغافل
بست و ہشتم وہ جون کے تھے
بے خوف و تردد و تفکر
چنچل پیاری پہ آن بیٹھا
گر اسطرح ہون دو پہاڑ جیسے

پر شبنم نہ پھوٹے گل کی کیاری | دریا کے طرح عرق تھا جاری
پھر وقت صباح اوسکے مین بعد | گرجا وہ فیل جسطرح رعد
پھر آیا گلون کے موںھہ مین پانی | پھر بات ہوئی وہ بار ثانی
لکھتے ہین جہان کار نثر ایسا | انشا نے کیا یہ نظم جیسا
سے اونکی خوشی ہے جبکہ گھٹ | آیا مین فیل خانہ مین جھٹ
کیا فیل زیادہ جو کھون مین | شاید لپٹ کر گردن مین
دو گھنٹے بچے تھے دو پہر کے | پھر بات ہوئی یہ جب سکر کے
چھوڑا ہاتھی کو اپنے آگے | ہتھنی کے نصیب سوتے جاگے
دو نون مین رہا ساس تا دیر | کہتے ہین لوگ جسکو بہت پھیر
ہاتھی بھی سونڈ ڈالتا تھا | ہتھنی کے وہ شے سنبھالتا تھا
لٹا تھا وہ فیل نر واجے | خرطوم سے جا ہی شرم اوسکی
ہتھنی بھی لبان کسبی اوسدم | تھی مارے مزے کے شاد و خورم
خرطوم سے عضو تولتی سے تھے | کیا جانئے کیا ٹٹولتی تھی
بھاری تھا خوب بیٹھے گدا | کہتے تھے سن لگے پہ وہ گدا
کیا مین کھون اور اوسکی حالت | ہر طرح اوٹھاتی سے تھے ملالت
ہتھنی پہ سوار یون ہوا فیل | جس طرح کسی کو کوئی دے کیل
گردن مین ڈال اپنے خرطوم | ہاتھی نے مچائی اوسگھڑی دھوم
اگلی پاؤن کو پیٹھ پہ دھر | پھل اپنا کھلا دیا سراسر
ہتھنی نے دو نو پاؤن اگلے | چھدرا رکھی سے تھے وہان مزے کے
ہاتھی ہتھنی سے ہو گیا جفت | دیکھی یہ سیر خلق نے مفت
اس وضع کو دیکھ سب رہی تھے | نشانے ہتھنی کے دب رہے تھے

نقشہ اوسکا جو فاریسے ہے
لو یا شفاف آرستے ہاسے

نظم فارسی برای تفریح اہل فارس

در وقت سعید و ساعت سعد	غرید ز شوق فیل چون رعد
بنهاد و پای خویش بر پشت	زان سان که فغان برآمدی گشت
برگردن ماده فیل خرطوم	پیچیده فشرد نائے حلقوم
بنشست چو کافر آنچنان چست	بیچارهٔ ماده فیل شد سست
فریاد بلند گشت زانبوه +	ابر آمد و ریخت بر سر کوه
حاصل که بهادر یگانه	مجروحش کرد هر دو شانه +
اندر دامن قاف کفچه مار	آورد و فگند هم در ان غار
جسرے بر رود نیل بربست	بود آنچه شکستنیش بشکست
آن دجله رساند تا رگ ناف	لرزید ز جنبش پردهٔ قاف
آتش در آب دجله افتاد	جنبید ز جای جسر بغداد
لیلی ز سیاه خیمه بیرون	برآمد و رفت پیش مجنون
گفتا ظالم چه شوخ چشم است	هان خنده مکن که جای خشم است
دیدندش چون بیاض دندان	با هم گفتند هوشمندان
کاورد ز بیستون بیداد	یکباره دو جوی شیر فرهاد
در هر طرفش شکوه و شان است	دروازهٔ دیر هندوان است
بیت الصنمے ز آبنوس است	شایستهٔ صد هزار بوس است
پشتش ز عرق سپهرشان است	ماهیت اوج کهکشان است

بیان متحیر شدن جانوران

اس کام کا پڑ گیا جو سایا	سب جانوروں نے غل مچایا
تھے جتنے کہ ارنے اور گینڈے	اکھڑے اپنے اپنے انڈے
اوٹھی دل سے پہاڑ کے ہوک	صحرا صحرا میں پڑ گئے کوک

جنگل میں مچ گیا جو منگل
کہنے کو یل بڑا بھلا سے تہے
تھا طعنہ زن اس صدا سے تیتر
دیکھی یہ غرض کہ جسگھڑی سیر
اوچھالا سیمرغ بے ہوا پر
ناچی یہاں ریچھ اور ادھر مور
نل جیسے کہ ہو دسے نل کے اندر
باہم سمٹ آئے لاکھوں لنگور
لیٹے جو بھسم تو پھر نہ چھوٹے
کرنے لگے کہاک سار ہی قہ قہ
شیروں نے بھی خوب ٹھنڈ ٹھیلے
پیے آب حیات عیش کے گھونٹ
بسیاختہ مچ گیا جو ہلڑ
مانڈی ہوا وچھل اچھل کے ارنے
ناچی سب ریچھ خوب سنگیت
قمری کر سرو کے خوشامد
بس خورد و بزرگ ہو گئی مست
آئی یہہ قہقہہ سے آندہی
کیڑی جتنے تھی کلبلا سے
آپسمیں گتھہ گئے بعد سے
راجہ اندر کا وہ اکھاڑا
غولوں کی جڑہی نہ ہاتھہ جو گون
خوش ہو گئی روح رستم وگیو
وان گونج گیا تمام جنگل
تھراتے مزی میں کو کلا سے
ہی یہہ سب بہے نگوڑی کتنے اپتر
بولا بوسے مین اپنے مرطیر
بالیدگے آگئی ہما پر
کیا خوب یہہ سیر کچھہ ہوی زور
نکلی یون فوج فوج بندر
جیسے قطعے مین کالے انگور
بارہ سنگو نکے سینگ ٹوٹے
چہ چہہ ہوئی اور خوب بیتہ
ہونی لگے یکدگر مین ریلے
یکبار رگے ناچنے لگے اونٹ
چلا اوسطے تمام گیدڑ
سانسیں لگے اولٹی اولٹی بہرنے
گانی لگی لومڑی ہر ایک گیت
بولے کہ چہہ خوش جیرا ابنا شد
اسباب سی گرگ ہو گئی مست
جھٹ جانوروں نے آگی باہے
چوہی بہے بلو لسی باہر آئے
بادل نے ہاتھی اپنے بھوئے
پریوں نے کو دپھاند اوجاڑا
جنگل مین لگا دی آگ مردوں
بوسے جنات بم بھادیو

پریوں نے چمن چمن کے زیور
آپس میں بہت لڑا کے تیور

تھی یار جو اپنی اپنی گون کے
جیتے پاڑہی ہرن سو چونکے

رگڑیں جھٹوں نے ایڑیاں واں
ٹوٹیں لاکھوں کی پیڑیاں واں

ایسا سے ہوا فسردہ کا وہ لا
جس سے گئے عقل سب کے بولا

دریا کے منھ پہ آگیا کف
باندھے مرتا ہوں لی ایک صف

اس وضع سے سب نہنگ نکلے
جیسے کوئی پتنگ کی ناک سے نکلے

تاروں نے یہ بات جوہیں تاڑے
اونہیں سے لگے ٹپکنے تارے

اس کام کے و بیاباں میں اڑیں سب
تھیں جتنی کھجوریں جو پڑیں سب

تھی سو کہیں درخت کے جہاں ٹھنڈ
بیٹھے چڑیوں کے جھنڈ کے جھنڈ

تپنے جو بڑی جو سخت گاڑہے
بڑھنے سے گھسیٹے اپنی واڑہے

پڑا جو ہرن سے ایک جست چالاک
سب رہ گئی اینڈ اینڈ کرتا ک

دریا کے ... کر دو کے تھے ریتے
سب بن گئے زعفران کے کھیتے

والی ... پل کے جھاگ رہیں گل
پھوٹی اونہیں سے شاخ سنبل

جنگل کو یہ کام جو خوش آیا
دھاڑ و سیر عشق پیچ پیچا یا

سے باد بہار کے پھیرے
سانس ایک بھر ... سانے گھیرے

مارا بلبل نے آ کے جو پرے
ایک اوس سے پڑنے لگے ...

جب تھم نہ سکے تھپیڑے وہ مطلق
سینہ ہوئے ہر انار کے شق

نیلا سوسن کا ہوگیا رنگ
تبدیل چمن کا ہوگیا رنگ

آنکھیں نرگس نے موند لیں جھٹ
چہرہ پہ کیا صبا نے گھونگٹ

انواع طیور ... اصل
لپٹے ہر شاخ گل سے بلبل

وہم اپنے بچا بچا کے گل دم
یکبار گئے آپ ... ام

گل شبو نے پھیر ... سرد
صد برگ کا چہرہ ہوگیا زرد

... چھٹے ... خستہ تھے
سو وہ بھی ... باندھ ...

کر اب پٹھا نا ہے گلہ
مارے بلبل نے چمن میں ایک چیخ
باقی نہ رہا کسیکو کچھ ضبط
رقصان طاؤس خوش ہنا تھا
سب سکے ہوتی دلکو ایک آ
سیمرغ تھا عقاب اور ققنس
اس قول سے وہاں جو شور اٹھی
نکلی بنڈکے فوج کے فوج
لذت اوس بات کی جو چکھی
کہنے لگے یون وطن کے بھائی
موند آنکھ سے کیا جو دیکھے
چالیس اسکھون کے بیر پہاڑ سر
بلبلون نے بھی باٹ اپنے تپے
سب مرہٹی بھی ہا کے بہا لا
دیکھو تو علیم ملا ا ہ کان
ہر جا او شوند اق اس بولے
دم جب سنے کے خوب سوچی
جاری ہوئی ایک نشاط کی نہر
چالاکی جنت گشتن اسپ
مدت او تنی ہے اور ورخواست
کا بنیا ہر شخص کا کلیجہ
عالم نے اونسے نکو آ گرگیا
[illegible]

خبط عون کرنے لگے کبوتر
وا مین مین گل کے لگ گئی کھونچ
یکبارگی سب کو ہوگیا خبط
ایسا سے قصہ ہوا تھا
چونڈی کو چھپا کے بیٹھا ہد ہد
غش ہو گئے تھے لیک یا شخص
چیرہ آئی گیا تے پر گیا تے
او بہی بہہ دیکھے ا [illegible]
بیٹھے تکے یہ چیرہ کے تکے
دیکھا یہی شئے کر چھپا ئے
آپس مین لگے یہہ کہنے بلکے
کو دن سے تجھے یہہ کاج پارس
اپی کہ مکہ راہ جانے پوے
بوپئے دادا ہی اکڑی آلا
اپنا ورک آب ہوا ہے حیران
ہر ترک اوری قوشو لغہ کولدی
سب سکھ بول اوٹھی واگروجی
لہرا اوٹھی سب ورسے لہر
گوا ون مین نہ تھے ولیکن عجب
تھی ویسی ہے صافنی کم دکاست
اونسی حرکت ہوئے نہ بیجا
ستاک پر بیٹھے ہاتھ سینہ
[illegible]

سونڈین آپسمین لڑتیان تھین برچھی سی نگاہین پڑتیان تھین
پھر شام کے وقت دہرم ساگر لاہی اونہین فیلبان جاکر
رغبت دونون کو پھر ہوئی آن سب ہوگئے اہل دید حیران
پر مین نے نہ دی اونہین اجازت تا پہہ بڑہ جاہین کرکے رغبت
پہ مین مے سنا کہ ایکبار اور پہلی بہی ہوچکا تھا وہ طور
یہ بات مہاوتون نی اوسدن مجھسے نہ کہی قبولے اوسدن
جسدن یہہ ہوا تمام مطلب ہان ہان لگے کرنے آنکر سب
اس بات کو دلمین تو کرو غور مانع ہوتا نہ مین سو کس طور
مدت گھنٹونکی کل ستے چپہیس جسمین کہ چڑھا تھا اوپہ ابلیس
تھے کرچکے چار بار وہ کام تو بہی لیتی نہ تھی کچھ آرام
تھا اونکا قصد بار پنجم آنکھین جھکین بسان انجم
ڈرتا تھا مہاوت کچھ خلل ہو تب تو سنے کہا کہ رو کو
بس اسی سمے تاشقے کے ساغر ہوجاہینگے یہہ نحیف و لاغر
دو روز کے بعد وہ بہادر مستی کے مارے پھر ہوا پر
آیا اوسپر کہ ڈالی ہیٹڈول چنچل کے دلمین ایک ہوا ہول
لاتا تھا جبکہ سونڈ ہاتھے وہ مارتے اوسکو پشت پاسے
چنچل سے تو دوستی ہوئی کٹ ایک اور بہی مادہ فیل اوس جھپٹ
ہر وقت بہادر اوسکے تھا گرد شیطان کا تھا وہ ایک شاگرد
چہلین کیا کیجئے جو دہان تھین آپسمین بوسہ بازیان تھین
آمیزش گو وہ چاہتا تھا دل ہی دلمین کڑہتا تھا
ایک روز بسبب اتفاقات تیار ہوا ایسے ملاقات
اوٹھی دلمین جو اوسکے جوشش ہتھنی پہ سوار ہوکے کوشش
کرنے تو لگا ولیک اندر کچھ راہ نپائی اس سے باہر

کھولا اوسنے دہانۂ مشک | آنکھوں سے ٹپک پڑے ہیں اشک
شرم اوسکو نہ کچھ حیا سے | تھا وضع غریب کا وہ ہاتھی
رہتا ہر وقت مستعد تھا | اوس بات پہ وہ بہت سجد تھا
چنچل پیارے بغیر وہ دن | اوسکو نہوا نصیب لیکن
دیکھے نہ کسو نی ہوگی اب تک | جھگڑے ان ہاتھیونکے بیشک
انگریز جان کارنش راقم | قصہ کے ہوئی وے مترجم
ہیں فارسی میں کلاک صاحب | وہ خاص حضور کے مصاحب
انشا سے یہ ترجمہ بعینہ | موزون ہوا ہے ای کہ وہ سہ
حسب الحکم جناب ہمارے | منظوم ہوئے ہیں یہہ لالئے
وہ ناظم ملک ہفت کشور | منصور و شجاع و عدل گستر
کاؤس حشم وزیر اعظم | جمشید حشم سہ مکرم
کسریٰ شوکت حضور پر نور | با عظم و شکوہ و شان مغفور
دی جسکو علی نے سعادت | یارب کہ رہے اوسکو یہ امارت
جب تک کہ رہی یہہ فیل گردون | نقارہ بجے اوسیکا دون دون

سن لے تو اسکو بار الٰہا
انشا اللہ نے جو چاہا

در ہجو گیان چند ساہوکار

ایک تہا بڑا ساہوکار نام تہا اوسکا گیان چند آدمی سے کہا ذرا بہائی گہر آتی انگیہی آوے جانڑے ہوا اسکی نوک جہوک تو کر دو جاکی مول تول جی کی لگی کا سول کیا صدقے ہیں چاہ پہ کروڑے بولی کہ تیس کے چلیں بہت عجب تو دہی کی پاپ

بہنگی امیر بخش جو آئی اوسی بہت پسند لبت تو جو کہی ہی گہڑین جانو مو اسکا کی بہاؤ بہائی کہراتی بولی تب لالہ جی وہ تو ہے امول آپ لگائی کا کیا صاف ہی کہئے موںہہ کو پہوڑ دو نیڑین بچاس ہے سہی مستر اکٹی تو گیہوں پاپ

دہیان لگا کہ آج بہی آٹھ پہر ہی اوسکی یاد
پہر کام کوئی ٹہیر نہین جامین شگوفہ ہووے اگرچہ
ہوا اوس دم اسطرح جسکا کہراتی نام ہے
سنتی ہی یہہ مزیکی بات کہنے لگے وہ اوسی آشتی
کہیرنے ہی اجی ایک مہینے کا بیاج
کہرچی غرضکہ جا چلے سہیر گئے جب بات چیت
سہاجنکا ل اسقدر جہاڑی گئی نہ کی وتون
واہ رے بہولی بہولی گال اور رو رو کی سوتہہ کر
ڈولی امیر بخش کے اتنی مین پہونچی آن کر
بیٹھے وہ اونکی روبرو فرش پہ جو تیون سمیت
وہ سب جو گئی شکوہ مین لالہ جی کانپنی لگے
بولی نہین بولی یہہ بہائی کہراتی اپنی گوٹ
یہ نہین اپنی کاج کی بہاسی کہراتی پہیر دے
آبرو کی ہونکرین بات ہولی مہا کٹھن
اون نی اشارہ مین کہا کچہی خوب چہیڑ چہاڑ
کیجیے جرات اسگہڑی ڈالیے ہاتہہ سینہ پر
خوف کے مارے ہو لالہ جی رکہتی دلکو تہام تہام
کہنی لگا کہنا یہ مین دیکہہ کے وہ چہل بہل
بہائی کہراتی واہ واہ جو رہجی کی ہے بہار
گرچہ کم جرأت اسطرح تہی تو بہت کمال اشتاق
آ لگا جو جہوٹی غلطہ کیا کہا ایک بار یاد
تم سی دوستو شرح مین اسکی حال کے
بسکہ وہ ذہن شعور تہا اور بڑا ہے قلندہ

سبب سے ہونیکا مزا کچہہ نہ جانا لوکا سودا
مانڈلی لوگ ہم کہانین سہر مین آشنا ہی مالک
لالہ جی ایک رات کی ہتری ہو کہر ہے جین سبہی
تل روپیہ تین سو لو یہہ نہ کہہ کے گن ابہی
اپنی پران کو گن کوئی کہڑی مین کریون آج
لالہ جی بیٹھے دہوتی باندہ جیسی تہی ماڑیونکی ریت
بیٹھی وہ نسی کبہی ہو تکیہ لگا بجا سکے یون
تونہ مین یہ ہوا سہری مونگنی کی ہو جیسی کہال
سوز نی اپنے ساتہہ کر اوسنی بچہا لی کبہی پر
لالہ جی بیٹھی جا ندنے گہر مین گیا ہو اونکی کہیت
تو ندیہ ہاتہہ پہیر پہیر خوب سا ہانپنے لگے
اسکا تو ایسا روپ ہے تا خیگی جہن لگی ہووے دل
کہو دی بڑہی ہو اسکے تو ابرو اب نہ گہیر دی
کہیر جو کچہہ ہوا ہوا بہائی کہراتی کس لیئن
ڈرتی ہین آپ کس سے دل کو بنا ہی پہاڑ
کہرچی یہ پوچہہ چکے اسی اب رہا کونسا خطر
آبرو پہ نہ گہیر وسے ہر گہڑی تہا یہی کلام
پٹہ کہا رام جانے ہی بہائی کہراتی سیتا کر
ہین ہین عجب جکو تری ہین ہین بلاتی انا
سینی تک ایک کان وہ ہر روز ہوا یہہ اتفاق
اون نی جڑی او دہر ہول اونکی دیا اسے یاد
بہاگا ہی گیا یہہ کہہ کے ہیٹ جی ہو کہیا لعل سی
کوٹہڑی بیچ جا چہپا کر کی کواڑ دونون بند

عاشق زار وخستہ تھا بھنگی امیر بخش کا
ساتھ یہ بڑا ہوا اوسکی کئی گھڑی کی بعد
پھری تلنگوں کی بلا و سیری بند و چھے بلاؤ
چٹ کری ہی ایسی بھانت پھری جیسی کوئی بلا
سنکے یہ شور و غل ہین بھائی گھراتی نے کہا
رنڈی بلائی کیون تھی جو بھاگ کے چھپ رہے ہو تم
اٹھو وہ جائینگی نہین بیٹھے ہی سنکے ماجرہ توڑ
چپکے سے بولے لالہ جی تیری بہی نہین وہ مانڑی ہے
بھائی گھراتی جیسے ہوا تھو بلا کو ٹال دے
لے لی سو روپیہ جب اور تب وہ سدھارا اپنی گھر
تالی بجا کے اسطرح بولی پھلا کے اپنے گال

اوس سے ہوئی جو بہتر خبر کام تھا جو رخش کا
پھر تو کہ جنو وہ لگا ایسی طرح سے جیسے رعد
وہیں تو انکو مہاری گھیر اب رہا کو شرسا لگا تو
کونسا لیکھا جو کہا ہی کیسی ہے یہ نپوتی رانڈ
لالہ جی تمکو گھیر ہے واہ جی واہ واہ وا
کھوئی روپیہ تین سو عقل و حواس کرکے گم
اپنی سی ہین تو کر چکا صاف کھوٹ ہون نہ کچھ
ہو گئے بڑی بھجتے پڑ سکا رام جانڑی ہے
و ہول لگا تی سو روپیہ اور بھی لیکر کھال دے
لالہ جی بارے ڈھیٹ ہوا تی چڑہ اپنی کوٹھی پہ
پڑ سکا رکھ تو سہی کیسی دیا تجھے نکال

اشعار متفرقہ

بس اوسیکی لطف سی زندہ ہین جو حافظ اور کریم ہے — نہ دوا ہی ہے نہ غذا ہی ہے نہ طبیب ہے نہ حکیم ہے

ایضاً

اختیاری تو نہین اپسے جو دوری ہے — سخت لاچار ہو ہین عالم مجبوری ہے

ایضاً شعر عربی

طلبی العوم من اوسکے الضریۃ — انہ فریۃ بلا مریۃ
اسنے نستقی سع الخیمہ — ما ورد و مبرد بالثلج

ایضاً

سکت الحبیب ستانۃ بلقی اللذ ساریا — سمعاوہ تخیلون دیزعمون محالیا

معما

عاشق بیچارہ کو درخیالت محو بود — شب با وج خواب کردہ گریہ دریا نمود

معما

چون شدم من گرسنہ بغداد را آتش گرفت | بر جہای گلشن شہداد را آتش گرفت

ایضاً

حضرت عشق آپ مین کچھ زور ہین نام خدا | واہ ری غلطہ الیو کیا خوب ای نام خدا

ایضاً

صورت آدم مین عالم ہے خدا کے نور کا | وہ پری غلمان سا گھڑا جھمکڑا حور کا

ایضاً

آمدہ تا کہ رو براہ آتش حسن شوخ او | موسی راہ جستجو قال لا الہ ا کشو

ایضاً

کیست آن مرد مسلمان بندۂ پروردگار | آنکہ نامش ہست در قرآن بتصریح آشکار

فرد مصرعۂ اول بے نقط و مصرعۂ ثانی ہمہ با نقط

آہ کل دلکو ہوا اور دکھ رکھا ہمسکو | جنبش چین جبین بت چین نے بے چین

ایضاً

ناک کے نیچے ہم اوس گل کے تاک لگائے بیٹھے ہین | کونسی سونہہ پر غنچہ نے سبق تاک لگا ہو بیٹھے ہین

ایضاً

صبحدم باد سحر زلف ترا سے بوید | بر رخت عکس در آئینہ بنیا بوید

ایضاً

چنگل شاہباز ناز مجھسے دو چار کیجیے | وا وہی دل مین آئی سیر شکار کیجیے

ایضاً

جب تلک ابر کے پرتو سے رہی گیلی ہو سب | بار آلہا نکل آوے کہین چمکیلے و ہو سب

ایضاً

چاردہ سالہ جوان ساقی صہبا شدہ است | امی کنند پیر مغان را آفتی برپا شدہ است

ایضاً

آنے جانے مین کبھی تو وہ بیان مجھہ پر کیجئے
بندہ پرور مفت کا احسان مجھہ پر کیجئے

ایضاً

کھل پڑی حالم ستے ہین تو ہم سخت کھلے
لی نہ اے دختر رز اتنو تر ہی نجت کھلے

ایضاً

جو سباب سمجھی ہے مجھے اس عشق کے سرکار مین
یا الٰہی اوسکو خفت ہو بھری بازار مین

ایضاً

اپنا بھی کچھہ یہہ حال غرض جا بسیر ہے
دریا مین رہنا اور مگر مچھہ سے بیر ہے

ایضاً

ہے یہہ چمن مین عندلیب ایک داغ جو گئی
چاہتی ہے کہ لی اوڑا باغ کا باغ چونچ سے

ایضاً

وہ جو میری چھیڑ بنکی تجھکو آکر جو ب دے
اوسکی دم مین باندہ ندہ جاندنیکو سوت

من رباعیات

در حلہ زنند اہل جنت چون طبل
گیرند زرماد یان حوران اصطبل
ہرگاہ کہ رزق از فواکہ یابند
قالوا ہذا الذے رزقنا من قبل

رباعی در طلب باران

یارب بصفا و صدق اصحاب حسین
بنگر بگریہ ہاے احباب حسین
لب تشنہ زمین شدہ ست باران بفرست
از بہر لب تشنہ بے آب حسین

ایضاً

اے بار خدا ابنجا کساران رحمے
کن بر عطش امیدواران رحمے
اطفال بنات روزہ داران ہستند
بر حالت ضعف روزہ داران رحمے

ایضاً

چون مطلبند امیدواران باران
بفرست پئے سیاہ کاران باران
ابر سیہی بدہ بایشان یارب
تا کے ہمہ ہا کنند باران باران

ایضاً

یارب بدعای شرمساران رحم آر | بر تشنگی سیاه کاران رحم آر
بر گوشهٔ دامان ترشان بخشان | بفرست سحاب و برق باران رحم آر

ایضاً

هنگام نشاط و عیش و عشرت بفرست | جشن و طرب و سرور و دولت بفرست
عالم سے نالد از براے باران | اي بار الٰه ابر رحمت بفرست

ایضاً

منت بر فرق میگساران بگذار | بر دوش گناه بار باران بگذار
اے بار خداے کاکل ابر سیاه | در دست همین سیاه کاران بگذار

ایضاً

نعمت از بهر دین فروشان باشد | گو خم مے به باده نوشان باشد
انواع انواع ابر کرده مخلوق | یک ابر سیه براے اوشان باشد

ایضاً

ز افلاک صداے العطش مے آید | از خاک صداے العطش مے آید
رحمت بفرست کز دل شان از خوف | صد پاک صداے العطش مے آید

رباعی در طلب رحمت

یارب به رسالت محمد رحمے | یارب به صداقت محمد رحمے
من در امت محمد هستم | یارب بر امت محمد رحمے

ایضاً

هر سدره نشین بگوید آمین آمین | خود عرش برین بگوید آمین آمین
انشاء الله چون دعاے خواند | جبریل امین بگوید آمین آمین

رباعیات هندی در طلب باران

یارب بطفیل اشک چشم زهرا | فرمادی ابھی ایک ابر آوے گھرا

جل تھل بھر جاویں ہووے خلقت سرسبز — الجاوے اسی گھڑی جھڑی کا لہرا +

ایضاً

ہے خشک پہاڑ کے بھی چھاتی یارب — یہ گرم ہوا نہیں خوش آتی یارب
کر ابر کرم کو حکم برسے ورنہ — ہے گا وزمین کے جان جاتی یارب

ایضاً

یا بار آلہ مصطفےٰ کا صدقہ — اولاد بتول و مرتضےٰ کا صدقہ
برساوے مینہہ ہری بھری ہو خلقت — یارب شہدائے کربلا کا صدقہ

ایضاً

جسوقت بڑی ہی بہلو نکو رونا آوے — خلقت کے جگر جلون کو رونا آوے
برسے برسے ہے مینہہ نہ برسے کیونکر — کسطرح نہ بادلونکو رونا آوے +

ایضاً

رو یا برسائین گے روپہلے بادل — سونا برسائین گے سنہلے بادل
امید نہ توڑ حق سے انشا اللہ — آپہونچے وہ دیکہہ اپلے گہلے بادل

ایضاً

با آنکہ گنگارے وبد مستی + — باشر ذمہ فسوق در پیچہ ستی
از یمن ولاے حیدر انشا اللہ — در حفظ و امان او تعالے ہستی

ایضاً

دل بسوز و مرا بر احوال تدرم — گہہ در شیراز ہست و گاہے در مرو
از قطع منازل و مراحل چہ حصول — آیا شمشاد نیست آنجا یا سرو

ایضاً

کے خوش می آید اصفہانی را بلخ — آن صورت غرہ دار داین سیرت سلخ
در خانقہ اہل ریا اے انشا + — باللہ کہ سخت زندگانے شد تلخ

ایضاً

ہستم ہمہ جرم و عیب بی عیب خداست
این نیست دروغ عالم الغیب خداست
لیکن انشا ہمین قدر میداند
لاریب محمد است و لاریب خداست

ایضاً

شک نیست کہ بندہ ام اگر گمراہم
الطاف محمد و علی میخواہم
انشا اللہ جنتی خواہد شد
گو بندہ لا الہ الا اللہم

ایضاً

ہرچند گناہ بس عظیم است ترا
از سرتا پا تمام بیم است ترا
انشا اللہ ہیچ تشویشی نیست
ہردم سروکار با کریم است ترا

ایضاً

تاکے امراض و این معایب تاچند
وین عسرت و اینہمہ مصایب تاچند
تاکے نہ کند اعادہ در چشم نور
انشا یا مظہر العجایب تاچند

ایضاً

کیا ہاتھ ہلاکے پوچھتے ہو سے خوش
ہم جیسے ہیں خوش کبھی نہو گاکے خوش
بس ٹپکے ہے پڑتے ہے نشہ کی دین میں
ہی پیکے مزاج ہو رہا ہے سے خوش

ایضاً

اے دلبر عشوہ ساز احسنت احسنت
با عمرت دراز احسنت احسنت
دیدی ما را و گفتی انشا اللہ
احسنت احسنت باز احسنت احسنت

ایضاً

انشا دہنت اگر ببوید دیگر
در دست ز جان و دل نشوید دیگر
اسے مست شراب بس لبِ یاکورا
انشا اللہ کس بگوید دیگر

ایضاً

آن لحظہ کہ قدر تشنگی شد معلوم
بر ما آورد فوج اندوہ ہجوم
خوردیم چو آب سرد انشا اللہ
گفتا صلوات علی الحسین المظلوم

رباعی بوضع دیگر

امروز حقیقت عطش شد معلوم
بے من آور فوج اندوہ ہجوم
در تشنگی آب سرد خوردم انشا
گفتم صلوات بر حسین مظلوم

رباعی مضمون تازہ کہ نظیر ندارد

ہان ای خورشید حسن با نور و ضیا
حرفے بشنو بیا بیا پیشں بیا
از بسکہ تصور تو دارم چہ عجب
کز پیرہن موسے من و دمہ گیا

ایضاً

مخلوق نشد دگر ز صنع بارے
ہم صنعت التشبیہ باین طرارے
ہم شاہ سوار چون یمین الدولہ
وین تیغ خراسان و تفنگ لاری

رباعی در لہجہ قصباتی

اجناس کے سو قِسَن مین اجنا دیکھو
سلمای علوم کا یہہ سمجنا دیکھو
اجنا چیزی ہست کان بروبہ ز زمین
تیہو تخم لغت کا تو اوبجنا دیکھو

ایضاً

اجناس کے جا گیا جو اجنا ٹھیرا
گہر آیا لغت کا ایک بادل گہرا
تصویر بہار کے دکہائے بہید تو
تفصیل نہ ٹھیرے راگ مالا ٹھیرا

ایضاً

دستار لغت مین نہ سمجنا آیا
اجناس مین کو دیکہ نکر اجنا آیا
اجنا کوئی ڈہول والا ہوگا اوسکا
کاغذ مین کہانسے ڈہول بجنا آیا

ایضاً

اجناس کے بیچ لکہتے اجنا کیا خوب
قاموس کے رعد کا گرجنا کیا خوب
از زور لغت نئی او بیچ سکے لیے ہے
اوس تان کے بیچ کا او بجنا کیا خوب

ایضاً

وسطے اجناس کے جو اجنا لکہیے
بادل کے گرجنے کو بھی گجنا لکہیے

اجنا رجنا کے باپ کو کیو نکر دہی ... تک آپ ہی انکا یان یہ سجنا سے لکہیے

ایضاً

اجناس کے فرد پر یہ اجنا کیسا ... یان ابر لغات کا گر جنا کیسا
گو ہون اجنا کے معنی جو چیز اوگے ... پر ہے یہ نئی ادیچ او بجنا کیسا

ایضاً

ترخیم کے قاعدہ کا سجنا سے لکہیے ... اور اپنے جرو جنا کو تجنا سے لکہیے
منظور اجی نہ سے لکہیے لکہنا ہووے ... تو کر کے مرخم او سکو اجنا سے لکہیے

رباعی فارسی در صنعت تجاہل

قاضی کہ لفظ فارسی را عربی فہمیدہ ... در غلط افتد و این ایجاد بندہ است
شکر است کہ حافظم صیانت کردہ است ... قاضیم شکوک در دیانت کردہ است
انشاءاللہ خان شاید خواندست ... گفتہ است کہ آن شخص خیانت کردہ است

جواب در صنعت تجاہل مذکور

ہر چند کہ لفظ خان ماضی باشد ... اکنون زچہ اعتراض قاضی باشد
الماضی لا یذکر مشہور ین است ... قاضی سے باید اینکہ راضی باشد

رباعی مذکور بطور دیگر

صد شکر کہ حافظم صیانت کردہ است ... قاضی مطعونم از دیانت کردہ است
انشاءاللہ خان کردست خیال ... زینجاست کہ گفت آن خیانت کردہ است

ایضاً

صد شکر خدا مرا صیانت کردہ است ... قاضی مطعونم از دیانت کردہ است
انشاءاللہ خان خواندہ است از آن ... گفتہ است کہ این شخص خیانت کردہ است

ایضاً

گو دشمن جان مفتی و قاضی باشد ... زان تذکرہ چیست ہر چہ ماضی باشد

خواہ زردگی کہن چہ خیز و خویش باش		انشاء اللہ از تو راضی باشد

در صنعت منظوم النثر المشہور

آرام و نشاط و عیش کردند ہجوم		ایجاب و قبول جا بجا شد مرقوم
با دختر رز پیر مغان عقد ام بست		گفتم قلت قبلت بالصداق المعلوم

صیغۂ نکاح من حیث المجموع بلا تکلف در یک مصرعہ مرقومہ بالا موزون شد

الحق این اعجازی ہست کہ درک عقل از آن در می ماند و طایر اندیشہ ہرچند پر زند تا آشیانش نمی‌رساند چرا کہ اندرین مباح شدن نکاح و حرام شدن [illegible] این شعر کہ مراد از قبلت بالصداق المعلوم باشد و باشندہ [illegible] ہست [illegible] کدام ثمرہ مراد نخوردہ

ایضاً در بیت صوم

ہم آپ سے بھوک پیاس سب کچھ سہنا		اور روزہ میں انتظار مغرب رہنا
آپس میں سحر کے وقت چپکے چپکے اور پھر		بالصوم غدا آ نویت اونکا کہنا

ایضاً

میں کوچۂ عشق کے جو کرتا ہوں سیر		آرام سے اور امن سے تو والی بخیر
ہر لحظہ مرے زبان پہ جاری ہے انشا		رب یسر ہے اور تمم بالخیر

ایضاً

احرام میں [illegible] دل		[illegible] کرتے ہیں کو کعبہ وان تا [illegible] دل
[illegible]		سبحانک ما خلقت ہذا باطل

ایضاً

[illegible] کس سے سیر		کعبہ میں بہت رہا ہے اپنا [illegible] دیر
[illegible]		یہ بھی ایک سیر ہو گی وہ بھی ایک سیر

ایضاً

[illegible]		ویسا [illegible] ہو کہ ہوں [illegible]

آرام و شکیب و صبر و طاقت سب گئی
رو دون پیٹون بھلا مین کس کے لیے

رباعی بے نقط

ہر دم ہوس وصال دارد دل ما
درد و الم و ملال دارد دل ما
در راحلہ وداد مہ سو گردد
حالا کہ دگر کمال دارد دل ما

رباعی در مناجات

یارب بتصدق جناب حیدر
وز بہر جمیع عترت پیغمبر
از وادی اضطراب مارا برہان
ای قابل قول من یجیب المضطر

ایضاً

دین و دنیا و نام و عز و تمکین
تسکین دل و قناعت و صبر و یقین
خلقت کو اپنے تو نے سب کچھ بخشا
اللہ مگر ہم ترے بندے ہے نہین

ایضاً

زاہد جو ہین او نہین ہے طاعت پہ گھمنڈ
اہل دنیا کو بھی ہین دولت پہ گھمنڈ
واقف ہون نہ طاعت سے نہ دولت سے مین
ہے مجھکو اگر تو تیری رحمت پہ گھمنڈ

ایضاً

ہر چند کہ ہین عجب ظاہر ہم کم
حق ہم مین ہے اور حق ہین الحق ہین ہم
باوجود وہی زاہدون کو دیکھین
پتلی مین آنکھ کے ہے سارا عالم

ایضاً

غم نے تیرے ایکدم نہ دل خوش چھوڑا
تھا صبر جو یار اون نے بھی موہنہ موڑا
جلتا ہے عجب طپش سے اس سینہ مین
اللہ یہ دل ہے یا کہ پکا پھوڑا

ایضاً

آنکا تیرے خیال حد سے گذرا
دل صبر و حیا سے اپنی مد سے گذرا
کب تک دیکھا کرون بھلا بیٹھا راہ
بس یار کہ انتظار حد سے گذرا

ایضاً

اپنی بھی نظر مین سب یہ کہا تین ہین گے
ہان تم ہو رقیب اور یہہ راتین ہین گے
کہتے جو بہت ہو تجھکو مین چاہون ہون
موہنہ پر کی میان یہہ ساری باتین ہین گے

ایضاً

ہان موہنہ سی کہین تمہاری ہم سے ہی بیسر
رہتی ہے نہین ہو ہای ایکدم بے خیر
کچھ اور تو کیا کرین گے لیکن ضد سے
دی بیٹھین گے جی ہے ہم پھر اپنا بس خیر

ایضاً

میرا نہین قیاس کے ہنر سے عاری
جو شخص ہین طالع نے او نہین دی یاری
اعلی درجہ کو پہونچے وہ ہم رہ گئے
کیون ہو نہ گران مایون کا پلہ بہاری

ایضاً

کافر یہہ کہے ہے حق پرستی سے گذر
ناصح کہتا ہے جوش مستی سی گذر
انشا تجھسے جو پوچھو ہین وہ تو پوچ
جھگڑا کہین چھوٹے اپنے ہستی سی گذر

ایضاً

مینے جو کہا اوس سے بہ زور و بہر آہ
صد حیف کہ دل سے دل نہووی آگاہ
وہ ہاتھ کو پھیر اپنے موہنہ پر بولا
سمجھونگا بھلا تجھسے مین انشا اللہ

ایضاً

بہلہ رہی تمہاری شان بہلہ رہی دماغ
بہلہ رہی تمہاری آن بہلہ رہی دماغ
مجھسے کبھی بات بھی نہ کرنے اللہ
بہلہ رہی تمہارے جان بہلہ رہی دماغ

ایضاً

شب نعش پہ پروانیکی گریان تھی شمع
اور آتش فرقت مین فروزان تھی شمع
اتنے مین پتنگ کے سر سے تاج زرین
دیکھو تو ستی ہو گئی بیجان ستے شمع

ایضاً

مینے جو کہا مری طرف کو دیکھو
دیتا ہون وگرنہ جی ہے دیکھو دیکھو
غصہ ہو سے لگے کہنے کہ این کیا معقول
خوب بے خلطے کے واہ موہنہ تو دیکھو

ایضاً

ٹھہرے ہی جو دن ہے بھرنا جینا
ایسا مجھکو تو کیا ہے کرنا جینا
جو دم کہ کٹے خوشی سے سو بہتر ہے
آخر تو یہہ لاگ رہا ہے مرنا جینا

ایضاً

لازم یہہ اوسکو ناز سونا سب پر تہا
اور اوسکی طرف دیکہہ کے رہنا ہی تہا
اظہار کیا کہ چاہتے ہیں تجہکو
کہہ بیٹھے ہم اوس سے جو کہ کہنا ہی نہ تہا

ایضاً

سب چکلے ہیں بیٹھے جبکہ اوسکے چٹکلے
ہوئے کہ پڑے جان پہ تیرے چٹکے
پہر دانت تلی کلکتک سے ناحق یہہ کہا
بس چل بیے اب آشنائی تجہسے لٹکے

ایضاً

عالم کے بہی طور ہیں کیا کیا دیکھے
خوبان سے کبہی لطف و جور کیا کیا دیکھی
شادی و غم و وصل و ہجر ای انشا
کیا کیا دیکھیں گے اور کیا کیا دیکھے

ایضاً

یون ہمنے سنا کہین جو نکل ہی جاوے
اس غصہ سے جان کیون نہ جل ہی جاوے
گہبرا گہبرا کے دم لبون پر آیا
اف کیجئے اور بس نکل ہی جاوے

رباعی بایجاد غریب

جم جسم تو بیٹہے اور دی مجہکو جام
جم جسم تو بیٹہے اور دی مجہکو جام
اس دور میں ساقیا نہ کر کچہہ تکرار
جم جسم تو بیٹہے اور دی مجہکو جام

ایضاً

کی مے سے جو ایکبار توبہ
اے ساقی و اے بہار توبہ
بس کیجئے معاف مجہسے تقصیر ہوئی
توبہ توبہ ہزار توبہ

ایضاً

پہر عشق ہوا ہی میرے جی کا جنجال
ہر وقت رہی ہے مجہکو اوسکا ہے خیال

اب وہ جہان کہین ہے اور چھوٹوں ہی کہین — دل کا ہے اندنون عجایب احوال

ایضاً

جنت کے فواکہ ہین روپیہ پیسی یون — ہم جھوٹون ہون نصیبون مین اگر اپنی ہوون
جو لذت و لطف چاہوا سنے لے لو — طوبی کے ہے پھل ہین یہ کہ پھر جنکو تون

رباعی مستزاد

در سلک سخن زلب گہرہا می سفت زاہد می بود — مطلق ز حدیث شیخ و واعظ نشنفت در جوش و خروش
بگذشت ز صد چو قیل و قال ایشان او ہم بجواب — زا سرار نفخت فیہ من روحی گفت گفتند خموش

رباعی

از بہر محمد و علی و زہرا از بہر حسنین — صدقہ سجاد و باقر و جعفر کا ہو زیب زین
بہر کاظم چہ رضا بہر تقی از بہر نقی — بہر حسن و مہدی دین یا مولی دی مجھکو چین

ایضاً

معمورۂ دل ز جلوہ ہای صنم است — ہر جلوہ ز جلوہ ہا بجای صنم است
دیدی تو برہمن و فغان ناقوس — این سینہ مگر کلیسای صنم است

ایضاً

زاہد ز کلیسا بجنگ آمدہ ام — مولیزن و ناقوس بچنگ آمدہ ام
چو خاچ و صلیب ہمچو رہبان دارم — انجیل گرفتہ از فرنگ آمدہ ام

ایضاً

قطع نظر از ما و منی خواہم کرد — لیکن نہ چو زاہد دو سنی خواہم کرد
زنار ز اشک در گلو خواہم بست — در بتکدہ ہا برہمنی خواہم کرد

ایضاً

جز جلوۂ او در حرم دیدہ نبود — غیر سیر خودی ایچ مرا سیر نبود
چون خوب بچشم غور آنجا دیدم — من بودم و او بود کسے غیر نبود

ایضاً

هرچند نجوم چرخ را انبازے — هردم بنقشون قاهره مے تازے
مے افشاری گلوم از طفل سرشنک — بازی بازی برلیش بابا بازے

الیضاً

چون طوف حرم نصیب غیرم کردند — رهبان کلیساے دیرم کردند
در کنج خرابات خوش اوقات گذشت — صد شکر که عاقبت بخیرم کردند

الیضاً

رفتم ته خاک و درد یارم باقی است — وز بادهٔ عشق او خمارم باقی است
نرگس بدمید بر مزارم چو گیاه — یعنی که هنوز انتظارم باقی است

الیضاً

زینسان که بسوختن سرے داشته ام — در شعلهٔ حیات خویش انگاشته ام
با سوز و گدازت ار نسازم چه کنم — چون شمع ز آتش علم افراشته ام

الیضاً

روزم شده همچو شب نمیدانم چیست — جانم آمد بلب نمیدانم چیست
مے جویم و خویش را نیابم در خویش — بیتابی را سبب نمیدانم چیست

الیضاً

افتان خیزان اگر توانم خود را — در عالم بیخودی رسانم خود را
من کیستم و چه ام چه بودم چه نیم — نشناسم خویش را ندانم خود را

الیضاً

آن طائر دل که بود عرشش ماوا — شد مرده ز ارتکاب عصیان اینجا
داریم سوال از تو چون ابراهیم — رب ارنی کیف تحیی الموتی

الیضاً

گیرم که مدام دیده ات پرآب است — وز سوز درون دلت بیتاب است
انشاء اللہ مے شود مقصودت — خوش باش خدا مسبب الاسباب است

ایضاً

گفتے کہ بجائے خود نشین یعنے چہ — از ہیچو منت چین بجبین یعنے چہ
محروم ز صحبتم چرا میدارے — آخر چہ گنہ چہ موجب این یعنے چہ

ایضاً

از دیدن من ترا چہ تنگ است بگو — زاہن دل تست یا ز سنگ است بگو
ہمراز شوے سگے و گاہے غمّاز — این بو قلمونے از چہ رنگ است بگو

ایضاً

یکچند ز لطف دلربائے کردے — چندی از جور بیوفائے کردے
گردید محال دیدنت ہم الحال — میدانم دعوے خدائی کردے

ایضاً

گو آمدن و نشستن و ایستادن — با یکدیگر بخندہ لب بکشادن
گفتے ندہند بار کس را در بزم — مجرا موقوف شد بلفظ دادن

ایضاً

در بحر حقیقت ہست عالم چو صدف — غواص محمّد و گہر شاہ نجف
احباب امواج و اہل بینش کشتی — باقی ہمہ خار و خس و خرجیات خذف

ایضاً

وادی مقدس نجف اشرف را — دانیم کہ آن روضہ چو طور ست آنجا
آمد ز درش خطاب انشاء اللہ — در وجد شدیم خر موسے صعقا

ایضاً

ای صفدر و منصور و شجاع آصف جاہ — بادا بہ تصرفت زماہے تا ماہ
در دہر ہمیشہ چون سلیمان باشے — یاران ہمہ گویند کہ انشاء اللہ

ایضاً

دل گشت و صد قاش بگو یحیی در — شد در از کنون فاش بگو سبحے در

کشتہ مارا بے تو کشتی آغا — ای مرد قزلباش بگو بخشی ور

ایضاً

دل رفت بشست عشق آغام خدا — جانم شده مست عشق آغام خدا
مردم مردم کنون ز جورش مردم — مردم از دست عشق آغام خدا

ایضاً

با من سر لطف و مدارا عشق است — شاہم نہ بود که این گدارا عشق است
خواہی لبیک و خواہ ناقوس بسنج — ای زاہد و برہمن صدارا عشق است

ایضاً

گر زاہد و گر مست و گر قلاشم — رندانه بہر طریق خوش می باشم
آن کیست که نیستم بگوید انش — اندر دہن چپہ کلانش شاشم

ایضاً

نے ہیچ خورد نہ آب نوشد ایزد — نے خواب کند نہ جامہ پوشد ایزد
ہر نقد عبادتے که زاہد دارد — کے باغ بہشت مے فروشد ایزد

ایضاً

زاہد که بجز [illegible] مقرر است — از جملہ اش خدا پرستی دور است
خود میداستے که مایہ لقمہ بہشت — امرود و انار و خوشہ انگور است

ایضاً بہ زبان اردو

گذری دنیا میں خیر جیسے گذرے — اس طرح یہ عمر بھی ایسی ہی گذرے
یہ وہ ہے کہ خبر لی نہ کچھ آتے ہیں — ہماری مسافر و نیہ کیسے گذرے

ایضاً

از بہر لتیقی مسافر آه است — ای تا تمام گروه را علامت [illegible]
[illegible] نبود نہ پاسے [illegible] — این میرق و این منار و اینک چاه است

ایضاً

از ناخن ظفر خاطر باد و پر ست — منحرانش آغا داری توفیق خود تسبیح بگو
بگذار هزار زهد و تقوے از دست — بر جانش آغا ای یار شفیق پندی بشنو
چشم بد دور طرفه چیزے هستی — ماشاالله ای نام خدا سبحان الله
انشاالله پهلوان زنده خوش است — خوش باش آغا ای زهد طریق با خلق نکو

مقطعات در معرفت زبان پشتو

ئی بکسر یاء تحتانیه هستی مے شود — یاسته هستید و یم بالفتح هستم ای عزیز
یم بضم یاء تحتانیه را هستیم دان — نیست در تذکیر و در تانیث فرق هیچ چیز
هان مگر در واحد و غایب مذکر نیست دی — در مونث ده بفتح دال با ها شد تمیز
وه بفتح واو هاء ساکن اینجا بود دان — و وچه بودند است و وی بود دی ای جان جهان
دی بفتح واو بود بید است و وم بودم بود — دی بفتح دال با یا هست باشد سر زبان
دی بکسر دال با یاء معنی هستید شد — نون مفتوحه در اول شان کند منفی عیان
نیست اینجا شد ندی ولیس ندی شدند — جمله انشاالله این را یک بیک سازد بیان

قطعه دوم

به سلک نظم گفتم رسم خط پشتو را — سه نقطه بر سر ح آورند وزی خواست
به فوق و تحت همین سین دو نقطه ثبت شود — بوقت خواندنش او را بجا سخ خواند
بدون مرکز اگر کاف وش بود حرفے — دو نقطه بر سه و زیرش نهند و کاف کنند
بدانکه وقت تلفظ چه دال و تا باشد — چه هاى هوز اگر زیر دال و تا آرند
مراد اگر متکلم بود بوقت کلام — بایین رویه همین میم صرف مینویسند
د دال صرف بدان مستغاء اضافت را — مثال او د زره خوگره است ای انیس
بود مراد ازین فقره خون دل کردن — ازین زیاده چه گویم به پیش دانشمند
اوخی چه اشک شو رگوست چشم و مخ رود است — زره ول سپت و سپینی ایجنین همی گویند

ل جای از تو بدان سرخ سرو رانه هرا ... زاشنک سرخ لسرا و خیو شیرخان گفتند
بدانکه مرا کرده یعنے بده کن کاه تو بکن ... هفه و شرح بود آن روز هست ای فرزند

قطعه سوم

و ذرا تو بیل میدان هست لکی مے شود ... ب بجای درهم آید هم بجاے بر بود
لاڑ راه هست و لاڑه را بدان استاده است ... شد لاهزا یعنے زا انجا زهی بود جاری کند
بوتره یعنی کبوتر پس شنه را سیر دان ... نسته را نیست میدان کوز خانه کن سند
کوری می بیند کرم میدارم است و ل هدام ... روغ را بیدان مرتب من ترا باشم بلد

قطعه چهارم در بحر هزج سالم

ڈو ڈهی اخوڑ انجور زنان گنه بنشین بیار استا ... تن امروز هست در شه نکے نیکے دهد مولا
بیا تا من بدم راز ه چه روشد براغی اندران ... خه بو یعنے دهان غاخو نه دندان لوزه بینز
روزهی ابر و غو کو نه گوتی دشت کردن بکو نجا ... ژ به یعنی زبان وه سر دست در غوی کف شد

کوته انگشت و انگشتان کوتی قندیسه گوڑا

ایضاً

پلو پلار پدر مور از بدان مادر ... خوڑ است خواهر لور دختر است ژروبه بیم

ایضاً

یو دوا لیس دری سلو پنزا ... اشپک آن لس او وا تا نه لس
یو لس و دالس و ورتی لس لس گو ... تا سلو رلس و پنیز لس در رس

قطعه

شل بو و بست ولس ورش سی وان ... سلو چیه را بجاے چل بیگو ان

پیر دشت پنجه است و اشیا پنش   شصت و هفتاد او یا بعد از آن
هست هشتاد و آتیا د نو د   تا و با شد صد سال است ای جان

قطعه

گروهی را که خود ایزد تعالی   عبادی خواند در دار السلام اند
هر ایشان را حفاظت میکند حق   میان قوم خود با احتشام اند
خواص الناس ایشانند لاریب   عوام الناس شیطان را غلام اند
ترفع را چه نسبت با حضیض است   بزیر اینها و ایشان بالای بام اند
مقید گشته اند در فوج ابلیس   گرفتار مصائب صبح و شام اند
نظر کن آیه و استفزز ای شیخ   همه ابلیس را در زیر دام اند
جو بر سر خاک ریزند این غریبان   ندید استند آبی تشنه کام اند
ولیکن پخته اند اندر عقیدت   اگرچه در عبادت سخت خام اند
گهی نشنیده اند آواز غیبی   متقر وحی و منزل لا کلام اند
گهی در خواب جنی را ندیده   شناسای ملایک هم قیام اند
غنیمت دان اگر صائم نباشند   که از دل بندهٔ ماه صیام اند
تماز سر سری از بیم گذارند   نگوشان را که از جنس لئام اند
دگر ز ایشان چه می آید باین جنس   بلی بیچاره ها مشت عظام اند
بشر هستند گر چیزی از ایشان   شود سر زد بسی عالی مقام اند
که از سلطان شیطان در ربیده   برای امر دین در اهتمام اند
برین تقدیر اگر در عقل سنجی   خواص الناس کمتر از عوام اند

قطعه در تاریخ رحلت الماس علیخان

رفت الماس علیخان طرف ملک بهشت   وای دنیا ز چنین حاتم دوران افسوس
قائم اللیل و سحر خیز و انیس الفقرا   کس نبوده است چنین قاری قرآن افسوس

شصت سال است کہ اوقات شریفش آن بود ‌ ‌ آہ و آہ آہ ز چنین مرد مسلمان افسوس
صبح در ماتم او چاک گریبان کردہ ‌ ‌ گشت نکردہ ترانہ شام غریبان افسوس

سال تاریخ وفاتش ز خرد جستم گفت
حیف ای آہ از الماس علیخان افسوس

قطعہ

عجب طرح کا یہ مضمون ہاتھ آیا تھا ‌ ‌ کسے عرب کے جو شہرت رسیدہ تھی کہ گفت
تو اہل ہند کے سمجھانے کو یہ کہتا تھا ‌ ‌ ہنا ملاخطہ سف آن ہذہ التخوب است

قطعہ

سنو لطیف ترین قصص برای خدا ‌ ‌ بآن بزرگ کہ بود ست ساکن بغداد
بگفت مرد طریقے العلم الیتنہ ‌ ‌ فقال اعلمہا انہا العظیم آباد
بایع مصر وسکاہنا لطیف و لطیف ‌ ‌ ہناک اہل صلاح ہناک اہل سداد

ایضاً

والا مناقبے کہ بری از معائب است ‌ ‌ آغا جواد المتخلص بحاجب است
امروز ہمچو صیغۂ معروف ذات اوست ‌ ‌ مذکور رفتگان ہمہ مجہول غائب است

ایضاً

ہست در دست آیہ و فی الارض ‌ ‌ بیشتر باز ولایت بحجاز آمدہ
تا بہ این کابہ ہم از لطف نمائی چہ عجب ‌ ‌ ای کہ از راحلہ دور و دراز آمدہ
بارک اللہ بیا اے قدمت بر سر و چشم ‌ ‌ کہ پئے دیدن ارباب نیاز آمدہ

تا بپرسم که ره باد بہ راطے کردی — یا درین معرکه از راه حجاز آمده
از چه رو می نکنی خاطر انشاء الله — اندرین شهر خواهی بنده نواز آمده

ایضاً

تو ای نسیم سحرگه ز جانب انشا — برو بخدمت حاجب علی شیرازی
سلام شوق رسان و بگو بعجز و نیاز — که ای سخنور بکمال تو هر قدر نازی
بلی ز نفخهٔ روح القدس مدد داری — ازان مسیح زبان و سحر اعجازی
همای عالم قدسی نسیم تو عنقاست — چو طایران بهشت برین خوش آوازی
قصیده و غزل فی البدیهات دیدم — علو مرتبه داری بلند پروازی
کسی به پیش تو دیگر چه لاف شعر زند — بفکر سعدی شیراز را تو انبازی
بسان رستم دستانی است نکو کردار — بهر طرف که کنی قصد خصم می تازی
هنوز قید ندارے چو سرو آزادے — بهر کجا که دلت میکشد سرافرازی
تو سر بمهر نه ای همچو نامهٔ شاهان — اگرچه فقرهٔ مخصوص مطلب رازی
باین جریمه که حاضر بخدمت نشدم — توقع اینکه ز چشم خودم بیاندازی
بروز حکم وزیر الممالک است ای آقا — چسان کنم حرکت نوکریست یا بازی
نماز روزه معاف است عذر گر باشد — بگو برای چه دیگر بشکوه پردازی
بعید نیست که پئے سیر اگر بخانهٔ من — قدم گذاری و گاهی ز لطف بنوازی

قطعهٔ تاریخ جلوس جناب عالی متعالی مد ظلکم العالی

دوازده صد ز سال هجرت گذشته بود و دو از آن‌ها — که این سعادت علی اعلی ز لطف بخشید مملکت را
عدد رسید از ائمه و دین دو شش برای آن نقش آمد — سه خال آورد آن مقامر که باخت نرد دغا و غوا
هوای تاریخ بود در سر سروش غیبم گفت بسر — بگفت لفظی و معنوی عدد میان شش و شش بهر دو پیدا
عدد دو شش با هزار و دو صد بود ز بهر حساب ابجد — دوازده گر دولت بخواهد دوازده بود ائمه ما
ازین دلیل صباحت افزا که هست با شمع صبح روشن — نمود تحریر کلک انشا دو شش سنین جلوس والا

عروس تہنیت یافت والی شعود امن برابر لاسکے | چو دید حسن جناب عالی شگفتہ رو شد مثال عذرا
شجاع باذل نصیر عادل اولی الفضائل یمین کامل | ضمان سائل نکو شمائل بلطف مائل بعدل کسرا
وزیر اعظم مہ مکرم خدیو عالم نشہ معظم | بذہن اسلم بجود محکم بعقل احکم امیر دانا
چرا نہ حاسد ز رشک میرد چو حوم مرکز قرار گیرد | زمانہ زینت ز تو پذیرد بفضل سبحانہ تعالی

ایضاً قطعہ

اوس کھلاڑی کی بھلا کرتب کو کیا لکھے کوئی | بوند بھر پانی کو جسنی چاند سا ٹھہرا کیا
ہو کے سکتے ساتھہ یہاں ہی وہاں تک جو کچھہ کرے | ہو گیا سب واچنبھے تو سوچ تو کیا کیا کیا

قطعہ تاریخ مسجد سالار بخش

مرد ہی تھوسکے دولت چرخ کی مسجد بیچ | تجھکو اب چوروں سے بھی ایا رہ ہی سالار بخش
امر نا مشروع پر موقوف کچھہ ہرگز نہیں | بخشنے والا ترا اللہ ہے سالار بخش
کیوں نہو حیرانی بیٹی یہہ تری بھالی لک | بول اٹھی سب کہ قرص ماہ ہے سالار بخش
آگے بھڑا تیغ سے یوں مسعود غازی کہہ گئے | ہے یہی تاریخ مسجد واہ ہی سالار بخش

قطعہ عربی

رب علی رحمتک الوافیہ | اسئلک الصحۃ و العافیہ
انت مغیث الفقر اہب لنا | عافیۃ کافیۃ شافیۃ

ایضاً

سنار ار وستی گویند لاریب | بجز الفت آن سنا حرفے ندارد
بیاموز آشنائی را از انشا | کہ غیر از آشنا حرفے ندارد

ایضاً

تا شرب بادہ شغل شہ بے نظیر بود | درویش ہر کجاست ز بذلش امیر بود
مسدود گشت باب سخاوت ز توبہ اش | شر قلیل باعث خیر کثیر بود

تاریخ فوت امیر بیگ

وای ویلا کہ نوزدہ سالہ … رفت چون آن جوان لسبوی جنان
وا دریغا ست از سر افسوس … سال فوت امیر بیگ بدان

ایضاً قطعہ

نہ نرنے کل پوست کندہ کہا … یہ سمجھا یہ اپنے سے اسے بربری
نری تو نہ روٹھا نرونکا یہہ کام … نریٹی کٹانے نری تھی نرے
یہی قول سجاد کا یاد رکھہ … نہ کر ہم سے کھریان عبث ای کھرے
بنجیون کے گھر مین نہین کوئی نر … چمارون کے حصہ پڑی ہے نری

قطعہ تاریخ مسجد سالاربخش

سالاربخش اینجار قاصہ ایست در شہر … اعجاز ظاہر او را در ہر مقام ہندی است
فی الحال مسجدی ساخت وہ وہ چہ طرفہ مسجد … آن مسجدی کہ گوئی دار السلام ہندی است
در رقص و در تغنی یکتای عصر خویش است … ہر بیت ما ورا او دین نام نام ہندی است
سکان ہند اکثر با اعتقاد باشند … ذکر خواص یکسو این از عوام ہندی است
انشا دگر چہ گویہ چون خوب غور کردہ … تاریخ مسجد او بیت الحرام ہندی است

قطعہ

جبکہ کٹ کٹ کے بنا دستہ تو بولا وہ درخت … چھانٹ جس سے اوسی نجار بسر لیتا ہے
میرے ایک جزو کو دہر اپنی مین قوت کی لیے … واہ کیا پہونچ کے تیرا یہہ تبر لیتا ہے

ایضاً

نجدا کہ غائبانہ در خیبر سفتم آغا … زحیفا کہ آنچہ باید بحضور گفتم آغا
اثرے ولی مرتب نشد است شر شارم … کہ ہنوز گرد ہا راز رہت نہ رفتم آغا
سر ماہتاب تابان کہ شمردہ ام کواکب … ز وفور اشتیاقت ہمہ شب نخفتم آغا
نہ کشیدہ ام نفس ہم تو ببین چہ کار کردم … کہ چو برق شعلہ را تہ دل نہفتم آغا
نہ چہ روکسے خراد پے سیر خانہ باغم … نہ درخت سایہ دارم نہ چو گل شگفتم آغا
پے دیدن جمالت نرسیدہ ام ولیکن … چہ قدر رفتہ و سنجم چہ قدر کلفتم آغا

سخنے کہ گفتہ بودی تو بگوش گل سحر گہ
بحضور وصف انشا ز صبا شنفتم آغا

قطعہ در تہنیت جلوس سالگرہ جناب عالی

ہر طرف سرو قباپوش پڑے پھرتے ہیں ۔ کھولی کیوں دل کی نہ ہر غنچہ خوشحال گرہ
پیرہن سرو ابھی نکلے از بہر نثار ۔ بیٹھے سب کھولتی ہیں صاحب اموال گرہ
چاہیے گوہر شب تاب کہ بس خیر اپنا ۔ کہکشاں دینی لگی کھول کے رومال گرہ
آج نواب فلک رتبہ یمین الدولہ ۔ ناظم الملک بہادر کے ہوئی سالگرہ
جب تلک عقد ثریا رہے انشا اللہ ۔ یوں ہی پڑتے رہے یہ تا صدہا سال گرہ
شمسی تاریخ کے برس گانٹھ ہے پھر لیں تو مدام ۔ پھر بنتی ہے یہی ٹھیری جدی سالگرہ
رشتۂ عمر میں دیتی ہیں تاروں کی نمط ۔ خود رسول و علی و فاطمہ و آل گرہ

قطعہ دعائیہ شاہزادہ سلیمان در تہنیت نوروز

خداوندا بحق جانشین احمد مرسلؐ ۔ اسی نوروز میں تجکو مع فوج روس ہم دیکھیں
فقط یوں قاہرہ حاضر جلو میں شاہ کی ہووے ۔ کریں گردن کشائیں ہر سبب پابوس ہم دیکھیں
پڑھیں خطبہ میں اوسکا اسم اعظم سکہ ہو جاری ۔ عدو جو کوئی ہو پائے رسن محبوس ہم دیکھیں
عمل اوسکا ہو جوں شاہ جہان بائیس صوبوں میں ۔ گلی میں اپنے بھی ایک خلعت ملبوس ہم دیکھیں
وہی تخت مرصع اور وہی پھر چتر حاضر ہو ۔ زمرد کی بنی ویسی ہے پھر طاؤس ہم دیکھیں
دعا مانگی ہے یہ انشا اللہ امی یارو کہو آمین ۔ سلیمان کا جلوس ہمنت مانوس ہم دیکھیں

قطعہ در تہنیت صحت نواب سعادت علیخان بہادر

این روز کہ انشا است چو جشن عید جان الملک ۔ کامروز نور تازہ چراغ نظارہ یافت
یا خسرو بلند است بسکہ بہر سنگ کار گر ۔ بالیدگی چو غنچۂ نسرین شرارہ یافت
تحفہ چیست از اطعم دوران کہ مرحج ۔ از حلقۂ غلاف نے او گوشوارہ یافت

آن ناظم جهان که زمین نگاه او   کام گدا ابر آمد و رنجور چاره یافت
کرده است غسل صحت و از فیض او تمام   نسرین و لعل و در چمن و بحر و خاره یافت
او ریخت آب بر تن و شد شاد عالمی   چون تشنهٔ که آب بقا را کناره یافت
گوئی تمام خلق تن یک مریض بود   صحت به یاران رخت ای ماه پاره یافت
زان چیزها که در صدف قاف از نظر گذشت   این پیر چرخ هم طبقی از ستاره یافت
تاریخ عید فرخ غسل مبارکش   انشا نوشت ملک حیات دوباره یافت

ایضاً تاریخ صحت

از رنج مزاج ناظم الملک   بود است زمانه را بدل درد
هم فصل بهار سرگران داشت   می گشت نسیم با دم سرد
آن روی لطیف تر ز نسرین   بود است برنگ جعفری زرد
بیشده محبس نرگس آسا   ضعفش بند و چشم ناز پرورد
از لطف حکیم بنده پرور   بخشنده بو به غنچه ورد
آمد پی شستن تنش آب   خورشید بکوزهٔ زر آورد
صد نغمهٔ تهنیت بگردون   از نوع بشر رساند هر فرد
انشاء الله گفت تاریخ   در چشمهٔ زندگی شنا کرد

ایضاً تاریخ صحت نواب ممدوح

ناظم الملک رستم دوران   چون ز فضل اله غسل نمود
جبهٔ خویش را مسیحا شست   مهر زرین کلاه غسل نمود
از برای نماز شکرانه   شاه انجم سپاه غسل نمود
سال تاریخ صحتش انشا   گفت با اوج و جاه غسل نمود

تاریخ ازدواج مرزا سلیمان شکوه بهادر

سال تاریخ ازدواج کسی   که سلیمان شکوه ذیشان است

گشت مرقوم بلوح حق بقلم	عقد بلقیس با سلیمان است

قطعہ در تہنیت جشن نواب ناظم الملک سعادت علیخان بہادر دام اقبالہ

آج ہی زور ہی کچہہ دہوم کے شادی انشا	جس سے آغوش وزارت مین رہی ہوہی عروس
اہل نظارہ کے آنکہون مین سمائی اکر	فر کسری و فریدون و جم و کیکاؤس
یون رہی جوش ہوئی کرسی زینہ کہ گرد	جیسے گلشن مین پہرین جلوہ کنان ہو طاؤس
شرق سی غرب تلک غرب سی لیکر تا شرق	روس سے روم تلک روم سی لیکر تا روس
کوئی سو بار پہر آوی تو نہ دیکھی ایسے	شوکت نوبت شاہانہ و آوازۂ کوس
کیا تعجب ہے اگر دیکہہ کے یہہ نور و ظہور	گبر دیرینہ ملقب ہو بہ عبد القدوس
سطوت صاحب محفل کے نظر کرنے سے	بانگ لبیک کرے ساز صدای ناقوس
ذہن ایسا کہ ارسطو بہی کرے شاگردی	مدرکہ یہہ کہ بہ از مدرکۂ جالینوس
آسمان تارون بہری رات کی کہاتا ہی قسم	کہ رہے طالع اگر ہم ہی ہون یہا کی فانوس
شکر ہے یہہ کہ مراد آج برآے صد شکر	چہٹ گئی جتنے کہ تہی قید الم کے محبوس
کشت امید ترو تازہ ہوئی خلق کے آج	کوئی اسوقت کسی طرح نہین ہے مایوس
قدسیان مستعد آمین کے ہیےہین یہہ قول	تا کرے تیری مدد بادشہ کشور طوس
ناظم الملک بہادر کو یہہ انشا اللہ	ہو مبارک صدو سی سال تلک جشن جلوس

ایضاً در تہنیت صحت فرزند نواب سعادت علیخان بہادر

تیری نواب جہان تاب کو انشاء اللہ	ثمر نخل برومند مبارک ہووے
روشنی اوسکی ہے دنیا مین رہے اور اسکو	شادی صحت فرزند مبارک ہووے

قطعہ در جواب کسانیکہ با کوفہ لکہنو را ہمعدد دانستہ طعن ہی نمودند

ہی لکہنو تو جا لے واعلی سے ہم عدد	کیونکر نہ اسکو نا دہلیا کے ہو ندد

اچھی طرف نہ جائے ایسا ضرور کیا ۔۔۔ چون ابن سعد لاسی کو نوہی کی سند
جائز ہے اس دلیل پہ آکر اگر کہے ۔۔۔ فخر معاویہ مین کوئی خارجے اشد
بارہ مہینے برج بھی بارہ فلک مین دیکھ ۔۔۔ بارہ ہی بارہ اونمین بھی ہین تو نہ رکھ حسد
بارہ دہا کے بارہ ہی پاوے اکائیان ۔۔۔ نام معاویہ کو ٹٹولے اگر خرد
بارہ بغیر کار روائی کہین نہین ۔۔۔ ہی حال مومنین بڑائی پہ حد سے حد
نام خدا یہہ شیر بہشت زمانہ ہین ۔۔۔ ہین لاکھون آئین ہیونکی صدورت کی سرو قد
ہوتے ہے اسمین تعزیہ داری امام کی ۔۔۔ اسکی مدد کو ہین حسنین اور اونکی جد
اول کا اونکا یا دلا اسکی ماموع اپجاسالی ۔۔۔ بہ بغض ہزار و دو صد لعن سے سنرد
دشمن کو لکھنؤ کے بس ایجاد نشکو سو نپے ۔۔۔ پیرا وسکی دم مین باندہ سکے ایک پرچہ بند
سب اوسکی عزت اور سعادت علی سے ہے ۔۔۔ قائم رہے ہمیشہ الٰہی وہ تا ابد
حاکم ہے اوسکا ناظم ملک جہانیان ۔۔۔ بخشی خدا نے ہے جسے لمع جبین و خد
نواب نامدار سلامت رہے مدام ۔۔۔ باندہے وہ سپہ کے شرق سے تا غرب اپنی حد

قطعہ تاریخ قتل عام کہ نادر شاہ در دہلی کرد

یکہزار و یکصد و پنجاہ و یک بود آن زمان ۔۔۔ تا بیامد شاہ نادر آن مجسم شکل قہر
چون لباس سرخ در پوشید گفتا اولا تیغ ۔۔۔ زد و خون کشتگان مخلوط شد با آب نہر
سر بریدند آہ رانیز اندران سفاک وار ۔۔۔ فقرۂ تاریخ این است آہ قتل عام شہر
۱۱۵۱

تاریخ قتل شدن نادر شاہ

شاہ شاہان نادر کشورستان مقبول گشت ۔۔۔ آنکہ حکم نافذش بالا تر از مریخ شد
تا شنید این رو بداد عبرت انشا گفت آہ ۔۔۔ وا ہی ویلا قتل نادر شہ ہمین تاریخ شد

تاریخ وفات شاہ عالم بادشاہ

ہزار و دو صد و بست و یکم ز ہجری بود ۔۔۔ کہ بست رخت سفر بادشاہ عالمیان

بروز ہفتم شہر صیام راہی شد — برای دیدن حور و قصور و ملک جنان
چہ جوش ما یکہ تاریخ رحلتش گفتند — گذشت از سر جان یوم سابع رمضان

ایضاً

ہے فوت شاہ عالم فخر جہانیان — وہ غم کہ جس سے ہر بنی آدم کو غم ہوا
دو بار سر جھکا کے کہا آفتاب سنے — تاریخ بادشاہ سے عالم کو غم ہوا ۱۲۲۱

ایضاً

رفت بسوی ملک نعیم — بادشہان را شاہ دریغا
جملہ شنیدند از لب رضوان — سال وفاتش آہ دریغا ۱۲۲۱

ایضاً

حیف از آن شاہ ولاور شاہ عالم بادشاہ — آنکہ تخت سلطنت بگرفتہ بود از زور تیغ
در سرای جاودانی شد ازین دار فنا — سال تاریخ وفاتش را چہ پرسی واد ریغ

تاریخ جلوس میمنت مانوس اکبر بادشاہ ثانی

چو تاج و تخت مرصع گرفت اکبر شاہ — کہ شہریار جہان است و ملک را والی
ہمای چتر سنین جلوس او انشا — نوشت اوج ملک مد ظلہ العالی

تاریخ اورنگ آرائی اکبر بادشاہ ثانی

چو انشا خواست تاریخ جلوس ظل سبحانی — خرد گفتا بگو شاہ ممالک اکبر ثانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

گرفت آن اکبر ثانی چو دیہیم خلافت را — مرتب شد بصد تزئین جلوس ظل سبحانی
برای سال تاریخش تخیل سے نمود انشا — ندا ز گوش آمد این جلوس ظل سبحانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

گفت بہ اکبر شاہ بہادر — حکم آسکے شاہ جہانے

سال جلوسش این بود انشا — شاہ ممالک اکبر ثانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

جلوس کرد بصد فر و زیب اکبر شاہ — کہ شہریار جہان است و ملک را والی
چو شان تخت فزود از جلوس سال جلوس — دگر مپرس بگو مد ظلہ العالی

قطعہ تاریخ ولادت مرشد زادہ والا گہر

شکر از فیض حق باد بہاری وزید — باغ وزارت گرفت تازگی از نہال
نخل برومند آن ناظم ملک جہان — یافت در آغوش خود کودک یوسف جمال
کرد ز شرق شرف مہر سعادت طلوع — فقرۂ تاریخ اوست مظہر اوج جلال

تاریخ وفات زین العابدین خان مرحوم خلف نواب مرزا شفیع خان امیر الامرا

آہ ازان آغا کہ زین العابدین خان نام اوست — وہ چہ آغا زیب و زین جنت الماوی بگو
جور بیماری بجانش داد مولانا حسین — حالیا سرکردۂ اہل بہشت آنرا بگو
لفظ مردن چون نمی زیبد بر آن اسم شریف — گشت مسرور از ہوائی عالم بالا بگو
با ملک شد ہمنشین یا حور عین صحبت گزید — خاطرش افسرد از دنیا و ما فیہا بگو
ماہ رویش را تصور کن دلا اندر خیال — ونگہان تاریخ آن افسوس اے آغا بگو

ایضاً قطعہ تاریخ وفات آن مرحوم

رفت زین العابدین خان رحلتش بر من شگفت — سال تاریخ وفاتش اوخ او وخ آہ گفت

قطعات چیستان و پہیلی ہا

پہیلی الٰہی

نام سبحان ربی الاعلی — کونسا ہے بتا تو مجھکو بھلا
جسکے صدقے سے خود بخود انشا — ہووے ظاہر مری خدایہ — لا

چیستان باران

چیست آن چیز ایها الاحباب … کہ ز قابش بر آید آتش و آب
بازیستان بود ورا نسبت … در سرا پاش میچکد رحمت
چون شمائل جمال ہم دارد … کشت ہا را بجوشش مے آرد
غیر مستانہ عشق ساغر نوش … باران را کہ می کشد بر دوش
صورتش ہمچو پاک بازان است … خود بہ تجنیس خویش نازان است
رونق انشا از ان بود لاریب … ناگہان میرسد ز عالم غیب

چیستان بھٹا

ستی گہر گرفتہ منار انیقدر بخویش … کاین لقمہ از دہان تکبر زیادہ است
مردی سفید پوش کہ ریشش دراز داشت … با حلہای سبز در آتش فتادہ است

چیستان بطور لغز و معما

گر ترا فہم و وقت نظر است … بود و بنہاد شکل ہمد گر است
وضع نزدیک شو یکے آرد … وان دگر از دل عدم بارد
ہست آنجا کمال صاحب ہوش … گر بہ بینی لطافتے بر گوش

چیستان ہزاری

بود کدام درخت آن عصای اہل نظر … کہ ہیچ شاہ ندارد نہ برگ و غنچہ و بر
وے گل است صد و یازدہ ورا اکلم او … معلق است سہ تا برگ و یکہزار ثمر
سوای امر محبت از و نہ خیزد ہیچ … بجنبش و روشش از صد ہزار بار سحر
گہے چو شاہ بود چتر بر سرش با لجزم … گہے زمانہ کند پیش و گاہ زیر و زبر
نگہ بسوی ولش افگنے اگر پس ہیچ … دگر ہمان کہ بود خود گذاف را ہمسر

چیستان نام کنہیا

غرض انشا بگوش ہوش بشنو … اگر ت فہم چیستان باشد

کیست آن پیشواے جملہ ہنود / کاسر او قلب آن مکان باشد
آن مکان را چنان کن عربے / ہرچہ گفت است اندران باشد

چیستان گوگرد در زبان ترکی

سوز قل الحول بار بو عربے / نہ بولار فارسےسی وی قرداش
برج کو نکلی ایچون شفا شود در / اول قیتراں کیلسہ قو لمنیز ایکاش
النون بے داغی قالیغون لار / اوج تیلیغہ لغز چیقار چوقو باش

چیستان بزبان ترکی

ای قالیسی الی چیقنی ہو سوز دن دانست / قرداش عرب تیلیغہ شو دساقی ایست فی دو
ای اول کہ دورت باقہ بو رار شکار ایس بوحاق / تیکر نیاک اوچون رسول اوچون کو نکلی بحر کو

پہیلی برگ و بار

خار سے برگ ہند لیش ہم خوب / بار از رو اگر شود مقلوب

پہیلی اسپ

موہنہ ہین ناہر سے بیٹھے مرگ / اپیوا دسے جہلے جیٹھے درگ
بگلا طوطا و اسے سنگ / اور بہیت سے آہ مین رنگ

پہیلی خور در دوہرہ

کٹ جاوے تو ہو گدہا اور لٹا کہہ ہو سوے / پورن کہالی پہار سی بیچ مچ سورج ہوے
مورت جاکی جیون پری ہر دین ہوت پران / بیاہ پہیلی مین کہی بوجہو چتر سجان

ایضاً پہیلی

اوسٹے مرکے سار و پ / ثریا و اسکے سگرد ہو پ
چرن کٹی سنے چہوٹا ہووے / روس سکے بچا ہر دی بوسے
واسے ہر دی موری کیل / کا ہو سمجھے کوڈ بیل
اوہ کا بیکہہ ہون عربی ناؤن / جو پوچھو تو پاؤن گاؤن

پہیلی اب در زبان اردو

پانی ماں اور پانی باپ ۔ اوسکا اشارہ بوجہیں آپ

پہیلی سیب والماس

بوپہل بنے بوسکے تر سکے ۔ باندر بن سکے و بوسے گہر کے
لیپٹ نہین تو اوس کے ساتہہ ۔ ایک میان ہون آوین ہاتہہ
ایک جواہر ہین ہیرا نکسا ۔ جاسے پہول اوسن سے یکسا
ترسکے سمجھے سو یہہ بوجہے ۔ انشا اللہ کو سب کچہہ سوجہے

پہیلی

تہوڑا بہیا چاندکے سیس ۔ یہہ سبہے کیسے موری ایس

پہیلی لفظ بگو

واسکے عربی تو ہرا دہرم ۔ ترکے کہدسے کا سے سرم
بہاکا پوچہت کا ہے دہنگ ۔ تہوڑون اوردن ناہین ہنگ
چہبت برا اور صاف بگو ۔ رخشان کن او صاف بگو
قل یاہذا احد اللہ ۔ رخشان کردم ہمچون ماہ
کہہ تو سے کچہہ اوس کا لوج ۔ دل ہے دلمین اپنے سوچ
سنے ایکم بات بو یور ۔ سوندین قالیسی سوزسے دور
انشا اورا اگر درست ۔ ہرکہ نفہمد باشد سست

پہیلی لفظ آہ

ہے نصف تو اسم ذات کی سی صورت ۔ دن کی صورت نہ رات کی صورت
کام آوے وہ دردمین جو لکہی الف ۔ تو ہو قلم و دوات کی سی صورت

پہیلی مشک

باس سو باس اور سکری مار ۔ سید ہا او سکا تار بیتار
پہار سے اولٹو ڈالون مار ۔ کو وہون عربی یا نرو ہار

کبھون اوپیچھے وا سکے پیچ | سوچو تو پایا اوپیچ اور پیچ

پہیلی مکنی

پہاڑ سے اولتو کو گر ہو وے | کو و نہین جدا کو کہو و سے
یہہ کم او لئے سید ہے بہت | سنے یہہ پہیلے ایک اچہٹ
دیکہو آہ سکے جہاڑ سمیت × | سبکو نکا بہیہ سکے بیٹ د
وا سکے تر سکے جیس پلاٹ | کیلے انجہر لیو سے چاٹ

من مخمسات

آپ خدا نے جب کہا صل علی محمدؐ | کیون نہ کہین پہر اپنا صل علی محمدؐ
عرش سے آتی ہے صدا صل علی محمد | نور جمال مصطفے صل علی محمدؐ
صل علی نبینا صل علی محمدؐ

عرش کی کچھ نہین فقط قایمہ جلیل پہ | لوح جبین مہر پر چشمہ سلسبیل پر
ثبت یہی نقوش ہین عدن کے ہر فصیل پہ | ہر خط نسخ سے لکہا شہپر جبرئیل پہ
صل علی نبینا صل علی محمدؐ

لمعۂ ذات کبریا باعث خلق جز و کل | فخر جمیع مرسلین رہبر و ہادی سبل
نور سے جسکے ہو گئی آتش کفر بجہ کے گل | بعد نماز تہا یہی ورد و وظیفہ رسل
صل علی نبینا صل علی محمدؐ

میری زبان کہان کہ ہو وصف دوازدہ امام | ال نبی وہا سے ہین وہ ائمہ انام
یاد کرا ونکو صبح و شام کہتی علیہم السلام | نور جمال ذات حق اونہین سمار ہا تمام
صل علی نبینا صل علی محمدؐ

بہیجتے ہین سدا درود وحش و طیور انس و جن | حور و بہشت جاودان کسکو ملی ہین اسکے بن
واہ محبت جسمے قلب ہو جس سے مطمئن | انشا اگر نجات تو چاہے تو پڑہ یہ رات دن
صل علی نبینا صل علی محمدؐ

ایضاً مخمس

چھائی یہہ گھٹا نہ رہے ای ساقی بدست
تا کہ دست سبو سی تو لگا نی دی مجھے دست
بجلی کے تڑپہہ دیکھہ نہ کر فکر کو اب پست
امشب بچمن نکہت گل مست شراب است

من مستم و بر دختر رز عین شباب است

جائز نہ رکھہ اتنا بھی ستم آہ تو ہمیں
سبزی کے تراوٹ کیطرف کچھہ تو نظر کر
افسردہ نکر دل کو ذرا دیکھہ تو ادہر
از نسترن و نرگس و نسرین و صنوبر

در صحن گلستان عوض آب گلاب است

ای جان بہار آہ تو پہر دیکہو اب من
آ سیر کرین بہرلین گل و غنچہ سے دامن
دستار پہ پہر لیوین ذرا طرہ سوسن
ہر نخل تر و تازہ سے آورد بہ گلشن

پر سبزہ نا گشت بچمن تا کمر آب است

خواہش یہی اپنی ہے اگر پوچھی تو در اصل
بہیرے ترے اسوقت مین ایکدم بہی نہ فصل
ایام گئی ہجر کے صد شکر ہوا وصل
زنجیر اگر تو بہ شود نگسلد این فصل

ایا ہمہ از شتاب برق است و سحاب است

ہم سے کبھی باہم جو ہے سررشتہ یارے
خاطر شکنی کر تو نہ اسوقت ہمارے
فوارے پہ پڑتے ہین جہٹکے ہین اور نہر ہے جارے
بی می نتوان زیست درین باد بہارے

الحال صبوحی زدن از بہر ثواب است

نہ نغمہ سے کچھہ کام نہ ہے زمزمہ درکار
حاجت نہین مطرب کی یہان سن ہے میری یار
جو لطف کہ اسمین ہے سو آہنگ ہی شنوا
از جنبش برگ گل و اشجار پر اشار

صوت بعجب نی دف و نی چنگ و رباب است

کرتی تہی نسیم سحر آرایش بستان
لی آئی شگوفہ کے جہکو را یک کہ حیران
دل اوس سے ہوا آئینہ در چمنستان
از بوی گل و یاسمن و سنبل و ریحان

ہر گز نہ بدل طاقت و نہ صبر نہ تاب است

کچھہ بات نہین آتی ہے بن مجھسے اب انشا
جو شخص کہ ہو محو کرے کیا سخن انشا
خمخانہ وحدت مین ہے میرا وطن انشا
مدہوش شدم بر روش انجمن انشا

از آب بود است فقط ازجی نابت

ایضاً در تہنیت عید غدیر برائے شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر بطور ترجیع بند

بلطف صفدر ضرغام دین جناب امیر
چمک رہی ہو سلیمان شکوہ کے شمشیر
یہی کہی ہے دعا ناتک ہر صغیر و کبیر
خدا کرے یہہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس انکی سال دیوی وزیر

عجب طرح کا زمانہ کو ہووی عز و شرف
کہ شاہ جسمین سلیمان وزیر ہو آصف
صدا بلند ہے اب یہی ہر ایک طرف
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس انکی سال دیوی وزیر

شتاب زیب دہ تخت و تاج و ملک و حشم
شہا جہان مین کہ دین سب تجھے امام امم
غرض امیر عرب بخش دین تمام عجم
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیرا
کہ نذر جشن جلوس انکی سال دیوی وزیر

نہ رہنے پاے زمین پر جو غیر ذ لک ہو
عدو جو ہو وہ سے ترا سو عدم کو سالک ہو
یہ خانہ زاد ترا بخشی الممالک ہو
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس انکی سال دیوی وزیر

رہے ترے ہی اقالیم سبعہ زیر نگین
ہر ایک ہفت ہزاری ہون ہون جو کہ فرزین
یہہ سن مخمس انشا سبہی کہو آمین
خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر
کہ نذر جشن جلوس انکی سال دیوی وزیر

مخمس

تا بہ کے سیر کنان عہد بدہ آغاز کنی
تا کجا اینہمہ اسپ خانہ برانداز کنی
مست موج سحری میشود از ناز کنی
گرہ از زلف اگر روز چمن باز کنی
صید رعنا صد سرو سرافراز کنی

حسن تقریر تو با آب بقا بستیزد
نطق تو غلغلہ از معجزہ ہا انگیزد

گوئے از سر لفت عیسی مریم خیزد ۔۔۔ رستخیزی بقدم بر سر ہم می ریزد
گر سخن از لب جان بخش خود آغاز کنے

آفتاب از نگہ وخایف ولرزان ماند ۔۔۔ از کلف داغ بدل ماہ درخشان ماند
محو نظارہ تو یوسف کنعان ماند ۔۔۔ نہ فقط آینہ برروی تو حیران ماند
گر بنجو دیدہ کشائی سحر آغاز کنے

ہرچہ انشا طلبد جملہ مہیاست بہ سجد ۔۔۔ فوج آہو بجلو طرفہ تماشاست بہ نجد
ہیچ واسنے کہ چیرا غلغلہ برپاست بہ نجد ۔۔۔ رخصت ای قیس کنون آمدہ شیداست بہ نجد
زود ازین مرحلہ آہنگ حدی سازکنی

مخمس در ہندی و فارسی و ترکی و عربی و پنجابی +

قد سقا اللہ کاسات العذاب ۔۔۔ صار عینی من دموع کالسحاب
انی غوصت فی شط الحجاب ۔۔۔ غیر البدین لسک سنی الجد آب
گویدی گو نگلم اولامی یا عزم کباب

نے سوا ہین موتے یار بسن کہ ۔۔۔ یو قبور اول یا شول بلار عالم ہمہ
بیرہ ان بان البدیلا شتاک برہمہ ۔۔۔ نامہ بر نا ممدے ایلتب یارمہ
تیز بیہ اندرین الب کہلیتو ز جواب

با دل خورشید دارم سیر باغ ۔۔۔ خاطر از اندوہ و غم دارد فراغ
یار در ہر تازگے دارد دماغ ۔۔۔ ساقیا نیگر پیے او چون سیر کیل ایاغ
اولسون ضائع بو کچہ ماہتاب

حیف یار و نوجوانیکا وہ سن ۔۔۔ ایک دن رہتا تھا مین عیش بن
مفت مین یون ہی گئی گذری وہ دن ۔۔۔ قاری اولام آہ نخوک لعلہ مین
کیلہ ددریا و مغزاول عہد شباب

خشک ہیچ ساوی تو ستر اہنر اسپنے ۔۔۔ گہت لئی ہے مسن موہن ٹیران دی الی

اگھہ وٹھولین سینے دل وہم کی سننے ۔ جبا مدن از ذوق ملا رسنے

یوہ فیو ندلازم سنعا آمدن حجاب

مخمس

مین اپنا دل مضمحل بیچتا ہون ۔ جیا کس سے ہو خجل بیچتا ہون
نہین بیچنے مین خجل بیچتا ہون ۔ یہ سودا تو دیکھو کہ دل بیچتا ہون
سے شیشہ کو زیر بغل بیچتا ہون

نہین ہمین کچھہ ریب تکرار تا کے ۔ رہو یہ یہی ہے صفاہان ہو بارے
کہ او نمین سے یعنے بکاؤ ہو جوشی ۔ جو ہو بال کھوٹا وہ گھر مین رہی ہے
مین بازار مین اسکو چل بیچتا ہون

گرے مول پر کیا کوئی جی جلا اب ۔ کہ ہاتھون سے اسکی بہت مین جلا اب
رہون جی ہی جی مین نکیون تملا اب ۔ لگا کہنے قیمت تو کیئے بہانا اب
کہ اتنے پہ اسکو اصل بیچتا ہون

نہ کر مول اسکا تو چپکا ہے بس رہ ۔ کہ اسکی نہین قدر سے کچھہ تو اکھہ
جو کچھہ بیچے تجھسے وہ ہے مرد ابلہ ۔ خریدا ہے اس ڈھب سے دل بھی کہین کہہ
یہ سمجھے ہو اب اور کھل بیچتا ہون

نگہہ ہے کا سودا ہے بگڑو ستے سبجے ۔ یہان جیکا سودا ہے بگڑا ستے بجے
سیاہی کا سودا ہے بگڑو ستے سبجے ۔ یہہ راضی کا سودا ہے بگڑا ستے بجے
مین کیا یہہ بخباک وبدل بیچتا ہون

کہان کے لگا سے کھو سبجے کھو بجے ۔ جہ خوش خوب ہے غلطی سکے کیا خوب بوجھی
بہت آپ ہین سبجے چلے تو کھو سے ۔ یہ بڑی ہے گی جلدی خریدار کو جی
ذرا رہ تو جاؤ بحل بیچتا ہون

عبث ہوش باب باب سے کیون کیجیے گم ۔ پسندیدہ وہ بات ہے نزد مردم

کہ جسکے سننے سے نہ کچھہ ہو طلاطم — اگر مول پوچھو ہو میان واجبی تم

تو دل کو مین دلّی بدل بیچتا ہون

اسی ہاتھہ سے اپنی کھو یا کھو تم — یہی ہے خریدار ہو یا نہو تم
محبت سے کے بیچ آگے لو یا نہ لو تم — یہی مول دلکا ہے لو یا نہ لو تم

مین اسکو میان آج کل بیچتا ہون

ہو باغ بلاغت کی دیکھی بہار اب — لٹا کر گل آفرین صد ہزار اب
لگا دی بس انشا نے بھی یہہ پکار اب — سخن کا خریدار ہو جو شمار اب

مین اوس پاس اپنی غزل بیچتا ہون

مخمس غزل میر سجاد ابہام گو

وہ جو معمار کا اگر کہے تنا — بینے پتھر بھی ڈہہ ہی پڑے نہ منا
تب تو ٹوٹا یہہ میرے دل مین ٹھنا — راج او ٹھاوے ہے جس بنا کو بنا

منہدم آخر تک کرے ہی فنا

جیسا مین ویسا کوئی عاشق نہین — ہے کہین عشق بہے لو صادق نہین
پاڑ ہا چیتا ہرن بھی فائق نہین — دلکی وحشت کے کوئی لائق نہین

جنگل اور بن گیا ہے سبز گھنا

مرتعش یہہ ضعیف خاک سجے — ہل ہلا یا نہ کیو نکہ زہر پینے
کب تلک زخم دل کو اپنی سئے — دیکھی اوسکی تیغ بناوٹ کیئے

کبھی ایسا نہین بناو بنا

جیب و دامن جو ہو دریدہ صبح — رات کی ہے یہہ نور دیدہ صبح
صاف شفاف ہی دمیدہ صبح — ہے بہت لطف سے رسیدہ صبح

کس تجلی کا ہے یہہ نور چھنا

اونگلیان جو سنی کو ایک عالم نے — پرورش یافتہ ہے عالم سے

طفل سان ہٹ کری ہی ہم ہم سکے | پالنی مین پلا نہو غم کے

زادہ دہر نے نہ ایک جنا

شانہ بہنو سحاب ہے یہہ دود | نہین تاری یہہ بالو ہے موجود
جیسے پہر ہو بچہ فلک پیٹے کود | بہار سا یہہ ہنسی ہے چہیج کبود

خود بخود ہے ہنا بخود یہہ جنا

عشق کے جن نے کی ہو منزل طی | جون کنہیا بجاے برج مین نے
نور سی اوسکے جلوہ گر ہر شے | آنا نحن کے کون لائق ہے

مین ہون مین وہ وہ اور کون انا

کس پہ غصہ ہو کیجئے فریاد | کسکو جا دیجئے مبارک باد
سیدالشنا یہہ کہہ گئے اوستاد | مدح و ذم کسکی کیجئے سجاد

کر سدا اپنی ہی علی کی ثنا

مخمس قصیدہ مولوی حیدر علی صاحب

چون تعریف مولوی حیدر علی سندیلوی شنیدم اتفاقاً خود جناب شان بتقریبی در لکھنو آمدند فی الفور سوار شدہ رفتم و طور اکلام قصیدہ بے نقط خود بر ایشان عرض کردم بعد ازین از اوشان ہم متکلف شدم کہ می شنوم کہ جناب در عربی و فارسی و ہندی اشعار میگویند چیزی ارشاد شود فرمودند کہ کلام من کہ قابل اطمینان است ہندی ست گفتم ازین چہ بہتر باید خواند قصیدہ کہ در نعت آنحضرت فرمودہ بودند صلہ آن پیش حملہ عرش حضرت رب العالمین است کہ روز قیامت پیش خواہند کشید حقیر باحاج تمام قصیدہ را گرفتم از یسباہ ہیچ مفرحی بزعم من با و نمیرسد زیرا چہ ہر مصرعہ اوگویا قطعۂ زعفرانی است برای تفریح طبع بخاطرم رسید کہ اگر مخمس او کردہ آید در جہان

گذران یادگاری ست مطلع قصیدہ ایست

رسول حق کا محمد نبی خیر انام | ہی فخر کون و مکان تجہہ پر درود و سلام

عجیب اینکه مولانا بهم خود و طلبة العلم فرزانه هستند که لهجه فارس هم یاد گرفته اند عربی اشعار هم میگویند. و زبان اردو هم و شاهجهان آباد حاصل کرده اند و در علم موسیقی نیز که اصلی هست از اصول اربعه ریاضی و خل کلی دارند یعنی عشاق و عراق و حسینی وغیره خوب می سرایند. گاهی پیش غفاشتی که از شاگردان خاص هست خیال خوانده داد طلب میشوند قربان این شعور و بلا گردان این عقل هرگاه در سرودن مضائقه نکردند در ساز زدن چه مضائقه چند امجلسے که علما فراهم آیند دو ران میں یکے جوڑی بزند دیگرے

تال دہر ویکے ساز بنوار دو گویند + انظر الینا او میان چیره والی + ضیاق المجال علینا سائون بھی اپنی کول بالا سے مت بھجر ک بیٹھ [illegible] اصلین ہین بدینایہ

ایضاً تخمیس موصوف

جناب مولوی حیدر علی بلند مقام   که زمرہ علما سے ہین اونہین کا نام
کلام اون کا یہ ہے بدخلہ العلام   رسول حق کا محمد نبی خیر انام
ہے فخر کون و مکان تجھہ او پر درود و سلام

محن وہ ذات مقدس یہ اپنی سمجھتے ہین   سخن سے آپ کی دریا ہو فیض بہتے ہین
سند یلہ مین یہی پڑہتے مدام رہتے ہین   خدا و ملائکہ صلوات تجھہ پہ کہتے ہین
صباح و شام و مدام اور لیالی و ایام

چمن مین کہتی پہری ہے گلو نسیم موج نسیم   درود و درود جو کیجے تو ہی ثواب عظیم
بہار کہتی ہے یہ شعر واجب التعظیم   ہے امر تمکو بھی صلوا و سلموا تسلیم
ہے امتثال امر واجب ہی وہی الافہام

اگرچہ اشک مین جون سیل موج بہتا ہون   مقدر اپنی جو قسمت مین ہے سو سہتا ہون
زبان کو ہے حرکت کب خموش رہتا ہون   بموجب امر خدا مین صلوۃ کہتا ہون
کہان صلوۃ ہی سے کہان وہ عالی مقام

کسی سے کوئی جو جبار کے صفات کہے   وہ چاہیے کہ پہر اوس دن کو کالی رات کہے
گناہگار کے کیا باعث نجات کہے   مگر حدیث مین آیا جو کوئی صلوات کہے

صلواۃ اوسکی ہے مقبول مفضل منعام

ظہور جملۂ عالم میں ہے یہہ سب اوسکا ✢ فرشتہ کرتے ہیں مذکور جب نہ تب اوسکا
طیور سدرہ بہی رکہتی ہیں ذکر اب اوسکا ✢ جو مینے عقل سے پوچہا کہ کیا سبب اوسکا

کہا کہ ملہم حق نے یہہ مجہہ کیا الہام

پڑہو درود ابہی پہر تو خیر ال چل ہے ✢ یہ سر آج جو ہے بات سو کہاں کل ہے
درود آئینہ دل کو شل صیقل ہے ✢ کہ وہ ہی مبدء اول سے نور اول ہے

اوسیکی نور سے عالم کو ہی وجود انجام

نبی کی امت مرحومہ جرعۂ کوثر ✢ نہ فسخ ورسخ سی خطرہ نہ مسخ ہونیکا ڈر
محمدؐ عربی سے جو انبیا پیغمبر ✢ وہ ہی نبی تہا جب آدم تہا آب و گل اندر

وہی ہوا ہی سبہی انبیا کا فض ختام

مدار آیۂ لولاک وخلقت آدم ✢ حبیب حضرت خلاق و خواجۂ عالم
ملیک و مالک و ملاک کعبۂ و زمزم ✢ وہی ہے روز جزا شافع جمیع امم

رضائی اوسکی ہے منظور خالق علام

یہ نوش ساغر وحدت سے اوسنے کی ہیں جو ✢ کہ شرط شئے و بلا شرط شئے لبشرط الشی
کئے ہیں اوسنے ہی بس مرتبہ یہہ سارے طے ✢ اوسیکی حسن کا جلوہ یہاں وہاں بہی ہے

یہاں بہی نام اوسیکا وہاں بہی اوسکا نام

کیا ظہور جب اوسنے ہوئی عجائب سیر ✢ جبہی اسو کہہ گیا گر پڑے ہزاروں دیر
رجوع نوع بشر کو ہوئی بجانب خیر ✢ یہاں نسے جانئے محبوب وہی ہی نہ غیر

چنانچہ ایت عجیب دلیل اوسپہ تمام

یہ شعر عظمۃ اللہ مجہکو بہاتا ہے ✢ کہ جبکہ ہی اسی پڑہتا ہوں چین آتا ہے
عجب طرح سے یہ جلوہ مجہی دکہاتا ہے ✢ جو کوئی تحفہ کہ محبوب آگے لاتا ہے

محبت اوس سیتی خوش ہووہی سب مدام

یہہ بات سخت ہی مشکل تہے کیجئے ٹک غور ✢ جواب ویسا مدلل سوال کا سو یہہ طور

مکالمہ یہ بہم ہو چکا تو بس فے الفور — سبب یہ سنکے کہا عقل نے کہوں کچھ اور
تو سنلیجیے پہر مومنونکی تینون اعلام

ہوا مقولہ منقول عقل سے یہ حصول — کہ سب درود کا پڑہنا سدا کرین معمول
جو خوف صدمہ سردی ہو یون بہی ہی مقبول — اگرچہ شرط ادب ہے کہ اسم پاک رسول
زبان سے نکلے وضو ساتہہ یا لکہین اقلام

وضو درود مین گو ہو نہ میری بہائی شرط — صلوۃ خمسہ مین شارع کو ہی یہ بہائی شرط
یہی تو مجتہد وقت نے سنائی شرط — ولی نماز خدا مین طہارت آئے شرط
درود بیچ نہین شرط اہی خجستہ صیام

یہ راز بہی ہے وہ جو کہ ہو فنا فی اللہ — بصارت اور بصیرت ہو تب تو سوجہے راہ
عجب طرح کا یہہ مضمون بند ہا کہ واہ ہی واہ — سبب جو اوسکا بیان مین کرون خدا ہی گواہ
کہ شرح اسکی ہین وقت ہی نزد ذوی افہام

بلند عرش برین سے بہی اوسکا پایہ ہے — خدا نے نور سے اپنے اوسی بنایا ہے
پہر اوسکی سایہ ہو کیونکر وہ آپ سایہ ہے — شروع صلوۃ کہ اللہ اکبر آیا ہے
درود اوسکی ہے پایا صلوۃ فی انجام

نہین بہم عشرت آحاد مین تکرار — اگر مئات الوف آوین ہوا ہے بیکار
اسے سمجہہ لے تک ایک غور سی کہ ہین یا سرار — صلوۃ و احمد و رحمت بیک عدد مین شمار
حساب جفر مین ہین متحد بلا اوہام

دلونکو عشق کے گرمی جو دی تو تڑپایا — وہ شعلہ برق ہو کر کا ہی پہر نہ ٹہرایا
برس پڑا وہ جو بادل تہا خوب گرمایا — صلوۃ صورت احمد یہ حق نے فرمایا
یہ شان اسم کے آدمی وہ کیسا جسکا نام

کہی ہے وقت سحر آفتاب جیسے طلوع — اسی طرح سے سمجہتے ہین اوسکو اہل رجوع
زہی کمال رجوع و خہی وفور خشوع — قعود دال ہے اور سجدہ میم حا ہی رکوع
چہارم حرف الف جا ہے سو آیا قیام

اگر عبادت رب ودود ہے منظور   تو کر خیال کہ گویا ہو نہیں اوسکی حضور
فانہ کی تخیل کو ہے یہہ بات ضرور   سمجھ کے دیکھہ یہان کون ناظر و منظور
ہر ایک رمز خبر مین اوٹھا تو دلسی تمام

رکھی ہے منزل لا یعنی طریقت اور   شریعتون سے ہے کچھہ عشق کے شریعت اور
حقیقتاً جو سنو تو یہہ ہے حقیقت اور   صلوۃ عظمت حق ہے وہان عظمت اور
جو کوئی منکر حق ہے وہ ہے الدّ الخصام

اگرچہ کھینچے مصور طلسم کے تصویر   وے نہ کھینچ سکے اوسکی جسم کے تصویر
تجلیات سنکے ہے اور قسم کے تصویر   جو کوئی پاک ہو لاویگا اسم کی تصویر
وہ یادہی نفع عبادت ہوا اور اوسکا نام

درود کے جو موظف ہین اونکو رحمت ہے   اونہین کے واسطے آیا وہ قصر جنت ہے
یہ راز سمجھی ہے وہ شخص جسکو وقت ہے   صلوۃ حق سے نبیؐ پر بھیجنے رحمت ہے
لکھا ہے اسکو کتب بیچ مردمان اعلام

ہمیشہ اوسکی ہین ہر خاص و عام عالم پر   یہ سایہ اوس کا رہے گا تمام عالم پر
وہ ذات پاک ہے رحمت تمام عالم پر   اوسکی حکم سے ہے صبح و شام عالم پر
جو ہو وہی رحمت اوپر تو ہین تمام

مجاز والے نہین جانتے حقیقت سے   نشا یہہ اونکو ہے پی ہے جنہون نے عشق کی مے
ملے یہ بات ہوا جبکہ دشت الفت سے   صلواۃ عبد سے معنے مین طلب رحمت ہے
سوا سوال کے بندون سے کچھہ نہو وہی کام

جو حق پرست ہین اونکو نہین ہے مطلق بیم   سراسر پیہ وا حمد ہے خالد و ارقیم
درود بھیجنے پر وہ کرم کریگا کریم   خدا رحیم ہے محبوب اوسکا وہ بھی رحیم
سوال رحمت یہ کیون نہو گا لزام

اگرچہ مرد مسلمان کو ہے عبادت شرط   وسے نجات کو ہے اوسکی ہے عنایت شرط
رسول اپنی کے جتنے ہوئی اطاعت شرط   سوال کرنے کو کیا چاہیے طہارت شرط

سوال ایسا کہ جسکا ہمیشہ ہو ابرام

وہ رستگار ہین جو امت پیمبر ہین — بشر وہ جملہ ملائک کے طرح بشر ہین
انہین کے واسطے جنت مین سب بنے گہر ہین — یہان تو طاہر و عاصی سبھی برابر ہین
نہین ہے فرق یہان درمیان خاص و عوام

نہ ڈر تو خوف قیامت سی گو گذر ہے وہان — رسول خالق داور سا را ہبر ہے وہان
حساب کا جو وہ جہگڑا ہے مختصر ہے وہان — زبسکہ پر ہون معاصی سے کیا خطر ہے وہان
جہان صلوۃ وسیلہ ہو روز حشر قیام

قصیدہ مولوی صاحب کا تہا برائے ثواب — مخمس اوسپہ ہے انشا سے احیا الاحباب
سمجہہ کے کہتے ہین وہ دام ظلہ الوہاب — نبی و آل نبی اور اوسکے سب اصحاب
درود پڑہ کے سبہو نپر کر اختتام کلام

مخمس دیگر

درین زمانہ باو نیست ہیچکس ہمسر — بعلم و فضل و ذکا و کمال و فہم و ہنر
تیمناً نبویسیم چند بند دگر — باین خیال کہ باشد سعادتم یاور
کہ ہست شرح طلب این کلام را انجام

ببین برائے رسولم چہ شان و تکریم است — کہ جبرئیل امین در مقام تسلیم است
بعرش اعظم و کرسیش فخر و تعظیم است — دلیل دعوی انا احمد بلا میم است +
چہ میم شکل میم داو نہ عدد از جام

نہ است تسع بود تسع را عدد ہفدہ — یکے چہار و شش و ہفت آمدش ہمرہ
بہ نہ فلک شدہ ساطع لوامع آن مہ — ازین حساب محاسب شود کجا آگہ
حصول گشت ہمان ہفت دہ درین ہنگام

کہ حاصل عدد احمد و صلوۃ بود — یک است و ہشت دو گر چار چار در احمد
نہ است و سہ و یک و چہار در صلوۃ عدد — باین دلیل کہ واو صلوۃ الف باشد

دگر چہ سیطلبی والسلام والاکرام

عدد ز روی جفر ہفدہ است در رحمت — چرا فزودہ یکے گویدت اگر جودت
بگوش ہیچ نمی خواہد اندرین وقت — نبودہ است ہمان جلوۂ احد عظمت

وگرنہ ہم عدد احمد است رحمت تام

برس بکنہ حقیقت مساعی کہ نمود — ازین بیانہ غرض آن بزرگ را این بود
صلوۃ و رحمت و احمد اگر شود معدود — مساوی العدد آید ہمہ ہو المقصود

کہ تا زیادہ شود عظم و شوکت اسلام

بروی خلق جہان غرفہ بہشت کشاد — باین وسیلہ خدایش جزای خیر دہاد
بحق احمد مرسل و آلہ الامجاد — اجلۂ علما را بود ہمین استاد

کنون ز معتنمات ست آن خجستہ شیام

مخمس قطعہ مرزا جان طپش کہ ترانہ سرائیدن الفاظاً بلفظ موزون کردہ بود

کیونکر مرزا جان طپش سے قازین نہ ساری بیر کرین — اوس سے یہہ قبل جام ہوئے جاتی حالت غیر کرین
کیا لازم تھا کہیکے یہ قطعہ دفع قشون طیر کرین — فصل بہار آئی گلشن مین چلو طپش تک سیر کرین

شاخ پہ گل کے ہے مترنم ہر ایک مرغ گلستانی

سرگم پیپہی لیتی ہے کویل کوئی موہنہ کو چیڑاتی ہین — ٹیاٹوٹی کرتے ہین بگلی اگلی دہوم مچاتی ہین
یہ جو ترانہ خوب بنا ہے اسکو بیٹھے گاتی ہین — لی چکی ہے اوج ہوا پر بول یہہ اوڑتی جاتی ہین

تم درناتم تم درناتم دیم تنادر تادانی

طوطی مینا کلچڑی چہانیو ہوگئی سبکو حیرانی — جانوروں کے سر پر ٹوٹا جبکہ غضب یہ سلطانی
سرخابین سب ڈوبین لہو مین بن اڑاور بن پانی — چونڈ ہلا کر بولی بلبل ہیرے لٹورہی ای جانی

تم دری ناتم تم دری ناتم تادر آیا تا دانی

تمام شد

آغاز دیوان بی نقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور کس کا آسرا ہو سر گروہ اس راہ کا
اہل عالم کا سہارا آسرا کس کام رکھ
لو دکھا و لمعہ اسرار کوہ طور حمد
ہو آلہا ہر طرح کا ہمکو آرام و سرور
اللہ اللہ کس طرح ہو درک اوہام و حواس
وہم کو ہو گا مدرک سا ہمرہ اہل عدم
واہ ہمدم کا وہ طور وعدہ امداد اور

آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا
ہر سحر گہ آسرا و اللہ اوس درگاہ کا
گرد گرد و سعر کہ سو لاکھ مہر و ماہ کا
دور کر دو سو بلا آلام اور اکراہ کا
کوہ کا عالم او دہر کو طور ادہر سو کاہ کا
آہ اگر معلوم ہو معدوم سر سواہ کا
رو کہا عالم اور وہ سو کہا دلاسا آہ کا

ہو اگر درکار انشا روح اور ہوا رام
ماسوا اللہ مالک کر ورد الا اللہ کا

رہ و رسم حمد او اگر والم اور درد ہوا ہوا
کہو آ اوس امرد سادہ کو دل اہل سکر کو گدگدا

اور اسے گلکدہ ارم سر راہ و لولہ دا ہوا
کہ مراد آس کا گل کھلا سر کو ہار ہرا ہوا
[یعنی شگفتہ] [امید]

رہا گل ہوس کا معاملہ وہ ٹہرا وزرادہا ہوس کو رسم
وہ او داس لوگ وہ سارا وہ سرطور اگ داہوا

کھوا وعطار ومواد وساع لوح وسدہ کھاکرو
کہ آلہ داور دادرس مدد گروہ گدا ہوا

اوس اساس سلسلہ دراکو سراہ انشا او ہراو ہر
کہ درود محمل مدعا مہ مصر اہل دعا ہوا
(یعنے تعریف کن)

دل اہل ولا کو سرور ہوا الم او سراسر عدو ہوا
کہ علو محامد آل رسول موارد لمعہ طور ہوا

کھو مہر وعطارد وماہ وشہا کھو سدرہ کاکاگ وروہوا
سر وحہ آہ عدو کو رکھا سر مردک ملحد عور ہوا

کھو لوگو اوس امر وساوہ کو آمر عدہ مہر کو آگ لگا
کہ مراسم عہد وداع کو آہ صدا آہ مرور دہور ہوا

اسد اللہ امام ہمام مدد کر و حاکم دار سلام مدد
دم رحم حوالہ مراہل سوال کو کاس مدام طہور ہوا

کرو انشا درود کا ورد سدا سحر او مسا کہو صل علے
کہ درود محمد عالم کل سر وکار امار دو حور ہوا

سو واہ ہو سو واہ واہ او ملحد اوگا وطلا
کہ لعل و کو ہر کا لگا او ملحد اوگا وطلا

لاحال لا او راگ گاکر ولولہ اور کو دآ
سر سادہ کر سر دم ہلا او ملحد اوگا وطلا

گو سالہ ہو کر گھاس کھا مر سوم اور معمول کر
اس حال اور اوس حال کا او ملحد اوگا وطلا

موسم ہوا اور عد کا اور کوہ او دا کلکلا
صحرا مرا اور لہ لہا او ملحد اوگا وطلا

گر در طور دوا او ولمعہ انشا کو ملا
سرکار موسی کا عصا او ملحد اوگا وطلا

ملار گا کہ سر کو ہسار لال ہوا
عروس لالہ کو طاوس وار حال ہوا

ہوا کو عطر لگا او ر گل کھلا ہر گاہ
وہ ماہ مالک عمر دہ ودو سال ہوا

ملا اساس علوم وکمال سو ہمکو
حوالہ امراگو کہ ملک و مال ہوا

دلارام کو سدا وحلول و الا وہ وہ
سو کس کو علم کہ طوطا ہوا کہ لعل ہوا

صدا آہ آہ کہ درود درود صل علے
محمد و علے آلہ محال ہوا

رہا معاملہ ہمراہ عکس اس حاسد کو
کہ لال لال وہ گل گورا گورا گال ہوا

گرا ارادہ مالک سرور کر ملا
سماع وولولہ وحال کا کمال ہوا

رہا معاملہ اس طور ہمدگر کہ مدام ادہر کو وعدہ ہوا اور اودہر سوال ہوا

ملا وہ ماہ کرالحمد للہ او انشا
کہ دور لاکہہ طرح عالم ملال ہوا

دل کم حوصلہ کو کو کہ سدا درد رہا
المدد المدد اد معرکہ آرا کہ مدام
آہ وہ محمل سلما وہ درا وہ صحرا
ملکہ مورد الہام رہا اور سدا

ہمدم اوسکا گلہ آلودہ دم سرد رہا
مرد اس معرکہ کا داورس مرد رہا
کہ سدا حوصلہ اوس مرحلہ کا گرد رہا
مدرکہ در طمع آمد و آورد رہا

سحر اوس گل کو ملا عطر اور انشا سو کوس
واہ سر راہ در گلکدہ ورد رہا

ہم دم سرکھسا ہوا لہلہا سارا اور سو روہ کو کا
آلودہ مکر و حسد و حرص ہوا ہو صد طول امل
کرم حلہ رسم ورہ علم کو مسلوک مسرور ہو ہر دم
حمام ہوا ادہر ہوا گرم سراسر کرکا سہ مل دور
رحم و کرم و مہر کرو ہمارے موں آکر آو ادہر آو

سو کوس اوگا اور کہلا لالہ حمرا اس آگ کو سلگا
کہ سر کو ملا اسطرح اور مدرکہ ملا علم و عمل اصلا
ہوسکے عمل او دل آرام و حوار کہہ کہ حوصلہ اعلی
کہہ اوسکو تو او حور کہ دہو دیا کرا دہر لا کو اسکو اوٹھا
آو کہ ملا سلسلہ کا کل سے دادو ہمکو دلاسا

آرام محل سارا طلا کار مرصع کردو لو انشا
در طور سہا امر دکم عمر سے آسا کا راگ کدارا

ہمکو آرام ہو دلا کس طرح
حاسد آل احمد مرسل
ہو سراسر کلام سحر و سرور
ہو اگر کام آگ کا معدوم

اور وہ کام ہو دلا کس طرح
اہل اسلام ہو دلا کس طرح
سو سر عام ہو دلا کس طرح
گرم حمام ہو دلا کس طرح

آہ ہو انشا مدام رام دلا
آہ وہ رام ہو دلا کس طرح

موسم گل کا لہلہا سارا آہ گروہ اہل صلاح دور ہوا گل کا سہ مل کا آہ گروہ اہل صلاح

لالہ کھلا سو کوس سراسر عدو ہوا کا وہ عالم
اہلا گھلا سرد ہوا اور عطر عروس گل کو ملا
گھور رہو لہو مور وہ کوکا گا وہ ملکر راگ ملہار
ولولہ دل کا معرکہ آرا آہ گروہ اہل صلاح
لطمہ ہوا کا سو لگا رآہ گروہ اہل صلاح
سر سر کھسارا وہ واہ واہ آہ گروہ اہل صلاح

آل رسول اللہ سوا ہو آسرا کس کا انشا کو
اور ہو کس کا اور کس کو سہارا آہ گروہ اہل صلاح

اوکہا کو سدا او ورع و صلاح
راہ و رسم عمل سو کل معدوم
موسم رعد و کہو ہسار ہوا
امرد سادہ رو کو گھورا ور کو د
واہوا کو سدا او ورع و صلاح
سالکا کو سدا او ورع و صلاح
لہلہا کو سدا او ورع و صلاح
حال لا کو سدا او ورع و صلاح

کس کو رسم و کرم سوا انشا
آسرا او سدا او ورع و صلاح

حور عروس مدعا صل علیٰ محمد
واہ وہ عالم اور اس سر املا دلا ہوا
سلسلۂ کلام گرم اور ہوا وہ سرد سرد
وارد معرکہ ہوا مہرۂ ماہ و مہر کو
آس مراد کا او ہر اور اور ہر کو گل کھلا
معرکہ و ہجوم و ہاس کا وہ محل اور اوس کا وہ
صدر صدور رسم و راہ حاکم محکمہ ہوا
طرۂ لعل و گوہر اور سلسلہ ہار کا کھلا
صل علیٰ محمد آل رسول کا رہا
عطر سہاگ کا لگا صل علیٰ محمد
طور سحر سو رس سہا صل علیٰ محمد
وصل سہا و مہر کا صل علیٰ محمد
اور عطارد سما صل علیٰ محمد
گل کدہ سارا لہلہا صل علیٰ محمد
کار مرصع و طلا صل علیٰ محمد
مہر ملوک کا لکھا صل علیٰ محمد
وا ورد اس کا ہوا صل علیٰ محمد
ہمکو مدام آسرا صل علیٰ محمد

سورۂ حمد اور درود ورد کر انشا واہوا
واہ گروہ واہ وا صل علیٰ محمد

آمد آمد گل ہوا اور وہ سادہ رو امرد
دور کا سلسلہ حل ہوا اور وہ سادہ رو امرد

کرم کرو او مرادو کہ روح ہو مسرور — دکھا دو ہمسر موسی کو کوہ لمعۂ طور
وہ دو دو آہ سحر گاہ اہل درد ولا — ہوا مسودۂ کاکل امار دو حور
ہر اہل سدرہ ہمارا محمد رہا ہر دم — وہ لوح و کلک و سما و عطارد و مہ و حور
درود و ورد کرو دو آلہ واصل سے علے — محمد و آلہ کہ دو کہ ہو دور
صلاح کار ہمارا ملک رہا ہکس کا ہم — کمال و محکمۂ علم و حکم صدر صدور
گرا دوا او مرا آہ محمد ادر آسما — کلاہ دہر کو معکوس رکھ کہ درع درگور
مدام اوس کو اٹھا و سادہ آرا رکھ — کہ لاکھ طرح کا عالم مدام ہو معمور
مدار کل ہو سہم وا عدل الا مرا — لہ استعادۂ اوس سے الحکم عدد المسطور

عطا کرو اسد اللہ امام انشا کو
ہو حوصلہ کو کاسہ مدام طہور

ہو دل آرام کا اگر وسواس — اود لاکر وداع درک حواس
سر کوہ و داد سو سو کوس — دو دو دام اور لاکھ طرح ہراس
راہ کو ہو دلا دم صمصام — اور وہ کوہ سودۂ الماس
وارد و دما ور آہو سے صحرا — حملہ آور اسد سراسر کاس
گرا دہا ملال دل کا دور — کہ رہا سالہا کمال اداس

کرم اوسے گروہ اہل سلوک
وارد انشا ہوا لگا کر آس

ہر کہ طمع کھا لا آہ ہوا وا آہ حرص — اہل کرم کہ ادا ہوا آہ ہوا وا آہ حرص
سلسلہ سلوک و امداد و اگر ہو محال — ملول اہل کو کر عطا آہ ہوا وا آہ حرص
وسوسۂ رہ ملا ہم اور مدار عمر کم — در دو الم سو ہوا ہوا آہ ہوا وا آہ حرص
کہ امرائے عصر کو کہ علما سے دہر کو — اور کا کہو دوا مر آہ ہوا وا آہ حرص

انشا اس اہل کو کو امرائے عصر ادا
ہم صلحا سے دہر مرا آہ ہوا وا آہ حرص

ہمدم وام آہ راہ صراط — دم صمصام آہ راہ صراط
وہ ملک کل سبع الغموم اودھم — اودھرا و بام آہ راہ صراط
وہ احد راہ دور سو آسا — اور سر گام آہ راہ صراط
کعبہ والا دار وحرم ہو کر — راہ احرام آہ راہ صراط
سہل ہو کر مرور مردہ ملک — اہل اسلام آہ راہ صراط
مرد صالح کرام و کو طالع — مورد عام آہ راہ صراط

کھو لکر صومعہ کہہ او انشا
وہ دو د دام آہ راہ صراط

ولولہ کر موحدا حال اودھر اودھر سماع — واہ در آ ور آ در آ حال اودھر اودھر سماع
موسم رعد وہ ہوا گلگلہ سار لہلہا — مور ہوا ور کرسدا حال اودھر اودھر سماع
ہو کر دا موحد اکو دکرا ہو گرم ہو — اور کھو آ ہا آ ہا حال اودھر او دھر سماع
ورع کرام کو صلاح علم کرا و کو عمل — معرکہ گرم راگ کا حال اودھر او دھر سماع

حور دامار دو سرور لوکر انشا سر کہلا
کردۂ عدم کو دا حال اودھر اودھر سماع

اودھر اسر کردۂ اہل سلوک — سر کہسار مور ہو کر کوک
گلۂ طالع آہ ہوس طور — مالک اللہ اور ہمہ مملوک
حمد او اور الہار حسم — کر عمل کا مسودہ محکوک
حال اسرار دل کھو سو کم — ہمرہ آہ سرد سو سو ہوک

ور ہمہ دل کو بس کرو انشا
سنکہ او بس حرز کا ہوا مسلوک

اودھر ہوا سحرا و حو سرک دور سرک — دور ہو دور سرک دور سرک دور سرک

ایضاً

موسم گل کا ہوا گہرا سہاگ — کاشتہ دل کا ہوا گہرا سہاگ

حور و مہر و ماہ اہل سدرہ کو
سرگروہ و سرگروہ پوشیدہ
سر دو کہا مرد و ملعد کا سحر

شمع دل و دل کا ہوا گہرا سہاگ
سر و صلصل کا ہوا گہر سہاگ
اور یکمک کا ہوا گہرا سہاگ

لو کہو انشا کو دوا المسک و
دام کا کل کا ہوا گہرا سہاگ

واہ وا سرگروہ اہل کمال
وہ کلاہ و ردا وہ عمامہ
طول آمال اور سوء عمل
اور شعوا ہوا اور کہو لو
کہو اس طرح سکہ اور سرّوا
گاو سر ساوہ کو وکو د کہو

وہ سما اور راگ کا وہ حال
وہ عصا وہ صلاح وہ رومال
واہ ورع و سراد اکل حلال
سر سودا ہلا ہلا کر گال
کلمہ حملہ سو ساہ کمال
مراد مرآ و اور لاو گال

اور انشا کو دو کہو اکہو لو
عرس اور ولولہ کر و ہر سال

او ... وہ طور کا عالم
وہ ادا وکہا و واہ کہ ہو
لا و دار و وہ دو کہ ہوا وسکا
کا اوس سعلم آسا ہو
لا کلام الہد اور سطا لعہ کر
واہ وہ کہہ وہ کلام وہ
واہ وہ سدرہ وہ ہوا وہ

اور اوس راہ و ور کا عالم
گرد اوس ماہ و حور کا عالم
شکر راح سرور کا عالم
علم صدر الصدور کا عالم
کلک و لوح و سطور کا عالم
وہ رسول حضور کا عالم
وہ مدام ظہور کا عالم

امر و ساوہ رو کو کہو انشا
اور کہہ واہ حور کا عالم

طور سحر کا و ولہ کا ساعور عروس کا گل سا موسم | لاو امرد کا ستہ مل کا ہمکو دکہلا سارا عالم

محرم کل اوس حال اور سر کا اور ہوا کس طرح سر آ
اور ہم آ ہو گرد سوا دو دوره صحرا سہکو دو کہلا
لالہ کہلا سو کوس سر اسر کوه او صحرا لال ہوگا

آه دلا رام آه و دلآرام آه او سمهماه او محرم
راه دلا او رمحمل سلما اور وہ دلا کا سلسلہ محرم
کو دو کلام حال کرا سد م دم کو ملا کر کا محرم

رعد و ہوا کا معرکہ گرما گرم رہا اور ہو رده کو کا
انشا اللہ حمد ادا کر دور ہوا کل درد و الم

لاؤ عروس مدعا کہہ دو سہا و ماه کو
معرکہ وداع کا وارد اگر ہو کہ سلام
سدره ملک ہوا دوره سرو آه سرد
عکس کلاه مالک اور ملک کلاه ملک

عطر سہاگ کا ملو کا کل دو دراه کو
سلسلہ دراکو اور عالم گرد راه کو
سدره کو کر دعا سلام اور سلام گاه کو
آه کلاه آه آه دور کر اس کلاه کو

اوس احد و صمد سوا الہ کو کدام الہ
جمع آلہ
انشا اساس دہر کو ہدم اور آلہ کو

سلسلہ گر کلام کا وا ہو
دل کو سو طرح کا سرور ہوا ہو
وا دور اماره مصر اہل و لا
راحم املع حکم حاکم عصر

ساطع درد دل کو سودا ہو
وه دل آرام گر ہمارا ہو
ملک دل کا وساده آرا ہو
مہر و ماه و عطار د آسا ہو

کر موحد دعا کہ انشا کا
کار ہر دو سرا الہا ہو

سر گروه گدا حماک اللہ
ہو حصول مراد ہر دو سرا
کر دعا اور آل احمد کا
ور د حمد و درود کر ہر دم
موسم گل ہوا اور ہو گلگا م
رحم اللہ کا ہوا او حور

آه کا کر عصا حماک اللہ
اوہر آ کر صدا حماک اللہ
رکھہ سدا آسرا حماک اللہ
کا ملا عا ما حماک اللہ
گلکده سا ملا حماک اللہ
آس کا گل کرا حماک اللہ

اہل عالم کو کہہ مدام انشا
صادر او از دعاک اللہ

دلدار آمد الحمد للہ
روح تو گل تو دل آورد ہمراہ

وودلم داد مرہم شمارا
کردم ہلاہل در کاسہ ماہ

گروہ اوگرو وند جو مہر
ہرکس کہ وارد ورد سحرگاہ

گرد او عدو را آگاہ عالم
صد آہ صد آہ صد آہ صد آہ

گر عادل داور آزاد نوارا
داؤد گرد و سطرود درگاہ

درد والم ہا دارد دل ما
درد ور عالم ہرسال وہر ماہ

ہر کس کہ آرد آرام روحم
دردا کہ وارد ہر لمحہ اکراہ

انشا ناصر و دور عالم
سر کرد ہاہم اللہ اللہ

من رباعیات

کس کام وہ وعدہ دم دلاسا اور دہوم
ہو و لکو ادا دکہا کر کہ ہوا
یعنے بگیرید
گھر اکھرا سہاگ کل رسم و رسوم
ہمکو سرکار کا ارادہ معلوم

ایضاً

ہو عطر سہاگ کا لگا کر مسرور
وہ طور دکھا کہ ہمکو کل ہو معلوم
آرام محل رکھہ اسے دل کا اور حور
سونے کا عالم اور وہ لمعۂ طور

ایضاً

کم ہوگا دلدار اور دکہہ کا عالم
رکھہ آس سدا کہا کر انشاء اللہ
کر ورد درود کا مسلم ہردم
اللہم ارحم ارحم ارحم ارحم

مخمس

آگ لگا و گرم ہوا ہو رہا سہاگ کرو
وہ کہ ڈرا و والا ہوا و سکو اکل گھرا کرو

دور کرو دور اس کو سارا گلا ہوا کرو ۔ ہاتھ ملو دل کو کھولو کھولو گرہ کو وا کرو
آؤ کھلو ملو کھلو گود کو گود کھلا کرو

گو کہ مسوس کو مس او رملولہ کو کہہ کہا نہ ۔ رو لا کے دو کہ دھوم دہام آؤ مگر ملاؤ ملاؤ
گرم رہ سلوک ہو مرد مہر کا ملاؤ ۔ دور کرو دہاگ کو لہرا سہاگ کا لگاؤ
دکھ کو سکھا کر آگ دور اکہہ کو یہ سا کرو

واہ ہوا کا عالم اور موسم رعد لہہ لہا ۔ دہر کو عطر گل ملا دو ادرہ ارم ہوا
گاہ کہو او ہوا ہو گاہ کہو اہا اہا ۔ سو رہو کو کو کو کو دھور کمال کا دکھا
گاؤ ملہار اور گرم معرکہ راگ کا کرو

اہا ہر حال ہم رہو اہل سلوک ہو اگر ۔ حاکم طور دم رہو اہل سلوک ہو اگر
گرد سر حرم رہو اہل سلوک ہو اگر ۔ در صلہ دہم رہو اہل سلوک ہو اگر
کو عالم ورود ہو سر کو ادہر کہا کرو

حامل ورود ہو احمل سر گروہ ورع ۔ دورہ گرد دہ ہوا احمل سر گروہ ورع
ہمسر ورود ہوا محمل سر گروہ ورع ۔ مرحلہ گرد دہ ہوا احمل سر گروہ ورع
ولولہ سماع کو سلسلہ دراکرو

لاکہہ مراحل حسد سالکو ہو دکہا دو اور ۔ لاکہہ حمار دہم کو لا دلا دو لا دو اور
کوہ علوم و حلم کو حملہ کرو ملا دو اور ۔ طول امل کو سرد مہر وسوسہ عمل ملا دو اور
دو کہو دکہا دو ہمکو گل اور کہو کہا کرو

وسوسہ ملال کو پرکہو اور کہلو کہلو ۔ مسلو او کا سو گدگدا او گھر کرو اور رہو سہو
دہو کا دو دکہہ کو گل کہلا دلکو لگا ہو ملو ۔ انشا دہر کو اوہ او ر دلا سا دلکو دو
صلح مصالحت کرو حمد و درود اداکرو

نثر در صنعت ایضاً

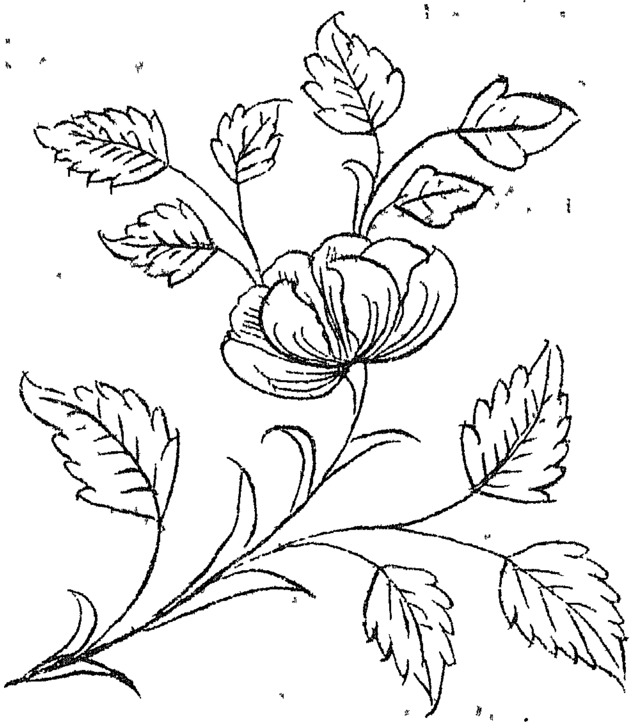
الحمد للہ کہ آس مراد کا گل کہلا عطر سہاگ کا لگا کر اہلا کہلا وہ ماہ رو دو لہہ سا ہو کر

امرو عمر ساده وساده ملک ماہرو ہمراه ملکہ کو ہر ادا و ادر و آرام محل ہوا سلسلہ
کا کل کا محاوره اردو کا کہلا اور کلمہ و کلام کا دروا رہا ہے

دل کہلا انشا او ہر ہر راگ کا لگا لگا | | لاک کا لگا لگا اور آگ کا لگا لگا

اللہ کا عمر اور سم و رسول ادا کر اوس ہم عمر محرم اسرار دلارام کا گلگلا سا
گال ملا اور گدا گدا کر اوسکو کہا مور کو کا اوجو راس ملہار کا اور لہرا لہرا کر
راگ کا ا ہا ہا ہا ا ہو ہو ہو

تمام شد۔



شرح مائة عامل

بسم الله الرحمن الرحیم

پس از مناسک تحمید و نعت صل علی / محمد و علی آله بگو ثنا
ثنای آنکه سعادت علی عم اینش / ز لفظ خویش عنایت شود در همه جا
وزیر اعظم هندوستان و ناظم ملک / یمین دوله بهادر ستاره امرا
جناب عالی فرخ شیم سخی و دلیر / شجاع و صفدر و منصور مالک الروسا
خداش تا صد و سی سال زندگی بخشد / بحق حیدر کرار و جمله آل عبا
بسلک نظم بکش جملهٔ عوامل نحو / فراغ گشت چو حاصل ز حمد و نعت و ثنا
بدان عوامل نحو است در عرب یکصد / دو تاش معنوی و جمله لفظی ای دانا

در بیان عامل معنوی

خلو فعل مضارع ز ناصب و جازم / همین معاملهٔ معنوی است چشم گشا
بدانکه عامل لفظی اگر تجرد یافت / همان مقدمه ابتدا است در علما

تقسیم عوامل لفظی

سماعی هست و قیاسی دو قسم زان لفظی / قیاسی است همه هفت تا بفهم بیا

کدام صفت بود اسم فاعل و مفعول | مضاف مصدر و پس فعل مطلق ای دانا
سیم از صفت که مشبه باسم فاعل هست | دگر چه ناصبهٔ تمیز اسم تام مها

دربیان سیزده گانه عوامل لفظی و قیاسی

تمامی آن نود و یک که سیزده قسم است | بیان جمله کنم در رویه فصحا

حروف جر قسم اول

چو رب و منذ و مذ و فی عدا خلا حاشا | الی علی و من کاف و لام با حتی
عن است و تا و اگر واو اینهمه در باب | حروف جر نبود غیر شان دگر اصلا

دوم حروف مشبه به فعل

لعل و لیت و کان است و ان ان بی | دگر بگو بی که لاکن هست ای بینا
چو انکه ناصب اسم اند و رافع خبرا | بهر کجا که در آیند در کلام ایهما
هرانچه گفتمت او را بگوش هوش شنو | بخوان حروف مشبه به فعل هر ششش را

قسم سوم حروف ناصبه اسم

حروف ناصب اسم اند واو و یا و ای | اگرچه هست و الا ایا و یا هیا

قسم چهارم حروف ناصبه فعل

یکی است باز اذن ان و لن همین هر چار | حروف ناصبهٔ فعل ای سمن سیما

قسم پنجم در حروف جازم فعل

حروف جازم فعل اند لم و لما و من مهما | متی و ای و اذ ما حیثما انّی
هم این است و زین هیچ شک و ریب نماند | اگر طلب شود ا علم العلما

قسم ششم اسمای ناصبه تمیز

چهارم اسم بود ناصب از پی نکره | بشرط آنکه چو تمیز او فتد آنجا

پی یکی عشر چو مرکب کنند با احد شش
مراد این عشرات ست با احاد بلی

ازان چهار بود ای امیر ذکا
نه از برای خبر لیس کاین ست و کذا

قسم هشتم در اسمای افعال

ز اسم فعل بدان شش شمر ازان ناصب
سه تاش رافع اسم اند یا دگر هیهات

رویدو دونک و بله و علیک و حیهل را
بگیر ملاحظه شتان و باز سرعان را

قسم نهم در افعال ناقصه

بدانکه سیزده افعال ناقصه باشند
چه ظل و بات و دگر لیس و ما برح ما زال
دگر چه ما انفک و ما دام و ما فتی اضحی

جمیع ناصب اخبار و رافع اسما
چو صار و کان و دگر اصبح و دگر امسا
دگر ضمع که از ینها بر آمدے برنا

قسم دهم در ما و لای شبه بلیس

ز ما و لاے شبه بلیس اے طالب
که هر دو رافع اسم اند و ناصب خبر اند

اگر خبر و همت هست انسب واولے
درین سخن نبود هیچ جای چون و چرا

قسم یازدهم در افعال مقاربه

چو ناقص اینهمه افعال را مقاربه گو

اگر بپود دگر ش کاد و اوشک ست عسی

قسم دوازدهم در افعال مدح و ذم

چهار تا دگر افعال مدح و ذم باشد
بدانکه رافع اسماء جنس اینهمه اند

چو حبذا و دگر ساء بئس نعم همه
کریم علم ببخشد ترا و ذهن ذکا

قسم سیزدهم در افعال قلوب

برای شک و یقین اند چند فعل دگر
حسبت خلت و ظننت برای شک باشد

ز قلب اینهمه تا شے شوند مولانا
علمت بهر یقین لیس رایت ای دانا

وجدت نیز یقین زعمت مشترک هست — بیان شک و یقین کرده شد چنین املا
چو مرد و دو اسم در آیند هر دو را منصوب — کنند با اینهمه پوشیده نیست از انشا

در بیان حرف عاطفه

بل هست و لاکن و حتی و واو و فا و لا — دگر چه ثم و ام و هم آمد او اما
حروف عطفه همین ده بود حساب کن — ازین زیاده نه باید است هیچ کس اصلا

در بیان مفاعل پنجگانه

له و مطلق و فیه و هم بود و معه — بدانکه هست مفاعیل پنج در دنیا

تراکیب شش گانه

درون نحو تراکیب را بود شش طور — بدان اضافی و تعداد هاست ای رعنا
دگر چه مزجی و اسنادیست و توصیفی — دگر کدام بود صوتی ای کرم فرما

در بیان إنّ مکسوره

چهار جاست که مکسور انّ را خواستی — در ابتداش چو آرند باش از ان شنوا
چو بعد قول در آید فقط چو بعد قسم — دگر چه در خبرش لام را شنو ما وا

در بیان أنّ مفتوحه

بدانکه پنج محل انّ می شود مفتوح — چو بعد علم و پس از ظن و بعد از لو لا
چو بعد لو بفتد یا میانه هم آمد — همین معامله مشهور هست در طلبا

در بیان اسمای منصرفه انبیا علیهم السلام

شعیب و صالح و لوط و محمد و هود است — که منصرف شود اسمای انبیا بجدا

دگر کدام بگو نوح غیر منصرف است / گروه جمله پیغمبران با تقوی

در بیان الف لام

دو قسم هست الف در کلام اهل عرب / بدانکش زائده و غیر زائد ای دانا
ز غیر زائده کن گوش و یاد گیرش زود / شمرده اند ورا چار قسم اهل بها
برای جنس دگر هست بهر استغراق / چو عهد خارجی و عهد ذهنی است شما
برای حسن کلام است زائد اندر نظم / به نثر نیز همین گفته بلیغان را
چو لام میم هم از بهر معرفت آید / حدیث مصطفوی را بپرس از علما

در معارف پنجگانه

بدانکه پنج معارف بود میان عرب / بیانت است کسی غیر شان در استقرا
بگو ضمیر و مدخول لام و هم علم است / دگر چه مبهم اما عقل و ذهن را ملجا
مضاف سوی همان هر چهار پنجم شان +
کتاب نیست بود این کلیات گنج انشا +

تمام شد



مثنوی مرغنامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے فرض اوسکے وقت سحر — جسنے کاٹے ہین مرغ روح کے پر
تن کے کھانچہ مین کر دیا ہے بند — کہ وہ ہمیشہ وہان رہے خورسند
مرغ زرین آفتاب فلک — نہ طائر سے لیکے تا بہ ملک
اور سکان عالم لاہوت — یاد مین اوسکے ہین سبھی مبہوت
کشنہ مین جسکے ذہن کا طاؤس — خلق کرتا ہے طائر افسوس
کیا کہون وہ کہ کیا کہلا رہی ہے — اوس سے غافل ہے سو اناڑی ہے
کرکے تن مرغ روح کا ڈھانچہ — جسنے ڈھالا سپہر کا کھانچہ
حکم سے جس کے اس زمانہ مین — یعنے دنیا کے مرغ خانہ مین
رات دن ماکیان اوج سپہر — روز دیتی ہے ایک بیضہ مہر
نیند کو چھوڑ صبح ہے نزدیک — بانگ ہوتی ہے چونک صباح الدیک
دیکھ تو کیا ہے نور کا ہے وقت — طرفہ نور ظہور کا ہے وقت
محو ذکر خدا ہین جملہ طیور — آدمی ہوکے تو کرے ہے قصور
سن نصیحت مرے بسمع قبول — تو بھی ٹک یاد حق مین ہو مشغول

وقت سیمرغ کرکے یہ معلوم ۔ قاف پر بولتا ہے یا قیوم
اوٹھہ کہ وقت نماز جاتا ہی ۔ وقت راز و نیاز جاتا ہی
آگ لگ جاے تیری غیرت کو ۔ لعنت اس تیرے اوسیت کو
مرغ جو جانور ہے ویوہی اذان ۔ اور سویا کرے تو ای انسان

نعت

کر ثنا ہے رسول راہ نما ۔ جسکی نعلین کا ہے سایہ ہما
صلواۃ اوسپہ بھیجی جاوید ۔ ہی جو ایک آسمان پہ مرغ سفید
گر حمایت کرے نہ اوسکے آل ۔ نہ جمین مرغ عقل کے پر و بال
بسکہ شاہ جہان محمد تمثال ۔ وہ سلیمان شکوہ با اقبال
مالک ملک و صاحب دیہیم ۔ وارث تاج و تخت ہفت اقلیم
بادشہ زادہ ہمایون فر ۔ فخر تیمور و بابر و اکبر
اور جناب وزیر آصف جاہ ۔ جسکے اختر سے ہے زیادہ سپاہ
لڑنے بھڑنے سے ذوق رکھتے ہین ۔ مرغ بازی کا شوق رکھتے ہین
کیون اولو العزم کو نہ بھاوے رزم ۔ یعنے ہے اسکے رزم بھی ایک بزم
شغل ہے جنکو ترک و تازے کا ۔ کھیل ہے اونکو مرغ بازی کا
گوش دل سے یہ سن لے میری بات ۔ اسمین ہین انبیا کے چند صفات
صبح خیزے ہے اور شجاعت ہے ۔ اور ہمت ہے اور غیرت ہے
کیون انہون کا نہ جنگ پر ہو مزاج ۔ صرف اس قوم کو ہی تاج کی لاج
اب جو ہی یہ شوق ہے اسکا ۔ کہ سمجھتا ہون مرغ کو عنقا
قصد پانے کا جبکہ کرتا ہون ۔ کیا ہے ڈگ لمبی لیتے [illegible] ہون
داب اپنے بغل مین ایک مرغا ۔ چلتا رپ رپ قدم ہون [illegible] نما
چمنستان مین دیکھہ تاج خروس ۔ چاہتا ہون کہ لیجے اسکو بھی چوم

مثل فولاد مرغ ہین اپنے — داد بیداد مرغ ہین اپنے
چہلوا نونکی ہین اونہون مین صفات — لات و عزا کو توڑے اونکی لات
پاس اپنے جو مرغ ہے جاوا — ہے وہ اسفندیار کا باوا
ہے جو سمجھے وہ سامنے ہوتا — بیٹا رستم کا زال کا پوتا
بڑہ شہوا سا جو ایک ہے پٹہا — اوسکا پاسے مین ہے بندہا لٹہا
وہ زین فیل نما کہ وہ ایک ہے آفت — کیا کہون اوسکی جرات و قوت
چاہیے گر چہ چیخ ہے تو وہ سنڈا — توڑ ڈوالے سپہر کا انڈا

ہین غرض خوب خوب عالی مرغ
ہے بجا کہیے گر انہین سیمرغ

قطعہ تاریخ تعمیر حویلی علی نقی خان بہادر کہ اصل مادہ تاریخ تصنیف کسی دیگر بصنف حساب بود و سہ مصرعہ دیگر سید انشاء اللہ خان صاحب بہم رسانیدہ تضمین فرمودند

ٹال سکے نہ شمس کے نہ قمر کے — کار سکے نہ عرب کے نہ ترک کے
تاریخ لکھی ہوئی یہ کسی لڑکے — حویلی علی نقی خان بہادر کے

ہجو میان مصحفی من تصنیف میان انشاء اللہ خان +

بخداوندی شخصے کہ رحیم است و کریم است و علیم است و حلیم است و حکیم است و عظیم است و سلیم است و قدیم است و شریف است و لطیف است و خبیر است و بصیر است و نصیر است و کبیر است و رؤف است و غفور است و شکور است و ودود است مرا خالق معبود است و بود خالق آفاق قسم میخورم الکنون کہ مرا ہیچ نہ ہجو تو سروکار نبود است ولے از طرفت گشتہ شروع اینہمہ اقوال مزخرف شنواے مردک نادان اندر و ہفت شاشتہ عالم غزل و مثنوی پوچ تو اے دہلی و خارجی از مضغۂ لطفہ مرہا نہ ملعونہ بالیقین مردود و دہ مطرود و مغضوب مقہور و مخذول کہ مجموعہ دشنام

فلک کے آنکھ ہو جسے چمکتے — زمین مارے نرمی کے ہو تھلکتے
نہین ہے شوق کے ہاتھون سے بھیجا — پڑا او چھلے جو دو گز کلیجا
چمک جاوے جو سیرا جوہر عقل — تو مین تجھسے حکایت اک کرون نقل
سناؤن ابتدا سے پھر وہ قصہ — کہ فی الواقع یہی پیرا ہے حصہ
کہون اک آپ بیتی وہ کہانی — کہ ظاہر جس سے ہو آتش زبانی
سنے تھے حسن کی اک شہرۂ شہر — نہایت چلبلاہٹ ساتھ حد قہر
چھپی تھی یہ جگر مین عشق کی پھانس — کہ شعلے بن نکلتے تھے ہر ایک سانس
ہمیشہ ورد جان تھا شعر استاد — یہی پڑھ پڑھ کے تھا سرگرم فریاد
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد — بسا کین دولت از گفتار خیزد
غرض مشتاق تھا اوسکا بہت جی — سمائی دل مین تھی ایک بیکلی سی
کہین القصہ حسب اتفاقات — ہوئی اک باغ مین باہم ملاقات
چلا وان جو گیا مین سیر تماشا — تو مت پوچھو کہ دیکھا کیا تماشا
نظر اس ڈھب سے آئی وہ پری وش — کہ دل اور جان سے اپنے کیا غش

بیان ملاقات اول و تعریف بستان

گئی آنکھون تلے بجلی سے اک کوند — سمند ناز نے ڈالا اوسے روند
کہا دل نے مرے دیکھے جو وہ مانگ — کہ ہو یہ رات آوے کچھ دعا مانگ
حواس و ہوش میرے ہو گئے تار — ہوا مین مانگ چوٹی مین گرفتار
بہم آنکھون سے آنکھین لڑ گئین خیر — عجائب نرگستان کے ہوئی سیر
وہ شوخ و شنگ دیدہ اس پہ ان کے — کہ ہون جسطرح دو بچے ہرن کے
نظر آیا وہ مکھڑا سیب کا سا — بنے ہا یان ڈول کچھ آسیب کا سا
یہ رخسار و نین اوسکی فریبی تھی — ہوئی جس سے خجل اکثر بہی تھے
نگاہ مست تھی ایسے سے بیباک — کہ بس دیکھی جو ہر بانہ ہی ہو دہشتناک

ہزاروں آبلے جوں تاک انگور | ہم پہونچا سے دل نے ہوکے مجبور
کہوں اوسکی جبیں کو کسطرح چاند | کہ اوس سے لاکہہ حصہ چاند تہا ماند
سہانا تہا کچہہ ایسا روپ اوسکا | کہ سایہ چاہتی تہی دہوپ اوسکا
یہ ناک ستاں سی نزاکت مین بہری تہی | کہ بس جو بات تہی اوسکی پری تہی
نگہہ وہان کر رہی تہے یوں اشارا | کہہی یہاں ہاتہی چاند اور ٹہوڑی تارا
جبیں دونوں بہوین یہہ داد بیداد | کہ ہو دلچسپ جیسے شعر اوستاد
یہ تہی کچہہ سرخ سرخ آنکہوں کے ڈورے | رگ گل پہ جو رکہیں سو تہورے
صف مژگان مین تہا ایسا ہی انداز | پڑی جہڑتے ہین جس سے سیکڑوں ناز
برنگ گل نظر آتی وہ دو کان | کہ اونکا وصف کرنا کیا ہی امکان
گردن کچہہ بہی جو تعریف در گوش | تو اوڑ جا دین صدف کی سنتی ہی ہوش
نہ کیونکہ آرسی سے مست ہوتے | وہ گردن تہی صراحی دار موتے
کلاوٹ بازو ونکی چشم بد دور | وہ دونوں مچہلیاں جیسی سقنقور
لگا کہ ناخن پا سی وہ تا فرق | سراسر حسن کے دریا مین تہے غرق
پہین سج دہج کچہہ ایسی تہی ترا قا | کہ ہیرہ دو نکو جس سے ہوا فاق
نظر آتے جیسی وہ سو تو ان ناک | تہو وسنے ہیر وہ بہارے عمر غمناک
یہ عالم تہا کچہہ اوسکا واہ جی واہ | کہ لکہنے نسخے ہین جو ہا سے واللہ
نہ کیونکہ اونکے خوبی ہو ایسے | کہین دیکہی بہی ہے بنی ہو ایسے
قیامت کرتے کیا لگتی اوسی ڈہیل | کہ تہی وہ بچہہ سوسترا فیل
پہڑک نتہنوں کے بہر ایسی ہی اچہے | تڑپہہ جوں تڑپتے ہین جا سے مچہلے
وہ ظالم کے مسی آلودہ دندان + | جہلک مین موتیوں سے تہی دوچندان
پڑی ہونٹوں مین تہی ایسی دہکتی + | کہ ہوں جوں رات کو جگنوں چمکتے

در تعریف الحصا

یقین ہوا اونکو جو دیکہے وہ پستان | کہ بیشک یہ ارم کے ہے گلستان

بنے وو برج سو نیکے یہان ھین
حلاوے فقرے تھی کہنا یہ بہشتے بات
یہ کہنا تہا کہ وو سو نیکے تھکے
نہ جی الماس اور نیلم سے کہنے
زبس تہا صاف سینہ پیٹ بھی صاف
شکم پر رونگٹون کا ذکر کیا تھا
ستارہ سے دمکتی تھی پڑی ناف
وہی تو حسن کے چشمے تھے سوت
یہی کہتے تھے اوسکو دختر رز
کرون کچھ اور اعضا کا تو کیا ذکر
کہے دو شعر لیکن فارسی مین
زہے مضمون کے عالی و اسکے
میرس از بند شلوار ازو گرہ ہیچ
بناف وان گرہ کن چشم خود باز
اوسی مین آگئے مضمون سارے
چڑھا اس جوش پر دریای مہتاب
دلکش یون لگی سب برج چہکے
ہوا و ان تن بدن سے مل کے پارا
زمین اوسوقت لگتی یہہ بھلے سے
درختون کو اوس انداز و ادا سے
غرض وہ شوخ میری پاکے آہٹ
خجالت سے پسینے مین سر سے غرق
لگی کہنے ہوئی ہے عقل کچھ گم

کسوٹی کے کلس اوپر عیان ہین
عبث ضائع ہوئی ناحق کو اوقات
لگائی آنکھ جن پر تھی اوسکے
بہم چھوٹے پڑے سے تھے یا اسکے
بدن آئینہ سان براق شفاف
فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تہا
بھلا کوئی کرے کیا اوسکا اوصاف
نہ تھی وہ ناف تھی ایک جاگتی جوت
کہ ہے یہ تو بعینہ ہاے ہوز
کہ ناحق کے اٹتی ہے کہان فکر
کہ سچ مچ حسن کے وہ آرسی ہین
چڑھاوین بلبلین جنکو چراغے
حکا تہا ست اینجا ہیچ در ہیچ *
کہ زیر مہر دارد بہرہ ناز
لگے ہر سمت سے ہونے اشارے
کہ کوسون تک بہرا سیلاب سیماب
کہ سچ مچ جیسی ہون چاندنی تھکے
چمکتے تھے پڑے جیسے کہ تارا
کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی سے تھے
دیتی سے تھے بادسے کے شامیانے
لگی دکھلانے اپنے چلبلا ہٹ
چمک کر یون گئے انکھون سے جیون برق
زنانہ مین گہس آئی کون ہے تم

کہا اب خیر سے گھر کو سدہارو — کسیکا مفت مین تم جی نہ مارو
ڈھٹائی پر تمہارے جے ہوا عشق — لگائی تمنے میری جی مین آتش
نہ باندہے کوئی کچھ طوفان و شیطان — چلو اب جاو بہی اللہ نگہبان
وہان مجھکو زبردستی گئی سوجھہ — مزے مین آکے بدمستی گئی سوجھہ
لگاوٹ سے ہوئی جب دلکو تسکین — تو مین نے پشت خارا ونسی لیا چھین
اونہون نے بہی لپٹ کر ایک باری — رضائی شال کی میری اوتاری
لیئے مین پشت خار آیا ادہر کو — رضائی لیگئین وہ اپنے گہر کو
رکاوٹ آگئی پہر کچھ جو ناحق — ہوئی دونون کے سینے رنگ گل شق

ملاقات بار دیگر

ہوا مدت مین جو پہر وصل دلدار — تو شدت سے کیا اون نی مجھی پیار
یہ اپنا زور فتنہ مین جتایا — کہ مجھکو عطر فتنہ کا لگایا
نہوتے پائی تہی تسکین دل کو — کہ کوئی لیگیا بس چھین دل کو
کچھ ایسی بات جہٹ درپیش آئی — کچھ آپس مین ہوئی دونہین جدائی

ملاقات بار سوم و یکجا ماندن تا یک ماہ کامل

حقیقت کے نہ پوچھو بعد چندے — ملا اون نے دیا سچے جسکے بندی
ہوا پہر جو میسر وصل دلخواہ — ملاقاتین ہوا کین تا بہ یک ماہ
تصدق تیرے قدرت کے خدایا — کہ دو بچھڑے ہوؤن کو پہر ملایا

در بیان مہاجرت ابد از صحبت یار

یہ آیا سوچ ایکدن بیٹھے بیٹھے — کسی کے دل مین جیسے چور پیٹھے
کہ ہے یان جو میسر عیش و آرام — سو پہر کمبخت گردون کا نہین کام
تعجب ہے نہین ہر بیلے جو ہوتا — یہ دشمن ہے پڑا کس نیند سوتا

زمانے نے کیا اس بات کا رشک / پھر آیا چشم میں خورشید کے اشک

بیان قسمت کے خوبی کیا کروں آہ / بہت بغلیں بجاتا تھا کہ ناگاہ

طرب نے مجھسے اپنے موہنہ کو موڑا / فلک نے تفرقہ کا سنگ چھوڑا

خوشی کب دیکھہ سکتا ہے یہ کم بخت / کہوں کیا حال دل سنگ آہ و سخت

دربیان تنہائی فراق وبیان اشتیاق

وہ شکل آنکھوں میں اپنے چھا رہی ہے / طبیعت سخت ہی گھبرا رہی ہے

لبوں پر آہ ہے اور جی میں ہے درد / پھرا کرتا ہوں جب تب میں دم سرد

مجھے کچھ کھانے پانیکا نہیں ہوش / تصور سے اونہیں کے ہوں ہم آغوش

لگی ہے آگ سی ایک دل میں میرے / سمائی وحشت آب وگل میں میرے

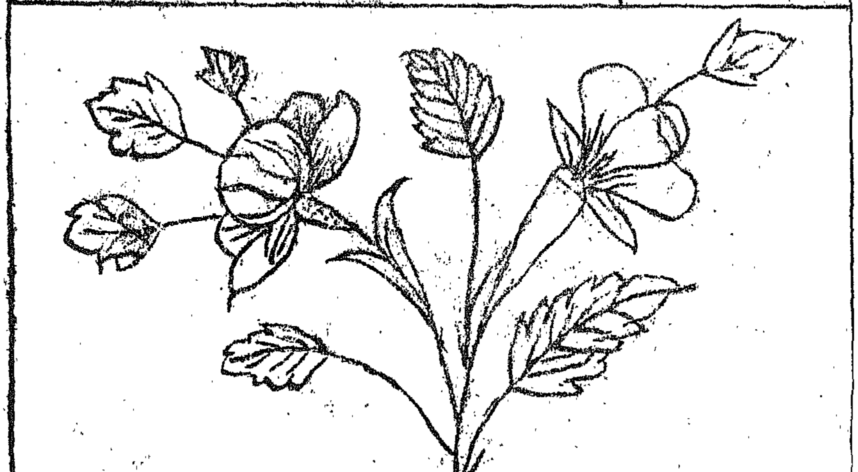
یہ گھر بن سا اب اون بن لگی ہے / کیا کو جس طرح سے جن لگے ہے

الٰہی جیتیں جب ہوں وہ باہم / نہ چھوٹیں عاشق ومعشوق ایکدم

بہت سا یہہ ترا بندہ کرا اچھا / کرم کر پھر ملا دی یار اچھا

وہ جو دشمن ہیں سونا پیار ہو دیں / پڑی پھر بیٹھیں اپنا اور رو دیں

اوسی صاحب کے ملاقاتیں ہیں پھر
وہی راتیں وہی باتیں ہیں پھر



مثنوی فیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدقے آنکھون کے تیری ساقی
ہی مجھکو ہوس ابھی تو باقی

ایسی ہی شراب وہی دہنوان ہار
بڑہ جاہی یہہ جس سے سکر کا تار

اطراف جنبش مین جو سبے ہو
انگور سیاہ کے جنے ہو

تیزی ہین سیاہ مرچ سی ہو
مجھو نکا اوسکی نکیلی کرچ سے ہو

وہ جسکی بڑی بڑی ہون جوہر
صدقے جن پر ہون لعل و گوہر

لایا وہ بوضع حور طناز
جس سے کہ چمن چمن اوگین ناز

دار وایسی کہ ہوا وے العزم
جس سے حباب اوٹھی صورت بزم

تو میری حوالے دخت رز کر
پہر قول سنے مجھسے بخت ویز کر

وہی مجھکو وہ جام صورت بدر
ہو رات یہہ جس سے لیلۃ القدر

سیکھے جسی نشہ [illegible] فرانہ
لیلاے سیاہ خیمہ ناز

ہو جس مین لپیٹ اژدہا کے
جس سے کٹ جاوی زاہد خشک
جس سے سب وال فی ہو وحشت
ہو جس سے کہ دو دریا دہ و پوچ
ہو جس سے کہ دلکو اور ہی لوچ
خاطر ستون کے جس سے ہو جمع
ظاہر جس سے ہو حسن کے سوت
جس سے جھٹ چاندنی کری کھیت
جس مین ہون معجزات عیسیٰ
یہ چار طرف گھٹا جو چھائے
بادل آئی ہین حبش کے جھوم
ایسا کر دے مجھے سیہ ست
کر ایسی ہے ہی مین یاس کو غرق
جس سے کہ سر دریا دآوے
ہو وے نہ تو اور دی مجھی کچھ
رکی منت مجھسے ارے تو رہ وا
تا مین کہون ایک تازہ قصہ
قصہ نہین ایک باغ ہے یہہ
مطلق نہین اسمین کذب کا دخل
ای صاحب فہم و عقل صائب
مین تیری حضور وہ کرون نقل
۱۲۰۲
تھی سترہ سو بیانوی سال
انگریزی مہینا تھا دسمبر

صورت دیوار قہقہا کے
جسمین کہ کھلا ہو نافہ مشک
عنبر کے بھرے ہو جسمین نکہت
کر جاوی سواد دل سے غم کوچ
اوڑ جاوین دفعتہً یہ سب سوچ
روشن وہ کرے مرا دلی شمع
جس سوت سے نکلی جاگتی جوت
چمکی تاروں کی وضع سے ریت
غش جس سے ہو راہب کلیسا
ہے زلف صنم کی یاد آئے
اسوقت نہ رکھہ تو مجھکو محروم
تا برق کی طرح دل کرے جست
جس سے بھڑک اوٹھی شعلہ برق
انشا اللہ مراد پاوے
جسمین یہ پیاس تو بجھے کچھ
گر ہو وی نہ می تو چھیڑ قہوا
ہے یہہ تو فقط ترا ہی حصہ
مسرورکن دماغ ہے یہہ
ہے صدق سنی پر ثمر ہر ایک نخل
سن مجھسے لطیفہ عجائب
جسپر کرے وجد دانش و عقل
وہان عیسوی ای سجادہ و اقبال
جنمین ہوئی بات یہہ مقرر

بیری کی ضلع مین گرفتار
گویا خرطوم اژدہا سے تھے
تھا کوہ شکوہ و خوب صورت
ہاتھی کا نام تھا بھادر
چنچل پیاری تھی مادہ فیل ایک
باہم رغبت کو جو تشو لا +
چاہت نے مچائی ہے یہان دھوم
بے گفتۂ شیخ شہر و مفتی
دو دل باہم جو ہو وین راضی
باہم ہوتی ہے بوسہ بازی
صحبت آپس مین ہے بہت گرم
ہتھنی کا ایک پانو اٹکا
چھوٹا پھرتا تھا یون ہی ہاتھی
گو تھا پلہ کچھ بند ہا نہین تھا
ٹپکا پڑتا تھا اسطرح سے
پاس اوسکی مدام سونگتا تھا
خرطوم سے پیلے گل کے شبنم
از بسکہ وہ فیل صدمہ کش تھا
جو لوگ تھے گرد پیش کے کل
۱۱۹۲
پھر سترہ سو ترانوی سے
تاریخ کہ بڑھ گیا بھادر
خواہش کا وعدہ جو بیٹھا
حملے ہوئے چند بار ایسے

ایک فیل ہوا بڑا نمودار
صورت دیوار قہقہا تھی
بی شبہہ و شک گنبذش صورت
صدمے اوسپر سے بی بھادر
جسپر ہو جاین نقش بر دیوار
تو آگے مہاوت ایک بولا +
ہوتا ہی مزاج سے یہ معلوم
کھیلین گے یہ آج کل مین جفتے
پھر کیا کرین اونین آکے قاضی
کیون دلی کلی شہد وہی تازی
باقی نہ حجاب ہے نہ کچھ شرم
تھا باندھا مہاوتون نے رکھا
مستی رہتی تھی اوسکی ساتھی
جاتا وہ کہان کہ دل وہین تھا
ساون کی گھٹا ہو جسطرح سے
ماری مستی کے اونگتا تھا +
ملتا تھا مونہہ سے اپنی ہر دم
چنچل پیاری کی بو یہ عشق تھا
وا اشتہ وہ کر رہے تغافل
بست و ہشتم وہ جون کے تھے
بے خوف و تردد و تفکر
چنچل پیاری پہ آن بیٹھا
لنگر اسکے ہون وہ پہاڑ جیسے

پھر شیشہ نہ ہوئے گل کی کیاری — دریا کے طرح عرق تھا جاری
پھر وقت صباح اوسکے من بعد — گر جاوہ فیل جسطرح رعد
پھر آیا گلون کے موسم مین پانی — پھر بات ہوئی وہ یا[illegible]
لکھتے ہین جہان کا رسش ایسا — انشا نے کیا یہ نظم جیسا
سے اونکی خوشی سے جیکہ کروٹ — آیا مین فیل خانہ مین جھٹ
کیا فیل زیادہ جو کہون مین — تھا پدلینٹ کر گردن مین
دو تھے نیچے تھے وہ پھر پہ — پھر بات ہوئی چھپ سکے پہ
چھوڑا ہاتھی کو اپنے آگے — ہتھنی کے نصیب سوتے جاگے
دو نو ہیں رہا سا سن تا دیر — کہتے ہین لوگ جسکو بہت پہیر
ہاتھی بھی سونڈ ڈالتا تھا — ہتھنی کے وہ تھے سینہ اترتا تھا
تھا وہ فیل واہ واہ جے — خرطوم سے جابجا شرم اوسکی
ہتھنی بھی بیان کیسی اوسدم — تھی مارے مزے کے تھا وہ خرم
خرطوم سے عضو تولتی تھے — کیا جانئے کیا ٹٹولتے تھے
بھاری تھا خوب بیٹھے گدا — کہتے تھی سے لگے پہ وہ کدا
کیا مین کہون اور اوسکی حالت — ہر طرح اوٹھاتی تھی ملالت
ہتھنی پہ سوار یون ہوا فیل — جس طرح کسی کو کوئی دے کیل
گردن پہ ڈال اپنے خرطوم — ہاتھی نے مچائی اوسگھڑی دھوم
انگلی [illegible]ن کو پیٹ پر دھر — پھیل اپنا کہلا دیا سراسر
ہتھنی نے دو نو پانون اگلے — چھدرار کہی تھے وہان فرنگے
ہاتھی ہتھنی سے ہو گیا جفت — دیکھی یہ سیر خلق نے مفت
اس وضع کو دیکھ سب رہے تھے — انشا نے ہتھنی کے دب رہے تھے

نقشہ اوسکا جو فارسے ہے
گویا شفاف آرسے ہے

نظم فارسی برای تفریح اہل فارس

در وقت سعید و ساعت سعد — غرید ز شوق فیل چون رعد
بنهاده دو پای خویش بر پشت — زان سان که فغان برآمدی گشت
بر گردن ماده فیل خرطوم — پیچیده فشرده نای حلقوم
بنشست چو کافر آنچنان چست — بیچاره ماده فیل شد سست
فریاد بلند گشت زانبوه + — ابر آمد و سخت بر سر کوه
حاصل که بهادر یگانه + — مجنون وحش گرد هر دو شانه +
از دامن قاف کفچه مار — آورد و فگندشم درین غار
جسرے بر رود نیل بربست — بود آنچه شکستنیش بشکست
آن دجله رسانده تا رگ ناف — لرزید بخویشش پرده قاف
آتش در آب دجله افتاد — خندید ز جای جسر بغداد
لیلی ز سیاه خیمه بیرون — برآمد و رفت پیش مجنون
گفتا عالم چه شوخ چشم است — کان غنده مکن که جای خشم است
دیدندش چون بیاض دندان — با هم گفتند هوشمندان
کاورده به بیستون بیداد — یکباره دو جوی شیر فرهاد
در پیرهنش شکوه شان است — دروازه دید هنود آن است
بیت الحسنی ز آبنوس است — شایسته صد هزار بوس است
پشتش ز عرق سپهر شان است — ماهیت اوج کهکشان است

بیان متحیر شدن جانوران

اس کام کا پڑ گیا جو سایا — سب جانوروں نے غل مچایا
تھے جتنے کہ ارنے اور گینڈے — گھبرا کے اپنے انڈے
اوٹھی دل سے پہاڑ کے ہوک — صحرا صحرا میں پڑ گئے کوک

جنگل مین مچ گیا جو منگل
کہنے کو یل برا بہلا سے
تہا طعنہ زن اس صدا سے تیتر
دیکہی یہ غرض کہ جسبگہڑی سیر
اوچہلا سیمرغ سبہے ہوا پر
ناچی یہان ریچہہ اور اودہر مور
نل جیسے کہ ہووے نل کے اندر
باہم ہست آے لاکہون لنگور
پینے بہہہ تو پہر نہ چہوٹے
کرنی لگے کہاک ساری قہ قہہ
شیرون نے بہی خوب ڈنڈ پیلے
پیے آب حیات عیش کے گہونٹ
بسیا ختہ مچ گیا جب ہلڑ
مانڈہی ہوا اوچہل اچہل کے آئے
ناچی سب ریچہہ خوب سنگیت
قمری کر سرو کے خوشا مد
بس خورد و بزرگ ہو گئی مست
آئی یہہ قہقہہ کے آندہے
کیڑی جتنے تہی کلبلا سے
آپسمین گتہہ گئے بہو لے
راجہ اندر کا وہ اکہاڑا
غولونکی خبر ہی نہ ہاتہہ جو گون
خوش ہو گئی روح رستم و گیو

وان گونج گیا تمام جنگل
تہرائے مزی مین کوکلا سے
ہی یہ سبہے نگوڑی کتنے ایتر
بولا بوسے مین اپنے مرطیر
با لید سے آگئی ہما پر
کیا خوب بہہ سیر کہہ ہوی زور
نکلی یون فوج فوج بندر
جیسے قطعے مین کالے انگور
بارہ سنگونکے سینگ لوٹے
چہ چہ ہوئی اور خوب پہ پہ
ہونی لگے یکہ گر مین ریلے
یکبار رگے ناچنے لگے اونٹ
چلایا او سمجہے تمام گیدڑ
ہنسنے لگے اوٹہی اوٹہی بہہ ہے
گانی لگی لومڑی ہر ایک گیت
بولے کہ چہ خوش چرا نباشد
اسپات سی گرگ ہو گئی مست
جہٹ جانورون نے آگی باندہے
چوہی بہے بلو لسنی باہر آئے
بادل نے ہاتہی اپنے بہولے
پریون نے کود پہاند اوجاڑا
جنگل مین لگا دی آنکر دون
بولے جنات بم مہادیو

پھولوں نے پہن پہن کے زیور
تھی یار جو اپنی اپنی گون کے
رنگوں بھنوں نے ایڑیاں ڈ ان
ایسا ہے ہوا مزہ کا زور لا
دریا کے منھ پہ آگیا کف
اس وقع سے سب نہنگ نکلے
تاروں نے یہ بات جب ہیں تاڑے
اس کا ہے کے وسیاں میں اڑیں سب
تھی سو کہی درخت کے جہاں ٹھنڈ
لیکن ہوئی جو سخت گاڑ ہے
یوں دیکھ لے اونکو جیت چالاک
اژدر کے جو کر دکھے تھے زینے
دایین صیبل کے جنگ میں گل
فتنگل کو یہ کام جو خوش آیا
سے باد بہار نے بھرے سے
بارا جبل نے آ کے جو یہ
جب تھم نہ سکے ہنسے وہ مطلق
تھا سوسن کا ہو گیا رنگ
اکھیں نرگس نے موندلیوں جھٹ
الراع ڈھور میں ہوا غل
دکھ اپنے سچا بنچا کے گلدم
گل شبو نے پھر اٹھ سے سرد
جو سرو پہ بیٹھے فاختہ تھے

ان میں بہت لڑائے تیور
چھینے پاڑ ہی مرن سو چونکے
تو تیں لاکھوں کے بیٹیاں وان
جس سے گئے عقل سب کے بولا
باہر ہے مرنا ہرن کی ایک صفت
جیسے کوئی پیک بانک سے نکلے
او تیں سے نکلے تاڑے
تھیں جتنی کھجوریں چوپڑیں سب
بیٹھے چڑیوں کے جھنڈ کے جھنڈ
بڑھنے نہ گے گو سوٹے انہو اڑ ہے
سب رو گئی انیڈ انیڈ کرتا ک
سب بن گئے زعفران کے کھیت
موہ بیٹھ اونیں سے شاخ سنبل
جھاڑ و سیں عشق پیچ چھپایا
سانس ایک سے بھر صبا نے گہرے
ایک اوس سے پڑ گئے گلو سیر
سینہ ہوئے سر اتار کے شفق
تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ
چہرہ پہ کیا صبا نے گھونگٹ
لپٹے سر شاخ گل سے بلبل
یکبار گے آپ میں بہ الم
صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد
سودہ بھی جو اتش باشتہ تھے

گر آب نشاط سے گلو تر
جاری بلبل نے جو ہین ایک چونچ
باقی نہ رہا کسیکو کچھ ضبط
رقصان طاؤس خوش نما تھا
سب کے ہوئی دلکو ایک اشتہا
سیمرغ و عقاب اور ققنس
اس ڈول کے چال جو خوش آئی
نکلی مینڈک کے فوج کے فوج
لذت اوس بات کی جو چکھے
کہنے لگے یون وطن کے بھائی
موند آنکھ کے کھلے جو دلکے
چالیس انگہن کے سہر پچاؤ سر
بنیون نے بھی بانٹ اپنے توڑے
سب مرہٹی بھی ہار کے بھالا
دیکھو تو حلیم ملا او کان
ہر جا او شوق نداق اس پولے
ڈوم جب ہنسنے کے خوب سوجھی
جاری ہوئی ایک نشاط کی نہر
چالاکی جفت گشتن اسپ
مدت او ٹھی ہے اور درخواست
کانپا ہر شخص کا کلیجہ
عالم نے او منہ نکو آگے گھیرا
ایک او نیہ خوشی برس ہی تھی

خط خون کرنے لگے کبوتر
دامن مین گل کے لگ گئی کھونچ
یکبارگی سب کو ہوگیا خبط
ایسا ہے قصہ ہما تھا
چونڈ ہی کو چھپا کے چھپا ہد ہد
غش ہوتے تھے لیک با تشخص
چڑہ آئی گیا تے پر کھپائے
او پہ بھی یہہ دیکھنے اوج
بیٹھے تھے پہ چڑہ کے کھے
دیکھا بھی سے کو چھپا ہے
آپس مین لگے یہہ کہنے ملکے
کو دن تھے یہہ کاج پارس
ابھی کہ ملکہ رام جانے بولے
بولے واواری الٹی آلا
اپنا درک آب ہوا ہے حیران
ہر ترک اوری قو شو لغہ کولدی
سب سکھہ بول اوٹھی واگرو جی
لدا او ٹھی سے ور سگے لہر
گو اون مین نہ تھے ولیک لچھپ
تھی ویسی ہے صاف بیکم و کاست
او نسی حرکت ہوئے نہ جیا
سستاک پہ بیٹھے ہاتھہ پہ بیٹھے
باقی پہر ہے ہوس رہا ہے

سونڈھین آپسمین لڑتیان تھین
پھر شام کے وقت وہ ہمرم ساگر
رنجبت دونون کو بہر ہوئی آن
پر مین نے نہ دی اونہین اجازت
پہ مین نے سنا کہ ایکبار اور
یہ بات ہوا وتون نی اوسدن
جسدن یہہ ہوا انشا ہم مطلب
اس بات کو دلمین تو کرو غور
مدت گہنٹونکی کل سے چپ بیس
تھے کرچکے چار بار وہ کام
تہا اونکا قصد بار پنجم
ڈرتا تہا میا و انکیہہ خلل ہو
بس اسی مے عاشقے کے ساغر
دو روز کے بعد وہ بہادر
آیا اوسپر کہ ڈالی بہت ڈول
لاتا تہا جبکہ سونڈ ہاتھے
چنچل سے تو دوستی ہوئی گٹ
ہر وقت بہادر اوسکے تہا گرد
چہلین کیا کیے جو وہان تھین
آمیزش کو وہ چاہتا تہا
ایک روز بسبب اتفاقات
اودھی دلمین ہوا اوسکے جوشش
کرنے تو لگا دلیک اندر

برچھی سی لگاہین پڑتیان تھین
لائی اونہین فیلبان جا کر
سب ہوگئے اہل دید حیران
تا پہر بڑہ جائین کرکے رنجبت
پہلی سے ہو چکا تہا وہ طور
مجھسے نہ کہے قبو سے اوسدن
ہان ہان لگے کرنے آنکہ سب
مانع ہوتا نہ مین سو کس طور
جسمین کہ چڑھا تہا اوسپہ ابلیس
تو بھی لیتی نہ تھی کچھہ آرام
آنکھین چکین بسان انجم
تب تو سینے کہا کہ رنڈ کو
ہو جائینگے یہہ نحیف و لاغر
مستی کے مارے پھر ہوا پھر
چنچل کے دلمین ایک ہولول
وہ مارتے اوسکو پشت پا سے
ایک اور تھی مادہ فیل اوس خبیث
شیطان کا تہا وہ ایک شاگرد
آپسمین بوسہ بازیان تھین
دل ہی دلمین کراہتا تہا
تیار ہوا اپنے ملاقات
ہتنی پہ سوار ہو کے کوشش
کچھہ راہ نپائی اس سے باہر

کھولا اوسنے وہاں بہ شتاب
آنکھوں سی ٹپک پڑی ہین اشک

شرم اوسکو نہ کچھ نہ کچھ حیا تہے
تھا وضع غریب کا وہ ہاتھی

رہتا ہر وقت مستعد تھا
اوس بات پہ وہ بہت سجد تہا

چنچل پیارے بغیر وہ دن
اوسکو نہوا نصیب لیکن

ویسے نہ کسو کی ہوگی اب تک
ہتھنی ان ہاتھیونکے بیشک

انگریز جان کارنس عالم
قصہ کے ہوئی ہوئے مترجم

ہین فارسی مین کلارک صاحب
وہ خاص حضور کے مصاحب

انشا سے یہ ترجمہ بہ بیشہ
موزون ہوا ابھی کہ وہ

حسب الحکم جناب عالے
منظوم ہوئے ہین یہ رسالے

وہ ناظم ملک ہفت کشور
منصور و شجاع و عدل گستر

کاؤنسل حشم وزیر اعظم
جمشید حشم سپہ مکرم

باشوکت حضور پر نور
با خلق و شکوہ و شان منصور

دی جسکو علی نے سعادت
یارب رہے اوسکو یہ امارت

جبتک کہ رہے یہ نیل گردوں
نقارہ بجے اوسیکا دون دون

بس لے تو اسکو بار اٹھا
انشاء اللہ نے جو چاہا

در ہجو گیان چند ساہوکار

ایک تھا بنیا ساہوکار کا نام تھا اوسکا گیان چند
بھنگی امیر بخش جو آئی اوسی بہت پسند

آدمی سے کہا ذرا بھائی گھر آئی انگی آوہ
بسنت تو جو کہی ہے گھر مین جانو ہوا اسکا کی بہاو

جانرد ہوا اسکی نوک جھوک تو کر وجا کی مول تول
بھائی گھر آئی بولی تب لالہ جی وہ تو ہے امول

جی کی لگی کا مول کیا صدقے ہین چاہ پر کروڑ
آپ لگائی کا کیا صاف ہی کہئے موںہہ کو موڑ

بولی کہ تیس کے چالیس بہت گجب تو وہی کی بات
ونیٹر مین پچاس ہے سبھی مسکرا کہی تو گیہون پات

وسیان انگلی آخر ہی اٹھہ پہر ہی اوسکی یاد
پر سکا کوئی شعر نہین جامین ہو دو کہتہ ایسا
بولا وہ تیم اسطرح جسکا کہراتی نام ہے
سنتی ہی پہیر اُسکی بات کہنی لگے وہ ہو خوشی
کہیر لشند فساحی اباب چھینے کا بیاج
کہرچی عرضا یہ جا چکے پہیر گئے جو بات تھیث
تہا جو کمال انتظار جہاڑی گئی تہی دلون
واہ رے ہی پہولی پہولی گال اور روداد کی سو پہر کونا
ڈولی امیر بخش کے اتنی مین پہونچی آن کر
بیٹھے وہ انکی روبرو فرش پہ جو تیون سمیت
دب جو گئی شکوہ مین لالہ جی کانپنی لگے
بولی نہین تو لی یہہ بہائی کہراتی اپنی کون
پہنین اپنی کاج کی بہاتی کہراتی پہیر دے
آبرو کی پہکر کرین بات ہوئی مہا کٹھن
اون نی اشارہ مین کہا بہیجی خوب چہیڑ چہاڑ
کیجیے جرات اسگہڑی ڈالی ہاتھہ سینہ پر
خوف کے مارے لالہ جی رکہتی دلکو تہام تہام
کہنی لگا کنا یہ مین دیکہہ کے وہ چہل پہل
بہائی کہراتی واہ واجو یہ مجہی کی ہے بہار
گرچہ کہ جرات اسطرح تہی تو بہت کمال شاق
جی سے انگیا جو چہوئی خلطہ کیا گا ایک یاد
کیا کہون تم سے دوستو شرح مین اسکی حال کے
بسکہ وہ ذی شعور تہا اور بڑا ہے عقلمند

سب کے رسوئیکا مزا کچہ نہ بیا لو کا سواد
مانڑ لی لوگ ہم کہا ہاتی سہر مین آسمار ہی ہے ناک
لالہ جی ایک ات کی تہڑی رکہ رہے ہین سہی
علی روپیہ مین سوا پہیہ نہ کہرے گن ابہی
اپنی پران کو نگن کوئی گہڑی مین کریون آج
لالہ جی بیٹھی دہوتی باندہ جیسی تہی بانڑیونکی ریت
بیٹھی بلونسی کیہی پر تکیہ لگا بجا کے یون
توند مین یہ ہوا بہری ہو گنی کی ہو جیسی کہال
سوز نی اپنی ساتہہ کر اوسنی بچہائی کہیہ پر
لالہ جی بیچہی جا نہ نے گہر مین کیا ہوا اونکی کہیتا
توند پہ ہاتہہ پہیر پہیر خوب سا ہانپنے لگے
اسکا نہ ایسا رو دیتے ہا جنگلی جون لگی ہو دون
کہوہی بڑی ہی اینکے تو ابرو اب نہ اگر دی
کہیر جو کچہہ ہوا ہوا بہائی کہراتی کر بچن
ڈرتی ہین آپ کس لیئے دل کو بنا ہی بہاڑ
کہرچی پنچہ چکے اسی اب رہا کونسا خلل
آبرو پہ نہ گہیر دے ہر گہڑی تہا یہی کلام
بیڑ تمہارا رام جانے ہی بہائی کہراتی سیتا پہل
ہین ہین عجب جیکو تری ہین ہین بلا تیری انا سا
سیئی تک ایک کان تہہر روز ہوا یہہ اتفاق
اون نی جڑی او دہرکے ڈہول اونکے دیا ہے یاد ہاتہ
بہاگ گیا یہہ کہہ کے جہٹ جی ہو کنہیا لعل کے
کوٹہڑی بیچ جا چہپا کرکے کواڑ دونون بند

عاشق زار چستہ تہا ہنگی امیر بخش کا
سانحہ یہ پڑا ہوا اوسکی گئی گھڑی کی بعد
پہری ٹانگونکی بلا وسیری بندہ ویسے بلاقید
چوٹ کری ہی ایسی بہانت پہری جیسی کوئی تہا
سنکے یہ شور وغل ہین بہائی گہراتی نے کہا
رنڈی بلائی کیون تہی جو بہاگ کے چہپ رہے تم
اٹہو وہ جانیکی نہین بیٹہے ہو سنکے ناحق تو ڈر
چپکے سے بولے لالہ جی تیری بہی نہین وہ مانڑی ہے
بہائی گہراتی جیسے ہوا اٹہو بلا کو ٹال دے
لے لینی سو روپیہ جب اور تب وہ سدہارے اپنی گہر
تالی بجا کے اسطرح بولی پہلا کے اپنے گال

اوسسے ہوتی وہیبت وضیر کام تہا جو رخش کا
پہر تو گہر جنبر وہ لگا ایسی طرح سے جیسے رعد
دیہو تو تمکو ہماری کہیں اب رہا کو ٹرسا لگاو
کو فسا لکہا جو کہا ہی کیسی ہے بہنہ ہوتی رانڈ
لالہ جی تمکو کہیرے ہے واہ جی واہ واہ وا
کہوئی روپیہ تین سو عقل و حواس کرکے گم
اپنی سی ہین تو کر چکا صاف کہون ہون نہ لیکہو
ہو گے بڑی بہتیجے پڑہنکا رام جانڑی ہے
وہیول لگائی سو روپیہ اور بہی لیکی کہال دے
لالہ جی ہارے ڈہیٹ ہو آئی چڑہ اپنی کوٹہی پہ
پڑہنکار یہہ تو سہے کیسی دیا تجہے نکال

اشعار متفرقہ

بس اوسکی لطف سی زندہ ہین جو حافظ او کریم ہی
نہ دوا ہی ہے نہ غذا ہیان نہ طبیب ہے نہ حکیم ہے

ایضا

اختیاری تو نہین اپسے جو دوری ہے
سخت لاچار ہین عالم مجبوری ہے

ایضا شعر عربی

طغی القوم من اوسکے الضریۃ
انی نشتی مع الخید
انہ قبۃ بلا
ما ہو و ر و سبر دبا نشیج

ایضا

سکت الحبیب شتانۃ بلقے التلذذ ساریا
سمعا و ہ یتیلون و دینہ عمون محالیا

معما

عاشق بیچارہ کہ در خیالت محو بود
شب با دوج خواب کردہ گریہ و دریا نمود

معما

چون شدم من گرسنہ بغداد را آتش گرفت — بر جہای گلشن شداد را آتش گرفت

ایضاً

حضرت عشق آپ ہیں کچھ زور شنی نام خدا — واہ رے خلطہ ایلو کیا خوب ای نام خدا

ایضاً

صورت آدم میں عالم ہے خدا کے نور کا — وہ پری غلمان سا نکھرا جھمکڑا حور کا

ایضاً

آمدہ تا کہ رو براہ آتش حسن شوخ او — موسی راہ جستجو قال لا الہ ا مکشو

ایضاً

کیست آن مرد مسلمان بندہ پروردگار — آنکہ نامش ہست در قرآن بصریح آشکار

فرد مصرعہ اول بے نقط و مصرعہ ثانی ہمہ با نقط

آہ کل دلکو ہوا اور دکھ رکھا ہمکو — جنبش چین جبین جت چین نے بے چین

ایضاً

تاک سکے نیچی ہم اوس گل سکے تاک لگائی بیٹھے رہا — کونسی موہنہ پہ شیخ نہ سبق تاک لگا میں بیٹھے ہین

ایضاً

صبحدم باد سحر زلف ترا می بوید — بر رخت عکس در آیینہ بنیا لوید

ایضاً

چنگل شاہباز ناز سے مجھسے دو چار کیجئے — وادی دل میں آئی سیر شکار ست کیجئے

ایضاً

کب تلک ابر کے پرتو سے رہے گی ہو ب — بار آہا نکل آوے کہیں چکیلے دہوپ

ایضاً

چاردہ سالہ جوان ساقی صہبا شدہ است — امی کشد پیر مغان را آفتی بر پا شدہ است

ایضاً

آنے جانے مین کبھے تو دہیان مجھہ پر کیجیے ۔ بندہ پرور منت کا احسان مجھہ پر کیجیے

ایضاً

کھل پڑی حالم ہستے مین تو ہم سخت کھلے ۔ لی نہ اے دختر رز اتبو تری نبحت کھلے

ایضاً

جو سبک سمجھی مجھے اس عشق کے سرکار مین ۔ یا آلہی اوسکو خفت ہو بھری بازار مین

ایضاً

اپنا بھی کچھہ یہہ حال غرض جا بسیر ہے ۔ دریا مین رہنا اور مگر مچھہ سے بیر ہے

ایضاً

ہے یہہ چمن مین عندلیب ایک دماغ چولی ۔ چاہتی ہے کہ لی اوڑا باغ کا باغ چوسے

ایضاً

وہ جو میری چھیڑ نیکی تجھکو آکر جو نپ دے ۔ اوسکی دم مین باندہ بندہ چاندنیکو سونپ دے

من رباعیات

در خلد زنند اہل جنت چون طبل ۔ گیرند زما دیان حوران اصطبل
ہرگاہ کہ رزق از فواکہ یابند ۔ قالوا ہذا الذی رزقنا من قبل

رباعی در طلب باران

یارب بصفا و صدق اصحاب حسین ۔ بنگر بر گریہ ہاے احباب حسین
لب تشنہ زمین شدہ ست باران بفرست ۔ از بہر لب تشنہ بی آب حسین

ایضاً

اہی بارخدا انجا کساران رہے ۔ کن بر عطش امیدواران رحمے
اطفال بنات روزہ داران ہستند ۔ بر حالت ضعف روزہ داران رحمے

ایضاً

چون سیطلبند امیدواران باران ۔ بفرست پی سیاہ کاران باران
ابر سیہی بدہ بایشان یا رب ۔ تا کے ہمہ ہا کنند باران باران

ایضاً

یارب بدعای تشنه‌ساران رحم آر
برتشنگی سیاه کاران رحم آر
بر گوشهٔ دامان ترشان نخشان
بفرست سحاب و برق باران رحم آر

ایضاً

هنگام نشاط و عیش و عشرت بفرست
جشن و طرب و سرود و دولت بفرست
عالم سے نالد از برای باران
ای بار الٰه ابر رحمت بفرست

ایضاً

منت بفرق میگساران بگذار
بر دوش گناه بار باران بگذار
ای بار خدای کاکل ابر سیاه
در دست همین سیاه کاران بگذار

ایضاً

نعمت از بهر دین فروشان باشد
کوه خم مے به باده نوشان باشد
انواع انواع ابر کرده مخلوق
یک ابر سیه برای اوشان باشد

ایضاً

ز افلاک صدای العطش مے آید
از خاک صدای العطش مے آید
رحمت بفرست کز دل شان از خوف
صد چاک صدای العطش مے آید

رباعی در طلب رحمت

یارب برسالت محمدؐ رحمے
یارب به صداقت محمدؐ رحمے
من در امت محمدؐ هستم
یارب براست محمدؐ رحمے

ایضاً

هر سدره نشین بگوید آمین آمین
خود عرش برین بگوید آمین آمین
انشاء اللہ چون دعاے خواند
جبریل امین بگوید آمین آمین

رباعیات هندی در طلب باران

یارب بطفیل اشک چشم زهرا
فریاد هی ابهی ایک ابر آوے گهرا

جل تھل بھر جاویں ہووی خلقت سرسبز — الجا وہی ابھی گھڑی جھڑی کا لہرا

ایضاً

ہے خشک پہاڑ کے بھی چھاتی یارب — یہ گرم ہوا نہیں خوش آتی یارب
کر ابر کرم کو حکم برسے ورنہ — ہے گاو زمین کے جان جاتی یارب

ایضاً

یا بار آلہ مصطفے کا صدقہ — اولاد بتول و مرتضے کا صدقہ
برسا دے مینہ ہری بھری ہو خلقت — یارب شہدائے کربلا کا صدقہ

ایضاً

جسوقت بڑی بہلو نکو رونا آوے — خلقت کے جگر جلوں کو رونا آوے
برسے برسے ہے مینہ نہ برسے کیونکر — کسطرح نہ بادلونکو رونا آوے

ایضاً

روپا برسائینگے روپہلے بادل — سونا برسائینگے سنہلے بادل
امید نہ توڑ حق سے انشا اللہ — آپہونچے وہ دیکھہ اجلے گہلے بادل

ایضاً

باآنکہ گنہگار ہے و بدمستی — باشرذمہ فسوق دربیوستی
از یمن ولاے حیدر انشا اللہ — در حفظ و امان او تعالے ہستی

ایضاً

دل میسوزد مرا براحوال تدرم — گہہ در شیراز نیست و گاہے در مرو
از قطع منازل و مراحل چہ حصول — آیا شمشاد نیست آنجا یا سرو

ایضاً

کے خوش می آید اصفہانی را بلخ — آن صورت غرہ دار داین شیر سلخ
ورخانقہ اہل ریا اے انشا — باللہ کہ سخت زندگانے شد تلخ

ایضاً

هستم همه جرم و عیب بی عیب خداست / این نیست دروغ عالم الغیب خداست
لیکن انشا همین قدر میداند / لاریب محمد است و لاریب خداست

ایضاً

یک نیست که بنده ام اگر گمراهم / الطاف محمد و علی میخواهم
انشاء الله جنتی خواهد شد / گوینده لا اله الا اللهم

ایضاً

هر چند گناه بس عظیم است ترا / از سر تا پا تمام بیم است ترا
انشاء الله هیچ تشویشی نیست / هر دم سر و کار با کریم است ترا

ایضاً

تا کے امراض و این معایب تا چند / وین عسرت و اینهمه مصایب تا چند
تا کے نه کند اعاده در چشم نور / اینها یا مظهر العجایب تا چند

ایضاً

کیا ہاتھ ہلا کے پوچھتے ہو ہے خوش / ہم جیسے ہیں خوش کبھی نہو گا کے خوش
بس چٹکے ہے پڑتے ہے نشہ کی دہن بیز / می پیکے مزاج ہو رہا ہے مے نوش

ایضاً

ای دلبر عشوه ساز احسنت احسنت / بادا عمرت دراز احسنت احسنت
دیدی ما را و گفتی انشا الله / احسنت احسنت باز احسنت احسنت

ایضاً

انشا دهنت اگر ببوید دیگر / در دست ز جان و دل نشوید دیگر
اے مست شراب بس لبی یا کورا / انشا الله کس نگوید دیگر

ایضاً

آن لحظه که قدر تشنگی شد معلوم / برپا آورده فوج اندوه هجوم
نخوردیم چو آب سرد انشا الله / قلنا صلوا علی الحسین المظلوم

رباعی بوضع دیگر

امروز حقیقت عطشش شد معلوم　　برمن آورد فوج اندوہ ہجوم
در تشنگی آب سرد خوردم انتا　　گفتم صلوات بر حسین مظلوم

رباعی مضمون تازہ کہ نظیر ندارد

ہاں ای خورشید حسن با نور وضیا　　حرفی بشنو بیا بیا پیش بیا
از بسکہ تصور تو دارم چہ عجب　　گہ میرے منہ سے سن و مہ مہ گیا

ایضاً

مخلوق نشد دگر ز صنع باری　　ہم صنعت اشتہبی باین طراری
ہم شاہ سوار چون یمین الدولہ　　وین تیغ خراسان و تفنگ لاری

رباعی در لہجہ قصباتی

اجناس کے موقع مین اجنا دیکھو　　سلمای علوم کا یہ سمجھنا دیکھو
اجنا چیزی ست کان بر دید ز زمین　　سیو مخمسہ لغت کا تو اوپجنا دیکھو

ایضاً

اجناس کے جا گیا جو اجنا ٹھہرا　　گھر آیا لغت کا ایک بادل گہرا
تو بہ بلہار کے دکھائے ہیں تو　　تفصیل نہ ٹھہرے راگ مالا ٹھہرا

ایضاً

دستار لغت تمہین نہ سجنا آیا　　اجناس مین کو دیکھو نکرا اجنا آیا
اجنا کوئی ڈہول والا ہوگا اوسکا　　کاغذ مین کہانسے ڈہول بجنا آیا

ایضاً

اجناس کے بدلے لکھتے اجنا کیا خوب　　قاموس کے رعد کا گرجنا کیا خوب
از زور لغت نئی اوپج کے لیے ہے　　اوس تان کے پیچ کا اوپجنا کیا خوب

ایضاً

بدلے اجناس کے جو اجنا لکھیے　　بادل کے گرجنے کو بھی گجنا

اخبار خبا کے باپ کو کیونکر دی　　اک آپ ہی انکا یان یہ سمجھا لکھیے

ایضاً

اخباس کے فرد پہ ابجنا کیسا　　یان ابر لغات کا گر جنا کیسا
گو ہون اجنا کے معنی جو چیز او کے　　پر سچ یہ نئی اوبچ او بجنا کیسا

ایضاً

شرح جیم کے قاعدہ کا سمجھا لکھیے　　اور اپنے جرو جنا کو خجنا لکھیے
منظور اجی نہ لکھیے لکھنا ہو وے　　تو کر کے مرخسم او سکو اجنا لکھیے

رباعی فارسی در صنعت تجاہل

قاضی کہ لفظ فارسی را عربی فہمید است　　در غلط افتد و این ایجاد بندہ است
شکر است کہ حافظم صیانت کردہ است　　قاضیم شکوک در دیانت کردہ است
انشاء اللہ خان شاید خواندست　　گفتہ ست کہ آن شخص خیانت کردہ است

جواب در صنعت تجاہل مذکور

ہرچند کہ لفظ خان ناصحے باشد　　اکنون زچہ اعتراض قاضی باشد
الماضی لا یذکر مشہور ین است　　قاضی مے باید اینکہ راضی باشد

رباعی مذکور بطور دیگر

صد شکر کہ حافظم صیانت کردہ است　　قاضی مطعونم از دیانت کردہ است
انشاء اللہ خان کردست خیال　　زینجاست کہ گفت آن خیانت کردہ است

ایضاً

صد شکر خدا مرا صیانت کردہ است　　قاضی مطعونم از دیانت کردہ است
انشاء اللہ خان خواندہ ست از آن　　گفتہ ست کہ این شخص خیانت کردہ است

ایضاً

خان سفتی و قاضی باشد　　زان تذکرہ چیست ہرچہ ماضی باشد

زانرو گی کہن چہ خیزد خوش باش　　انشاء اللہ از تو راضی باشد

در صنعت منظوم النثر المشہور

آرام و نشاط و عیش کردند ہجوم　　ایجاب و قبول جبکہ شد مرقوم
با دختر رز پیر مغان عقد ہم بست　　قد قلت قبلت بالصداق المعلوم

صیغۂ نکاح من حیث المجموع بلا تکلف در یک مصرعہ مرقومہ بالا موزون شد

الحق این اعجازی است کہ ہر کہ عقل از آن در می ماند و طایر اندیشہ خود را تا آنجا نمی رساند چرا کہ از بہر مباح شدن نکاح و حرام شدن سفاح ایضاح این شعر کہ مراد از قبلت بالصداق المعلوم باشد و انشا ساو صباح پیدا آمدست و من کسی چون زبیش پے نبردہ و ہیچ کدام قطرہ مراد نخوردہ

ایضاً در بیت صوم

بہاتا ہے بھوک پیاس سب کچھ سہنا　　اور روزہ میں انتظار مغرب رہنا
آپس میں سحر گہی کو چہلیں اور پھر　　بالصوم غداً نویت اونکا کہنا

ایضاً

ہیں کوچۂ عشق کے جو کرتا ہوں سیر　　آرام سے اور اس سے نوازی ہے پھیر
ہر لحظہ و ہے زبانہ جارسے انشا　　رب یسر ہے اور تمم بالخیر

ایضاً

احرام میں لبیک و سعدیک ہے دل　　خوش کرتے ہیں کو کعبۂ دل و مالک دل
ناقوس میں ضم سے ہم بھی یہاں سنتے ہیں　　سبحانک ما خلقت ہذا باطل

ایضاً

ہو انس مجھے کیونکے اس سے بیر　　کعبہ میں بہت رہا ہے اپنا قصد ہے دیر
اسے زاہد و برہمن نہیں ہے کچھ فرق　　یہ بھی ایک سیر ہے گی وہ بھی ایک سیر

ایضاً

ہیں جسکی لئے وہ چہلیں ہیں اس کے لئے　　ولیا پھر کون ہو کہ ہوں جسکے لیے

آرام و شکیب و صبر و طاقت سب گئی
روؤں بیٹھوں بھلا میں کس کس کے لئے

رباعی بے نقط

ہر دم ہوس وصال دارد دل ما
درد و الم و ملال دارد دل ما
در راحلہ و واد ہمہ سو گردد
حالا کہ دگر کمال دارد دل ما

رباعی در مناجات

یا رب بتصدق جناب حیدر
در ہمہ جمیع عترت پیغمبر
از وادئ اضطراب ما را برہان
اے قابل قول من یجیب المضطر +

ایضاً

دین و دنیا و نام و عشرت و تمکین
تسکین دل و قناعت و صبر و یقین
خلقت کو اپنے تو نے سب کچھ بخشا
الحمد کہ ہم تیرے بندے ہیں ہیں

ایضاً

زاہد جو ہیں اونہیں ہے طاعت پہ گھمنڈ
اہل دنیا رکھیں ہیں دولت پہ گھمنڈ
واقف ہوں نہ طاعت سے نہ دولت سے میں
بندہ ہوں اگر تو تیری رحمت پہ گھمنڈ

ایضاً

ہر چند کہ ہیں عجب ظاہر ہم کم
تجھ میں ہیں ہے اور حق میں الحق ہیں ہم
باور جو نہو دہی زاہدوں کو دیکھیں
دنیا ہیں انکدہ کے ہے سارا عالم

ایضاً

غم نے تری یکدم نہ دل خوش چھوڑا
نا صبر جو یاراوں کی بھی منہ موڑا
جلتا ہے عجب طپش سے اس سینہ میں
الحمد یہ دل ہے یا کہ پکا چھوڑا

ایضاً

آنکا تری خیال حد سے گذرا +
دل صبر و حیا سے اپنی حد سے گذرا
کب تک دیکھا کروں بھلا بیٹھا راہ
بس یار کہ انتظار حد سے گذرا

ایضاً

اپنی بھی نظر میں سب یہ گھاتیں ہیں گی
کہتے جو بہت ہو تجھکو میں چاہوں ہوں
ہاں تم ہو رقیب اور یہ راتیں ہیں گی
موںھ پر کی میاں یہ سارے باتیں ہیں گی

ایضاً

ہاں موںھ سے کہیں تمھارے ہم سے ہی بیر
کچھ اور تو کیا کریں گے لیکن ضد سے
رہتی ہے نہیں ہوا ہی ایکدم بے خیر
دی بیٹھیں گے جی ہے ہم پھر اپنا بس خیر

ایضاً

میرا نہیں قیاس کے ہنر سے عاری
اعلی درجہ کو پہونچے وہ ہم رہ گئے
جو شخص ہیں طالع نے انہیں دی یاری
کیوں ہو نہ گراں مایوں کا پلہ بھاری

ایضاً

کافر یہ کہے ہے حق پرستی سے گذر
انشا مجھسے جو پوچھو ہیں دونو پوچ
ناصح کہتا ہے جوش مستی سے گذر
جھگڑا کہیں چھوٹے اپنے ہستی ہی گذر

ایضاً

میں نے جو کہا اوس سے یہ زور و پھر آہ
وہ ہاتھ کو پھیر اپنے موںھ پر بولا
صد حیف کہ دل سے دل ہوئی آگاہ
سمجھونگا بھلا تجھسے میں انشاء اللہ

ایضاً

بھلا رہی تمھاری شان بھلا رہی دماغ
مجھسے کبھی بات بھی نہ کرے اللہ
بھلا رہی تمھاری آن بھلا رہی دماغ
بھلا رہی تمھارے جان بھلا رہی باغ

ایضاً

شب نقش پہ پروانے کی گریاں تھی شمع
اٹھنے میں پتنگ کے سر سے تاج زریں
اور آتش فرقت میں فروزاں تھی شمع
دیکھو تو ستی ہوگئی بیجان سے تھے شمع

ایضاً

میں نے جو کہا میری طرف کو دیکھو
غصہ ہو لگے کہنے کہ ابی کیا معقول
دیتا ہوں وگرنہ جی ہے دیکھو دیکھو
خوب بے خلطے کے واہ موںھ تو دیکھو

ایضاً

ٹھہرا ہے یہی جو دن ہے بھرنا جینا ۔ ایسا مجھکو تو کیا ہے کرنا جینا
جو دم کہ کٹے خوشی سے سو بہتر ہے ۔ آخر تو یہہ لگ رہا ہے مرنا جینا

ایضاً

لازم یہہ ادا و ناز سہنا ہے نہ تھا ۔ اور اوسکی طرف دیکھہ کے رہنا ہی نہ تھا
اظہار کیا کہ چاہتے ہیں تجھکو ۔ کہہ بیٹھے ہم اوس سے جو کہ کہنا ہی نہ تھا

ایضاً

لے پھلکے سے بیٹھے جبکہ اوسکے چھلکے ۔ بولے کہ پڑے جان پہ تیرے سکے
پھر داشت تلی کفک سے ناحق یہہ کہا ۔ بس چل بے اب آشنائی تجھسے کٹکے

ایضاً

عالم کے ہیں طور ہمنے کیا کیا دیکھے ۔ خوبان کے بھی لطف و جور کیا کیا دیکھے
شادی و غم و وصل و ہجر اے انشا ۔ کیا کیا دیکھینگے اور کیا کیا دیکھے

ایضاً

[illegible] کل ہی جاوے ۔ اس غصہ سے جان کیون نہ جل ہی جاوے
گھبرا کے کہا کہ دم لبون تک ہے آیا ۔ اف کیجیئے اور بس نکل ہی جاوے

رباعی باہجا و غریب

ہم جسم تو بیٹھے اور وہی تجھکو جام ۔ ہم جسم تو بیٹھے اور وہی تجھکو جام
اس دور میں ساقیا نہ کر تجھہ تکرار ۔ ہم جسم تو بیٹھے اور وہی تجھکو جام

ایضاً

گر مے سے جو ایکبار توبہ ۔ اے ساقی و اے بہار توبہ
بس کیجئے معاف مجھسے تقصیر ہوئے ۔ توبہ توبہ ہزار توبہ

ایضاً

یہہ عشق ہوا ہے میرے جی کا جنجال ۔ ہر وقت رہی ہے مجھکو اوسکا ہے خیال

اب وہ میان کہیں ہے اور چتون ہی کہیں
دل کا ہے اندنون عجایب احوال

ایضاً

جنت کے فواکہ ہیں رہیں پیپیون
جھین ہیں نصیب ہوں کہیں اگر اپنی ہیوں
جو لذت و لطف چاہیوا لینے سے لو
طوبی کے ہے پھل ہیں یہ کہ ہیر جو بکیون

رباعی مستزاد

در سلک عشق ز لب گہرہا می سفت زندہ پوش
مطلق ز حدیث شیخ و واعظ نشنفت در جوش
بگذشت ز سر چو قیل و قال ایشان او ہم بجواب
ز اسرار نفخت فیہ من روحی گفت گفتند خموش

رباعی

از بہر محمد و علی و زہرا از بہر حسنین
صدقہ سجاد و باقر و جعفر کاظم شب زین
بہر کاظم تقی رضا بہر تقی از بہر نقی
بہر حسن و مہدی دین یا مولی وہی مجھکو چین

ایضاً

معمور دل ز جلوہ ہای صنم است
ہر جلوہ و ز جلوہ ہا بجاے صنم است
در وی نہ برہمن و فغان ناقوس
این سینہ مگر کلیساے صنم است

ایضاً

زاہد ز کلیسا بجنگ آمدہ ام
بو لوزن و ناقوس بجنگ آمدہ ام
چو ... صلیب ہمچو رہبان دارم
انجیل گرفتہ از فرنگ آمدہ ام

ایضاً

قطع نظر از ما و منی خواہم کرد
... چو زاہد وصلے خواہم کرد
زنار ز اشک در گلو خواہم بست
در ... پرستشے خواہم کرد

ایضاً

جز جلوۂ او در حرم و دیر نبود
جز سیر خودی ہیچ مرا سیر نبود
چون خوب بچشم غور آنجا دیدم
من بودم و او بود کسے غیر نبود

ایضاً

هرچند نجوم چرخ را انبازے
هردم لقشون قاهره‌ے تازے
بے اختیاری گلوم از طفل سرشنک
بازی بازی بریش بابا بازے

ایضاً

چون طوف حرم نصیب غیرم کردند
رهبان کلیسیاے دیرم کردند
در کنج خرابات خوش اوقات گذشت
صد شکر که عاقبت بخیرم کردند

ایضاً

رفتیم ته خاک و درد یارم باقی است
وز بادهٔ عشق او خمارم باقی است
نرگس بدمید بر مزارم چو گیاه
یعنی که هنوز انتظارم باقی است

ایضاً

زینسان که بعشق سرے داشته‌ام
در شعلهٔ حیات خویش انگاشته‌ام
با سوز و گدازت ار نسازم چه کنم
چون شمع ز آتش علم افراشته‌ام

ایضاً

روزم شده همچو شب نمیدانم چیست
جانم آمد بلب نمیدانم چیست
مے جویم و خویش را نیابم در خویش
بیتابی را سبب نمیدانم چیست

ایضاً

افتان خیزان اگر توانم خود را
در عالم بیخودی رسانم خود را
من کیستم و چه ام چه بودم چونم
نشناسم خویش را ندانم خود را

ایضاً

آن طائر دل که بود عرشش ماوا
شد مرده ز ارتکاب عصیان اینجا
دارم سوال از تو چون ابراهیم
رب ارنی کیف تحیی الموتی

ایضاً

گیرم که مدام دیده‌ات پرآب است
وز سوز درون دلت بیتاب است
اثر الله سے شود مقصودت
خوش باش خدا مسبب الاسباب است

ایضاً

گفتے که بجاۓ خود نشین یعنے چه — از ہجو منت چین بجبین یعنے چه
محروم ز صحبتم چرا میدارے — آخر چه گنه چه موجب این یعنے چه

ایضاً

از دیدن من ترا چه ننگ است بگو — زاہن دل تست یا ز سنگ است بگو
ہمراز شوے سگے و گاہے غمّاز — این بوقلمونے از چه رنگ است بگو

ایضاً

یکچند ز لطف دلربائے کردے — چندی از جور بیوفائے کردے
گردید محال دیدنت ہم الحال — میدانم دعوے خدائی کردے

ایضاً

گو آمدن و نشستن و ایستادن — بایکدیگر بخنده لب بگشادن
گفتے ندہند بار کس را در بزم — ہجرا موقوف شد بلفظ دادن

ایضاً

در بحر حقیقت ہست عالم چو صدف — غواص محمد و گہر شاه نجف
احباب امواج و اہل بیتش کشتی — باقی ہمه خار و خس و خرچنگ و خزف

ایضاً

وادی مقدس نجف اشرف را — دانیم که آن روضه چه طورست آنجا
آمد ز درش خطاب انشاءالله — در وجد شدیم خرّ موسے صعقا

ایضاً

ای صفدر و منصور و شجاع آصف جاه — بادا به تصرف ز ماہے تا ماه
در دہر ہمیشه چون سلیمان باشے — یاران ہمه گویند که انشاء الله

ایضاً

از گشت دو صد قاش بگو تحفے در — شد بر از کشون قاش بگو تحفے در

کشتے ما را بے تو کشتی آغا + برای مرد قزلباش بگو بخشے ور

الضا

دل رفت بشست عشق آغا م خدا · بیانم شد مست عشق آغا م خدا
مردم مردم کنون زجورش مردم · مردم از دست عشق آغا م خدا

الضا

با من بسر لطف و مدارا عشق است · شاہم گوید کہ این گدا را عشق است
خواہی لبیک و خواہ ناقوس بسنو · ای زاہد و برہمن صدا را عشق است

الضا

گر زاہد و گر مست و گر قلاشم · رندانہ بہر طریق خویش سے باشم
آن کیست کہ غیبتم بگوید انشا · اندر دہن پدر کلاشم شاشم

الضا

سے ہیچ خورد نہ آب نوشد ایزد · نے خواب کند نہ جامہ پوشد ایزد
ہر نقد عبادتے کہ زاہد دارد · کے باغ بہشت سے فروشد ایزد

الضا

زاہد کہ بحجو لیش اینقدر مغرور است · از حوصلہ اش خدا پرستی دور است
خود پیدا ست کہ مایہ تقوا ایش · امرود و انار و خوشۂ انگور است

الضا بزبان اردو

گذری دنیا میں خیر جیسے گذرے · ہر طرح یہہ عمر میں ایسی ایسی گذری
پہر وہان کے خبر ملی نہ کچھ انشا کو · دنیا ہی مسافر ونہ جیسے گذرے

الضا

از بہر لتنفے مسافرا و است · کاتا م کرد را علاشہ خواہ است
ہندہ نہ الف بود نہ ... · این بیرق و این منار و اینک جاہ است

الضا

از ناخن طنبور خاطر باده بید ست
بگذار هزار زهد و تقوے از دست
چشم بد دور طرفه چیزے هستے
انشاء الله پهلوان زنده خوش ست

مهرانش آغا داری توفیق خود هیچ نگو
بر جانش آغا ای یار شفیق پندی شنو
ماشاالله ای نام خدا سبحان الله
خوش باش آغا ای زهد طریق با خلق نکو

مقطعات در معرفت زبان پشتو

دی بکسر یا تحتانیه هستی می شود
یا سته هستید و یم بالفتح هستیم ای عزیز

یو بضم یا تحتانیه را هستیم دان
نیست در تذکیر و در تانیث فرق هیچ چیز

هان نگر در واحد و غایب مذکر نیست دی
در مونث ده بفتح دال با ها شد تمیز

وه بفتح واو ها ساکن اینجا بود وان
وو چه بودند است ودی بود ای جان جهان

وی بفتح واو بود دید است و وم بودم بود
دی بفتح دال با یا هست باشد هر زبان

دِی بکسر دال با یا معنی هستید شد
نون مفتوحه در اول نشان کند نفی عیان

نیست اینجا شد نه دی و لیس نه دی هستند
جمله انشاء الله این را یک بیک سازد بیان

قطعه دوم

بسلک نظم کشتم رسم خط پشتو را
سه نقطه بر سر ح آورند و زی خود اسند

به فوق و تحت بهمین سین دو نقطه ثبت شود
بوقت خواندنش او را بجای سخ خوانند

بدون مرکز اگر کاف وش بود حرفی
دو نقطه بر سر و زیرش نهند و کاف کنند

برانکه وقت تلفظ چه دال و تا باشد
چه های هوز اگر زیر دال و تا آرند

را اگر مشکل بود [illegible] هم
بپاین روی بهمین نیم حرف می نویسند

[illegible] دال صرف [illegible]
مثال او وره خو گره است ای دل [illegible]

بود مرا ازین فقره توان دل کردن
ازین زیاده چه گویم [illegible]

او خی چه اشک شور کو ست چشم [illegible]
زره دل است [illegible] اینچنین [illegible] گویند

ل جای از تو بدان سرخ سرو رانہ مرا | زانکہ سرخ لسرا دخیو شیر خان گفتند
بدانکہ مرا کرہ یعنے بدہ کن کاہ توکن | ہفہ وشح بود آن روز ہست ای فرزند

قطعہ سوم

د ذرا تو میل میدان بست لنگی می شود | ب بجای درہم آید ہم بجاے بربود
لاٹر راہ ہست ولاڑہ رابدان استادہ است | شد لاہی زا یعنے زانجا زہی بود جاری کند
بوترہ یعنی کبوتر پس تشنہ را سیر دان | نستہ را نیست میدان کورخانہ کن سند
کورہی می بینار کرم میدارم است ول بہ ہم | روغ را میدان مرتب من ترا باشم بلا

قطعہ چہارم در بحر ہزج سالم

ڈوڈی اخوڑا بخوزنان کنہ نشستن یار استا | تن امروز ہست در شہ نیکے دہد مولا
بیا تا من بدوم راڑہ چہ روشد براغی ابدوان | خو نو یعنے دہان خاخونہ دندان لیوزہ یعنی
روڑہی ابر وفہ کو نہ گوشت کردن کچو نجا | ٹریہ یعنی زبان وہ ہوست در غوی آمدہ شد

کوتہ انگشت و انگشتان کوتی شدیسہ گوڑا

ایضاً

یو د پلاڑ پدرم ور ار بدان مادر | خوڑ است خواہر بور دختر است ڈرویہ پسر

ایضاً

یو دوالیس ورہی سلو پنیزا | اشپک آن پس ادوا تانہ لس
یو دلس ددالس و ورہی لس لس گو | تاسلو رلس وپنیز لس ورس

قطعہ

شل بود بیست و پس ورش سی دان | سلو بچپہ را بجاے چل شیخو ان

نیز ده شصت پنجه است و اشیا رش	شصت و هفتاد او دیا ابجد از ان
هست هشتاد آتیا و نو د	تا وا باشد صد سل ست ای جان

قطعه

گروهی را که خود ایزد تعالی	عبادی خوانده در دار السلام اند
مر ایشان را حفاظت میکند حق	میان قوم خود با احتشام اند
خواص الناس ایشانند لاریب	عوام الناس شیطان را غلام اند
ترفع را چه نسبت با حضیض است	بزیر اینها و شان بالای بام اند
مقید گشته اندر فوج ابلیس	گرفتار مصائب صبح و شام اند
نظر کن آیه و استفزز ای شیخ	همه ابلیس را در زیر دام اند
جو بر سر خاک ریزند این غریبان	ندیدستند آبی تشنه کام اند
ولیکن پخته اند اندر عقیدت	اگرچه در عبادت سخت خام اند
گهی نشنیده اند آواز غیبی	متفردی و منزل لا کلام اند
گهی در خواب جنی را ندیده	شناسای ملایک هم قیام اند
غنیمت دان اگر صائم نباشند	که از دل بندهٔ ماه صیام اند
نماز سر سری از هم گذارند	مگو شان را که از جنس لئام اند
دگر ز ایشان چه آید باین عجز	بسی بیچاره مشت عظام اند
بشر هستند گر خیری از ایشان	شود سرزد بسی عالی مقام اند
که از سلطان شیطان دور رسیده	برای امر دین در اهتمام اند
برین تقدیر اگر در عقل سنجی	خواص الناس کمتر از عوام اند

قطعه در تاریخ رحلت الماس علیخان

رفت الماس علیخان طرف ملک بهشت	وای ویلا زچنین حاتم دوران افسوس
قائم اللیل و سحرخیز و انیس الفقرا	کس نبود است چنین قاری قرآن افسوس

شصت سال است کہ او وفات شریف آن بود — آوخ آوخ زچنین مرد مسلمان افسوس
چیخ در ماتم او چاک گریبان کردہ — گشت مکروہ تر از شام غریبان افسوس

سال تاریخ وفاتش زخرد جستم گفت
حیف ای آہ از الماس علیخان افسوس

قطعہ

عجب طرح کا یہ مضمون ہاتھ آیا تھا — کسے عرب کے جو قربت رسیدہ تھی کہ گفت
تو اہل ہند کے سمجھانیکو یہ کہتا تھا — ہنا ملاحظہ سقف آن بزد الخوب است

قطعہ

سنو لطیف ترین قصص برای خدا — بآن بزرگ کہ بود دست ساکن بغداد
بگفت مرد طریقی العلم الیہ — فقال اعلمہا انہا العلیم آباد
بلیغ مصر و مکا نہا لطیف و لطیف — ہناک اہل صلاح ہناک اہل سداد

ایضاً

والا مناقبی کہ بری از معایب است — آغا جواد التخلص بجا جب است
امروز ہیچ صیغہ مرد فدات اوست — مذکور رفتگان ہمہ مجہول غایب است

ایضاً

ہست در وحدت آیہ سیروا فی الارض — بیشتر ہاز ولایت بحجاز آمدہ
تا بہ این کعبہ ہم از لطف نمائی چہ عجب — ای کہ از راحلہ دور دور از آمدہ
بارک اللہ بیا اسے قدمت بر سر و چشم — کہ پی دیدن ارباب نیاز آمدہ

تا به پرسم که ره بادیه راطے کردی — یا درین معرکه از راه حجاز آمده
از چه رو می نکنی خاطر انشاالله — اندرین شهر خود ای بنده نواز آمده

ایضاً

تو ای نسیم سحر که ز جانب انشا — بروبخدمت حاجب علی شیرازی
سلام شوق رسان و بگو بعجز و نیاز — که اے سمند بکمال تو هر قدر تازی
بلے ز لطف روح القدس مدد داری — ازان مسیح زبان و سراسر اعجازی
همای عالم قدسے سهیم تو عنقاست — چو طائران بهشت بهین خوش آوازے
قصیده و غزل سفے البدیهه ات دیدم — علو مرتبه داری بلند پروازے
کسی به پیش تو دیگر چه لاف شعر زند — بفکر سعدی شیراز را تو انبازے
بسان رستم و ستاذ اے نکو کردار — بهر طرف که کنی قصد رخش می تازی
هنوز قید نداری چو سرو آزادے — بهر کجا که دلت میکشد سرافرازی
تو سر بمهر تهٔ همچو نامهٔ شاهان — اگرچه فقرهٔ مخصوص مطلب رازی
باین جریمه که حاضر بخدمت نشدم — توقع اینکه ز چشم خودم بیاندازی
بدون حکم وزیر الممالک ای آشنا — چسان کنم حرکت تو کریست یا بازی
نماز روزه معاف است عذر گر باشد — بگو برای چه دیگر بشکوه پردازے
بعید نیست پئے سیر اگر بنجانه من — قدم گذارے و گاہے ز لطف بنوازے

قطعه تاریخ جلوس جناب عالی متعالی مدظلکم العالی

دوازده صد ز سال بحرت گذشته بود و دو تا — که این سعادت علی اعلی ز لطف بخشید حکایت
عدد رسید از ائمه و بین دو شش برآید آن الفشر — سه خال آورد آن مقام که باخت نرد دغا و غوا
هوای تاریخ بود در سر سروش علیم گفت بهر — بگفت لفظے و معنوی خود میان دو شش بود هویدا
عدد دو شش با هزار و دو صد بود ز روی حساب ابجد — دوازده گر دلت بخواهد دوازده بود ائمه ما
ازین دلیل صباحت افزا که هست تا صبح روشن — نمود تحریر کلک انشا دو شش سنین جلوس والا

عروس تلبیک یافت والی شود امن پرداز لا اسے | چو دید حسن جناب عالی شگفته روشن مثال عذرا
شجاع باذل نصیر عادل اولی الفضائل رئیس کامل | ضمان سائل نکو شمائل بلطف مائل بعدل کسرا
وزیر اعظم مه مکرم خدیو عالم شه معظم | بذہن اسلم بجود حکم بعقل احکم امیر دانا
چرا نه حاسد ز رشک میرد چو حق مرکز قرار گیرد | زمانه زینت ز تو پذیرد بفضل سبحانه تعالی

ایضاً قطعہ

اوس کھلاڑی کی بھلا کرتب کو کیا لکھے کوئی | بوند بھر پانی کو جس نے چاند سا ٹکڑا کیا
منہ کے کہتے ساتھ یہاں سے وہاں تلک جو کچھ کہ تھا | ہو گیا سب یا اجھڑے تو سوچ تو کیا کیا کیا

قطعہ تاریخ مسجد سالار بخش

مرد ہی ہوسکے دولت چرخ کی مسجد کے بیچ | تجھکو اب چوروں سے بھی ایک آدمی سالار بخش
امر نا مشروع پر موقوف کچھ ہرگز نہیں | بخشنے والا ترا اللہ ہے سالار بخش
کیوں نہ پھیر اس کی ہٹی یہہ تری سہانی ڈالک | بول اٹھی سب کہ قرض ادا ہے سالار بخش
آگے بڑا تیغ سے یوں مسعود غازی کہہ گئے | ہے یہی تاریخ مسجد واہ ہی سالار بخش

قطعہ عربی

ربّ عفو رحمتک الوافیہ | اسئلک الصحۃ والعافیہ
انت شفیع الفقراء ہب لنا | عافیۃ کافیۃ شافیۃ

ایضاً

سنا را روشنی گو نیست لا ریب | بجز انس آن سنا حرفے ندارد
بیا سوز آشنائی را ز انشاء | که غیر از آشنا حرفے ندارد

ایضاً

تا شرب باده شغل شه بے نظیر بود | درویش هر کجاست ز بذلش امیر بود
مسدود گشت باب سخاوت ز توبه اش | شر قلیل باعث خیر کثیر بود

تاریخ فوت امیر بیگ

واے ویلا کہ نوزدہ سالہ	رفت چون آن جوان بسوی جنان
وا دریغا ست از سر افسوس	سال فوت اسیر بیگ بدان

ایضاً قطعہ

بند نے گل پوست کندہ کہا +	یہ ہمجوایہ اپنے سے اسے بربری
نہ ہی تو نہ روٹھا نہ ونکا یہہ کام	نہ بیٹی کٹانے نہ ہی تھی نہ سے
یہی قول سجاد کا یاد رکھو	نہ گھر ہم سے گھڑیاں عبث ای گھرے
بنچیون کے گھر مین نہین کوئی نر	چارون کے حصہ پڑی ہے نری

قطعہ تاریخ مسجد سالار بخش

سالار بخش اینجا رقاصہ ایست در شہر	اعجاز ظاہر اورا در ہر مقام ہندی است
فی الحال مسجدی ساخت وہ وہ چہ طرفہ مسجد	آن مسجدی کہ گوئی دار السلام ہندی است
در رقص و در تغنی یکتای عصر خویش است	سیرت مادر او دین نام نام ہندی است
سکان ہند اکثر با اعتقاد باشند	ذکر خواص یکسو این از عوام ہندی است
انشا دگر چہ گوید چون خوب غور کردہ	تاریخ مسجد او بیت الحرام ہندی است

قطعہ

جبکہ کٹ کٹ کے بنا دستہ تو بولا وہ درخت	چہانٹ جس سے ادمی بچار پیسر لیتا ہے
میرے ایک جزو کو وہ اپنی مین قوت کی لیے	واہ کیا پہونچ کے تیرا یہہ تبر لیتا ہے

ایضاً

سنجہ اگہ غائبانہ در خیمہ سفتم آغا +	زصفات انچہ باید بحضور گفتم آغا
اثرے دلی مرتب نشد است شرمسارم	کہ ہنوز گرد ہا را ز رہت نہ رفتم آغا
سر ماہتاب تابان کہ شمردہ ام کواکب	ز وفور اشتیاقت ہمہ شب نخفتم آغا
نہ کشیدہ ام نفس ہم تو ببین چہ کار کردم	کہ چو برق شعلہ را تہ دل نہفتم آغا
ز چہ روے کسے خرامد پے سیر خانہ باغم	نہ درخت سایہ دارم نہ چو گل شگفتم آغا
پے دیدن جمالت نرسیدہ ام ولیکن	چہ قدر ز محنت و سختم چہ قدر گلفتم آغا

سخنے کہ گفتہ بودی تو بگوش گل سحرگہ
بحضور وصف انشا زصبا شنفتم آنجا

قطعہ در تہنیت جلوس سالگرہ جناب عالی

ہر طرف سرو قباپوش پڑے پھرتے ہیں
کھولی کیوں دل کی نہ ہر غنچہ خوشحال گرہ

بدرہاے زر و اجناس گئے از بہر نثار
بیٹھے سب کھولتے ہیں صاحب اموال گرہ

یہ سنے گوہر شب تاب کہ بس خیر اپنا
کہکشان دینی لگی کھول کے رومال گرہ

آج نواب فلک رتبہ یمین الدولہ
ناظم الملک بہادر کے ہوئی سالگرہ

جب تلک عقد ثریا رہے انشاء اللہ
یوں ہی پڑتے رہے یہ تا صد و سی سال گرہ

شہی تاڑی کے برس گانٹھ سے پھر لیں تو مدام
پھرتی سرسے وہی ٹھہری جدی سالگرہ

رشتہ عمر میں دیتی رہیں تاروں کی نمط
خود رسول و علی و فاطمہ و آل گرہ

قطعہ دعائیہ شاہزادہ سلیمان در تہنیت نوروز

خداوندا بحق جانشین احمد مرسل
اسی نوروز میں محکوم روم و روس ہم دیکھیں

فتوح قاہرہ حاضر جلو میں شاہ کی ہووے
کریں گردن کشان دہر سب پابوس ہم دیکھیں

پڑھیں خطبہ میں اوسکا اسم اعظم سکہ ہو جاری
عدو جو کوئی ہو یارب اوسی محبوس ہم دیکھیں

عمل اوسکا ہو جوں شاہ جہاں بائیس صوبوں پر
لگی تن اپنے بھی ایک خلعت ملبوس ہم دیکھیں

وہی تخت مرصع اور وہی پھر چتر حاضر ہو
زمرد کی بنی ویسی ہی پھر طاؤس ہم دیکھیں

دعا مانگی ہے انشاء اللہ ای یارو کہو آمین
سلیمان کا جلوس میمنت مانوس ہم دیکھیں

قطعہ در تہنیت صحت نواب سعادت علیخان بہادر

این روز دلکشاست چہ خوش عید جان نواز
کامروز نور تازہ چراغ نظارہ یافت

فیض ہواست بسکہ بہر سنگ کارگر
بالیدگے چو غنچہ نسرین شرارہ یافت

یعنی وزیر اعظم دوران کہ پیر چرخ
از حلقہ غلامی او گوشوارہ یافت

آن ناظم جهان که زمین نگاه او — کام گدا برآمد و رنجور چاره یافت
کرده است غسل صحت و از فیض او تمام — نسرین و لعل و در چمن و بحر و خاره یافت
او ریخت آب بر تن و شد شاد عالمی — چون تشنه که آب بقا را کناره یافت
گوئی تمام خلق تن یک مریض بود — صحت بهاران رخت ای ماه پاره یافت
زان چیزها که در صدد قاف از نظر گذشت — این پیر چرخ هم طبقی از ستاره یافت
تاریخ عید فرخ غسل مبارکش — انشا نوشت ملک حیات دوباره یافت

ایضاً تاریخ صحت

از رنج مزاج ناظم الملک — بوده است زمانه را بدل درد
هم فصل بهار سرگران داشت — می گشت نسیم با دم سرد
آن روی لطیف تر ز نسرین — بوده است برنگ جعفری زرد
علیشده محسوس نرگس آسا — ضعفش زده چشم ناز پرورد
از لطف حکیم بنده پرور — بخشنده بوئی غنچه ورد
آمد پی شستن تنش آب — خورشید بکوزهٔ زر آورد
صد نغمهٔ تهنیت بگردون — از نوع بشر رسانده هر فرد
انشاء الله گفت تاریخ — در چشمهٔ زندگی شنا کرد

ایضاً تاریخ صحت نواب ممدوح

ناظم الملک رستم دوران — چون ز فضل اله غسل نمود
جبهٔ خویش را بسجا شست — مهر زرین کلاه غسل نمود
از برای نماز شکرانه — شاه انجم سپاه غسل نمود
سال تاریخ صحتش انشا — گفت با اوج و جاه غسل نمود

تاریخ ازدواج مرزا سلیمان شکوه بهادر

سال تاریخ ازدواج کسی — که سلیمان شکوه ذیشان است

انگشت مرقوم لوح حق قلم
عقد بلقیس باسلیمان است

قطعہ در تہنیت جشن نواب ناظم الملک سعادتعلیخان بہادر دام اقبالہ

آج ہی زور ہی کچھ دہوم سے شادی انشا
جس سے آغوش وزارت مین رہی ہوی عروس

اہل نظارہ کے آنکھون مین سمائی اکر
فر کسریٰ و فریدون و جم و کیکاؤس

یون زری پوش ہوئی کرسی زینہ کہ گرد
جیسے گلشن مین پہرین جلوہ کنان ہو طاؤس

شرق سی غرب تلک غرب سی لیکر تا شرق
روس سے روم تلک روم سی لیکر تا روس

کوئی سو بار پہر آوی تو نہ دیکہی ایسے
شوکت نوبت شاہانہ و آوازۂ کوس

کیا تعجب ہے اگر دیکہہ کے یہہ نور وظہور
گبر دیرینہ ملقب ہو بہ عبد القدوس

سطوت صاحب محفل کے نظر کرنے سے
بانگ لبیک کرے ساز صدای ناقوس

ذہن ایسا کہ ارسطو بھی کرے شاگردی
مدرکہ یہہ کہ بہ از مدرکۂ جالینوس

آسمان تارون بہری رات کی کہاتا ہی قسم
کہ رہے طالع اگر ہم بہی ہون ہمائی فانوس

شکر ہے یہہ کہ مراد آج برائے صد شکر
چہٹ گئی جلنے کہ تہی قید الم کے محبوس

کشت امید ترو تازہ ہوئی خلق کے آج
کوئی اسوقت کسی طرح نہین ہے مایوس

قدسیان ستعد آمین کے پیچہے ہین کچہ بول
تا کرے تیری مدد بادشہ کشور طوس

ناظم الملک بہادر کو یہہ انشا اللہ
ہو مبارک صدو سی سال تلک جشن جلوس

ایضاً در تہنیت صحت فرزند نواب سعادتعلیخان بہادر

تیری نواب جہان تاب کو انشا اللہ
ثمر نخل برومند مبارک ہووے

روشنی اوسکی ہے دنیا مین ہی اور اوسکو
شادی صحت فرزند مبارک ہووے

قطعہ در جواب کسانیکہ باکوفہ لکھنو را ہمعدد دانستہ طعن می نمودند

ہی لکھنؤ تو مانے واعلی سے ہم عدد
کیونکر نہ اسکو ناد علیا کے ہو مدد

اچھی طرف نہ جائے ایسا ضرور کیا
جائز ہے اس دلیل پہ آکر اگر کہے
بارہ مہینے برج بھی بارہ فلک مین دیکھیے
بارہ وہاں کے بارہ ہی پاوے اکا ییان
بارہ بغیر کار روائی کہین نہین
نام خدا یہہ شیعہ بہشت زمانہ ہین
ہوتے ہے اسمین تعزیہ داری امام کی
اول کا اولکا یا دلا رسکی ہا موج ایجیا سال کی
دشمن کو لکھنؤ کے بس اب جانیدیکو سونپ
سب اوسکی عزت اور سعادت علی سے ہے
حاکم ہے اوسکا ناظم ملک جہانیان
نواب نامدار سلامت رہے مدام

جون ابن سعد لاسی کوفہ ہی کی سند
فخر معاویہ مین کوئی خار جے ارشد
بارہ ہی بارہ اونمین بھی ہین تو نہ رکھہ حسد
نام معاویہ کو نٹوے اگر خرد
ہی حال مومنین بڑائی یہ حد سے حد
ہین لاکھون اسمین ہونکی صورت کی سرو قد
اسکی مدد کو ہین حسنین اور اونکی جد
بر بغض ہزار و دو صد لعن ہے منبرد
پیرا وسکی دم مین باندہ سکے ایک پرچہ نقد
قائم رہے ہمیشہ الہی وہ تا آباد
بخشی خدا نے ہے جسے لمع جبین وخد
باندہے وہ سکے شرق سی تا غرب اپنی حد

قطعہ تاریخ قتل عام کہ نادرشاہ در دہلی کرد

یکہزار و یکصد و پنجاہ و یک بود آن زمان | تا بیامد شاہ نادر آن مجسم شکل قہر
چون لباس سرخ در پوشید گفتا اولا تیک | رو و خون کشتگان مخلوط شد با آب نہر
سر برید ند آہ رانیز اندران سفاک دام | فقرۂ تاریخ این است آہ قتل عام شہر

۱۱۵۱

تاریخ قتل شدن نادرشاہ

شاہ شاہان نادر کشورستان مقبول گشت | آنکہ حکم نافذش بالا تر از مریخ شد
تا شنید این رویداد عبرت انشا گفت آہ | وای ویلا قتل نادر شہ ہمین تاریخ شد

تاریخ وفات شاہ عالم بادشاہ

ہزار و دو صد و بست و یکم ز ہجری بود | کہ بست رخت سفر بادشاہ عالمیان

بروز ہفتم شہر صیام راہی شد — برای دیدن حور و قصور و ملک جنان
چہ جوش ملایکہ تاریخ رحلتش گفتند — گذشت از سر جان یوم سابع رمضان

ایضاً

ہے فوت شاہ عالم فخر جہانیان — وہ غم کہ جس سے ہر بنی آدم کو غم ہوا
دو بار سر جھکا کے کہا آفتاب نے — تاریخ بادشاہ نے عالم کو غم ہوا ۱۲۲۱

ایضاً

رفت بسوی ملک نعیم — بادشہان را شاہ دریغا
جملہ شنیدند از لب رضوان — سال وفاتش آہ دریغا ۱۲۲۱

ایضاً

حیف ازان شاہ ولاور شاہ عالم بادشاہ — آنکہ تخت سلطنت بگرفتہ بود از زور تیغ
در سرای جاودانی شد ازین دار فنا — سال تاریخ وفاتش را چہ پرسی وا دریغ

تاریخ جلوس میمنت مانوس اکبر بادشاہ ثانی

چو تاج و تخت مرصع گرفت اکبر شاہ — کہ شہریار جہان است و ملک را والی
ہمای چتر نشین جلوس او انشا — نوشت اوج ملک مد ظلہ العالی

تاریخ اورنگ آرائی اکبر بادشاہ ثانی

چو انشا خواست تاریخ جلوس ظل سبحانی — خرد گفتا بگو شاہ ممالک اکبر ثانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

گرفت آن اکبر ثانی چو دیہیم خلافت را — مرتب شد بصد تزئین جلوس ظل سبحانی
پی سال تاریخش تخیل می نمود انشا — ندا در گوش آمد این جلوس ظل سبحانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاہ ثانی

کہ شفت بہ اکبر شاہ بہادر — حکم اسلئے شاہ جہاں نے

سال جلوسش این بود انشا — شاه ممالک اکبر ثانی

ایضاً تاریخ جلوس اکبر بادشاه ثانی

جلوس کرد بصد فر و زیب اکبر شاه — که شهریار جهان است و ملک را والی
چه شان تخت فزود از جلوس سال جلوس — دگر مپرس بگو مد ظله العالی

قطعه تاریخ ولادت مرشد زاده والا گهر

شکر از فیض حق باد بهاری وزید — باغ وزارت گرفت تازگی از نهال
نخل برومند آن ناظم ملک جهان — یافت در آغوش خود کودک یوسف جمال
کرد ز شرق شرف مهر سعادت طلوع — فقرهٔ تاریخ اوست مظهر اوج جلال

تاریخ وفات زین العابدین خان مرحوم خلف نواب میرزا شفیع خان امیر الامرا

آه ازان آغا که زین العابدین خان نام اوست — وه چه آغا زیب و زین جنت الماوی بگو
جو ر بیماری بجانش داد مولا نا حسین — حالیا سر کردهٔ اهل بهشت آنرا بگو
لفظ مردن چون نمی زیبد بر آن اسم شریف — گشت مسرور از هوائی عالم بالا بگو
با ملک شد همنشین یا حور عین صحبت گزید — خاطرش افسرد از دنیا و ما فیها بگو
ماه رویش را تصور کن دلا اندر خیال — ور نگهبان تاریخ آن افسوس ای آغا بگو

ایضاً قطعه تاریخ وفات آن مرحوم

رفت زین العابدین خان ز جلنش هر کس شگفت — سال تاریخ وفاتش اوخ اوخ آه گفت

قطعات چیستان و پهیلی ها

پهیلی الهی

نام سبحان ربی الاعلیٰ — کون سا ہے بتا تو مجھکو بھلا
جسکے صدقے سے خود بخود انشا — ہو یہ ظاہر مری خدا یہ لا

چیستان باران

چیست آن چیز ایہا الاحباب — کہ ز تابش بر آید آتش و آب
باز بستان بود وزان نسبت — در سراپاش میچکد رحمت
چون شمائل جمال ہم دارد — کشت ہا را بجوش مے آرد
غیرت آئینہ عشق ساغر نوش — باران را کہ می کشد بر دوش
صورتش ہمچو پاک بازان است — خود بہ تجنیس خویش نازان است
رونق انشا ازان بود لاریب — ناگہان میرسد ز عالم غیب

چیستان بھٹا

مستی گہر گرفتہ بنار انیقدر ز خویش — کاین لقمہ از دہان تکبر زیادہ است
مردی سفید پوش کہ ریشش دراز داشت — با حلہای سبز در آتش فتادہ است

چیستان بطور لغز و معما

گر ترا فہم وقت نظر است — بود و بنہاد شکل ہمدگر است
وضع نر و یک شوے کے آرد — وان دگر از دل عدم بارد
ہست آنجا کمال صاحب ہوش — گر بہ بینی لطائفے بر گوش

چیستان ہزارے

بود کدام درخت آن عصای اہل نظر — کہ ہیچ شاہ ندارد نہ برگ و غنچہ و بر
وسے گل است صد و یازدہ ور انگلم ام — معلق است سہ تا برگ و یکہزار ثمر
سواے امر محبت از و نہ خیزد ہیچ — بجنبش ورش از صد ہزار بار سحر
گہے چو شاہ بود چتر بر سرش بالجزم — گہے زمانہ کند پیش و گاہ زیر و زبر
نگہ بسوی ولش انگنی اگر پس ہیچ — دگر بیان کہ بود خود گزاف را ہمسر

چیستان نام کنہیا

غرض انشا بگوش ہوش شنو — اگرت فہم چیستان باشد

کیست آن پیشواے جملہ ہنود   کاسر او قلب آن مکان باشد
آن مکان را فنال کن عربے   ہرچہ گفت است اندر ان باشد

چیستان گوگرد در زبان ترکی

سوز قسل الحول باربو عربے   نہ بولار فارسے سی وی قرداش
برج کو نکلی ایچون شفا شود در   اول قیزال کیلسہ قو لمیز ایکاش
الندن بے داغی قالیغون لابر   اوج تبلیغہ لغز جیقار رچہ قوباش

چیستان بزبان ترکی

ای قالیسی الی جیقینی ہو سوزدن وار نیست   قرداش عرب تبلیغہ شود سماق ایت فی دو
ای اول کہ دورت یا قہ بورار شکار ایس بوحاق   تیکرنیاب دچون سول اوچون کو نکلی احرہ کو

پہیلی برگ و بار

فارسے برگ ہند لیش ہم خوب   بار اردو اگر شود مقلوب

پہیلی اسپ

موہنہ مین نا ہر بیٹھے مرگ   ایسوا دہلے جیسے درگ
بگلا طوطا و اسکے سنگ   اور بہت سے آہ مین رنگ

پہیلی خور در دوہرہ

کٹ جاوے تو ہو گدہا او لٹا لکہہ ہو سو   پورن کہالی بہار سی بیچ پیچ سورج ہو
مورت جاکی جیون پری ہر دین ہوت پرانا   بیاہ پہیلی مین کہی بوجہو چتر سجان

ایضاً پہیلی

اوسلٹے مرکے سار و پ   ثریا و اسکے سگرد ہو پ
چرن کٹی سنے چہوٹا ہوسے   روس کے بیچا ہر دی بوسے
واسے ہردی موری کیل   کا ہو سیجے گو ڈ بیل
ادہ کا بیکہہ ہون عربی ناون   جو پوچہو تو پاون گاون

پہیلی اب و زبان اردو

پانی مار اور پانی باپ — اوسکا اشارہ بوجہین آپ

پہیلی سیب و الماس

بو جبل جنے بوکے تر سے — باندر بن کے دیوے گہر کے
پیٹ نہین تو اوس کے ساتھ — ایک میان ہون آوین ہاتھ
ایک جواہر ہین ہیرا نکسا — جا سے پہول اوسن سے یکسا
تبسکے سمجھے سو یہہ بوجھے — انشا اللہ کو سب کچھہ سوجھے

پہیلی

تھوڑا بیٹھا چاندے سیس — یہہ بہے کیسے موری ایس

پہیلی لفظ بگو

واسکے عربی تو ہرا دمرم — ترکے کہد سے کا ہے سرم
بہا کا پوچھت کا ہے دہنگ — تھوڑون اور دن تاہین ہنگ
چھیت پرا اور صاف بگو — رخشان کن او صاف بگو
قل یا ہذا احد اللہ — رخشان کردم ہمچون ماہ
کہہ تو سے کچھ اوس کا لوج — دل ہے دلمین اپنے سوچ
سمجھے ایکہم بات بو یور — سوندین قالینی سوز سے دور
انشا اور اگر د درست — ہر کہ نفہمد باشد سست

پہیلی لفظ آہ

ہے نصف تو اسم ذات کی سی صورت — دن کی صورت نہ رات کی صورت
کام آوے دہ درد مین جو لکھے انشا — تو ہو قلم و دوات کی سی صورت

پہیلی شک

باس سو باس اور سکری مار — سیدہا او مکا تار بیتار
پہار سے اولٹو ڈالون مار — کو وہون عربی یا نر و ہار

کیہون اوپجے واسکے بیچ — سوچو تو پایا اوپج اور بیچ

پہیلی کہے

پہارسے اولٹو کر ہو وسے — کوو نہین جو دا کو کہو وسے
یہہ کم اولٹے سید ہے بہت — ہے یہہ پہیلے ایک اچہت
دیکہو آہ سے جہاڑ سمیت — سبکو نکا بہٹہ سکے پیٹ
واسکے ترسکے جیس پیلاٹ — گیلے انجہز لیوسے چاٹ

من مخمسات

آپ خدا نے جب کہا صل علے محمدؐ — کیون نہ کہین پہر انبیا صل علی محمدؐ
عرش سے آتی ہے صدا صل علے محمدؐ — نور جمال مصطفےٰ صل علے محمدؐ

صل علے نبینا صل علے محمدؐ

عرش کی کچہ نہین فقط قائمہ جلیل پر — لوح جبین مہر پر چشمہ سلسبیل پر
ثبت یہی نقوش ہین عدن کے ہر فصیل پر — ہر خط نسخ سے لکہا شہپر جبرئیل پر

صل علے نبینا صل علے محمدؐ

لمعۂ ذات کبریا باعث خلق جزو کل — فخر جمیع مرسلین رہبر و ہادی سبل
نور سے جسکے ہوگئی آتش کفر بجہ کے گل — بعد نماز تہا یہی ورد و وظیفہ رسل

صل علے نبینا صل علے محمدؐ

میری زبان کہان کہ ہو وصف دوازدہ امام — آل ہے دہا سے ہین وہ ائمہ انام
یاد کرا ونکو صبح و شام کہتی علیہم السلام — نور جمال ذات حق اونپین سمار ہا تمام

صل علے نبینا صل علے محمدؐ

بہیجتے ہین سدا درود وحش و طیور انس و جن — حور و بہشت جاودان کسکو ملی ہین اسکی بن
واہ عجیب چیز ہے قلب ہو جس سے مطمئن — انشا اگر نجات تو چاہے تو پڑہ یہ رات دن

صل علے نبینا صل علے محمدؐ

ایضاً مخمس

چھائی یہہ گھٹا زور سے ای ساقی بدمست
بجلی کے تڑپنے کو دیکھ نہ کر فکر کو اب پست
ٹک دست سبو بھی تو لگا دی مجھے دست
امشب بچمن نکہت گل مست شراب است

من مستم و پر دختر رز عین شباب است

جائز نہ رکھو اتنا بھی ستم آہ تو ہمسر
افسردہ نکر دل کو ذرا دیکھ تو ادہر
سبزی سے کے تیرا وٹ کیطرف کچھ تو نظر کر
از نسترن و نرگس و نسرین صنوبر

در صحن گلستان عوض آب گلاب است

ای جان بہار آہ تو پھر رد مہتاب من
دستار پہ دہر لیوین ذرا طرہ سوسن
آسیر کرین بھر لین گل و غنچہ سے دامن
ہر نخل تر و تازہ سے آورد بہ گلشن

پر سبزہ نگر کشت بچمن تا کمر آب است

خواہش یہی اپنی ہے اگر پوچھی تو در اصل
ایام گئی ہجر کے صد شکر ہوا وصل
میرے ترے اسوقت مین ایکدم بھی ہو فصل
زنجیر اگر تو بہ شود تکسلد این فصل

ایا ہمہ از خشیات برق است و سحاب است

ہم سے بھی باہم جو ہے سر رشتہ یارے
فوارے پڑے چھوٹتے ہین اور نہر ہے جاری
خاطر شکنی کر تو نہ اسوقت ہمارے
بے می نتوان زیست درین باد بہارے

الحال صبوحی زدن از مہر لواب است

نہ نغمہ سے کچھ کام نہ ہے زمزمہ درکار
جو شغف کہ اسمین ہے سوا آہنگ سہی و شوا
حاجت نہین مطرب کی یہان سن کے میری یار
از جنبش برگ گل و اشجار بہ انشار

صوت عجبی دف و نی چنگ و رباب است

کرتی تھی نسیم سحر آرایش بستان
دل اوس سے ہوا آئینہ در چمنستان
لی آئی شگوفہ کے جہکورا ایک کہ حیران
از بوی گل و یاسمن و سنبل و ریحان

ہرگز نہ بدل طاقت و نہ صبر نہ تاب است

کچھ بات نہین آتی ہے بن مجھسے اب انشا
خمخانۂ وحدت مین ہے میرا وطن انشا
جو شخص کہ ہو محو کرے کیا سخن انشا
بیہوش شدم بر روش انجمن انشا

از آب نبود است فقط از می ناب است

ایضاً در تہنیت عید غدیر برای شاہزادہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر بطور ترجیع بند

بلطف صفدر ضرغام دین جناب امیر — چمک کہڑی ہو سلیمان شکوہ کے شمشیر
یہی کہی ہے دعا مانگ ہر صغیر و کبیر — خدا کرے یہہ مبارک ہو ایسی عید غدیر

کہ نذر جشن جلوس اُنکی سال دیوی وزیر

عجب طرح کا زمانہ کو ہووی عز و شرف — کہ شاہ جسمین سلیمان وزیر ہو آصف
صدا بلند ہے اتنو یہی ہر ایک طرف — خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر

کہ نذر جشن جلوس اُنکی سال دیوی وزیر

شتاب زیب دہ تخت و تاج و ملک و حشم — شہا جہان مین کرے دین سے تجہے امام امم
غرض امیر عرب بخش دین تمام عجم — خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر

کہ نذر جشن جلوس اُنکی سال دیوی وزیر

نہ رہنے پاے زمین پر جو غیر ذ لک ہو — عدو جو ہو وے ترا سو عدم کو سالک ہو
یہ خانہ زاد ترا بخشی الممالک ہو — خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر

کہ نذر جشن جلوس اُنکی سال دیوی وزیر

رہے تری ہی اقالیم سبعہ زیر نگین — ہر ایک ہفت ہزاری ہون ہون جو ہیں گرد نشین
یہہ سن مخمس انشا سبہی کہو آمین — خدا کرے یہ مبارک ہو ایسی عید غدیر

کہ نذر جشن جلوس اُنکی سال دیوی وزیر

مخمس

تا بہ کے سیر کنان عربدہ آغاز کنی — تا کجا اینہمہ اے خانہ بر انداز کنی
مست موج سحری پیشوا ناز کنی — گرہ از زلف اگر رو بچمن باز کنی

صید ہر غنچہ صد سرو سر افراز کنی

حسن تقریر تو با آب لقا بستیز د — نطق تو غلغلہ از معجزہا انگیزد

گوئے از مہر نفست عیسی مریم خیزد ‌ ‌ رستخیزی بعدم بر سر ہم می ریزد
گر سخن از لب جان بخش خود آغاز کنے

آفتاب از نگہ دخالیف ولرزان ماند ‌ ‌ از کلف داغ بدل ماہ درخشان ماند
محو نظارہ تو یوسف کنعان ماند ‌ ‌ نہ فقط آئینہ بر روی تو حیران ماند
گر بخود دیدہ گستاخی بجا ناز کنے

ہرچہ انشا طلبد جملہ مہیاست بہ نجد ‌ ‌ فوج آہو بجلو طرفہ تماشاست بہ نجد
ہیچ دانے کہ چہ اغلغلہ برپاست بہ نجد ‌ ‌ رخصت ای قیس کنون آمدہ شیداست بہ نجد
زود ازین مرحلہ آہنگ حدی ساز کنی

مخمس در ہندی و فارسی و ترکی و عربی و پنجابی

قد سقانا اللہم کاسات العذاب ‌ ‌ صار عینی من دموع کالسحاب
انتی غوصت نے شط الحجاب ‌ ‌ غیر البدین لسک سنن الجدا آب
گو یدی گوز لکم اولای باغرم کباب

نے سوا سین موسے یار بیسن کمہ ‌ ‌ یو قبور اول یا شول بلار عالم ہمہ
بیسر قران بان الدیلا نشتاک برہمہ ‌ ‌ نامہ برنا ممدسے ایلتب یار مہ
تیز نیہ انارین الب کہلیتو زجواب

با دل خورشید دارم سیر باغ ‌ ‌ خاطر از اندوہ و غم دارد فراغ
یار در ہر تازگے دارد دماغ ‌ ‌ ساقیا بنگر پے او چون سیر کیل ایاغ
اولمسون ضائع بو کچہ ماہتاب

حیف یار و نوجوانی کا وہ سن ‌ ‌ ایک دن رہتا تھا مین عیش بن
غفلت مین یون ہی گئی گذرے وہ دن ‌ ‌ فاری اولام آہ نحوک لعلہ مین
کیلہ دو ر یاد و منہ اول عہد شباب

خشک وچ سادی تو ستر اہنر اپنے ‌ ‌ گہت لئی ہے من مون نیران دی الی

اکھڑوں ہولین ہے سندے دل وچ کی سنیے　　جا مدن ار نوق ملار سنیے

یو قیوز لازم سنعا آمدن حجاب

مخمس

مین اپنا دل مضمحل بیچتا ہون　　حیا کس سے ہو خجل بیچتا ہون
نہین بیچنے مین خجل بیچتا ہون　　یہ سودا تو دیکھو کہ دل بیچتا ہون
سے شیشہ کو زیر بغل بیچتا ہون

نہین اسمین کچھ ریب تکرار تا کے　　رہو یہ بہی ہے صفاہان ہو یار سے
کہ او نین سے یعنے بکاؤ ہو جو شی　　جو ہو مال کھوٹا وہ گھر مین رہی ہے
مین بازار مین اسکو چل بیچتا ہون

گرے مول پر کیا کوئی جی جلاتا ہے　　کہ ہاتھون سے اسکی بہت مین جلا اب
رہون جی ہی جی مین نکیون تلملا اب　　لگا کہنے قیمت تو سے کیجئے بہلا اب
کہ اتنے پر اسکو اصل بیچتا ہون

نہ کر مول اسکا تو چپکا ہے لبس رہ　　کہ اسکی نہین قدر سے کچھ تو آکھہ
جو کچھ بیچے تجھسے وہ ہے مرد ابلہ　　خریدا ہے اس ڈھب سے دل بہی کہین کہہ
یہ سمجھے ہو اب اور کہل بیچتا ہون

نگہہ ہے کا سودا ہے بگڑ و ستے سجے　　یہان جیکا سودا ہے بگڑ و ستے سجے
سیاہی کا سودا ہے بگڑ و ستے سجے　　یہہ راضی کا سودا ہے بگڑ و ستے سجے
مین کیا یہہ بجناب و دل بیچتا ہون

کہان کے لگانے کہو سجے کہو سجے　　یہ خوش خوب ہے خلطی سے کیا خوب لوجی
بہت آپ ہین سجے چلے تو کہو سجے　　یہ بگڑی ہے گی جلد ہی خریدار کو جی
و زارہ تو جاؤ بچل بیچتا ہون

عبث ہوش باب باک سے کیون کیجئے گم　　پسندیدہ وہ بات ہے نزد مردم

کہ جسکے سننے سے نہ کچھہ ہو ملاطم ۔ اگر مول پوچھو ہو یہان واجبی تم

تو دل کو مین دلکی بدل بیچتا ہون

اسی ہاتھہ سے اپنی کھو یا کھو تم ۔ یہی ہے خریدار ہو یا نہو تم
محبت کے بیچ آگے ہو یا نہ ہو تم ۔ یہی مول دلکا ہے لو یا نہ لو تم

مین اسکو میان آج کل بیچتا ہون

جو باغ بلاغت کی دیکھی بہار اب ۔ لٹا کر گل آفرین صد ہزار اب
لگا دی بس انشا نی بھی یہہ پکار اب ۔ سخن کا خریدار ہو جو شمار اب

مین اوس پاس اپنی غزل بیچتا ہون

مخمس غزل میر سجاد ابہام گو

وہ جو معمار کا اکڑے کے تنا ۔ بیٹھے پتھر بھی ڈھوی پر نہ منا
تب تو پڑہتا یہہ میری دلمین ٹہنا ۔ راج اوہتا وہ ہے جس بنا کو بنا

منہدم آخر تش کرے ہی فنا

جیسا مین ویسا کوئی عاشق نہین ۔ ہے کہین عشق بہے تو صادق نہین
یاڑ ہا چیتیا ہرن بھی فائق نہین ۔ دلکی وحشت کے کوئی لائق نہین

جنگل اور بن گیا ہے سبز گہنا

مرتعش یہہ نحیف خاک سے جئے ۔ ہل ہلا تا نہ کیو نکہ رہ ہر سینے
کب تلک زخم دل کو اپنی سئی ۔ دیکھی اوسکی تیئین بناؤ کیئے

کبھی ایسا نہین بناؤ بنا

جیب و دامن جو ہی دریدہ صبح ۔ رات کی ہے یہہ نور دیدہ صبح
صاف شفاف ہی دمیدہ صبح ۔ ہے بہت لطف سی رسیدہ صبح

کس تجلی کا ہے یہہ نور چھنا

اونگلیان جو کسنی کو ایک دم سے ۔ پرورش یافتہ ہے عالم سے

طفل ساں ہٹ کری ہی ہم ہم کے / یالنی میں پلا سنو تھم کے
زادہ وہر نے نہ ایک جنا

ست مجھیو سحاب ہے یہہ دود / نہیں تاری یہہ بالو ہے موجود
جیسے پھر بھو بچہ فلک بیٹھے کود / بہار سا یہہ پہنکی ہے چرخ کبود
خود بخود ہے بہنا بخود یہہ جنا

عشق کے جن نے کی ہو منزل طے / جوں کنھیا بجائے برج میں نے
نور سی اوسکے جلوہ گر ہر شئے / آنا نحن سے کون لائق ہے
میں ہوں میں وہ وہ اور کون انا

کس پہ غصہ ہو کیجیے فریاد / کسکو جا دیجیے مبارک باد
سید انشا یہہ کہہ گئے اوستاد / مدح و ذم کسکی کیجیے سجاد
کر ہے اپنی نبی علی کی ثنا

مخمس قصیدہ مولوی حیدر علی صاحب

چون تعریف مولوی حیدر علی سندیلوی شنیدم اتفاقاً خود جناب شان بتقریبی در لکہنو آمدند فی الفور سوار شدہ رفتم و طور الکلام قصیدہ بے نقط خود بر ایشان عرض کردم بعد ازین از اوشان ہم متکلف شدم کہ می شنوم کہ جناب در عربی و فارسی و ہندی اشعار میگویند چیزے ارشاد شود فرمودند کہ کلام من کہ قابل اطمینان است ہندی ست گفتم ازین چہ بہتر باید خواند قصیدہ کہ در نعت آنحضرت فرمودہ بود صلۂ آن پیش حملۂ عرش حضرت رب العالمین است کہ روز قیامت پیش خواہند کشید حقیر بالحاح تمام قصیدہ را گرفتم از بسکہ ہیچ مفرحی نزد من باو نیرسد زیرا چہ ہر مصرعہ او گویا قطعۂ زعفرانی است برای تفریح طبع بخاطرم رسید کہ اگر تخمیس کردہ آید در جہان گذران یادگاریست مطلع قصیدہ اینست

رسول حق کا محمد نبی خیر انام / ہی فخر کون و مکان تجہہ درود و سلام

عجیب اینکہ مولانا برہم خود و طلبۃ العلم مزاحمت مند کہ لہجہ فارسی ہم یاد گرفتہ اند بعربی اشعار ہم میگویند و زبان اردو ہم در شاہجہان آباد حاصل کردہ اند و در علم موسیقی نیز کہ اصلی ہست از اصول اربعہ ریاضی دخل کلی دارند یعنی عشاق و عراق و حسینی وغیرہ خوب می سرایند گاہی پیش نغاشی کہ از شاگردان خاص ہست خیال خواندہ داد طلب میشوند قربان این شعور و بلاگردان این عقل ہرگاہ در سرودن مضائقہ نکردند در ساز زدن چہ مضائقہ چنانچہ مجلسے کہ طلبا فراہم آیند دوران میکے جوڑی بزند و دیگرے

تال دہد و یکے ساز نبوار دوگوید + انظر الیضا او میان چیرہ والی + ضیاق المجال
علیناسانون بہی اپنی کول بلاسے
ست بہر کی نینا میں چاون الجہن ہیں یہ بتایا یہ جی جان نہ بہائے

الیت مخمس موصوف

جناب مولوی حیدر علی بلند مقام
کہ زمرۂ علما لیتے ہین اوہین کا نام
کلام اون کا یہ ہے مطلع العلام
رسول حق کا محمد نبی خیر انام
ہے فخر کون و مکان تجہہ اور درود و سلام

محن وہ ذات مقدس پہ اپنی سہتے ہین
سخن سے آپ کی دریا ہر فیض بہتے ہین
سند یہ ہین یہی پڑہتے مدام رہتے ہین
خدا ملائکہ صلوات تجہہ پہ کہتے ہین
صباح و شام و مدام اور لیالی و ایام

چمن مین کہتی پہرتی ہے گلو نسیمی موج نسیم
درود در دو جو بہیجے تو ہی ثواب عظیم
بہار کہتی ہے یہ شعر واجب التعظیم
ہے امر نکو بہی صلوا و سلموا التسلیم
ہے امتثال امر واجب ہی وہی الا فہام

اگرچہ اشک مین جون سیل موج بہتا ہون
مقدر اپنی جو قسمت مین ہے سو سہتا ہون
زبان کو ہے حرکت کب خموش رہتا ہون
بموجب امر خدا مین صلوۃ کہتا ہون
کہان صلوۃ ہی سے کہان وہ عالی مقام

کسی سے کوئی جو جبار کے صفات سکے
وہ چاہیئے کہ بہر اوس دن کو کالی رات کہے
گناہگار سے کیا باعث نجات سکے
مگر حدیث مین آیا جو کوئی صلوات سکے

صلوٰۃ اوسکی ہے مقبول مفضل منعام

ظہور جملۂ عالم مین ہے یہہ سب اوسکا ٭ فرشتہ کرتے ہین مذکور جب نہ تب اوسکا
طیور سدرہ بہی رکہتی ہین ذکر اب اوسکا ٭ جو مینے عقل سے پوچہا کہ کیا سبب اوسکا

کہا کہ ملہم حق نے یہہ مجہہ کیا الہام

پڑہو درود ابہی پہر تو خیر ابل چل ہے ٭ یہسر آج جو ہے بات سو کہان کل ہے
درود آئینہ دل کو مثل صیقل ہے ٭ کہ وہ ہی مبدا اول سے نور اول ہے

اوسیکی نور سے عالم کو ہی وجود انجام

نبیؑ کی امت مرحومہ جرعۂ کوثر ٭ نہ فسخ ور سنخ سی خطرہ نہ مسنح ہونیکا ڈر
محمد عربی ہے جو اپنا پیغمبر ٭ وہ ہی نبی تہا جب آدم تہا آب و گل اندر

وہی ہوا ہی سبہی انبیا کا فص ختام

مدار آیۂ لولاک و خلقت آدم ٭ حبیب حضرت خلاق و خواجۂ عالم
ملیک و مالک و ملاک کعبۂ و زمزم ٭ وہی ہے روز جزا شافع جمیع امم

رضائی اوسکی ہے منظور خالق علام

یہ نوش ساغر وحدت سے اوسنے کی ہے مے ٭ کہ شرط شے و بلا شرط شے بشرط الشی
کئے ہین اوسنے ہی بس مرتبہ یہہ سارے طے ٭ اوسیکی حسن کا جلوہ یہان وہان بہی ہے

یہان بہی نام اوسیکا وہان بہی اوسکا نام

کیا ظہور جب اوسنی ہوئی عجائب سیر ٭ جبیر اسکو کہہ گیا گر پڑے ہزار دون دیر
رجوع نوع بشر کو ہوئی بجانب خیر ٭ یہانسے جا سے نئے محبوب وہی ہی نہ غیر

چنانچہ ایت عجیب دلیل اوسپہ تمام

پہ شعر عظمتہ اللہ مجہکو بہاتا ہے ٭ کہ جسکہڑی اسی پڑہتا ہون جین اتا ہے
عجب طرح سے یہ جملہ مزی دکہاتا ہے ٭ جو کوئی تحفہ کہ محبوب آگے لاتا ہے

محبت اوس سیتی خوش ہو یہی سبب مدام

یہہ بات سخت ہی مشکل تہی کیجئے ٹک غور ٭ جواب ویسا مدلل سوال کا سو یہہ طور

مکالمہ یہ بہم ہو چکا تو بس نے الفور
سبب یہہ کہلے کہا عقل نے کہوں کچہہ اور

تو سنئے کیجئے پہر ہو منونکی تبیین اعلام

ہوا مقولہ منقول عقل سے یہہ حصول
کہ سب درود کا پڑہنا سدا اگرچہ معمول

جو خوف صدمہ سردی ہو ہوں ہی ہی مقبول
اگرچہ شرط ادب ہے کہ اسم پاک رسول

زباں سے نکلے وضو ساتھہ یا لکہیں اقلام

وضو درود میں گو ہو نہ میرے بہائی شرط
صلوۃ خمسہ میں شارع کو ہے یہ بہائی شرط

یہی تو مجتہد وقت نے سنائی شرط
ولی نماز خدا میں طہارت آئے شرط

درود بیچ نہیں شرط اے خجستہ صیام

یہ راز سمجھی ہے وہ جو کہ ہو فنا فی اللہ
بصارت اور بصیرت ہو تب تو سوجہے راہ

عجب طرح کا یہہ مضمون بندہا کہ واہ ہے واہ
سبب جو اوسکا بیاں میں کروں خدا ہے گواہ

کہ شرح اسکی میں وقت ہے نزد ذوی افہام

بلند عرش بریں سے ہے اوسکا پایہ ہے
خدا نے نور سے اپنے اوسی بنایا ہے

پہر اوسکی سایہ ہو کیونکر وہ آپ سایہ ہے
شروع صلوۃ کہ اللہ اکبر آیا ہے

درود اوسکی ہے پایا صلوۃ فی انجام

نہیں بہم عشرت احاد میں تکرار
اگرچہ ثنات الوف آویں ہے احاد سے بکار

اسے سمجہہ لے تک ایک غور سے کہ ہیں یہ اسرار
صلوۃ واحد و رحمت بیک عدد میں شمار

حساب جفر میں ہیں متحد بلا او ہام

دلوں کو عشق کے گرمی جو دی تو نہ پایا
وہ شعلہ برق ہو کر کا ہے پہر نہ ٹہرایا

برس پڑا وہ جو بادل تہا خوب گرمایا
صلوۃ صورت احمد یہ حق نے فرمایا

یہ شان اسم کے آدمی وہ کیا جسکا نام

کرے ہے وقت سحر آفتاب جیسے طلوع
اسی طرح سے سمجہتے ہیں اوسکو اہل رجوع

زہی کمال رجوع و خضوع و فور خشوع
قعود دال ہے اور سجدہ میم حا ہے رکوع

چہارم حرف الف جا ہے سو آیا قیام

اگر عبادت رب ودود ہے منظور — تو کر خیال کہ گویا ہو نہیں اوسکی حضور
فانہ کی تخیل کو ہے یہہ بات ضرور — سمجھ کے دیکھ یہان کون ناظر و منظور

ہر ایک رمز خبر ہین اوٹھا و ولسی تمام

رکھی ہے منزل لا یعنی طریقت اور — شریعتون سے ہے کچھہ عشق کے شریعت اور
حقیقتاً جو سنو تو یہہ ہے حقیقت اور — صلوٰۃ عظمت حق ہی وہان عظمت اور

جو کوئی منکر حق ہے وہ ہی الد خصام

اگرچہ کھینچے مصور طلسم کے تصویر — وے نہ کھینچ سکے اوسکی جسم کے تصویر
تجلیات کے ہے اور قسم کے تصویر — جو کوئی پاک ہوا ویگا اسم کی تصویر

وہ یا وہی نفع عبادت ہوا اور اوسکا نام

درود کے جو موظف ہین اونکو رحمت ہے — اونہین کے واسطے آیا وہ قصر جنت ہے
یہ راز سمجھی ہے وہ شخص جسکو وقت ہے — صلوٰۃ حق سے نبی پر بمعنے رحمت ہے

لکھا ہے اسکو کتب بیچ مردمان اعلام

بیچ اوسکی ہین ہر خاص و عام عالم پر — یہ سایہ اوس کا رہے گا تمام عالم پر
وہ ذات پاک ہے رحمت تمام عالم پر — اوسکی حکم سے ہے صبح و شام عالم پر

جو ہو وہی رحمت رحمت اوپر لوٹین تمام

مجاز والے نہین جانتے حقیقت سے — لشا یہہ اونکو ہے پی ہے جنہون نے عشق کی می
ملے یہ بات ہوا جبکہ وحشت الفت سے — صلوٰۃ عبد سے معنے ہین طلب رحمت ہی

سو اسوال کے بندون سے کچھہ ہو وہی کام

جو حق پرست ہین اونکو نہین ہے مطلق بیم — سراے پیر و احمد ہے خلد و ار نعیم
درود بھیجے پر وہ کرم کریگا کریم — خدا رحیم ہے محبوب اوسکا وہ بھی رحیم

سوال رحمت پہ کیون نہ ہو گا الزام

اگرچہ مرد مسلمان کو ہے عبادت شرط — دلے نجات کو ہے اوسکی ہے عنایت شرط
رسول اپنی کے جتنے ہوئی اطاعت شرط — سوال کرنے کو کیا چاہیے طہارت شرط

سوال ایسا کہ جسکا ہمیشہ ہو ابرام

وہ رستگار ہین جو امت پیمبر ہین ۔ بشر وہ جملہ ملائک کے طرح ہی شر ہین
اونہین کے واسطے جنت مین سب بنے گہر ہین ۔ یہان تو طاہر و عاصی سبہی برابر ہین
نہین ہے فرق یہان درمیان خاص و عوام

نہ ڈر تو خوف قیامت سی کو گذر ہے وہان ۔ رسول خالق داور سارا ہبر ہے وہان
حساب کا جو وہ جہگڑا ہے مختصر ہے وہان ۔ ز بسکہ پڑہون معاصی سے کیا خطر ہے وہان
جہان صلوۃ وسیلہ ہو روز حشر قیام

قصیدہ مولوی صاحب کا تہا برائے ثواب ۔ مخمس اوسپہ ہے انشا سے ایہا الاحباب
سمجہہ کے کہتے ہین وہ دام ظلہ الوہاب ۔ نبی و آل نبی اور اوسکے سب اصحاب
درود پڑہ کے سبہو نیر کر اختتام کلام

مخمس دیگر

درین زمانہ با و نیست ہیچکس ہمسر ۔ العلم و فضل و ذکا و کمال و فہم و ہنر
تیمناً بنویسیم چند بند دگر ۔ باین خیال کہ باشد سعادتم یاور
کہ ہست شرح طلب این کلام را انجام

ببین برائے رسولم چہ شان و تکریم است ۔ کہ جبرئیل امین در مقام تسلیم است
بعرش اعظم و کرسیش فخر و تعظیم است ۔ دلیل دعوی انا احمد بلا میم است +
چہ میم شکل میم داد نہ عدد از جام

نہ است تسع بود تسع را عدد ہفدہ ۔ بلے چہار و شش و ہفت آمدش ہمرہ
بہ نہ فلک شدہ ساطع لوامع آن مہ ۔ ازین حساب محاسب شود کجا آگہ
حصول گشت ہمان ہفت دہ درین ہنگام

کہ حاصل عدد احمد و صلوۃ بود ۔ یک است و ہشت و دگر چار چار در احمد
نہ است و سہ و یک و چار در صلوۃ عدد ۔ باین دلیل کہ واو صلوۃ الف باشد

دگر چہ میطلبی والسلام والاکرام

عدد روی جعفر ہفدہ است در رحمت — چرا فزود یکے گویدت اگر جودت
بگوش ہیچ نمی خواہد اندرین دقت — نبودہ است ہمان جلوۂ اعد عظمت

دگر نہ ہم عدد احمد است رحمت تام

برس بلکہ حقیقت مساعی کہ نمود — ازین بیانہ غرض آن بزرگ را این بود
صلوٰۃ و رحمت و احمد اگر شود معدود — مساوی العدد آید ہمہ ہوا المقصود

کہ تا زیادہ شود عظم و شوکت اسلام

بروی خلق جہان غرفہ بہشت کشاد — باین وسیلہ خدا ایش جزای خیر دہاد
بحق احمد مرسل و آلہ الامجاد — اجلۂ علما را بود ہمین استاد

کنون زمغتنمات ست آن خجستہ شیام

مخمس قطعہ مرزا جان طپش کہ ترانہ سرائیدن الفاظاً بلفظ موزون کردہ بود

کیونکر مرزا جان طپش سے قارین نہ ساری بیر کرین — اوس سے یہہ قبل عام ہوا ہے جا نہی حالت غیر کرین
کیا لازم تہا کہکے یہ قطعہ دفع قشون طیر کرین — فصل بہار آئی گلشن ہین چلو طپش ٹک سیر کرین

شاخ پہ گل کے ہے ترنم ہر ایک مرغ گلستانی

سرگم پدنی لیتی ہے کویل کوئی موہنہ کو چڑائی ہین — ٹپا ٹوئی کرتے ہین بگلی الگی دہوم مچائی ہین
یہ جو ترانہ خوب بنا ہے اسکو بیٹھے گاتی ہین — لی جنکی ہے اوج ہوا پر بول یہہ اوڑتی جاتی ہین

تم در نا تم تم در نا تم دیم تنا در تا دانی

طوطی مینا کلچڑی چہانیو ہو گئی سبکو حیرانے — جانوروں کے سر پر ٹوٹا جبکہ غضب یہ سلطانی
سُرجا بین سب ڈبین لہوبین بن ڈاو رین بانی — چونڈا ہلا کر بولی بلبل ہیرے ٹٹوری ای جانی

تم دری نا تم تم دری نا تم تادر آیا تا دانی

تمام شد

آغاز دیوان بی نقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور کس کا آسرا ہو سرگروہ اس راہ کا
آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا

اہل عالم کا سہارا آسرا کس کام رکھے
ہر سحر گہ آسرا ہو اللہ اوس درگاہ کا

لو دکھاوے گا اسرار کوہ طور حمد
گرد کرد و سحر کہ سو لاکھ مہر و ماہ کا

ہو الٰہا کس طرح کا ہمکو آرام و سرور
دور کر دو سو بلا آلام اور اکراہ کا

اللہ اللہ کس طرح ہو درک اوہام و حواس
کوہ کا عالم او دہر کو طور ادہر سو کاہ کا

دم کو ہوگا مدرکہ سا ہمرہ اہل عدم
آہ اگر معلوم ہو معدوم سر ہو واہ کا

واہ ہر دم کا وہ طور وعدۂ امداد اور
رو کہا عالم اور وہ سو کہا دلاسا آہ کا

ہو اگر درکار انشا روح اور حوار ارم
ماسوا اللہ مالک کرو رد الا اللہ کا

رہ ور ہم حمد ادا کر دالم اور درد ہوا ہوا
اور سے گلکدہ ارم سر راہ ولولہ دا ہوا

کھوا اوس امر سادہ کو دل اہل سکر کو گدگدا
کہ مراد آس کا گل کھلا سر کو بہار سرا ہوا

(یعنی شگفتہ — امید)

رہا کل ہوس کا معاملہ وہ ٹہر اور رہا دہار ہوس کو سدا — وہ اودا اس لوگ وہ سارا وہ سر لاو راگ دا ہوا
کہو اوعطار ڈوا وسہام مع لوح وسدہ کہا کرو — کہ آلہ داو رداو رہیں مدد گروہ گدا ہوا

اوس اساس سلسلہ دراکو سراہ انشا اوہراوہر (یعنے تعریف کن)
کہ درود محمل مدعا مسہ صراہل دعا ہوا

دل اہل ہولاکو سرور ہوا الم اوہر اس عشق دہ ہوا — کہ علو محامد آل رسول ہوا رد ولمعہ طور ہوا
کہو مہر وعطار د وماہ وشہا کہو سدرہ کلک ورہوا — سر دوحہ آہ عدو کو رکہا سر مردک ملحد عور ہوا
کہو لوگو اوس امر دسادہ کو آمر عدہ مہر کو آگ لگا — کہ مراسم عہدہ واع کو آہ صدا آہ مرور دہور ہوا
اسہ انشا امام ہمام مدد کرو حاکم دار سلام مدد — وہم رحم حوالہ مراہل سوال کو کاس مرام طہور ہوا

کرو انشا درود کا ورد سدا سحر اور مسا کہو صل علے
کہ درود محمد عالم کل سر وکار امارد وعور ہوا

سو واہ ہو سو واہ وا او ملحد اوگا ودھلا — کہ لعل وگوہر کا لگا او ملحد اوگا وطلا
لاحال لا اور راگ گا کرو لولہ اور کو وا — سر سادہ کرہ سر دم ملا او ملحد اوگا وطلا
گو سالہ ہو کر گھاس کھا مر سوسم اور معمول کر — اس حال اور اوس حال کا او ملحد اوگا وطلا
موسم ہوا اور عد کا اور کوہ اوداکلکلا — صحرا مرا اور لہ لہا او ملحد اوگا وطلا

گردرہ طور دوا او ولمعہ انشا کو ملا
سرکار موسی کا عصا او ملحد اوگا وطلا

ملار گا کہ سر کو مسار لال ہوا — عروس لالہ کو طاوس وار حال ہوا
ہوا کہ عطر لگا اور گل کہلا ہر گاہ — وہ ماہ مالک عمر وہ دو وسال ہوا
ملا اساس علوم وکمال سو ہمکو — حوالہ امرا گو کہ ملک و مال ہوا
دلا ارم کو سدا و حلول و الا و وہ — سو کس کو علم کہ طوطا ہوا کہ لعل ہوا
صدا آہ آہ کہ ورد درود صل علے — محمد و علے آلہ محال ہوا
رہا معاملہ ہمراہ عکس اس حد کو — کہ لال لال وہ گل گورا گورا گال ہوا
گر ارادہ مالک سرور کر ماما — سماع دو لولہ وحال کا کمال ہوا

رہا معاملہ اس طور ہمدگر کہ مدام ۔۔۔ ادھر کو وعدہ ہوا اور ادھر سوال ہوا

ملا وہ ماہ کہ الحمد للہ او انشا
کہ دور لاکھ طرح عالم ملال ہوا

دل کم حوصلہ کو کہ سدا اور د رہا
المدد المدد اے معرکہ آرا کہ مدام
آہ وہ محمل سلمیٰ وہ در او وہ صحرا
ہالکہ مورد الہام رہا اور سدا
ہمدم اوسکا گلہ آلودہ دم سرد رہا
مرد اس معرکہ کا و اورس مرد رہا
کہ سدا حوصلہ اوس مرحلہ کا گرد رہا
مدرکہ در طمع آمد و آورد رہا

سحر اوس گل کو ملا عطر اور انشا سو کوس
واہ سر راہ در گلکدہ ورد رہا

ہمہ دم سر کہسار ہوا لہلہا سارا اور سرورہ کو کا
آلودہ مکر و حسد و حرص ہوا ہو صد طول امل کہہ
کرم علہ ہمہ ورہ عالم کو سلوک مسرور ہو ہر دم
حمام ہوا ہر ہوا گرم سراسر کا سہ دل دور
رحم و کرم و مہر کرو ہم ہمہ موں آکر آؤ ادھر آؤ
سو کوس او گا اور کھلا لالہ احمر اس آگ کو سلگا
کہ سر کو ملا اسطرح اور مرد کہ ہاں علم و عمل صلا
ہو سوے عمل او ولی ہم و طوار کہہ حوصلہ اعلیٰ
کہہ اوسکو تو او حور کہ دہو دہا کر ادھر الکو اسکا
آؤ کہ ملا سلسلہ کا کل سو اد وہ ہمکو دلاسا

آرام محل سارا طلا کار مرصع کرو لو لہ انشا
در طور سہا امر دکم عمر سہ آسا کا راگ کدارا

ہمکو آرام ہو دلا کس طرح
حاسد آل احمد مرسل
ہو سراسر کلام سحر و سرور
ہو اگر کام آگ کا معدوم
اور وہ کام ہو دلا کس طرح
اہل اسلام ہو دلا کس طرح
سو سر عام ہو دلا کس طرح
گرم حمام ہو دلا کس طرح

آہ او انشا مدام رم والا
آہ وہ رام ہو دلا کس طرح

سحر گل کا لہلہا سارا آہ گروہ اہل صلاح ۔۔۔ دور ہوا گل کا سہ دل کا آہ گروہ اہل صلاح

لالہ کھلا سو کوس سراسر رعد وہ ہوا کا وہ عالم
اہلا گھلا سرو ہوا اور عطرِ عروس گل کو ملا
گھور رہو مور رہ کو کا گا وہ ملگر راگ ملہار

ولولۂ دل کا معرکہ آرا آہ گروہِ اہلِ صلاح
لطمہ ہوا کا سو للکارا آہ گروہِ اہلِ صلاح
سر سر کہسار او وا او وا آہ گروہِ اہلِ صلاح

آلِ رسول اللہ سوا ہو اسرا کس کا انشا کو
اور ہو کس کا اوس کو سہارا آہ گروہِ اہلِ صلاح

او کہا کو سدا دو ورع و صلاح
راہ و رسم عمل سو کل معدوم
موسم رعد کو ہے سارا ہوا
امرد سادہ رو کو گھورا دور کو دو

وا ہوا کو سدا دو ورع و صلاح
سالکا کو سدا دو ورع و صلاح
لاسلما کو سدا دو ورع و صلاح
حال لا کو سدا دو ورع و صلاح

کس کو رحم و کرم سوا انشا
آسرا او سدا دو ورع و صلاح

حورِ عروس ہر دعا صل علے محمد
واہ وہ عالم اور ادا سہرا اہلا دلا ہوا
سلسلۂ کلام گرم اور ہوا وہ سرد و سرد
وارد معرکہ ہوا مہرۂ ماہ و مہر کو
آس مراد کا او ہرا اور اوہر کو گل کھلا
معرکہ و ہجوم دہام کا وہ محل اور اوسکا وہ
صدر صدر و رسم و راہ حاکم محکمہ ہوا
طرۂ لعل و گوہر اور سلسلہ ہار کا کھلا
صل علے محمد آل رسول کا رہا

عطر سہاگ کا لگا صل علے محمد
طور سحر سو رہ مسا صل علے محمد
وصل سہا و مہر کا صل علے محمد
اور عطارد سما صل علے محمد
گل کدہ سارا لہلہا صل علے محمد
کار مرصع و طلا صل علے محمد
مہر ملوک کا لکھا صل علے محمد
داورۂ ارم ہوا صل علے محمد
ہمکو مدام آسرا صل علے محمد

سورۂ حمد اور ورد و ورد ذکر انشا وا ہوا
واہ کرو واہ وا صل علے محمد

آمد آمد گل ہوا اور وہ سادہ رو امرد
دورِ کاسۂ مل ہوا اور وہ سادہ رو امرد

کرم کر واو مرا کہ روح ہو مسرور
وہ دو دو آہ سحر گاہ اہل درد و ولا
ہر اہل سدرہ ہمارا مدد رہا ہر دم
درود در و کرد و آہ و اصل علے
صلاح کار ہمارا ملک رہا کس کام
گدا اداد مرا آملہ حمار آسا
مدام اوسکو اٹھا وسادہ آرا رکھے
مدار کل ہمہ واعدل الا مرا

وکہاد و ہمہ موسی کو کوہ لمعہ طور
ہوا مسعود کاکل امار و و حور
وہ لوح و کلک و سما و عطارد و مہ و حور
محمد و آلہ کہ دو کہے ہو و و ر
کمال و محکمہ علم و حکم صدر صدور
کلاہ و سر کو معکوس رکھے ورع و رگور
کہ لاکھ طرح کا عالم مدام ہو معمور
لہ استعادہ اوسے الحکم عدہ المسطور

عطا کرو اسد اللہ امام انشا کو
علو حوصلہ و کاسہ مدام طہور

ہو دل آرام کا اگر وسواس
سر کوہ دواد سو سو کوس
راہ کوہ دلا دم صمصام
وارد و صادر آہوے صحرا
کر اٹھا ملال دل کا دور

اولاکر و داع درک حواس
دود دام اور لاکھ طرح ہراس
اور وہ کوہ سودہ الماس
حملہ آور اسد سراسر کاس
کہ رہا سالہا کمال اوداس

کرم اوسے گروہ اہل سلوک
وار دانشا ہوا لگا کر آس

مدر کہ طمع کہا آہ ہوا واہ حرص
سلسلہ سلوک وا مدار داگر ہو محدا
وسوسہ رہ ملام اور رہا ار عمر کم
کہے امرا عصر کو کہہ علما و سر کم

اہل کرم گدا ہوا آہ ہوا واہ حرص
طول امل کو کر عطا آہ ہوا واہ حرص
درد و الم سوا ہوا آہ ہوا واہ حرص
اور کا کہو دو آسرا آہ ہوا واہ حرص

انشا اساس عمل کو گو امرا عصر را
ہم صلحا ی رہبر آہ ہوا واہ حرص

ہمدم وام آہ راہ صراط · وہم صمصام آہ راہ صراط
وہ ملک کل یبع العمود او دہر · او دہرا و ہام آہ راہ صراط
وہ احد راہ دور ہو آسا · اور ہر گام آہ راہ صراط
کہہ ولا وار و حرم ہوکر · راہ احرام آہ راہ صراط
سہل ہوکر مرور مزدہ مکر · اہل اسلام آہ راہ صراط
مرو صالح کرام وکو طالع · سور و عام آہ راہ صراط

کہو لکر صومعہ کہہ او انشا
وہ دود دام آہ راہ صراط

ولولہ کر موحد احال اودہرا ودہر سماع · واہ در آورا دہ آحال او ہرا ودہر سماع
موسم رعد وہ ہوا گلگدہ سار لہلہا · مور ہوا در کر سدا حال اوہرا ودہر سماع
ہوکر دا موحد اکو دکرا ہو گرم ہو · اور کہو آہا آہا حال اوہرا ودہر سماع
ورع کرام کو صلاح علم کراو کو عمل · معرکہ گرم راگ کا حال اوہرا ودہر سماع

حور وامارد و سرور لہو کر انشا سر کھلا
کرد رہ عدم کو واحال او ہرا ودہر سماع

اوہرا سر کروہ اہل سلوک · سر کہسار مور ہوکر کوک
گلہ طالع آہ ہوس طور · مالک اللہ اور سم مملوک
صمد او اورا الہار حسم · کر عمل کا مسودہ محکوک
حال سر کار دل کہو سوکم · ہمرہ آہ سرد سو سو ہوک

ورہم دل کو بس کرو انشا
سکہ اوس حور کا ہوا مسکوک

ادہوا سحر او حو سرک دور سرک · دور ہو دو سرک دور سرک دور سرک

الضاً

موسم گل کا ہوا گہرا سہاگ · کا بیتہ دل کا ہوا گہرا سہاگ

حور و پری وہ اہل سدرہ کو — شمع دل دل کا ہوا گھر اسہاگ
ہر گروہ ہر گروہ پرستدہ — ہر وصل وصل کا ہوا گھر سہاگ
ہر دو کھا مردود ملی کا سہا — اور پھل کا ہوا گھر اسہاگ

لو گو انشا کو دوا م المسک دو
دام کا کل کا ہوا گھر اسہاگ

واہ وا ہر گروہ اہل کمال — وہ سما اور راگ کا وہ حال
وہ کلاہ و ردا وہ عمامہ — وہ عصا وہ صلاح وہ رومال
طول آمال اور سوء عمل — واہ ورع و سراد اکل حلال
اور شوا ہوا او اور کھو لو — سر سودا ہلا ہلا کر گال
کھو اس طرح سنگ اور سر و ا — کلمہ سبحلہ سو ساہ کمال
گاؤ سر سادہ کو دکو دکھو — سر اور سر آؤ اور لاؤ گلال

اور انشا کو دو کھو دا کھو لو
عرس اور ولولہ کرو ہر سال

اہ سوے وہ طور کا عالم — اور اوس پاہ و ور کا عالم
وہ ادا ادکھاؤ واہ کہ ہو — گرد اوس ماہ و حور کا عالم
لاؤ دار وہ دو کہ ہوا وکا — شکر راج سرور کا عالم
ملکا اوس سے معلم آسا ہو — عالم صدر الصدور کا عالم
لا کلام اللہ اور مطالعہ کر — کلک و لوح و سطور کا عالم
واہ وہ عہد وہ کلام وہ عمر — وہ رسول حضور کا عالم
واہ وہ سدرہ وہ ہوا وہ ملک — وہ مدام ظہور کا عالم

امر و سادہ رو کو کھو انشا
اور کہہ واہ حور کا عالم

طور سحر کا دولہہ کا سا حور عروس کا گل سا سوہم — لاؤ امرد کا یتہ مل کا پکو دکھلا سارا عالم

محرم گل اوس حال اور سر کا اور ہوا کش سرا
اور آہو گرد سواد دورۂ صحرا ہوکو دکھلا
لالہ کھلا سو کوس سراسر کوہ او رصحرا لال ہوا گل

آہ دلارام آہ دلارام آہ او ہمدم آہ او محرم
راہ دلا اور محمل سلما اور درا کا سلسلہ ہر دم
کو دکلام حال کرا سد مر دم کو ہلا کر گا مر گم

رعد و ہوا کا معرکہ گرما گرم رہا اور ہو رہ وہ کوکا
انشا اللہ حمد ادا کر دور ہوا کل درد والم

لاؤ عروس مدعا کہ دو سہاوماہ کو
معرکہ وداع کا وارد اگر ہو کر سلام
سدرۂ ملک ہوا دورۂ سرو آہ سرو
عکس کلاہ مالکؐ اور ملک کلاہ ملک

عطر سہاگ کا ملو کا گل ووداہ کو
سلسلۂ درا کو اور عالم گرد راہ کو
سدرہ کو کر دعا سلام اور سلام گاہ کو
آہ کلاہ آہ آہ دور کر اس کلاہ کو

اوس احد و صمد سوا الٰہ کو کدام الہ
انشا اساس دہر کو عدم اور آلہ کو
(جمیع آلہ)

سلسلہ کر کلام کا وا ہو
دل کو سوط حکا کسر ور ہوا ہ
داورا ماہ مصر اہل و لا
راحم لمع حاکم حکم عصر

سامع درد دل کو سودا ہو
وہ دل آرام گر ہمارا ہو
ملک دل کا وسادہ آرا ہو
مہر و ماہ و عطار د آسا ہو

کر موحد دعا کہ انشا کا
کار ہر دو سرا آلہا ہو

سر گروہ گدا حماک اللہ
ہو حصول مراد ہر دو سرا
کر دعا اور آل احمدؐ کا
ورد حمد و درود کر ہر دم
موسم گل ہوا اور ہو گلہ مر
رحم اللہ کا ہوا او حور

آہ کا کر عصا حماک اللہ
اوسر آکر صدا حماک اللہ
رکھ سدا آسرا حماک اللہ
کا ملا عا ملا حماک اللہ
گلکدہ لہلہا حماک اللہ
آس کا گل کھلا حماک اللہ

اہل عالم کو کہے مدام انشا
صاورا وارد احماک اللہ

دلدار آیا الحمد للہ — زوج وگل ول آورد ہمراہ
وو ولم دا وسم ہمارا — گردم ہالا ہل ورز کا سیہ ماہ
گرد سے او گرد و مہ و مہر — ہرکس کہ دارد ورد سحرگاہ
گرد او عدو با آگاہ عالم — صد آہ صد آہ صد آہ صد آہ
گر عادل داور آرد بعزارا — داود گردد مطرود درگاہ
ورد والم ہا دارد دل ہا — ورد و در عالم ہر سال و ہر ماہ
ہرکس کہ آرد آرام روحم — وردا کہ دارد ہر لمحہ اکراہ

انشا دما دم ورد و در عالم
سر کرد اسم اللہ اللہ +

من رباعیات

کس کام وہ وعدہ و مہ ولا سا اور دہوم	آہر اکہرا سہاگ کل رسم ور سوم
لعو و لگو اوا و کہا کہ ہوا	ہمکو سے کار کا ارادہ معلوم

لیخے بیہودہ

ایضاً

ہو عطر سہاگ کا لگا کر مسرور	آرام محل رکہے اسم دل کا اور حور
وہ طور دکہا کہ ہمکو کل ہو معلوم	موسے کا عالم اور وہ لمعۂ طور

ایضاً

کم ہوگا و لڈر اور کہے کا عالم	گر ورد ورود کا سلم ہر دم
رکہے آس سدا کہا کرا انشا اللہ	اللہم ارحم ارحم ارحم ارحم

مخمس

آگ لگا دگرم ہو آہ رہا سہاگ کرو	وہ کہ ڈرا و والا ہوا وسکو اکل کہرا کرو

دور کرو دورا کو سارا گلا ہوا کرو | ہمہ ملو دلو کہلو کہو لو گرہ کو وا کرو

آؤ کہلو ملو کہلو گو د کو گدگدا کرو

گوکہ مسوس کو سلگا اور ملولہ کو کہ کہا ؤ | سو لا کہ وکہ وہم وہام آؤ مکر ملو ملا ؤ
گرم رہ سلوک ہو مروہ مہر کا ہلا ؤ | دور کرو ہاگ کو لہرا سہاگ کا لگا ؤ

دکہہ کو سکہا کر آگ دور اکہہ کو ہرا سا کرو

واہ ہوا کا عالم اور موسم رعد لہہ لہا | وہر کو عطر گل ملا وا درۂ ارم مہوا
گاہ کہوا وہوا وہو گاہ کہوا ہا ا ہا | سو رہو کو کو ؤ کو و طور کمال کا دکہاؤ

گاؤ ملہار اور گرم معرکہ راگ کا کرو

ہاہر حال ہم رہو اہل سلوک ہوا گر | حاکم طور دم رہو اہل سلوک ہوا گر
گرد سر حرم رہو اہل سلوک ہوا گر | در صد ہ ہمہ رہو اہل سلوک ہوا گر

گو عالم ورود ہو سر کو اودہر کہا کرو

حامل ورود ہ ہوا محمل سرگروہ ورع | دورہ گردہ ہوا محمل سرگروہ ورع
ہمسر ورود ہ ہوا محمل سرگروہ ورع | مرحلہ گرد ہ ہوا محمل سرگروہ ورع

ولولہ سماع کو سلسلہ درا کرو

لاکہہ مراحل حد سالکو لو دکہادو اور | لاکہہ حمار دہم کو لادلادو لادو اور
کوہ علوم و حلم کو حملہ کرو ہلا دو اور | طول اہل کو سرد مہر دسو ہمل ہلا دو اور

دو کہو دکہا دو ہمکو گل اور کہو کہا کرو

وسوسہ ملال کو ہر کہوا دہر کہلو کہلو | مسلو او کا سو گدگدا ؤ گہر گرو اور رہو
وہ ہوکا دو دکہہ کو کہل کہلا دلکو لگا ہو ملو | انشا او مہر کو او اور دلا سا دلکو دو

صلح مصالحت کرو حمد و درود ادا کرو

نثر در صنعت ایضاً

الحمد للہ کہ آس مراد کا گل کہلا عطر سہاگ کا لگا کر اہلا گہلا دو ماہ رو دولہہ سا ہو گیہ

اہر و کم عمر سادہ سادہ ملک ماہر و ہمراہ ملکہ کوہر آرا وارد آرام محل ہو اسلسلہ
کاکل کا محاورہ اردو کا کھلا اور کلمہ و کلام کا دروا رہا ۵

دل کھلا انشا اور ہر شہر راگ کا لگا لگا		لاگ کا لگا لگا اور آگ کا لگا لگا

اللہ کا رحم اور رسم و رسول ادا کر اوس ہم عمر محرم اسرار دلارام کا گلگلا
گال ملا اور گدا گدا کر اوسکو کہا موہر کو کا اوجوڑ اس ملہار کا اور لہرا لہرا کر
راگ کا آہا ہا ہا اہو ہو ہو

تمام شد



شرح مائة عامل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس از مناسک تحمید و نعت صل علے / محمدؐ و علی آلہ بگو ا نشا

ثنا سے آنکہ سعادت علی عم اینش / ز لفظ خویش عنایت شود در ہمہ جا

وزیر اعظم ہندوستان و ناظم ملک / یمین دولہ بہادر سر آمد امرا

جناب عالی فرخ شیم سخے و دلیر / شجاع و صفدر و منصور مالک الروسا

خدا اش تا صد و سی سال زندگے بخشد / بحق حیدرؓ کرار و جملہ آل عبا

بسامک نظم بکش جملۂ عوامل نحو / فراغ گشت چو حاصل ز حمد و نعت و ثنا

بدان عوامل نحو است در عرب یکصد / دو تا ش معنوی و جملہ لفظے ای دانا

دربیان عامل معنوی

خلو فعل مضارع ز ناصب و جازم / ہمین معاملہ معنوی است چشم کشا

بدانکہ عامل لفظے اگر تجرد یافت / ہمان مقدمہ ابتدا است در علما

تقسیم عوامل لفظی

سماعی است و قیاسی دو قسم زان لفظے / قیاسی است ہمہ ہفت تا بفہم و بیا

کدام صفت بود اسم فاعل و مفعول ... مضاف معتبر و پس فعل مطلق ای دانا
اسم از صفت که مشبه باسم فاعل هست ... و گر چه ناصبه تمیز اسم نام مها

در بیان سیزده گانه عوامل لفظی و قیاسی

سماعی آن نود و یک که سیزده قسم است ... بیان جمله کنم در رویه فصحا

قسم اول حروف جر

چو رب و منذ و مذ و فی عدا خلا حاشا ... الی علی و من کاف و لام با حتی
عن است و تا و واو و اگر واو این همه در باب ... حروف جر نبود غیر شان دگر اصلا

دوم حروف مشبه به فعل

لعل و لیت و کان است وان ان بگو ... دگر بگو که لکن هست ای بینا
بدانکه ناصب اسم اند و رافع خبر اند ... بهر کجا که در آیند در کلام اینها
هر آنچه گفتمت او را بگوش هوش شنو ... بخوان حروف مشبه به فعل شش را

قسم سوم حروف ناصبه اسم

حروف ناصب اسم اند واو و یا و الا ... اگر چه هست و الا ایا و یا همها

قسم چهارم حروف ناصبه فعل

که است باز اذن ان و لن همین بر جا ... حروف ناصبه فعل ای سمن سیما

قسم پنجم در حروف جازم فعل

حروف جازم فعل اند ما و من مهما ... متی و ای و اذ ما حیثما ان
هم این سه و دیگر لم لما و لام امر و لای نهی ... اگر طلب شود اعلم العلما

قسم ششم اسمای ناصبه تمیز

چهارم اسم بود ناصب از پی نکره ... بشرط آنکه چو تمیز او شد آنجا

یکے عشر چو مرکب کنند با احد شش — ازان چہار بود ای مہ سپہر وکا
مراد این عشرات ست با احاد بے — نہ از برائے خبر لیس کاین است وکذا

قسم ہشتم در اسماء افعال

ز اسم فعل بدان شش شمر ازان ناصب — روید و دونک و بلہ و علیک و حیہل ہا
سہ تاش رافع اسم اند یاد کن ہیہات — بکن ملاحظہ شتان و باز سرعان را

قسم نہم در افعال ناقصہ

بدانکہ سیزدہ افعال ناقصہ باشند — جمیع ناصب اخبار و رافع اسما
چو ظل و بات و دگر لیس و ما برح ما زال — چو صار و کان و دگر اصبح و دگر امسا
دگر چہ ما انفک و ما دام و ما فتی اضحی — دگر ضحی کہ ازینہا بر آمدے برنا

قسم دہم در ما و لای مشبہ بلیس

ز ما و لائے مشبہ بلیس اے طالب — اگر خبر و ہمت ہست انسب و اولے
کہ ہر دو رافع اسم اند و ناصب خبر اند — درین سخن نبود ہیچ جای چون و چرا

قسم یازدہم در افعال مقاربہ

چو ناقص اینہمہ افعال را مقاربہ گو — کرب بود دگرش کاد و شک است عسی

قسم دوازدہم در افعال مدح و ذم

چہار تا دگر افعال مدح و ذم باشد — چو حبذا دگر ساء بئس نعم مہا
بدانکہ رافع اسماء جنس اینہمہ اند — کریم علم بہ بخشد ترا و ذہن و ذکا

قسم سیزدہم در افعال قلوب

برائے شک و یقین اند ہفت فعل دگر — ز قلب اینہمہ ناشے شوند مولانا
حسبت خلت و ظننت برای شک باشد — علمت بہر یقین لیس رأیت ای دانا

وجدت نیز یقین زعمت مشترک است — بیان شک و یقین کرده شد چنین املا
چو هر دو اسم در آید هر دو را منصوب — کنند این همه پوشیده نیست از انشا

در بیان حرف عاطفه

بل است و لاکن و حتی و واو و فا و لا — دگر چه ثم و ام و هم آمد و اما
حروف عاطفه همین ده بود حساب کن — ازین زیاده نباید است هیچکس اصلا

در بیان مفاعل پنجگانه

له و مطلق و معه و هم ابه و فیه — بدانکه هست مفاعیل پنج در دنیا

تراکیب شش گانه

درون نحو تراکیب را بود شش طور — بدان اضافی و تعداد ها است ای رعنا
دگر چه مزجی و اسنادیست و توصیفی — دگر کدام بود صوتی ای کرم فرما

در بیان انّ مکسوره

چهار جاست که مکسور انّ را خواستی — در ابتداش چو آرند باش ازان شنوا
چو بعد قول در آید [illegible] چو بعد قسم — دگر چه در خبرش لام را شنو ماوا

در بیان آنّ مفتوحه

بدانکه هیچ محل [illegible] مفتوح — چو بعد علم و لیس از ظن و بعد از لولا
چو بعد لو لیتما لیا [illegible] آمد — همین معامله مشهور هست در طلبا

در بیان اسمای منصرفه انبیا علیهم السلام

شعیب و صالح و لوط و محمد و هود است — که منصرف شود اسمای انبیا بخدا

دگر کدام بگو نوح غیر منصرف است ‌‌‌ گروه جمله پیغمبران با تقوے

در بیان الف لام

دو قسم هست الف در کلام اهل عرب ‌‌‌ بدانش زائده و غیر زائد ای دانا
زغیر زائده کن گوش و یا دگیرش زود ‌‌‌ شمرده اند ورا چار قسم اهل سنا
برای جنس دگر هست بهر استغراق ‌‌‌ چو عهد خارجی و عهد ذهنی است سما
برای حسن کلام است زائد اندر نظم ‌‌‌ به نثر نیز همین گفته بلیغان را
چو لام میم هم از بهر معرفت آید ‌‌‌ حدیث مصطفوی را بپرس از علما

در معارف پنجگانه

بدانکه پنج معارف بود میان عرب ‌‌‌ نیافت است کسے غیر شان در استقرا
بگو مضمر و مدخول لام و هم علم است ‌‌‌ دگر چه مبهم ایا عقل و ذهن را الجا

مضاف سوی همان هر چهار پنجم شناخت
کتاب نیست بود این کلید گنج انشا

تمام شد



مثنوی مرغنامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے فرض اوسکے وقت سحر / جسنے کاٹے ہین مرغ روح کے پر
تن کے کہانچہ مین کر دیا ہے بند / کہ وہ یکچند وہان رہے خورسند
مرغ زرین آفتاب فلک / نسر طائر سے لیکے تا بہ سماک
اور سکان عالم لاہوت / یاد مین اوسکے ہین سبھی مبہوت
کلغیمین جسکے ذہن کا طاؤس / خلق کرتا ہے طائر افسوس
کیا کہون وہ کہ کیا کہلاڑی ہے / اوس سے غافل ہے سو اناڑی ہے
کرکے تن مرغ روح کا ڈابچہ / جسنے ڈہانکا سپہر کا کہانچہ
حکم سے جسکے اس زمانہ مین / یعنے دنیا کے مرغ خانہ مین
رات دن ماکیان اوج سپہر / روز دیتی ہے ایک بیضہ مہر
نیند کو چھوڑ صبح ہے نزدیک / بانگ ہوتی ہے چونک صاح الدیک
دیکھہ تو کیا ہے نور کا ہے وقت / طرفہ نور وظہور کا ہے وقت
محو ذکر خدا ہین جملہ طیور / آدمی ہوکے تو کرے ہے قصور
سن نصیحت مرے بسمع قبول / تو بہی ثناسے یاد حق مین ہو مشغول

وقت سیمرغ کے یہ معلوم ہو
قاف پر بولتا ہے یا قیوم

اوٹھ کہ وقت نماز جاتا ہی
وقت راز و نیاز جاتا ہی

آگ لگ جاے تیری غیرت کو
لعنت اس تیرے آدمیت کو

مرغ جو جانور ہے دیوے اذان
اور سویا کرے تو ای انسان

نعت

کرشماے رسول راہ نما
جسکی نعلین کا ہے سایہ ہما

صلواۃ اوسپہ بھیجی جاوید
ہی جو ایک آسمان پہ مرغ سفید

گر حمایت کرے خدا اوسکے آل
نہ جمین مرغ عقل کے پر و بال

بسکہ شاہ جہان قمر تمثال
وہ سلیمان شکوہ با اقبال

مالک ملک و صاحب دیہیم
وارث تاج و تخت ہفت اقلیم

بادشہ زادہ ہمایون فر
فخر تیمور و بابر و اکبر

اور جناب وزیر آصف جاہ
جسکے اختر سے ہے زیادہ سپاہ

لڑنے بھڑنے سے ذوق رکھتے ہین
مرغ بازی کا شوق رکھتے ہین

کیون اولو العزم کو نہ بھاوے یہ رزم
یعنے ہے اسکے رزم بھی ایک بزم

شغل ہے جنکو ترک و تازے کا
کھیل ہے اونکو مرغ بازی کا

گوش دل سے یہ سن لے میری بات
ہمین ہین انبیا کے چند صفات

صبح خیزی ہے اور شجاعت ہے
اور ہمت ہے اور غیرت ہے

کیون انھون کا نہ جنگ پر ہو مزاج
صرف اس قوم کو ہی تاج کی لاج

اب مجھی بھی یہ شوق ہے اسکا
کہ سمجھتا ہون مرغ کو عنقا

قصد پالے کا جبکہ کرتا ہون
کیا ہے ڈگ لینی لینے بھرتا ہون

داب اپنے بغل مین ایک مرغا
چلتا رہے رہے قدم ہو نہین یرغا

چمنستان مین دیکھہ تاج خروس
چاہتا ہون کہ لیجے اسکو بھی چوس

مثل فولاد مرغ ہین اپنے — داد بیداد مرغ ہین اپنے
پہلوانو نکی ہین او نہون ہین صفات — لات وعزا کو توڑے اونکی لات
پاس اپنے جو مرغ ہے جاوا — ہے وہ اسفندیار کا باوا
ہے جو پٹھہ وہ سامنے ہوتا — بیٹا رستم کا زال کا پوتا
بڑہ شمو اسا جو ایک ہے پٹھا — اوسکا پاسنگ ہین ہے بندہ پالٹھا
وہین فتحیاب ہو کہ وہ ایک ہے آفت — کیا کہون اوسکی جرأت و قوت
جا ہے گر چونچ سے تو وہ سنڈا — توڑ ڈالے سپہر کا انڈا

ہین غرض خوب خوب عالی مرغ
ہے بجا کہیئے گر انہین سیمرغ

قطعہ تاریخ تعمیر حویلی علی نقی خان بہادر کہ اصل مادۂ تاریخ تصنیف کسی دیگر مصنف صاحب بود و سہ مصرعہ دیگر سید انشاء اللہ خان صاحب بہم رسانیدہ تضمین فرمودند

تا ل کے نہ سم کے نہ سُر کے — گارسے نہ عربے نہ ترکے
تاریخ کہی ہوئی یہ کسی لڑکے — حویلی علی نقی خان بہادر کے

۱۱ ۴۴

ہجو میان مصحفی من تصنیف میان انشاء اللہ خان +

بخدا وندی شخصے کہ رحیم ست و کریم است و علیم ست و حلیم است و حکیم ست و عظیم است و سلیم ست و قدیم است و شریف است و لطیف ست و خبیر است و بصیر است و نصیر است و کبیر است و رؤف است و غفور است و شکور است و ودود است و مرا خلق نمود است و بود خالق آفاق قسم میخورم اکنون کہ مرا ہیچ ز ہجو تو سروکار نبود است و لے از طرفت گشت شروع اینہمہ اقوال مزخرف شنواے مرد کہ ای ناد اندر و ہنت شا شہ عالم غزل و مثنوی پوچ تو اے دنبکی و خارجی انہ شعۂ اللطف مرجانہ ملعونہ نابونہ مردودۂ مطرودۂ مغضوبہ مقہورۂ مخذولہ کہ مجموعۂ دشنام

غلاظ ہست و شداد است گذشت از نطفہ آن بحظہ بنا چارہ ترا ہجو نمودم کہ دلم خون شدہ جوشیدہ و لبریز بود و بیچیدہ و طپیدہ و جگر آتش شدہ و سینہ سوزان من خستہ دل مضطر و حیران اندر دہنت شاشہ عالم اگر از نطفہ ابلیس نباشی دل ہیچ من سید کہ ز اولاد حسین است و نجیب الطرفین است و شریف است و نظیف است و فصیح است و بلیغ است و بود محسن بر حق کہ بجز مرحمت و لطف و کرم بخشی و تعریف کمال و صفتت پیش کسی گاہ بیان ہیچ نکردہ است و ترا بود ثنا خوان اندر دہنت شاشہ عالم شدہ اثبات کہ تو دشمن دینی و لعینے و بود انسب و بر موقع و لایق کہ ترا لعن نمایند ہمہ اہل سماوات و کسانیکہ بہرین روے زمین از امراء و نجباء و شرفاء و فصحاء و بلغاء و علماء و فقراء و فقہا و فضلا و ظرفاء و کملاء و حکماء و قبلاء و جہلاء و سفہا آنچہ تو کردی نکند زادہ مروان اندر دہنت شاشہ عالم ❊-

قطعہ تاریخ دیگر بطور استہزا

کہنے مصرع پڑھے سمجھے کا جسم ایک ہے عقل میرے اسمین گم
ایک مصرع سے بڑہ گئے ہے دم حیلی علی نقی خان بہادر دام حشمتہم

خاتمۃ الطبع

بعد حمد خدا و نعت رسول کے اوپر روشن ضمیران صبح نفس کے ظاہر ہو کہ اس زمانہ میمنت اقتران مین **کلیات انشاء اللہ خان** کہ کلیات بیمثال اور کلام شکر مقال شعرای ماضی و حال ہے اور ہر مضمون اسکا گویا الہام غیبی ہے جسکو جناب منشی سید **انشاء اللہ خان** صاحب مرحوم نے تصنیف فرمایا تھا اور ہر شعر اسکا بیمثال ہے سقم سے پاک ہے اور عیب کا اسمین کیا وہم و ادراک ہے ماہ فروری ۱۸۷۳ عیسوی مطابق شہر محرم الحرام ۱۲۹۰ ہجری بمطبع فیض منبع نامی گرامی مشہور نزدیک و دور حسب فرمایش جناب منشی **نولکشور** اوام اللہ بالفرح والسرور الی یوم النشور مین باہتمام

مقبول بارگاہ کونین منشی سید امجد حسین رضوی لکھنوی سلمہ اللہ ربہ القوی
سے زیور طبع کو پہونچکر مطالعہ ناظرین باتمکین میں در آیا فقط ❊❊

تمام شد

